

نَجْمُ الْبِلَاءِ

علامہ الیّد الشریف الرضی (طاب ثابہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ الیّد زیشان حیدر جوادی

محفوظ الہامی • مارتھن روڈ
کراچی

Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: _____ نسخ البلاغہ
مترجم: _____ علامہ السید ذیشان حیدر جوادی
پہلا ایڈیشن (ہندوستان): _____ مارچ ۱۹۹۸ء
پہلا ایڈیشن (پاکستان): _____ مارچ ۱۹۹۹ء
تعداد: _____ ۱۰۰۰
ناشر (ہندوستان): _____ تنظیم الکاتب، لکھنؤ
ناشر (پاکستان): _____ محفوظ بک اینجنسی۔ کراچی
قیمت: _____ ڈیکس ایڈیشن -/250
سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں
ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو
○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

بسمِ ناسیخ و ناسخ

”نَجِّ البلاغہ“ — بابِ مدینۃ العلم اور خطیبِ منبر سلونی کے خطبات و مکتوبات پر مشتمل محض ایک جامع کتاب ہی نہیں بلکہ اپنے اسلوبی و فکری الباد ثلاثہ کے اعتبار سے ایک مکمل جامعہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ منزلت، اس کتابِ ادبِ نصاب اور حکمتِ آب کو وحیِ ربانی اور حدیثِ رسولِ آخر زمانی سے بلاغتاً و فصاحتاً متصل ہونے کے سبب ظہور میں آئی ہے۔

لاریب، اس کتابِ منظرِ العجائب کو تحتِ کلامِ الخالق و فوقِ کلامِ المخلوق سمجھنا ایک علمی دیانت و طہارت کا النسب اظہار ہے۔

علوم و معارفِ امامیہ کی نشر و اشاعت کے ضمن میں محفوظِ بک ایک جنسی اب بین القوامی سطح پر ایک قابلِ اعتماد روایت کی حامل ہو چکی ہے۔ اسی روایت کی استواری و پاسداری میں ادارہ، بعد از فخرِ آن افضل ترین کتاب، نَجِّ البلاغہ کے ایک جدید، عام فہم اور منفرد ترجمے کی اشاعتی سعادت سے مشرف ہو رہا ہے۔

عہدِ حاضر میں یہ ترجمہ اہلِ خبر و نظر کے لیے ایک نعمت ہے اور یہ نعمت علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، مظاہر نے مرحمت فرمائی ہے۔

اس بے مثال کاوش کے توسط سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، مظاہر ایک لائق و فائق مترجم اور شراح کی حیثیت سے حرفِ و ظفر کی بزم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رئس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ مسلم لیکن پیش نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اُردو تراجم کی صف میں ایک امتیازی نوعیت سے باریاب ہوا ہے۔ اس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات و کلمات کے حوالہ جات کی تحقیقی توسیع کے باوجود احتیاط کو مقدم رکھا گیا ہے۔

مزید برآں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ اور خطبات و کلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نہج البلاغہ کی بارگاہ برکت پناہ میں، دست بہ دعا ہوں کہ وہ اپنی توجہ خاص سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مظاہ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین) میں اداۓ کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترائی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس ترجمے کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیشہ

سید اعنایت حسین

فہرست مضامین

ہجۃ البکۃ: حصہ اول

صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت
۵۹	اشعث ابن قیس کی غداری اور نفاق کا ذکر	۲۴	تخلیق کائنات - تخلیق جناب آدمؑ
۶۱	غفلت سے آگاہی، اور حق کی طرف	۲۳	انتخاب انبیائے کرام - بعثت رسول اکرمؐ
۶۱	لوٹ آنے کی دعوت	۳۵	قرآن اور احکام شرعیہ - ذکر حج بیت اللہ
۶۱	موت کی ہولناکی اور اس سے عبرت آموزی	۳۵	صفین سے واپسی پر آپ کا ایک خطبہ
۶۳	کچھ لوگوں کی طرف سے آپ کی بیعت	۳۹	خطبہ شقشقیہ
۶۳	تورنے کے بعد نہر	۴۲	لوگوں کو وعظ و نصیحت اور گمراہی سے ہدایت کی جانب راہنمائی
۶۳	فقرا کو زہاد اور سرمایہ داروں کو شفقت کی ہدایت	۳۵	وفات حضرت رسول خداؐ کے وقت جب اس اور اہل بیت نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا
۶۴	اطاعت خدا کی طرف دعوت	۴۴	طلحہ اور زبیر کی اتباع نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا
۶۴	بسر بن ابی ارقطہ کے مظالم سے تنگ آکر واپس آنے والے صحابیوں سے خطاب	۴۴	شیطان کی مذمت
۶۹	قبل از بعثت عرب کی حالت کا ذکر	۴۹	زہر کے بے میں ارشاد گرامی
۷۱	لشکر معاویہ کی انبار پر حملہ کرنے کے بعد خطاب	۴۹	اصحاب جمل کے اوصاف کا تذکرہ
۷۱	دنیا کی بے ثباتی اور زوال و آہستہ کی اہمیت کا تذکرہ	۴۹	شیطان یا شیطان صفت کے بے میں
۷۵	ضحاک بن قیس کے حملہ کرنے کے بعد لوگوں کو جہاد کیلئے آمادہ کرنے کیلئے خطاب	۴۹	میدان جمل میں اپنے فرزند محمد بن الحنفیہ سے خطاب
۷۹	حضرت عثمانؓ کے قتل کے بے میں ارشاد	۵۱	اصحاب جمل پر کامیابی کے وقت ارشاد
۷۹	عبداللہ بن عباسؓ کو زہر کی طرف دہانگی کے وقت کا ارشاد	۵۱	اہل بصرہ کی مذمت میں
۷۹	تذکرہ زمانہ کے ظلم کا اور اہل دنیا کی ۵ قسمیں	۵۲	اہل بصرہ کی ہی مذمت میں
۸۳	جنگ جمل کے موقع پر اہل بصرہ سے خطاب	۵۲	حضرت عثمانؓ کی جاگیریں واپس کرتے وقت بیعت مدینہ کے وقت بیعت کی قسمیں
۸۵	قصہ خوارج کے بعد اہل شام سے خطاب	۵۳	بیکان کیں
۸۴	تحکیم کے بے میں خطاب	۵۴	مذاقہ دار پر نا اہلوں کے بے میں بیان
		۵۹	اختلاف فتویٰ کے بے میں علماء کی مذمت اور قرآن کی مرجعیت کا ذکر

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۳۶	اہل نہروان کو ان کے انجام سے مطلع کیا	۸۹	۵۶	میں تاشیر کے وقت صفین میں صلح کے حکم کے وقت اصحاب رسول کا تذکرہ	۱۰۷
۳۷	واقعہ نہروان کے بعد اپنے فضائل اور کارناموں کا ذکر	۹۱	۵۷	ایک قابل مذمت شخص کے بارے میں	۱۰۷
۳۸	شعبہ کی وجہ تسمیہ	۹۱	۵۸	لا احکم الا اللہ کا نعرہ لگانے والوں سے خطاب	۱۰۹
۳۹	عین التمر پر حملہ کے وقت لوگوں کو نصرت پر آمادہ کرنے کے بارے میں۔	۹۱	۵۹	خوارج کی ہزیمت کے بارے میں آپ کی پیشگوئی	۱۰۹
۴۰	خوارج کے مقولہ "لا احکم الا اللہ" کے بارے میں ارشاد	۹۳	۶۰	خوارج کے قتل کے بعد آپ کا ارشاد	۱۱۱
۴۱	غدار کی مذمت اور اس کے نتائج	۹۳	۶۱	خوارج کے بارے میں ارشاد	۱۱۱
۴۲	اتباع خواہشات اور لہجی امیدوں سے ڈرایا گیا ہے	۹۵	۶۲	آپ کو قتل کی دھمکی لینے کے بعد ارشاد	۱۱۱
۴۳	اصحاب کو اہل شام سے آمادہ جنگ کرنا	۹۵	۶۳	دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	۱۱۱
۴۴	مصلحہ بن بصرہ شیبانی کی بددیانتی اور موقع سے نثار ہو جانا۔	۹۷	۶۴	نیک اعمال کی طرف سبقت کے بارے میں علم الہی کے لطیف ترین مباحث کی طرف اشارہ	۱۱۳
۴۵	انشر کی عظمت و جلال اور مذمت دنیا کے بارے میں خطاب	۹۷	۶۵	جنگ صفین میں تسلیمِ حرب کے سلسلے میں ارشاد	۱۱۵
۴۶	بر وقت روانگی شام	۹۹	۶۶	سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی کے بعد آپ کا ارشاد و گرامی	۱۱۷
۴۷	شہر کوفہ کے بارے میں	۹۹	۶۷	شہادت محمد بن ابی بکر کے بعد اپنے اصحاب کی بے رخی کے بارے میں فرماتے ہیں	۱۱۹
۴۸	کوفہ سے نکلنے وقت مقام خلیہ پر ارشاد	۹۹	۶۸	شبِ ضریت کے وقت آپ کا ارشاد و گرامی	۱۱۹
۴۹	پروردگار کی مختلف صفات اور اس کے علم کا ذکر	۱۰۱	۶۹	اہل عراق کی مذمت کے بارے میں	۱۲۱
۵۰	تباہ کن فتنوں کا ذکر اور ان کے اثرات	۱۰۱	۷۰	صلوات کی تعلیم اور صفاتِ خدا و رسول	۱۲۱
۵۱	جب معاذ کے ساتھیوں نے آپ کے ساتھیوں پر بانی بند کر دیا	۱۰۱	۷۱	مردانِ الحکم سے بصرہ میں خطاب	۱۲۵
۵۲	زہد کی ترغیب۔ زاہد کا ثواب اور مخلوقات پر خالق کی نعمتوں کا تذکرہ	۱۰۳	۷۲	جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا	۱۲۵
۵۳	شہرانی کی صفات کا تذکرہ	۱۰۵	۷۳	جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل	۱۲۵
۵۴	اپنی بیعت کا تذکرہ	۱۰۵	۷۴		
۵۵	اہل صفین سے جہاد کی اجازت دینے		۷۵		

344000
2/7/2008

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۱۹۵	رسول اکرمؐ اور اہلبیتؑ کے بارے میں	۱۰۵	۱۲۵	کا الزام لگایا	۱۲۵
۱۹۵	حوادث زمانہ کا ذکر	۱۰۶	۱۲۶	عمل صالح کی ترغیب	۱۲۶
۱۹۶	قیامت کے دن کا ذکر	۱۰۷	۱۲۷	جب سعید بن العاص نے آپ کو اپنے	۱۲۷
۱۹۹	زہد و تقویٰ کے بارے میں	۱۰۸	۱۲۸	حق سے محروم کر دیا	۱۲۸
۲۰۱	آپ کے خطبے کا ایک حصہ	۱۰۹	۱۲۹	آپ کے دعائیں و کلمات	۱۲۹
۲۰۳	رسول اکرمؐ کے اوصاف اور بنی امیہ کی تہدید	۱۱۰	۱۳۰	جنگ خوارج کے موقع پر آپ کا ارشاد گرامی	۱۳۰
۲۰۵	اسلام کی فضیلت اور اصحاب رسولؓ کی ملامت	۱۱۱	۱۳۱	عورتوں کے فطری نقائص	۱۳۱
۲۰۶	جنگ صفین کے دوران خطبہ	۱۱۲	۱۳۲	زہد کے بارے میں ارشاد گرامی	۱۳۲
۲۰۹	پیغمبرؐ کی توصیف اور بنی امیہ کے گوناگوں حالات	۱۱۳	۱۳۳	دنیا کی صفات کے بارے میں ارشاد	۱۳۳
۲۱۱	کے سلسلہ میں فرمایا	۱۱۴	۱۳۴	عجیب و غریب خطبہ غزار جس میں خلقت کے	۱۳۴
۲۱۹	پروردگار کی عظمت - ملائکہ کی رفعت اور	۱۱۵	۱۳۵	درجات اور پند و نصائح بیان کیے گئے ہیں۔	۱۳۵
۲۱۹	آخست کا ذکر	۱۱۶	۱۳۶	عمر و ابن عاص کے بارے میں	۱۳۶
۲۱۹	ارکان اسلام کے بارے میں	۱۱۷	۱۳۷	پروردگار کی ۸ صفات کا ذکر	۱۳۷
۲۱۹	مذمت و دنیا کے بارے میں	۱۱۸	۱۳۸	صفات خالق اور تقویٰ کی نصیحت	۱۳۸
۲۲۳	ملک الموت کے مروج قبض کرنے کے بارے	۱۱۹	۱۳۹	محققین اور فاسقین کی صفات کا تذکرہ	۱۳۹
۲۲۳	میں فرمایا	۱۲۰	۱۴۰	ہلک اسباب کا بیان	۱۴۰
۲۲۵	مذمت دنیا کے بارے میں	۱۲۱	۱۴۱	رسول اکرمؐ اور تبلیغ امام کے بارے میں	۱۴۱
۲۲۵	لوگوں کو نصیحت	۱۲۲	۱۴۲	معبود کے قدم اور عظمت مخلوقات کا بیان	۱۴۲
۲۲۹	طلب باران کے سلسلے میں	۱۲۳	۱۴۳	خطبہ اشباح	۱۴۳
۲۳۳	اپنے اصحاب کو نصیحت	۱۲۴	۱۴۴	قرآن مجید میں صفات پروردگار کا ذکر	۱۴۴
۲۳۳	خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد	۱۲۵	۱۴۵	جب لوگوں نے آپ کی بیعت کا ارادہ کیا	۱۴۵
۲۳۳	کرنے کے متعلق	۱۲۶	۱۴۶	بنی امیہ کے فتنہ کی طرف آگاہی	۱۴۶
۲۳۵	اپنے اصحاب کے نیک کردار افراد کے بارے	۱۲۷	۱۴۷	خداوند عالم کی حمد و ثنا - محمدؐ و آل محمدؑ کے	۱۴۷
۲۳۵	میں	۱۲۸	۱۴۸	فضائل اور مواعظ حسنہ کا ذکر	۱۴۸
۲۳۵	جہاد کی تلقین کے وقت لوگوں کے	۱۲۹	۱۴۹	رسول اکرمؐ کے فضائل و مناقب کا ذکر	۱۴۹
۲۳۵	سکوت کے موقع پر	۱۳۰	۱۵۰	پروردگار اور رسول اکرمؐ کی صفات	۱۵۰
۲۳۶	اپنی فضیلت کا ذکر	۱۳۱	۱۵۱	اپنے اصحاب اور اصحاب رسولؓ کا موازنہ	۱۵۱
۲۳۶	لیلۃ الہیہ کے بعد لوگوں سے فرمایا	۱۳۲	۱۵۲	بنی امیہ کے مظالم کی طرف اشارہ	۱۵۲
			۱۵۳	تزک دنیا اور نیرنگی عالم کی طرف اشارہ	۱۵۳

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۱۲۱	تحکیم کے منکر لوگوں سے خطاب	۲۳۹	۱۳۵	دنیا کے فتنہ ہونے کے بارے میں	۲۶۹
۱۲۳	جنگ صفین میں اپنے اصحاب سے خطاب	۲۴۱	۱۳۶	جب حضرت عمرؓ نے غزوہ فارس میں شرکت کے لیے مشورہ کیا	۲۷۱
۱۲۴	اصحاب کو آمادہ جنگ کرنا	۲۴۶	۱۳۷	بعثت پیغمبر کی غرض دنیایت کے بارے میں	۲۷۱
۱۲۵	تحکیم کو قبول کرنے کے وجوہ اور اسباب	۲۴۳	۱۳۸	طلحہ و زبیر کے بارے میں	۲۷۵
۱۲۶	بیت المال میں برابر کی تقسیم جاری کرنے پر	۲۴۵	۱۳۹	اپنی شہادت سے قبل ارشاد	۲۷۵
۱۲۷	کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا	۲۴۵	۱۴۰	زمانہ کے حوادث اور گمراہیوں کے	۲۷۷
۱۲۸	خارج کے عقائد کے رد میں فرمایا	۲۴۷	۱۴۱	گروہ کا ذکر	۲۷۷
۱۲۹	بصرہ میں برپا ہونے والے فتنوں کی حسبہ	۲۴۹	۱۴۲	فتنوں سے لوگوں کو ڈرایا	۲۷۷
۱۳۰	دیتے ہوئے فرمایا	۲۴۹	۱۴۳	گیتا ہے	۲۷۹
۱۳۱	دنیا کی بے ثباتی اور اہل دنیا کی حالت	۲۵۱	۱۴۴	خداوند عالم کی عظمت و جلالت اور ائمہ طاہرین	۲۸۱
۱۳۲	حضرت ابوذرؓ کو مدینہ سے رخصت کرتے وقت فرمایا	۲۵۳	۱۴۵	کے اوصاف کا تذکرہ	۲۸۱
۱۳۳	خلافت کو قبول کرنے کی وجہ اور والی و احکام کے اوصاف	۲۵۳	۱۴۶	گمراہوں اور منافقوں کی حالت زار کا ذکر	۲۸۳
۱۳۴	لوگوں کو بند و نصیحت اور زہد کی ترغیب	۲۵۵	۱۴۷	فضائل اہلبیت کا ذکر	۲۸۵
۱۳۵	خداوند عالم کی عظمت اور قرآن کی جلالت کا ذکر	۲۵۵	۱۴۸	چنگا دہنی عجیب و غریب خلقت کا تذکرہ	۲۸۷
۱۳۶	جب حضرت عمرؓ نے غزوہ دوم میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا	۲۵۷	۱۴۹	اہل بیتؑ کو حوادث سے آگاہ کرنا	۲۸۹
۱۳۷	جب مغیرہ ابن افسس نے حضرت عثمانؓ کی حمایت میں بولنا چاہا	۲۵۷	۱۵۰	تقویٰ کی طرف آمادہ کرنا	۲۹۳
۱۳۸	بیعت کے بارے میں	۲۵۹	۱۵۱	بعثت رسولؐ، فضیلت قرآن اور نبی امیتہ	۲۹۵
۱۳۹	طلحہ و زبیر اور اپنی بیعت کے بارے میں	۲۵۹	۱۵۲	کی حکومت کا ذکر	۲۹۵
۱۴۰	مستقبل کے حوادث کی طرف اشارہ	۲۶۱	۱۵۳	لوگوں کے ساتھ پناہ حسن سلوک	۲۹۷
۱۴۱	شوری کے موقع پر	۲۶۳	۱۵۴	خداوند عالم کی توصیف، خوف ورجاء	۲۹۹
۱۴۲	لوگوں کو غیبت سے روکتے ہوئے فرمایا	۲۶۳	۱۵۵	انبیاء کی زندگی کے متعلق	۲۹۹
۱۴۳	غیبت اور حق و باطل کا فرق	۲۶۵	۱۵۶	صفات رسولؐ، فضیلت اہل بیتؑ	۳۰۱
۱۴۴	اہل کے ساتھ احسان کا سلوک	۲۶۵	۱۵۷	تقویٰ اور اتباع رسولؐ کی دعوت کا تذکرہ	۳۰۳
۱۴۵	طلب بکرش کے سلسلہ میں	۲۶۵	۱۵۸	ایک شخص کے سوال کا جواب	۳۰۵
۱۴۶	بعثت انبیاء کا تذکرہ	۲۶۷	۱۵۹	اللہ کی توصیف، خلقت انسان اور ضروریات	۳۰۷
			۱۶۰	زندگی کی طرف راہنمائی	۳۰۷
			۱۶۱	حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ سے مکالمہ اور	۳۰۹
			۱۶۲	ان کی دامادی پر ایک نظر	۳۰۹

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۱۶۵	مور کی عجیب و غریب خلقت اور جنت	۳۱۱	۱۸۳	حالت اور شہداء مصنفین پر اظہارِ تاسف	۳۳۵
۱۶۶	کے و غریب مناظر	۳۱۹	۱۸۴	خداوند عالم کی توصیف، فضیلتِ قرآن اور تقویٰ کی وصیت	۳۵۱
۱۶۷	اتحاد و اتفاق کی دعوت اور بنو امیہ کا زوال	۳۲۱	۱۸۵	برج بن ہرطالی سے خطاب	۳۵۵
۱۶۸	حقوق و فرائض کی نگہداشت اور اللہ سے خوف	۳۲۳	۱۸۶	خداوند عالم کی عظمت و توصیف اور بعض مخلوق کا ذکر	۳۵۵
۱۶۹	کھانے کی نصیحت	۳۲۳	۱۸۷	مسائل الہیات (توحید) کے بنیادی اصول کا تذکرہ	۳۶۱
۱۷۰	جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے دستِ اطمینان سے قصاص لینے کی فرمائش کی	۳۲۳	۱۸۸	حوادثِ روزگار کا تذکرہ	۳۶۷
۱۷۱	جب اصحابِ جبلِ بصرہ کی جانب روانہ ہوئے	۳۲۵	۱۸۹	خداوند عالم کے احسانات، مرنے والوں کی حالت اور دنیا کی بے شبہائی کا تذکرہ	۳۶۷
۱۷۲	جنت قائم ہونے پر وجہِ استبشاح حق	۳۲۵	۱۹۰	ایمان اور وجوبِ ہجرت کے بارے میں	۳۶۹
۱۷۳	میران مصنفین میں جب دشمن سے دُوبدو لڑنے کا ارادہ کیا	۳۲۵	۱۹۱	حمد خدا، شانِ رسولؐ اور تقویٰ کی اہمیت	۳۷۱
۱۷۴	حمدِ خدا، یومِ شوریٰ اور قریش کے مظالم اور اصحابِ جبل کی غارتگریوں کا ذکر	۳۲۷	۱۹۲	خداوند عالم کی توصیف، تقویٰ کی نصیحت اور دُنیا اور اہل دنیا کی حالت	۳۷۵
۱۷۵	رسولِ اکرمؐ کے بارے میں اور خلافت کے حقدار کے بارے میں وضاحت	۳۲۹	۱۹۳	خطبہ قاصد - اس میں ابلیس کی مذمت، اس کے تکبر و غرور کا ذکر اور سابقہ امتوں کے وقائع اور حالات	۳۷۹
۱۷۶	طلحہ و زبیرؓ کی جنگ کے لیے بصرہ روانہ ہوتے وقت	۳۳۱	۱۹۴	صاحبانِ تقویٰ کے لڑنا اور ابنِ کواکب کی غلط فہمی کا ازالہ	۳۹۹
۱۷۷	غفلت کرنے والوں کو تنبیہ اور آپ کے علم کی جو گہرائی	۳۳۱	۱۹۵	مستفقین کی حالت کا تذکرہ	۴۰۵
۱۷۸	بند و نصیحت - قرآن کے فضائل اور ظلم کی اقسام	۳۳۳	۱۹۶	خداوند عالم کی توصیف - تقویٰ کی نصیحت اور آثارِ قیامت	۴۰۷
۱۷۹	صفین کے بعد حکمین کے بارے میں ارشاد	۳۳۹	۱۹۷	سرمکار و عالم کی مدح	۴۱۱
۱۸۰	شہادت، ایمان اور تقویٰ کے بارے میں	۳۳۹	۱۹۸	پیغمبر کے ساتھ آپ کی خصوصیات اور ان کی تعلیمات کی فضیلت	۴۱۱
۱۸۱	ذعلبِ یمانی کے خدا کو دیکھنے کے بارے میں سوال اور آپ کا جواب	۳۴۱	۱۹۹	خداوند عالم کے علم کی ہمہ گیری اور تقویٰ کے فوائد	۴۱۳
۱۸۲	اپنے افرانِ اصحاب کی مذمت میں فرمایا اس جماعت کے متعلق ارشاد جو خارج سے مل جانے کا نتیجہ کیے ہوئے تھے	۳۴۳		نماز، زکوٰۃ اور امانت کے بارے میں	
۱۸۳	خداوند عالم کی تسبیح و تقدیس - پہلی آیتوں کی				

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۲۰۱	اصحاب کو وصیت	۳۱۹	۲۳۵	جمل میں متقلد دیکھا	۳۳۵
۲۰۲	معاویہ کی عناداری کے بارے میں	۳۲۱	۲۳۵	مثنیٰ و پرہیزگار کے اوصاف	۳۳۵
۲۰۳	راہ ہدایت پر چلنے کی نصیحت	۳۲۱	۲۳۵	اللَّهُمَّ الْكَافِرُ ۝ حَتَّى زُرْتُمُ	۳۳۵
۲۰۴	جناب سیدہ کی تدفین کے موقع پر	۳۲۳	۲۳۵	المَقَابِرِ ۝ کی تلاوت کے وقت فرمایا	۳۳۵
۲۰۵	دنیا کی بے ثباتی اور زائد آخرت جہت	۳۲۳	۲۳۵	رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع	۳۳۵
۲۰۶	کرنے کیلئے فرمایا	۳۲۳	۲۳۵	عن ذكر الله کی تلاوت کے وقت	۳۳۵
۲۰۷	اپنے اصحاب کو عقوبت کے خطرات سے آگاہی	۳۲۳	۲۳۵	يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ	۳۳۵
۲۰۸	طلحہ و زبیر کی آپ پر ناراضگی کا اظہار	۳۲۵	۲۳۵	الْحَكِيمِ کی تلاوت کے وقت	۳۳۵
۲۰۹	کے موقع پر	۳۲۵	۲۳۵	ظلم و غضب سے کنارہ کشی عقل کی حالت فقر	۳۳۵
۲۱۰	میدان صفین میں بعض اصحاب کے بارے	۳۲۶	۲۳۵	اور اشعث ابن قیس کی رشوت کی پیشکش	۳۳۵
۲۱۱	میں خطاب	۳۲۶	۲۳۵	آپ کے دُعائے کلمات	۳۳۵
۲۱۲	میدان صفین میں جب امام حسنؑ تیزی سے	۳۲۶	۲۳۵	دُنیا کی بے ثباتی اور اہل قبور کی حالت بچاؤ	۳۳۵
۲۱۳	آگے بڑھے	۳۲۶	۲۳۵	آپ کے دُعائے کلمات	۳۳۵
۲۱۴	جب آپ کا لشکر تحکیم کے سلسلہ میں	۳۲۶	۲۳۵	اپنے صحابی کا ذکر جو دُنیا سے چلا گیا	۳۳۵
۲۱۵	سے کشی پر اُتر آیا	۳۲۶	۲۳۵	اپنی بیعت کے متعلق ارشاد	۳۳۵
۲۱۶	صحابی علاء بن زیاد حارثی کی عیادت کو ان کے	۳۲۶	۲۳۵	تقویٰ کی نصیحت اور موت سے خائف رہنے اور	۳۳۵
۲۱۷	گھر تشریف لے گئے	۳۲۶	۲۳۵	زہد اختیار کرنے والوں کے متعلق	۳۳۵
۲۱۸	اختلاف احادیث کے دعوہ اور اسباب اور	۳۲۶	۲۳۵	بصرہ کی طرف جاتے ہوئے ارشاد فرمایا	۳۳۵
۲۱۹	بدعتی احادیث کے احکام کے بارے میں	۳۲۶	۲۳۵	عبداللہ ابن زبیر نے جب آپ سے مال کا	۳۳۵
۲۲۰	حیث تراویح اور تَخْلِيقِ کائنات کے بارے میں	۳۲۶	۲۳۵	مطالبہ کیا	۳۳۵
۲۲۱	اصحاب کو اہل شام سے جہاد کیلئے آمادگی	۳۲۶	۲۳۵	جب جبہ بن ہبیرہ مخزومی خطبہ پڑھے	۳۳۵
۲۲۲	خداوند عالم کی عظمت اور پیغمبر کی توصیف و رحمت	۳۲۶	۲۳۵	لوگوں کے اختلاف صورت و سیرت کے	۳۳۵
۲۲۳	رسول اکرمؐ کی تعریف اور علماء کی توصیف	۳۲۶	۲۳۵	دعوہ و اسباب	۳۳۵
۲۲۴	آپ کے دُعائے کلمات	۳۲۶	۲۳۵	رسول اکرمؐ کے غسل و کفن دینے وقت	۳۳۵
۲۲۵	مقام صفین میں حکمران اور رعیت کے باہمی	۳۲۶	۲۳۵	ہجرت پیغمبرؐ کے بعد آپ سے ملحق ہونے	۳۳۵
۲۲۶	حقوق کے بارے میں	۳۲۶	۲۳۵	کے حالات کا ذکر	۳۳۵
۲۲۷	قریش کے مظالم کا تذکرہ	۳۲۶	۲۳۵	موت سے پہلے اپنے عمل میں تیز رفتاری	۳۳۵
۲۲۸	بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کے بارے میں	۳۲۶	۲۳۵	کی دعوت	۳۳۵
۲۲۹	جب طلحہ اور عبد الرحمن بن عباس کو جنگ	۳۲۶	۲۳۵	حکیم کے حالات اور اہل شام کی مذمت	۳۳۵

خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	خطبوں کے مضامین اور وجہ تسمیہ خطابت	صفحہ نمبر
۲۳۶	اکبر محمد کی توصیف اور فضائل کا ذکر	۴۵	۲۳۷	اچھے اصحاب کو آمادہ جنگ کرنے کیلئے فرمایا	۴۷
۲۳۷	جب آپ کو مقام شمع جلنے کیلئے کہا گیا	۴۷			

ہجۃ الکلیفۃ: حصہ دوم مکاتیب و رسائل فرامین و مہود وصایا و نصائح

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت		۲۲	عبداللہ ابن عباس کے نام	۵۰۵
	اہل کوفہ کے نام	۴۸۳	۲۳	ابن لہجہ کے حملہ کے بعد حضرت کی وصیت	۵۰۵
۲	جنگ جمل کے خاتمہ پر اہل کوفہ کے نام	۴۸۵	۲۴	جنگ صفین کی واپسی پر اوقاف کے متعلق وصیت	۵۰۷
۳	قاضی شریح بن الحارث کے نام	۴۸۵	۲۵	صدقات جمع کرنے والوں کو ہدایت	۵۰۷
۴	عثمان بن حنیف کے نام	۴۸۷	۲۶	صدقات کی جمع آوری کرنے والے کا نئے کے نام	۵۱۱
۵	آذر باجان کے عامل اشعث بن قیس کے نام	۴۸۷	۲۷	محمد بن ابی بکر کے نام	۵۱۳
۶	معاویہ کے نام	۴۸۹	۲۸	معاویہ کے ایک خط کا جواب	۵۱۵
۷	معاویہ ہی کے نام	۴۸۹	۲۹	اہل بصرہ کے نام	۵۲۱
۸	جریر ابن عبداللہ بجلي کے نام	۴۹۱	۳۰	معاویہ کے نام	۵۲۱
۹	معاویہ کے نام	۴۹۱	۳۱	جنگ صفین سے واپسی پر امام حسن کو	
۱۰	معاویہ ہی کے نام	۴۹۳		وصیت	۵۲۳
۱۱	اپنے لشکر کو دشمن کی طرف روانہ کرتے وقت	۴۹۵	۳۲	معاویہ کے نام	۵۲۳
۱۲	مقتل بن قیس ریاحی کے نام	۴۹۵	۳۳	قثم بن عباس عامل مکہ کے نام	۵۲۳
۱۳	اپنے ایک سردار کے نام	۴۹۷	۳۴	محمد بن ابی بکر کے نام	۵۲۳
۱۴	اپنے لشکر کو جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے	۴۹۷	۳۵	عبداللہ ابن عباس کے نام	۵۲۵
			۳۶	اپنے بھائی عقیل کے خط کے جواب میں خط	۵۲۵
۱۵	دشمن سے دُور ہوتے وقت دعا یہ کلمات	۴۹۹	۳۷	معاویہ کے نام	۵۲۷
۱۶	جنگ کے موقع پر فوج کو ہدایت	۴۹۹	۳۸	مالک اشتر کی ولایت کے موقع پر	
۱۷	معاویہ کے ایک خط کا جواب	۵۰۱		اہل مصر کے نام	۵۲۹
۱۸	عالم بصرہ عبداللہ ابن عباس کے نام	۵۰۱	۳۹	عمرو بن العاص کے نام	۵۲۹
۱۹	اپنے ایک عہدہ دار کے نام	۵۰۳	۴۰	اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن عباس کے نام	۵۵۱
۲۰	زیاد ابن ابیہ کے	۵۰۳	۴۱	" " "	۵۵۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۴۲	عمر ابن ابی سلمہ مخزومی کے نام	۵۵۵	۶۰۳	تمام حکام کے نام	۶۰۳
۴۳	مصلحہ بن ہیرو شیبانی کے نام	۵۵۵	۶۰۵	مکمل بن زیاد النخعی کے نام	۶۰۵
۴۴	زیاد بن ابیہ کے نام	۵۵۵	۶۰۵	اہل بصرہ کے نام	۶۰۵
۴۵	عثمان بن حنیف عامل بصرہ کے نام	۵۵۷	۶۰۷	عالم کردہ ابو موسیٰ اشعری کے نام	۶۰۷
۴۶	ایک عامل کے نام	۵۶۵	۶۰۹	معاویہ کے خط کے جواب میں	۶۰۹
۴۷	ابن الحکم کے حملہ کے بعد حسنین علیہ السلام کو وصیت	۵۶۵	۶۱۱	معاویہ کے ہی نام	۶۱۱
۴۸	معاویہ کے نام	۵۶۷	۶۱۳	عبد اللہ بن عباس کے نام	۶۱۳
۴۹	معاویہ ہی کے نام	۵۶۹	۶۱۳	ملکہ کے عامل قثم بن عباس کے نام	۶۱۳
۵۰	سپر سالاروں کے نام	۵۶۹	۶۱۵	جناب سلمان فارسی کے نام	۶۱۵
۵۱	خراج وصول کرنے والوں کے نام	۵۷۱	۶۱۷	حارث ہمدانی کے نام	۶۱۷
۵۲	شہر بلاد کے امرائے نام	۵۷۱	۶۱۹	عالم مدینہ سہیل بن حنیف انصاری کے نام	۶۱۹
۵۳	مالک بن اشتر نخعی کے نام	۵۷۳	۶۱۹	منذر بن جارد عجمی کے نام	۶۱۹
۵۴	طلحہ دزبیر کے نام	۵۹۷	۶۲۱	عبد اللہ بن عباس کے نام	۶۲۱
۵۵	معاویہ کے نام	۵۹۹	۶۲۱	معاویہ کے نام	۶۲۱
۵۶	شریح بن ابی کوآپ کی وصیت	۵۹۹	۶۲۱	ربیعہ اور اہل یمن کے مابین معاہدہ	۶۲۱
۵۷	اہل کوفہ کے نام مدینہ سے بصرہ		۶۲۳	معاویہ کے نام	۶۲۳
	جلتے وقت	۶۰۱	۶۲۳	عبد اللہ بن عباس کے نام	۶۲۳
۵۸	تمام شہروں کے باشندوں کے نام	۶۰۱	۶۲۳	عبد اللہ بن عباس کو آپ کی وصیت	۶۲۳
۵۹	اسود بن قطیبہ کے نام	۶۰۳	۶۲۵	ابو موسیٰ اشعری کے خط کا جواب	۶۲۵
۶۰	فرج کی گذرگاہ میں واقع علاقوں کے		۶۲۵	سپر سالاروں کے نام	۶۲۵

نہج البلاغۃ: حصہ سوم بحوالہ مع الکلام کلمات وحکمت

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	فتنہ و فساد سے علیحدگی	۶۳۹	۶	خود پسندی	۱۱
۲	ذلت نفس	"	۷	صدقہ و اعمال انسان	۱۲
۳	عیوب و محاسن	"	۸	انسانی حالتے	۱۳
۴	چند اوصاف	"	۹	علم الاجتماع کا نکتہ	۱۴
۵	علم و ادب	"	۱۰	حسن معاشرت	۱۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۶	تدبیر کی بے چارگی	۴۲	۱۹	اجرو ثواب	۶۹	۱۵۱	ناکامی کا خیال نہ کرو	۶۵۱
۱۷	خضاب	۴۳	۲۰	بندہ کا خدا سے راضی ہونا	۷۰	"	افراط و تفسریت	"
۱۸	غصہ جانبداری	۴۴	۲۱	قابلِ مبارکبا	۷۱	"	کمال عقل	"
۱۹	طول امل	۴۵	۲۲	مومن و منافق	۷۲	"	زمانہ کا رویہ	"
۲۰	پاس مروت	۴۶	۲۳	احسان گناہ	۷۳	"	پیشوا کے اوصاف	"
۲۱	شرم و حیا	۴۷	۲۴	قدر ہر کس بقدر ہمت اوست	۷۴	"	ایک ایک سانس مر	"
۲۲	حق سے محرومی	۴۸	۲۵	حزم و احتیاط	۷۵	"	کی طرف ایک ایک قدم ہے	"
۲۳	عمل اور نسب	۴۹	۲۶	شریف و رزیل	۷۶	"	رفتاری و گذشتگی	"
۲۴	دستگیری	۵۰	۲۷	دل و حشر پسند	۷۷	"	آغاز و انجام	"
۲۵	مہلت	۵۱	۲۸	خوش بختی	۷۸	"	ضرر کا بیان	"
۲۶	بات چپ نہیں کہتی	۵۲	۲۹	عفو و درگزر	۷۹	۱۵۳	قضا و قدر الہی	۶۵۳
۲۷	ہمت نہ چھوڑو	۵۳	۳۰	سخاوت کے معنی	۸۰	"	حرف حکمت	"
۲۸	اخلائے زہد	۵۴	۳۱	عقل جیسی کوئی دولت نہیں ہے	۸۱	۱۵۵	سراپہ حکمت	۶۵۵
۲۹	موت	۵۵	۳۲	صبر کی دو قسمیں	۸۲	"	انسان کی قدر و قیمت	"
۳۰	پروردہ پوشی	۵۶	۳۳	فقر و غنا	۸۳	"	پانچ نصیحتیں	"
۳۱	ایمان کے ۴ ستون:	۵۷	۳۴	فتناعت	۸۴	۱۵۷	مدح سرائی	۶۵۷
۳۲	عدل، جہاد، صبر، یقین	۵۸	۳۵	مال و دولت	۸۵	"	بقیۃ الشیف (تلوار)	"
۳۳	نیکی و بدی	۵۹	۳۶	ناصح کی تلخ بیانی	۸۶	"	ہمدانی	"
۳۴	میں نہ روی	۶۰	۳۷	زبان کی درندگی	۸۷	"	بڑوں کا شورہ	"
۳۵	ترک آرزو	۶۱	۳۸	عورت ایک بچھو ہے	۸۸	"	استغفار	"
۳۶	مرحمانہ مرنج	۶۲	۳۹	احسان کا بدلہ	۸۹	"	ایک لطیف استنباط	"
۳۷	طول امل	۶۳	۴۰	سفارش	۹۰	۱۵۹	اللہ سے خوش معاملگی	۶۵۹
۳۸	تعظیم کا ایک طریقہ	۶۴	۴۱	دنیا و الوں کی غفلت	۹۱	"	پروا علم	"
۳۹	امام حسنؑ کو نصیحت	۶۵	۴۲	دوستوں کو کھونا	۹۲	"	دل کی خستگی	"
۴۰	فرائض کی اہمیت	۶۶	۴۳	نااہل سے سوال	۹۳	"	علم بے عمل	"
۴۱	دانا و نادانا	۶۷	۴۴	سائل کو ناکام نہ پھیرو	۹۴	"	فتنہ کی تفسیر	"
۴۲	عاقبت و احسن	۶۸	۴۵	عفت و مشکر	۹۵	۱۶۱	خیر کا شریح	۶۶۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۹۵	معیار عمل	۱۲۱	۱۲۱	دو عمل	۱۲۱	۱۲۱	فصلیت علم، آپ کا ارشاد الہی	۱۲۱
۹۶	معیار تقرب	۱۲۲	۱۲۲	ان کے پاس زدیکین والی آنکھ	۱۲۲	۱۲۲	جانب کبیل بن زبیر	۱۲۲
۹۷	ایک خارجی کی عبادت	۱۲۳	۱۲۳	اور نہ سمجھنے والی عقل	۱۲۳	۱۲۳	تأمر و سخن گفتہ باشد	۱۲۳
۹۸	روایت و روایت	۱۲۴	۱۲۴	چند صفات حمید	۱۲۴	۱۲۴	تدوین شناسی	۱۲۴
۹۹	إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ	۱۲۵	۱۲۵	غیرت مردوزن	۱۲۵	۱۲۵	پند و موعظت	۱۲۵
۱۰۰	رَاجِعُونَ کی تفسیر	۱۲۶	۱۲۶	حقیقی اسلام	۱۲۶	۱۲۶	انجاس ام آخر	۱۲۶
۱۰۱	جواب مدح	۱۲۷	۱۲۷	تعجب انگیز چیزیں	۱۲۷	۱۲۷	نیستی و بربادی	۱۲۷
۱۰۲	حاجت روائی	۱۲۸	۱۲۸	کوئی ای عمل کا نتیجہ	۱۲۸	۱۲۸	صبر و شکیبائی	۱۲۸
۱۰۳	ایک پیشین گوئی	۱۲۹	۱۲۹	بہار و خزاں میں احتیاط	۱۲۹	۱۲۹	عمل اور اس پر ضمانت دی	۱۲۹
۱۰۴	۲ ناسازگار روشن	۱۳۰	۱۳۰	عظمت جنات	۱۳۰	۱۳۰	کا گناہ	۱۳۰
۱۰۵	نوف بکالی کا بیان	۱۳۱	۱۳۱	مرنے والوں سے خطاب	۱۳۱	۱۳۱	عہد و پیمان	۱۳۱
۱۰۶	فرائض کی پابندی	۱۳۲	۱۳۲	دنیا کی ستائش	۱۳۲	۱۳۲	معرفت امام	۱۳۲
۱۰۷	دین سے بے مثنائی	۱۳۳	۱۳۳	فرشتے کی مدد	۱۳۳	۱۳۳	پند و نصیحت	۱۳۳
۱۰۸	غیر مفید علم	۱۳۴	۱۳۴	بے شبہائی دنیا	۱۳۴	۱۳۴	برائی کا بدلہ بھلائی	۱۳۴
۱۰۹	دل کی حالت	۱۳۵	۱۳۵	دوستی کی شرائط	۱۳۵	۱۳۵	مواقع تہمت	۱۳۵
۱۱۰	مرکز ہدایت	۱۳۶	۱۳۶	چار چیزیں	۱۳۶	۱۳۶	جانب داری	۱۳۶
۱۱۱	حاکم کے اوصاف	۱۳۷	۱۳۷	بعض عبادات کی تشریح	۱۳۷	۱۳۷	خود رانی	۱۳۷
۱۱۲	سہل ابن حنیف	۱۳۸	۱۳۸	صدقہ	۱۳۸	۱۳۸	راز داری	۱۳۸
۱۱۳	محبت اہل بیت	۱۳۹	۱۳۹	دریا و لی	۱۳۹	۱۳۹	فقر و ناداری	۱۳۹
۱۱۴	پسندیدہ اوصاف	۱۴۰	۱۴۰	رزق و روزی	۱۴۰	۱۴۰	حق کی ادائیگی	۱۴۰
۱۱۵	خوش گمانی و بدگمانی	۱۴۱	۱۴۱	کفایت شعاری	۱۴۱	۱۴۱	اطاعت مخلوق	۱۴۱
۱۱۶	مزاج پر سی کا جواب	۱۴۲	۱۴۲	راحت و آسودگی	۱۴۲	۱۴۲	حق سے دستبرداری	۱۴۲
۱۱۷	ابتلا و آزمائش	۱۴۳	۱۴۳	میل و محبت	۱۴۳	۱۴۳	خود پسندی	۱۴۳
۱۱۸	دوست و دشمن	۱۴۴	۱۴۴	ہم و غنم	۱۴۴	۱۴۴	قرب موت	۱۴۴
۱۱۹	فصحت کھونے کا نتیجہ	۱۴۵	۱۴۵	صبر بقدر مصیبت	۱۴۵	۱۴۵	صبح کا اُجلا	۱۴۵
۱۲۰	وینا شل ایک سانپ	۱۴۶	۱۴۶	عمل بے روح	۱۴۶	۱۴۶	توبہ میں مشکلات	۱۴۶
	قریش کی خصوصیات	۱۴۷	۱۴۷	صدقہ و زکوٰۃ	۱۴۷	۱۴۷	حرص و طمع	۱۴۷

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۷۲	جہل و نادانی	۱۹۸	۱۹۸	خارج کا نعرہ	۲۲۵	۲۲۵	حسد کون؟	۲۲۵
۱۷۳	مشورہ	۱۹۹	۱۹۹	عوام	۲۲۶	۲۲۶	طمع	۲۲۶
۱۷۴	نیت کا روزہ	۲۰۰	۲۰۰	تماشائی	۲۲۷	۲۲۷	ایمان کی تعریف	۲۲۷
۱۷۵	خوف کا علاج	۲۰۱	۲۰۱	محافظ فرشتے	۲۲۸	۲۲۸	غم دنیا اختیار نہ کرو	۲۲۸
۱۷۶	سردار کی علامت	۲۰۲	۲۰۲	بجواب طلحہ و زبیر	۲۲۹	۲۲۹	قناعت اختیار کرو	۲۲۹
۱۷۷	بدی سے روکنے کا طریقہ	۲۰۳	۲۰۳	موت کی گرفت	۲۳۰	۲۳۰	شرکت اختیار نہ کرو	۲۳۰
۱۷۸	دل کی صفائی	۲۰۴	۲۰۴	کفرانِ نعمت	۲۳۱	۲۳۱	عدلی و احسان	۲۳۱
۱۷۹	ضد اور پٹ دھری	۲۰۵	۲۰۵	علم کا ظرف	۲۳۲	۲۳۲	اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے	۲۳۲
۱۸۰	طمع	۲۰۶	۲۰۶	حلم و صبر	۲۳۳	۲۳۳	دعوتِ جنگ زدینا	۲۳۳
۱۸۱	دورانِ لیشی	۲۰۷	۲۰۷	بردباری کا اظہار	۲۳۴	۲۳۴	عورت و مرد کی صفات	۲۳۴
۱۸۲	خاموشی و گویائی کا محل	۲۰۸	۲۰۸	نفس کا محاسبہ	۲۳۵	۲۳۵	عاقل و جاہل	۲۳۵
۱۸۳	دو مختلف دعوتیں	۲۰۹	۲۰۹	مظلوموں پر احسان	۲۳۶	۲۳۶	دنیا کی بے قدری	۲۳۶
۱۸۴	یعتیں	۲۱۰	۲۱۰	آخرت کی منزل	۲۳۷	۲۳۷	عبادت کی قسمیں	۲۳۷
۱۸۵	صدقِ بیان	۲۱۱	۲۱۱	کلمہ حکمت	۲۳۸	۲۳۸	عورت کی بُرائی	۲۳۸
۱۸۶	ظلم کا انجام	۲۱۲	۲۱۲	خود پسندی	۲۳۹	۲۳۹	قابل و عیب جوئی	۲۳۹
۱۸۷	چل چلاؤ کا وقت	۲۱۳	۲۱۳	صبر و تحمل	۲۴۰	۲۴۰	غصہ ہی پتھر	۲۴۰
۱۸۸	حق سے روگردانی	۲۱۴	۲۱۴	نری و ملائمت	۲۴۱	۲۴۱	ظالم و مظلوم	۲۴۱
۱۸۹	صبر	۲۱۵	۲۱۵	مخالفتِ حیا	۲۴۲	۲۴۲	خوفِ خدا	۲۴۲
۱۹۰	معیارِ خلافت	۲۱۶	۲۱۶	ظلم و نیت	۲۴۳	۲۴۳	جوابات کی کثرت	۲۴۳
۱۹۱	دنیا کی حالتِ زار	۲۱۷	۲۱۷	نشیب و فراز	۲۴۴	۲۴۴	شکر و سپاس	۲۴۴
۱۹۲	دوسروں کا حق	۲۱۸	۲۱۸	حسد	۲۴۵	۲۴۵	خواہشات کی کمی	۲۴۵
۱۹۳	خوش دلی و بد دلی	۲۱۹	۲۱۹	طمع و حرص	۲۴۶	۲۴۶	کفرانِ نعمت	۲۴۶
۱۹۴	غصہ اور انتقام	۲۲۰	۲۲۰	بدگمانی	۲۴۷	۲۴۷	جہدِ بکرم	۲۴۷
۱۹۵	انجامِ دنیا اور انجامِ لذاتِ دنیا	۲۲۱	۲۲۱	بندگانِ خدا پر ظلم	۲۴۸	۲۴۸	حسن ظن	۲۴۸
۱۹۶	عبرت کی قدر و قیمت	۲۲۲	۲۲۲	چشم پوشی	۲۴۹	۲۴۹	نفس کا علاج	۲۴۹
۱۹۷	دلوں کی خستگی	۲۲۳	۲۲۳	شرم و حیا	۲۵۰	۲۵۰	خدا شناسی	۲۵۰
		۲۲۴	۲۲۴	چند اوصاف	۲۵۱	۲۵۱	تلخی و شیرینی	۲۵۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۵۲	فرائض کے حکم و مصالح	۲۶۷	۲۶۷	مستقبل کی فکر	۲۶۷	۲۶۷	بے وقوف کی مصاحبت	۲۶۷
۲۵۳	جھوٹی قسم	۲۶۸	۲۶۸	دوستی و دشمنی میں احتیاء	۲۶۸	۲۶۸	مغرب مشرق کا فاصلہ	۲۶۸
۲۵۴	امور خیر کی وصیت	۲۶۹	۲۶۹	عمل دنیا و عمل آخرت	۲۶۹	۲۶۹	تین دوست اور تین دشمن	۲۶۹
۲۵۵	غیظ و غضب	۲۷۰	۲۷۰	خانہ کعبہ کے زیور	۲۷۰	۲۷۰	ایذارسانی	۲۷۰
۲۵۶	حسد	۲۷۱	۲۷۱	بیت المال کی چوری	۲۷۱	۲۷۱	عشرت و بصیرت	۲۷۱
۲۵۷	حاجت روائی	۲۷۲	۲۷۲	احکام میں ترمیم	۲۷۲	۲۷۲	جھگڑوں سے پرہیز	۲۷۲
۲۵۸	صدقہ	۲۷۳	۲۷۳	تقدیر و تدبیر	۲۷۳	۲۷۳	قوبہ	۲۷۳
۲۵۹	وفاداری و غداری	۲۷۴	۲۷۴	علم و یقین	۲۷۴	۲۷۴	حساب و کتاب	۲۷۴
۲۶۰	ابستلاؤ آزمائش	۲۷۵	۲۷۵	طبع و حرص	۲۷۵	۲۷۵	فائدہ	۲۷۵
تشریح طلبہ کلام								۲۷۶
۱	ظہور حجت	۲۷۶	۲۷۶	ظاہر و باطن	۲۷۶	۲۷۶	محتاج و دعا	۲۷۶
۲	خطیب ماہر	۲۷۷	۲۷۷	ایک قسم	۲۷۷	۲۷۷	ابنائے دنیا	۲۷۷
۳	لڑائی جھگڑا	۲۷۸	۲۷۸	مفسد عمل	۲۷۸	۲۷۸	خدا کا فرستادہ	۲۷۸
۴	شوہر کے انتخاب کا حق	۲۷۹	۲۷۹	فرائض کی اہمیت	۲۷۹	۲۷۹	غیر مذکورہ زمانہ میں کرتا	۲۷۹
۵	ایمان	۲۸۰	۲۸۰	آخرت کی تیاری	۲۸۰	۲۸۰	پاسبان زندگی	۲۸۰
۶	دین ظنون	۲۸۱	۲۸۱	عقل کی راہبری	۲۸۱	۲۸۱	مال سے لگاؤ	۲۸۱
۷	عازب کی تعریف	۲۸۲	۲۸۲	غفلت کا پردہ	۲۸۲	۲۸۲	دوستی و قرابت	۲۸۲
۸	کامیابی کی امید	۲۸۳	۲۸۳	عالم و جاہل	۲۸۳	۲۸۳	ظن مومن	۲۸۳
۹	میدان جنگ	۲۸۴	۲۸۴	قطع عذر	۲۸۴	۲۸۴	ایمان کا مل	۲۸۴
۲۶۱	بے وفاساھی	۲۸۵	۲۸۵	طلب مہلت	۲۸۵	۲۸۵	جھوٹ کا انجام	۲۸۵
۲۶۲	حارث ابن حوط	۲۸۶	۲۸۶	میرادین	۲۸۶	۲۸۶	دلوں کی حالت	۲۸۶
۲۶۳	مصاحب سلطان	۲۸۷	۲۸۷	قضا و قدر	۲۸۷	۲۸۷	قرآن کی جامعیت	۲۸۷
۲۶۴	حسن سلوک	۲۸۸	۲۸۸	عہد سے محرومی	۲۸۸	۲۸۸	پتھر کا جواب پتھر ہے	۲۸۸
۲۶۵	کلام حکماء	۲۸۹	۲۸۹	ایک نئی بھائی کی تعریف	۲۸۹	۲۸۹	خط کی دیدہ زیبی	۲۸۹
۲۶۶	ایمان کی تعریف	۲۹۰	۲۹۰	ترک معصیت	۲۹۰	۲۹۰	لیسوب المؤمنین	۲۹۰
		۲۹۱	۲۹۱	تعزیت	۲۹۱	۲۹۱	ایک یہودی کا طنز	۲۹۱
		۲۹۲	۲۹۲	قبر رسول پر	۲۹۲	۲۹۲	غلبہ کا سبب	۲۹۲
							نفس و فلق کا خوف	۲۹۳

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
۴۶۵	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۳۴۴	مدح میں حد اعتدال	۳۴۰	طرز سوال	۳۴۴	۳۲۰
"	جہاد کی تعریف	۳۴۵	بڑا کتا	۳۳۸	ایک مشورہ	"	۳۲۱
"	حق و باطل کا نتیجہ	۳۴۶	لپٹے اور بڑے اوصاف	۳۴۹	مردوں پر گریہ کرنا	"	۳۲۲
"	امید و یاس	۳۴۷	ظالم کی علامتیں	۳۵۰	خوارج نہروان	۴۴۷	۳۲۳
"	بخل (کنجوسی)	۳۴۸	سختی کے بعد آسانی	۳۵۱	خدا کی نافرمانی سے ڈرو	"	۳۲۴
۴۶۷	رزق و روزی	۳۴۹	زن و فرزند سے لگاؤ	۳۵۲	محمد ابن ابی بکر کی موت	"	۳۲۵
"	زندگی و موت	۳۵۰	عیب جوئی	۳۵۳	عذر پذیری کی حد	"	۳۲۶
"	زبان کی نگہداشت	۳۵۱	تہنیت نسرزند	۳۵۴	غلط طریقہ سے کامیابی	"	۳۲۷
"	سکرت	۳۵۲	دولت کے آثار	۳۵۵	فقر کا حصہ	"	۳۲۸
"	معصیت و اطاعت خدا	۳۵۳	رزق کی رسائی	۳۵۶	عذر خواہی	۴۴۹	۳۲۹
"	دنیا داری جہالت ہے	۳۵۴	تعزیت	۳۵۷	نعمت کا صبر و حیا	"	۳۳۰
۴۶۹	دنیا کی حقارت	۳۵۵	نعمت و نفعت	۳۵۸	اولے فرض کا موقع	"	۳۳۱
"	جوینہ یا بندہ	۳۵۶	اصلاح نفس	۳۵۹	بادشاہ کی حیثیت	"	۳۳۲
"	نیکی اور بدی	۳۵۷	بدگمانی	۳۶۰	مومن کے اوصاف	"	۳۳۳
"	سب سے بڑی نعمت	۳۵۸	دعا کا طریقہ	۳۶۱	فریب آرزو	"	۳۳۴
"	حب و لب	۳۵۹	عزت کی نگہداشت	۳۶۲	دو حصے دار	"	۳۳۵
۴۶۹	مومن کے اوقات	۳۶۰	موقع و عمل	۳۶۳	وعدہ دہائی	۴۵۱	۳۳۶
"	زہد دنیا	۳۶۱	بے فائدہ سوال	۳۶۴	بے عمل کی دعا	"	۳۳۷
۴۷۱	۳ امر دشمن گفتہ باشد	۳۶۲	پسندیدہ صفاتیں	۳۶۵	علم کی دو قسمیں	"	۳۳۸
"	طلب دنیا	۳۶۳	علم و عمل	۳۶۶	رائے کی درستی	"	۳۳۹
"	بات کا اثر	۳۶۴	تغییر و انقلاب	۳۶۷	پاک ایمانی اور شکر	"	۳۴۰
"	قناعت	۳۶۵	ثواب و عقاب	۳۶۸	ظالم و مظلوم	"	۳۴۱
"	زمانہ ۲ و فوں کا نام ہے	۳۶۶	آئیو لے دور کی پیش گوئی	۳۶۹	بڑی دولت مندی	"	۳۴۲
"	بہترین خوشبو	۳۶۷	دنیا و آخرت	۳۷۰	کچھ لوگوں کی حالت	"	۳۴۳
"	فخر و سہ بلندی	۳۶۸	تقویٰ و پرہیزگاری	۳۷۱	دنیا و آخرت کا خسارہ	۴۵۳	۳۴۴
"	فرزند و پدر کے حقوق	۳۶۹	دین و دنیا کا قیام	۳۷۲	گناہوں سے درماندگی	"	۳۴۵
۴۷۳	با اثر اور بے اثر	۳۷۰	ہدایت کا راستہ	۳۷۳	آبرو کا سورا	"	۳۴۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۴۰۱	اخلاق میں ہم آہستگی	۴۲۴	۴۵۴	اللہ کا شکوہ	۴۲۵	۴۰۲	اپنی اوقات میں رہو	۴۲۸
۴۰۲	طلب الکل فوت الکل	۴۲۹	۴۵۵	روز عید	۴۲۹	۴۰۳	لاَحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے معنی	۴۳۰
۴۰۳	طلب الکل فوت الکل	۴۳۱	۴۵۶	حسرت و اندوہ	۴۳۱	۴۰۴	مغیرہ ابن شعبہ	۴۳۱
۴۰۴	لاَحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے معنی	۴۳۲	۴۵۷	رزق و روزی	۴۳۲	۴۰۵	تواضع و خودداری	۴۳۳
۴۰۵	مغیرہ ابن شعبہ	۴۳۳	۴۵۸	اولیاء خدا کی آٹھ صفات	۴۳۳	۴۰۶	عقل	۴۳۴
۴۰۶	تواضع و خودداری	۴۳۴	۴۵۹	موت کی یاد	۴۳۴	۴۰۷	حق سے ٹکراؤ	۴۳۵
۴۰۷	عقل	۴۳۵	۴۶۰	آزمائش	۴۳۵	۴۰۸	دل	۴۳۶
۴۰۸	حق سے ٹکراؤ	۴۳۶	۴۶۱	اللہ کی شان	۴۳۶	۴۰۹	تقوے	۴۳۷
۴۰۹	دل	۴۳۷	۴۶۲	اہل کرم	۴۳۷	۴۱۰	استاد کا احترام	۴۳۸
۴۱۰	تقوے	۴۳۸	۴۶۳	انصاف کا کمال	۴۳۸	۴۱۱	نفس کی تربیت	۴۳۹
۴۱۱	استاد کا احترام	۴۳۹	۴۶۴	جہالت ایک دشمن ہے	۴۳۹	۴۱۲	قہری صبر	۴۴۰
۴۱۲	نفس کی تربیت	۴۴۰	۴۶۵	زہد کی تعریف	۴۴۰	۴۱۳	تعزیت	۴۴۱
۴۱۳	قہری صبر	۴۴۱	۴۶۶	غفلت کی نیند	۴۴۱	۴۱۴	دنیا کی حالت	۴۴۲
۴۱۴	تعزیت	۴۴۲	۴۶۷	حکومت	۴۴۲	۴۱۵	امام حسن کو ہدایت	۴۴۳
۴۱۵	دنیا کی حالت	۴۴۳	۴۶۸	بہترین شہر	۴۴۳	۴۱۶	استغفار کے معنی	۴۴۴
۴۱۶	امام حسن کو ہدایت	۴۴۴	۴۶۹	مالک اشتر کی تعریف	۴۴۴	۴۱۷	علم و برہنہاری	۴۴۵
۴۱۷	استغفار کے معنی	۴۴۵	۴۷۰	استقلال	۴۴۵	۴۱۸	پوشیدہ موت	۴۴۶
۴۱۸	علم و برہنہاری	۴۴۶	۴۷۱	صفات میں ہم رنگی	۴۴۶	۴۱۹	بیباک نگاہیں	۴۴۷
۴۱۹	پوشیدہ موت	۴۴۷	۴۷۲	غالب ابن معصود	۴۴۷	۴۲۰	عقل کی راہبری	۴۴۸
۴۲۰	بیباک نگاہیں	۴۴۸	۴۷۳	تجارت بغیر فقر کے	۴۴۸	۴۲۱	جھوٹی اور بڑی نیکی	۴۴۹
۴۲۱	عقل کی راہبری	۴۴۹	۴۷۴	بڑی مصیبت	۴۴۹	۴۲۲	اللہ سے خوش معاملگی	۴۵۰
۴۲۲	جھوٹی اور بڑی نیکی	۴۵۰	۴۷۵	عزت نفس	۴۵۰	۴۲۳	علم و عقل	۴۵۱
۴۲۳	اللہ سے خوش معاملگی	۴۵۱	۴۷۶	مزا	۴۵۱	۴۲۴	حق و نعمت	۴۵۲
۴۲۴	علم و عقل	۴۵۲	۴۷۷	خودداری	۴۵۲	۴۲۵	صحیح و ثروت	۴۵۳
۴۲۵	حق و نعمت	۴۵۳	۴۷۸	فقر و غنا	۴۵۳	۴۲۶		
۴۲۶	صحیح و ثروت	۴۵۴	۴۷۹	عبد اللہ ابن زبیر	۴۵۴			
			۴۸۰	مفاہرت	۴۸۰			
			۴۸۱		۴۸۱			
			۴۸۲		۴۸۲			
			۴۸۳		۴۸۳			
			۴۸۴		۴۸۴			
			۴۸۵		۴۸۵			
			۴۸۶		۴۸۶			
			۴۸۷		۴۸۷			
			۴۸۸		۴۸۸			
			۴۸۹		۴۸۹			
			۴۹۰		۴۹۰			
			۴۹۱		۴۹۱			
			۴۹۲		۴۹۲			
			۴۹۳		۴۹۳			
			۴۹۴		۴۹۴			
			۴۹۵		۴۹۵			
			۴۹۶		۴۹۶			
			۴۹۷		۴۹۷			
			۴۹۸		۴۹۸			
			۴۹۹		۴۹۹			
			۵۰۰		۵۰۰			

علامہ السید شریف الرضیؒ (طالب نژاد)

جامعہ نیج البلاغہ

از مرحوم مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

ابو الحسن محمد بن حسین ملقب بہ شریفؒ - ولادت ۳۵۹ھ - وفات ۴۰۶ھ - برادر سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سابق الذکر۔ یہ دونوں بھائی آسمان شیعیت کے آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکے۔ جیسا ان دونوں بھائیوں نے دنیاوی اور آخروی عروج پایا ان کے بعد کسی کو نصیب نہ ہوا۔ چشم فلک نے نبیؐ کے بعد کوئی ایسی عظیم شخصیت نہیں دیکھی۔ جس کے احوال، سیرت، تاریخ اور علم و ادب پر اتنا لکھا گیا ہو کہ دفتر بن گئے۔ مگر ابھی تک نہ قلم رکے ہیں نہ زبانیں۔ جس کی اولاد کرام، اور آثار عظام اپنی مثال۔ ہر ایک پر لکھا جا رہا ہے، ہر ایک پر لکھا جاتا رہے گا۔

یہ نیج البلاغہ کیا ہے، سینکڑوں خطبوں اور پچاسوں مؤلفوں کی محنت کا گلدستہ سدا بہار۔ عہد امیر المومنینؑ سے اب تک امام علیہ السلام کے دوستوں، آپ کے افادات و ارشادات کے عاشقوں نے نہ معلوم کتنے مجموعے جمع کیے۔ خطب و مکاتیب، فرامین کلمات قصائد، تفصیلات، حکم، اشعار، اور دعاؤں کے یہ مجموعے آج بھی محفوظ و مطبوع شکل میں موجود ہیں۔ کون ہے جس نے غرار الحکم، دیوان جناب امیر صفحہ علویہ، کلمات قصار نہیں پڑھے۔

ہاں، یہ شرف سید رضی، رضی اللہ عنہ کے غلوں کو نصیب ہوا۔ کہ ان کے جمع کردہ اس مجموعے ”خطب و مکاتیب و کلمات“ کی کم و بیش دو سو شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ دنیا کے ہر اسلام دوست نے پڑھا، اور قیامت تک آنکھوں سے لگاتے رہیں گے۔

علمی مرتبہ عربی ادب میں مسلم ہے کہ الشریف الرضیؒ ”اشعر ہاشمین“ ہیں۔ حقیقت میں سید رضی و سید مرتضیٰ سے پہلے کسی ہاشمی کا اتنا بڑا دیوان ہاشمی شعراء کی یادگار نہیں ہے۔ سید رضی کا جوش بیان اسلوب زبان اور مہارت ابو تمام و متنی، ابو العلاء، و فرزدق جیسی ہے۔ آج تک ادباء عرب اصل دیوان کی وہی قدر کرتے ہیں۔ جو ان کے عہد میں تھی۔

لغت و معنی و بیان میں دست رسی و مہارت کے انداز معلوم کرتا ہوں۔ تو مجازات تبویہ اور تفاسیر دیکھیے۔ اشعار و روایات بحث معنی و استعمالات میں بالکل جاہل کارنگ اور ابن جنی و ابن فارس سے بڑھا ہوا آہنک ہے۔

ذوق کا یہ عالم کہ ”خصائص الاممہ“ کی ایک فصل بڑھتے بڑھتے ”نیج البلاغہ“ کی صورت میں مکمل ہو گئی اور یہ آغاز عمر و عنوان شباب کا کارنامہ ہے۔

آپ کا لقب اشعر الطالین بھی ہے۔ حافظ قرآن بھی تھے۔ مقام علمی اسی سے ظاہر و باہر ہے۔ کہ آپ کی جمع کردہ کتاب ”نہج البلاغہ“ کے متعلق آج تک بعض علمائے اہلسنت کو شبہ ہے کہ یہ آپ کی تصنیف ہے۔ حالانکہ یہ شبہ بے بنیاد ہے کیوں کہ آپ نے جو کچھ اس میں جمع کیا ہے۔ وہ سید رضیؒ کی ولادت سے قبل خود اہلسنت کی کتب میں متفرقا موجود تھا۔

اپنے عہد کے اکابر ادباء و علماء سے تعلیم حاصل کی۔ حفظ قرآن، کمال تفسیر، مہارت حدیث، اقتدار ادب کا یہ عالم، کہ فقط قرآن مجید پر تین بے مثال کتابیں لکھیں ہیں۔

۱۔ ”تلخیص البیان عن مجاز القرآن“، جس کا قدیم مخطوطہ حجۃ الاسلام آقائے سید محمد شکوۃؒ نے اصل عکس اور مفید ترین فہرستوں کے ساتھ شائع فرما کر حقیر کو مرحمت فرمائی ہے۔ فاشکولہم شکرا جزیلا۔

۲۔ ”حقائق التاویل فی مشابہ بہ التزیل“ ایک حصہ شائع ہو چکا ہے۔ ۳۔ ”معانی القرآن شائع“ ضائع ہو چکی ہے۔

حدیث ۴۔ مجازات الآثار النبویہ، مطبوعہ عراق، و بیروت و مصر

ادب پر ۵۔ تعلیقہ علی البیان ابی علی الفارسی ۶۔ الحسن من شعر ابن الحجاج ۷۔ الزیادات فی شعر ابی الحجاج

۸۔ الزیادات فی شعر ابی تمام ۹۔ مختار شعر ابی اسحاق الصابی ۱۰۔ اسرار مینہ و بین ابی اسحاق من الرسائل شعراء

۱۱۔ کتاب مراسلات ۱۲۔ انشراح الصدر فی مختارات من الشعرا

۱۳۔ دیوان، چار ضخیم جلدیں جو مختلف حواشی و شروح کے ساتھ متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

۱۴۔ نہج البلاغہ ”اختیار محاسن الخطب ثم محاسن الکتب ثم محاسن الحكم“ من کلام امیر المومنین علیہ السلام۔

فقہ پر ۱۵۔ تعلیق خلاق الفہمقا تاریخ پر ۱۶۔ خصائص الائمہ، طبع عراق ۱۷۔ اخبار قضاۃ بغداد

۱۸۔ سیرت الطاہر (یہ کتاب اپنے والد کی سوانح عمری کے طور پر ۷۹ھ میں خود ان کی حیات میں لکھی تھی) اب ناپید ہے۔

القاب و مناصب ۳۸۸ھ میں بہاء الدولہ بویہی نے ”الشریف الاجل“ ۳۹۶ھ میں ”ذی المحجبین“

۳۹۸ھ میں ”المرضی ذی الحسین“ کا لقب دیا۔ (کیونکہ خاندانی شرف کے لحاظ سے پدری و مادری رشتوں سے حسینی و کاظمی تھے)۔ ۴۰۱ھ میں دربار خلافت سے ”الشریف الاجل“ کے لقب سے ملقب کیے گئے۔

۳۸۰ھ میں سید اکیس سال کے تھے جب ”نقابت طالین، امارۃ حاج، اور سربراہی مظالم“ کے نگران تھے، تینوں

عہدے اپنے فرائض کے لحاظ سے الگ الگ وقت، قوت، علم اور وجاہت چاہتے تھے۔ (جس کی تفصیل کے لیے دیکھیے

الغدير جلد ۴ ص ۲۰۰۔ و ما بعد سید آخر عمر تک ان معاملات داغلی اور انتظامی کے سربراہ رہے۔

ان دونوں بھائیوں کی جلالت قدر پر یہ واقعہ کافی ہے۔ کہ جو ابن ابوالہدید معتزلی شارح شیخ البلاغہ نے تحریر کیا ہے کہ ایک رات کو شیخ مفیدؒ نے خواب میں دیکھا کہ وہ محلہ کرخ کی مسجد میں بیٹھے ہیں ناگاہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ، حسن و حسین علیہما السلام کی انگلیاں پکڑے اندر داخل ہوئیں اور ان دونوں شہزادوں کو شیخ مفیدؒ کے سپرد فرمایا کہ ان کو فقہ کی تعلیم دو۔ یہ خواب دیکھ کر شیخ مفیدؒ چونک پڑے اور صبح تک بڑے حیران رہے۔ جس وقت صبح طالع ہوئی اور شیخ مفیدؒ مسجد درس دینے گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک معظّم کنیزوں کے جھرمٹ میں داخل مسجد ہوئیں۔ دو صاحبزادے ان کی انگلیاں تھامے ہوئے تھے۔ شیخ مفیدؒ ان کو دیکھتے ہی سر و قد تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس خاتون نے فرمایا کہ شیخ! میں بچوں کو تمہارے پاس اس لیے لائی ہوں کہ تم ان کو فقہ کی تعلیم دو۔ یہ خاتون سید مرتضیٰ و سید رضی کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھیں۔ یہ سن کر شیخ مفیدؒ رونے لگے اور اپنا خواب بیان کیا۔

سیدؒ کی ذاتی اور اخلاقی عظمتوں پر ان کا دیوان اور معاصر تاریخیں گواہ ہیں، وہ بلند خیالی، عالی ہمت، باوقار، سیر چشم، اولوالعظم، مدبر و عالم تھے۔ سلاطین بنی عباس سے ان کے تعلقات مساویانہ بلکہ اس سے بڑھ کر تھے۔ وہ امراء و سلاطین کے تحفے رد کر دیتے تھے کہ میں کسی کا محتاج نہیں۔ ان کے یہاں علماء و اطباء و شعراء کا مجمع رہتا تھا۔ ابوالاسحاق صابی ان کے پرستاروں، مہیار و یلمی، ان کے مداحوں میں تھا۔ میل جول کا یہ عالم تھا کہ مملکت سلاطین و امراء سے لے کر عوام تک اس قدر محبت کرتے تھے کہ جب انھوں نے رحلت فرمائی تو کرخ کا محلہ انبا، وزراء، ججوں اور سپہ سالاروں سے بھر گیا۔ علامہ نجاشی اور اکابر علماء نے غسل دیا، وزیر فخر الملک ابو غالب نے نماز جنازہ پڑھائی اور محل سرا میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

روضہ کاظمین کے پاس ایک خوبصورت مسجد میں آپ کا مزار زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔ آپ کے جنازے پر سید مرتضیٰ شدت غم کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ بلکہ ان کی وفات ہونے میں اپنے جد امام موسیٰ کاظمؑ کے روضہ پر چلے گئے اور وہاں روتے رہے۔ بھائی کے غم میں سید رضیؒ نے جو مرثیہ کہا ہے اس کے دو شعر یہاں پر نقل کیے جاتے ہیں۔

یا للرجال بفیجۃ جذمت یدی ووددت لودھبت علیٰ ہراسی
للہ عمرک من قصیر طاہر ولرب عمر طال بادناس

یعنی مجھ پر ایسی مصیبت پڑی جس نے میرے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے، کاش کہ اس کے بدلے میرا سر کٹ جاتا۔ ہائے کس کس میں تجھ کو موت آگئی۔ در آنحالکہ تم پاک و پاکیزہ رہے اور کتنے لوگ اپنی طویل عمر برائیوں سے وابستہ کر دیتے ہیں۔

باسمہ سبحانہ

عرضِ تنقِیسیم

دنیا میں اگر کسی کلام کو کلامِ خالق سے کمتر اور کلامِ مخلوق سے بالاتر کہا جاسکتا ہے اور اس کے مفہام و مطالب کے بلندی اور برتری کی ضمانت دی جاسکتی ہے تو وہ مولائے کائنات امیر المؤمنینؑ کا کلام ہے۔ جنہیں سرکارِ دو عالمؐ نے مفہامِ قرآن کی ترجمانی کے اعتبار سے "لسانِ اللہ" اور احکام و حقائقِ اسلام کی توضیح کے اعتبار سے "بابِ مدینۃ العلم" قرار دیا تھا۔ امیر المؤمنینؑ ہی کے کلمات و ارشادات کے ایک مجموعہ کا نام "فہم الجہم" ہے جو بجا طور پر فصاحت کا ایک اسلوب اور بلاغت کا ایک مخصوص بیج ہے۔

فصاحت بہترین الفاظ و کلمات کے انتخاب کا نام ہے اور بلاغت ان الفاظ و کلمات کے محل استعمال کو کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے بیجِ البلاغہ کی بلاغی حیثیت کا اندازہ کرنے کے لئے اور اس کے ہر خطبہ، خط، وصیت یا کلمہ رکعت کی عظمت کا اندازہ کرنے کے لئے اس موقع محل کا بہر حال جائزہ لینا ہو گا جس موقع اور محل پر اس کلام کا استعمال ہوا ہے یا اس خطبہ کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ جنگِ صفین کے موقع پر اگر اہل کوفہ کو سرزنش کی گئی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تمام اہل کوفہ ہر دور میں ایسے ہی رہے ہیں اور جنگِ جمل کے موقع پر اگر اہل بصرہ کی مذمت یا عورت کی کمزوری کا اعلان کیا گیا ہے تو اس کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تمام اہل بصرہ ہر دور میں نالائق ہی قرار دیئے جائیں یا ہر عورت کو انہیں اوصاف کا حامل سمجھ لیا جائے جو اس موقع پر بعض خواتین کا تھا۔ سید شریف رضی علیہ الرحمہ نے مولائے کائنات کے ارشادات کا بڑا دقیق مطالعہ کیا تھا جب اس کے مجموعہ کا نام "بیجِ البلاغہ" رکھا تھا اور قادی کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کر دیا تھا کہ جس طرح قرآن مجید کے حقائق کا اندازہ کرنے کے لئے شانِ نزول کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر مبلغِ کلام کے بیجِ بلاغت کو سمجھنے کے لئے اس کے کلمات کے محل استعمال کا جائزہ ضروری ہو گا۔

شارحینِ بیجِ البلاغہ نے بھی عام طور سے یہی کام کیا ہے کہ الفاظ و کلمات کی وضاحت کرنے کے بجائے پس منظر کی وضاحت کی ہے اور ہر مختصر سے مختصر خطبہ کی توضیح و تشریح میں پوری پوری جنگ اور پورے پورے سماجی پس منظر کا ذکر کر دیا ہے اور اس طرح بیجِ البلاغہ کے بیجِ بلاغت کے سمجھنے کا انتظام کیا ہے۔

عربی زبان میں ابن ابی الحدید سے لے کر منہاج البراعۃ تک نہایت مفصل شرحیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن اردو زبان میں استفادہ تفصیلی کام منظر عام پر نہیں آیا ہے اور شاید اس کا راز یہ رہا ہو کہ اس زبان کے استعمال کرنے والوں میں بیجِ البلاغہ شناسی کا ذوق کمزور تھا یا ان کی قوتِ خرید اس قدر کمزور تھی کہ کسی مصنف و مولف نے تفصیلی شرح کے لکھنے یا اس کے منظر عام پر لانے کا ارادہ

بھی نہیں کیا۔ مگر اس کے باوجود خدا کے فضل سے ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے اور شارحین کرام نے اس راہ میں قابل تائش خدمات انجام دے دی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ اس آخری دور میں بعض واقف قابل قدر شرحیں لکھی گئی ہیں لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ کسی انسان کے خدمات نہ اس کے دور کے تمام تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں اور نہ مستقبل کے لئے کافی ہونے کی ضمانت دے سکتے ہیں لہذا نئے کام کی ضرورت کا احساس بہر حال باقی ہے اور باقی رہے گا۔

اردو زبان میں منظر عام پر آنے والے تراجم اور شرحوں کی عمومی کمزوری یہ ہے کہ اس خدمت کے انجام دینے والوں نے مولائے کائنات کی فصاحت و بلاغت کو مرکز نظر بنایا ہے اور ان افراد کو تقریباً نظر انداز کر دیا ہے جن کے لئے یہ کام کیا گیا ہے اور جن کی تفہیم کے لئے یہ خدمت انجام دی گئی ہے۔ بعض حضرات نے تو ترجمہ کو اس قدر ادبی بنا دیا ہے کہ عربی کے مبتدی طالب علم کے لئے خود سچ البلاغہ کے الفاظ کا سمجھنا اس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر ترجمہ کا سمجھنا دشوار ہے۔

ظاہر ہے کہ مولائے کائنات کے کلمات کا حق تھا کہ ان کی ترجمانی میں اس قدر فصاحت و بلاغت سے کام لیا جاتا۔ لیکن مسئلہ کلام کی بلاغت کا نہیں ہے مسئلہ کلام کی تفہیم کا ہے اور ایسے مواقع پر انسان کو سادہ زبان استعمال کرنا ہی پڑتی ہے جس طرح مولائے کائنات کے ان خطبات میں کیا گیا ہے جن کا تعلق تخلیق کائنات کے فلسفہ کے بجائے عوام الناس اور امت اسلامیہ کی زندگی سے تھا۔

بہر حال ہر گنگے رائٹنگ ڈبوں نے دیگر گستاخ "جس طرح قرآن کریم کے بیشمار تراجم کے بعد اس صدی کے آخری عشرہ میں ایک جدید زبان و آہنگ کے ترجمہ کی ضرورت تھی جس کا اعتراف صاحبان ذوق سلیم نے "انوار القرآن" کی اشاعت کے بعد کیا ہے۔ اسی طرح اس صدی کے اختتام پر سچ البلاغہ کی ایک جدید ترین شرح کی بھی ضرورت تھی جسے ادارہ تنظیم المکاتب عالم اسلام کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

اس شرح میں بھی اسی انداز کو برقرار رکھا گیا ہے جو "انوار القرآن" کا تھا کہ طلاب علوم کے لئے الفاظ کی وضاحت بھی ہو اور عوام الناس کے لئے مفہم کی تشریح بھی۔ اور اس کے بعد بقدر ضرورت کلمات کے پس منظر کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے۔ ترجمہ و تشریح کا کام صدر ادارہ علامہ الیہ دیشان حیدر جوادی دام ظلہ نے انجام دیا ہے اور ادارہ کو ان کے قلمی خدمات پر فخر کرنے کا حق ہے۔

حقیر کے خیال میں ادارہ کی طرف سے بیسویں صدی کے لئے یہ ایک عظیم ترین تحفہ ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ کیسویں صدی کا تحفہ اصول کافی کے ترجمہ و تشریح کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ ضرورت آپ حضرات کی دعاؤں اور سرکار علامہ جوادی کے توجہات کی ہے۔ اور التماس یہ ہے کہ آپ حضرات مسلسل اپنی دعاؤں میں ادارہ اور صدر ادارہ دام ظلہ کے توفیقات میں اضافہ کی دعا کو شامل رکھیں۔ اس کے بعد مالک کے کرم اور حضرت ولی عصر کے توجہات سے دنیا کا ہر کام انجام پاسکتا ہے۔

طالب دعا

سید صفی حیدر

سکرٹری تنظیم المکاتب لکھنؤ

گفتارِ مترجم

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى مُحَمَّدٌ وَآهْلُ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ
الطَّاهِرِينَ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا-

نہج البلاغہ : وہ مقدس کتاب جس کے مطالب الہام ربانی کا عطیہ ہیں تو اس کے الفاظ لسان اللہ کے تکلم کا اثر۔

نہج البلاغہ : وہ الہامی کتاب جس کے حقائق و معارف بہ بانگِ دہل آواز دے رہے ہیں کہ اس کا تکلم علم لدنی کا مالک اور علمہ البیان کا مصداق ہے۔

نہج البلاغہ : امیر المؤمنینؑ کے ارشادات کا وہ مجموعہ جس سے زیادہ بلند تر صحیفہ نہ اس سے پہلے مرتب ہوا ہے نہ اس کے بعد ہونے والا ہے۔

نہج البلاغہ : صاحب فصل الخطاب کے ارشادات کا وہ ذخیرہ جس نے بلاغت کی دنیا میں ایک نئے نہج کی ایجاد کی ہے اور خطابت کو ایک نیا موڑ دیا ہے۔

نہج البلاغہ : ایک ترجمانِ مشیت پروردگار کا وہ کلام جسے بجا طور پر تحت "کلام الخالق و فوق کلام المخلوق" کا درجہ دیا جاتا ہے۔ !

مولف:

اس کتاب کے مرتب کرنے کا کام حضرت علامہ محمد بن الحسین الموسوی الشریف المعروف بہ "رضی" نے انجام دیا ہے جو عالمِ اہلِ البیت الشریف المرتضیٰ کے بڑے حقیقی تھے اور جن کی تعلیم کے لئے معصومہ عالم نے شیخ مفیدؒ کو ایک خواب کے ذریعہ مستوجہ کیا تھا اور اس میں انھیں اپنے فرزند کے لفظ سے تعبیر کیا تھا۔

علامہ سید شریف رضیؒ کی عظمت ایک زمانہ تک ایک حقیقتِ مجہولہ بنی رہی اور اہل علم نے انھیں صرف مرتبِ نہج البلاغہ اور مصنفِ نصاب الائمہ کے نام سے پہچانا تھا لیکن ان کی کتاب تفسیر حقائق التنزیل و دقائق التاویل کے منظر عام پر آنے کے بعد سے ان کی صحیح علمی عظمت کا اندازہ ہونے لگا اور دنیا کے علم و ادب اس اقرار پر مجبور ہو گئی کہ اس دور تک اس سے

بہتر کوئی کتاب تفسیر اس موضوع کے اعتبار سے نہیں لکھی گئی تھی۔ یہاں کہ علامہ ابو الحسن العری نے اسے شیخ طوسی کی تفسیر "تبیان" سے بھی بہتر اور وسیع تر قرار دیا ہے اور علامہ محدث نوری نے اس کی تصدیق اور توثیق بھی کی ہے۔ اور اس نکتہ کا انکشاف کیا ہے کہ شریف رضیؒ نے اپنی تفسیر میں تمام مفسرین کے اس مزمومہ کو غلط ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں بھی حروف زوائد پائے جاتے ہیں اور ان حروف کی عظمت و اہمیت کا اثبات کیا ہے اور یہ سید شریف رضیؒ کا وہ کارنامہ ہے جسے دنیا نے تفسیر تا قیامت نظر انداز نہیں کر سکتی ہے۔

سید شریف رضیؒ کی ولادت ۱۲۵۹ھ میں ہوئی ہے اور ان کی وفات صبح روز یکشنبہ ۱۲۸۶ھ میں واقع ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس دار دنیا میں ان کی زندگی تقریباً کل ۲۷ سال رہی ہے اور اس مختصر عمر میں انھوں نے اتنے عظیم کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں جن کی مثال نہیں تلاش کی جاسکتی ہے۔

یاد رہے کہ آج کے کمپیوٹر کے دور میں مختلف کلمات کا ایک مقام پر جمع کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ کمپیوٹر میں فینڈنگ کا کام ایک پوری جماعت مل کر انجام دیتی ہے اور اس کے بعد دیگر افراد اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں جن کی تحقیق دیگر افراد کی محنت اور جستجو کی ممنون کر م ہوتی ہے۔ لیکن شریف رضیؒ کے دور کی صورت حال ایسی نہیں تھی۔ اس دور میں ایک ایک جملہ کو تلاش کرنے کے لئے پوری پوری کتاب کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا تب کہیں ایک فقرہ امیر المومنینؒ کی تحصیل کا کام انجام پاتا تھا۔ سید شریف رضیؒ نے بظاہر ایک مختصر کتاب ہی مرتب کی ہے اور اسکے بعد مستدرک، نہج البلاغہ کا کام انجام دینے والوں نے امیر المومنینؒ کے ارشادات کا ایک عظیم ذخیرہ مہیا کر دیا ہے۔ لیکن آج کے دور کا یہ کام کل کے حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اور آج یہ کام اگر ایک سال کا ہے تو کل یقیناً دس سال کا تھا لیکن کس قدر بابرکت تھی سید رضیؒ کی زندگی کہ ۲۷ سال کے اندر کمپوٹوں کتابوں کا مطالعہ کر کے امیر المومنینؒ کے ارشادات کا اتنا بڑا ذخیرہ مرتب کر دیا کہ آج ساری دنیا اسے حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھ رہی ہے۔

علامہ یافعی نے سید شریف رضیؒ کی عظمت کو گھٹانے کے لئے ایک شوشہ نکالا تھا کہ نہج البلاغہ دراصل ان کی یا ان کے بھائی سید مرتضیٰؒ کی تصنیف ہے اور اس کا امیر المومنینؒ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ آئندہ کی سطروں سے اس حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا کہ اس سفسطہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس سے شریف رضیؒ کی جلالت قدر ہی کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا کلام امیر المومنینؒ کے کلام کے مانند بے مثل تصور کیا جا رہا ہے اور اس کا جواب لانا فصحاء و بلغاء کے روزگار کے امکان میں نہیں ہے۔

یہاں ذیل میں ان کتابوں کا حوالہ بھی نقل کیا جا رہا ہے جن میں نہج البلاغہ میں پائے جانے والے ارشادات امیر المومنینؒ کا حوالہ دیا گیا ہے اور ان کا زمانہ تالیف، نہج البلاغہ سے یقیناً مقدم ہے بلکہ اکثر مولفین کی وفات بھی سید شریف رضیؒ کی ولادت سے پہلے واقع ہو گئی تھی۔ جس کے بعد یہ تصور انتہائی جاہلانہ بلکہ احمقانہ ہے کہ ان کلمات و ارشادات کو سید رضیؒ نے انشاء و اختراع کیا ہے اور ان کا امیر المومنینؒ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کیا اس کا بھی کوئی امکان ہے کہ انسان دنیا میں آنے سے پہلے اپنے کلمات و بیانات مولفین کے اذہان تک منتقل کر دے اور ان کی کتابوں میں درج کر دے؟ ایسا ہو سکتا ہے تو یہ بھی سید رضیؒ کے معجزات میں شمار ہوگا۔ جس کا اسلامی دنیا میں

کوئی امکان نہیں پایا جاتا ہے۔

نمبر شمار	کتاب	مؤلف	وفات مؤلف	کیفیت
۱	کتاب اثبات الوصیہ	مسعودی	۳۰۳ھ	۵۶ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲	الاخبار الطوال	الوحیفہ دینوری	۲۹۰ھ	۶۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳	الاشتقاق	ابن ورید	۳۲۱ھ	۳۸ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴	اعجاز القرآن	بانتلانی	۳۴۲ھ	۲۸ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۵	کمال الدین	صدوقؒ	۳۸۱ھ	۲۰ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۶	اغانی	ابوالفرج اصفہانی	۳۵۶ھ	۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۷	امالی	زجاجی	۳۲۹ھ	۳۰ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۸	الامامۃ والیاستہ	ابن قتیبہ	۲۷۶ھ	۸۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۹	الامتناع والموانع	ابو حیان توحیدی	۲۷۶ھ	۲۰ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۱۰	انساب الاشراف	بلاذری	۲۷۶ھ	۸۰ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۱	الادائل	ابو ہلال العسکری	۳۹۵ھ	۵ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۱۲	النجلاء	ابو عثمان الجاحظ	۲۵۵ھ	۱۰۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۳	البدیع	ابن المعتز	۲۹۶ھ	۶۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۴	بصائر الدرجات	البصار	۲۹۰ھ	۶۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۵	البلدان	ابن الفقیہ	۳۰۰ھ	۵۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۶	البيان والتبيين	الجاحظ	۲۵۵ھ	۱۰۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۷	التاریخ	یعقوبی	۲۸۴ھ	۷۵ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۸	تحف العقول	ابن شعبہ حرائی	۳۸۰ھ	۲۰ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۱۹	ابصار والذخائر	ابو حیان توحیدی	۳۸۰ھ	۲۰ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۲۰	تفسیر	العیاشیؒ	۳۰۰ھ	۵۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲۱	توحید	صدوقؒ	۳۸۱ھ	۱۹ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۲۲	ثواب الاعمال	صدوقؒ	۳۸۱ھ	۱۹ سال قبل تالیف، نہج البلاغہ
۲۳	الجمال	مدائنی	۲۲۵ھ	۱۳۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲۴	الجمال	واقفی	۲۰۷ھ	۱۵۲ سال قبل ولادت سید رضیؒ

نمبر شمار	کتاب	مولف	وفات مولف	کیفیت
٢٥	جمهرة الانساب	الکلبی	٢٠٣ھ یا ٢٠٦ھ	١٥٥ یا ١٥٣ سال قبل ولادت سید رضی
٢٦	جمهرة الاشراف	ابو بلال عسکری	٢٩٥ھ	٥ سال قبل تالیف، نهج البلاغه
٢٧	خصائص	نسائی	٢٠٣ھ	٥٦ سال قبل ولادت سید رضی
٢٨	الخطب المعربات	ابراہیم بن ہلال ثقفی	٢٨٣ھ	٤٦ سال قبل ولادت سید رضی
٢٩	خطب امیر المومنین	زید بن وہب جہنی	٢٩٦ھ	٢٦٣ سال قبل ولادت سید رضی
٣٠	خطبة الزهراء لأمیر المومنین	ابی مخنف بن سلیم ازدی	١٥٤ھ	٢٠٢ سال قبل ولادت سید رضی
٣١	خطب امیر المومنین	واقفی	٢٠٤ھ	١٥٢ سال قبل ولادت سید رضی
٣٢	خطب علی	نصر بن مزاحم	٢٠٢ھ	١٥٤ سال قبل ولادت سید رضی
٣٣	خطب علی کرم اللہ وجہہ	ابو منذر بن الکلبی	٢٠٥ھ	١٥٣ سال قبل ولادت سید رضی
٣٤	خطب علی وکتبہ الی عمالہ	المداینی	٢٢٥ھ	١٣٣ سال قبل ولادت سید رضی
٣٥	خطب امیر المومنین	ابن الخالد الخزاز الکوفی	٣١٠ھ	٢٩ سال قبل ولادت سید رضی
٣٦	خطب امیر المومنین	القاضی نعمان المصری	٢٦٣ھ	٣٤ سال قبل تالیف، نهج البلاغه
٣٧	دعائم الاسلام	القاضی نعمان المصری	٢٦٣ھ	٣٤ سال قبل تالیف، نهج البلاغه
٣٨	دلائل الامامة	الطبری	٣١٠ھ	٢٩ سال قبل ولادت سید رضی
٣٩	روضۃ الکافی	الکلبینی	٢٢٥ھ	٣٣ سال قبل ولادت سید رضی
٤٠	الزواجر والمواعظ	ابن سعید العسکری	٢٨٢ھ	١٨ سال قبل تالیف، نهج البلاغه
٤١	کتاب صفین	الجلودی	٢٣٢ھ	٢٤ سال قبل ولادت سید رضی
٤٢	کتاب صفین	ابراہیم بن الحسین المحدث	٢٨١ھ	٤٨ سال قبل ولادت سید رضی
٤٣	کتاب صفین	نصر بن مزاحم	٢٠٢ھ	١٥٤ سال قبل ولادت سید رضی
٤٤	الطبقات الکبریٰ	ابن سعد	٢٣٠ھ	١٢٩ سال قبل ولادت سید رضی
٤٥	العقد الفريد	ابن عبد ربہ	٢٢٨ھ	٣١ سال قبل ولادت سید رضی
٤٦	غریب الحديث	ابن سلام	٢٢٣ھ	١٣٦ سال قبل ولادت سید رضی
٤٧	غریب الحديث	ابن قتیبہ	٢٤٦ھ	٨٣ سال قبل ولادت سید رضی
٤٨	الفاصل	المبرد	٢٥٨ھ	١٠١ سال قبل ولادت سید رضی
٤٩	الفتوح	ابن اعثم	٣١٣ھ	٢٥ سال قبل ولادت سید رضی

نمبر شمار	کتاب	مولف	وفات مولف	کیفیت
۵۰	فتوح البلدان	بلاذری	۲۷۹ھ	۸۰ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۱	الفرج بعد الشدة	التنوخی	۲۸۴ھ	۱۶ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۵۲	قوة القلوب	ابو طالب المکی	۳۸۶ھ	۱۴ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۵۳	الکامل	الازدی البصری	۲۸۵ھ	۷۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۴	المجالس	الثعلب	۲۹۱ھ	۶۸ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۵	الحماسن	البرقی	۲۷۴ھ	۸۵ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۶	الحماسن والاضداد	الجاحظ	۲۵۵ھ	۱۰۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۷	الموفقیات	الزبیر بن بکار	۲۵۶ھ	۱۰۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۸	الموفق	المرزبانی	۲۷۷ھ	۲۳ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۵۹	نقض الثمانیہ	ابو جعفر محمد بن عبد اللہ المعتزلی	۲۴۰ھ	۱۱۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۶۰	الوزار والکتاب	الجہشیاری	۳۳۱ھ	۲۸ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۶۱	الولاء والقضاة	الکندی	۲۵۰ھ	۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ

اس کے علاوہ بے شمار مؤلفین و مصنفین ہیں جنہوں نے اپنی کتاب میں نہج البلاغہ میں نقل ہونے والے کلمات کا حوالہ دیا ہے لیکن چونکہ ان کا زمانہ سید رضیؒ کا ہم زمان یا ان کے بعد کا ہے اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

علامہ عبدالعزیز الخطیب نے اس ذیل میں ۸۰ کتابوں کا حوالہ دیا ہے اور انہیں کو نہج البلاغہ کے مصادر میں شمار کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیکڑوں علماء اسلام اور محققین کے اس بیان کے بعد کہ یہ فقرات ارشادات امیر المومنینؑ کے ہیں یا فیسی یا ان کے جیسے بے خبر یا متعصب افراد کے اس پروپیگنڈہ کی کوئی قیمت نہیں رہ جاتی ہے کہ یہ کلام سید رضیؒ کی ایجاد طبع ہے اور اس کا امیر المومنینؑ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ اس پروپیگنڈہ کا سبب وہ بعض خطبات ہیں جن میں اسلام کی معروف و مشہور شخصیتوں پر کھلی ہوئی تنقید کی گئی ہے اور ان کے کردار کو بے نقاب کیا گیا ہے اب چونکہ خلیفہ چہارم ہونے کے اعتبار سے امیر المومنینؑ کے بیان کی تردید نہیں کی جاسکتی ہے لہذا اس کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ کلام کے کلام امام ہونے سے انکار کر دیا جائے تاکہ اسلامی شخصیتوں کی عظمت کا تحفظ کیا جاسکے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس طرح کسی حقیقت کا انکار ممکن نہیں ہوتا ہے۔

مسند رجاء نہج البلاغہ:

اس مقدس کتاب میں امیر المومنینؑ کے تین طرح کے ارشادات درج کئے گئے ہیں۔ ایک انماز کا نام خطبہ ہے اور دوسرے

اسلوب کا نام کتب و رسائل ہے۔ اور تیسرے کو حکم اور کلمات قصار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
اس کے بعد خطبوں کی بھی چار قسمیں ہیں۔ ۱۲۲ خطبہ کو سید رضیؒ نے بعنوان خطبہ نقل کیا ہے۔ اور ۱۱۰ خطبوں کو کلام کے انداز سے نقل کیا ہے۔ چار خطبے قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام کے عنوان سے ہیں اور چار خطبے دعا کے انداز سے نقل کئے گئے ہیں۔
لیکن جو بات قابل توجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی خطبہ کو بھی مکمل خطبہ یا کلام کا نام نہیں دیا گیا ہے جب کہ اس میں پہلا خطبہ تخلیق کائنات کے سلسلہ سے کافی مفصل ہے۔

اور خطبہ ۸۳ خطبہ غرار کے عنوان سے کافی طویل ہے۔
خطبہ اشباح ۹۱ بارہ تیرہ صفحات پر مشتمل ہے۔
خطبہ ۱۰۹ بیان قدرت پروردگار کے بارے میں مفصل ہے۔
خطبہ ۱۶۵ خلقت طائوس کے سلسلہ میں طویل ہے۔
توحید کے سلسلہ سے خطبہ ۱۸۶ مختصر نہیں ہے۔
قاصد کے عنوان سے خطبہ ۱۹۲ تقریباً ۱۷ صفحات پر مشتمل ہے جو اس کتاب کا طویل ترین خطبہ ہے۔
سورہ تکوین کی تفسیر میں خطبہ ۲۲۱ اور وما غترت بر ثیاب الکریمر کے ذیل میں تنبیہ بشر کے لئے خطبہ ۲۲۳ بھی خاصہ طویل ہے۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود سید رضیؒ نے ہر خطبہ کا عنوان ”مِنْ خُطْبَةٍ“ قرار دیا ہے۔ جیسے کہ یہ امام علیہ السلام کے خطبہ کا ایک حصہ ہے۔ اور مکمل خطبہ مولف محترم کو حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ اور یہی حال ”کلام“ کا بھی ہے کہ اس کا عنوان بھی ”مِنْ کَلَامِ لَدُنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام“ ہے اور کسی کلام کو مکمل کلام قرار نہیں دیا ہے۔
سید رضیؒ کا یہ سلیقہ قابل تحسین ہے کہ انھوں نے امام عالی مقام کے ارشادات کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے اور ایک کا نام خطبہ رکھا ہے اور دوسرے کا کلام۔ سید شریف رضیؒ انتہائی بلند پایہ کے ادیب ہیں لہذا اس مسئلہ پر غور کرنا پڑے گا کہ انھوں نے ارشادات کا عنوان کیوں تبدیل کیا ہے اور بعض کو خطبہ اور بعض کو کلام سے کیوں تعبیر کیا ہے۔ اس کا راز صرف جدت بیان اور تنوع عبارت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے پیچھے صورت حال کی ترجمانی بھی ہے کہ کون سا کلام کن حالات میں اور کس انداز سے صادر ہوا ہے۔ جیسا کہ عام انسانوں کی زندگی میں بھی ہوتا ہے کہ کلام اسے بھی کہا جاتا ہے کہ جس کا مخاطب کوئی ایک شخص ہوتا ہے۔ لیکن خطبہ اسے نہیں کہا جاتا ہے جو کسی ایک یا دو افراد کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ خطبہ کا ماحول الگ ہوتا ہے اور کلام کا ماحول الگ۔
یہ سید رضیؒ کی جستجو یا ان کا سلیقہ ادب ہے کہ انھوں نے کلمات کے موارد کو تلاش کر لیا ہے یا محسوس کر لیا ہے اور ہر بات کو اس کے لئے مناسب عنوان سے تعبیر کیا ہے۔

تفصیل خطبات:

ہج البلاغہ کے خطبات کی مجموعی تعداد ۲۴۱ ہے جس کو حسب ذیل موضوعات پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۶۸۔ خطباتِ تعلیم وارشاد کے موضوع سے تعلق رکھتے ہیں جن میں اس موضوع پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔
۶۹۔ خطبات میں حالات پر تنقید اور اشخاص پر تعریض ہے تاکہ لوگ کسی شخصیت کی طرف سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور اسلام میں کوئی گمراہی نہ پھیلنے پائے۔

۱۵۔ خطبات میں عوام کو تنبیہ کی گئی ہے اور انہیں ان کی مختلف کمزوریوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔
۱۶۔ خطبات میں زہد پر زور دیا گیا ہے اور انسان کو حقیقتِ دنیا سے آشنا بنانا اس سے کنارہ کشی کی دعوت دی گئی ہے۔
۱۰۔ خطبات میں الہیات کا تذکرہ ہے جس میں ان فلسفیانہ اصطلاحات اور مناظرانہ ترکیبات کا بھی ذکر ہے جن سے اس دور کے انسان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

۹۔ خطبات میں سرکارِ دو عالم کی بشت، اس کے اغراض و مقاصد اور اس کے حالات و ماحول پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
۱۰۔ خطبات میں قوم کو قتال و جہاد پر آمادہ کیا گیا ہے اور جہادِ راہِ خدا کے فضائل و مناقب و محاسن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
۸۔ خطبات تہدید و اندازہ کے سلسلہ سے ہیں جہاں قوموں کو ان کے اعمال کے بدترین نتائج سے باخبر کیا گیا ہے اور اپنے حالات کی اصلاح کی دعوت دی گئی ہے۔

۹۔ خطبات میں فتنوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس سے بچنے کے طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
۸۔ خطبات فخر و مباہات پر مشتمل ہیں جن کی اس دور میں بے حد ضرورت تھی۔ جب لوگ حقائق کے انکار پر تیلے ہوئے تھے اور امیر المومنین کی ہر عظمت کا برطانوی انکار ہو رہا تھا۔ اور اسی ضرورت نے اس اندازِ کلام کو خود ستائی کے حدود سے باہر نکال دیا ہے۔

۶۔ خطبات میں مختلف موضوعات پر مناظرہ کا انداز ہے اور باطل کے مقابلہ میں حق کی تائید کے دلائل فراہم کئے گئے ہیں۔
۵۔ خطبات میں صورت حال کی کھلی ہوئی فریاد ہے اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حالات اس قدر بدتر ہو گئے ہیں کہ علیؑ جیسا صابر و شاکر انسان بھی نظم و فریاد پر آمادہ ہو گیا ہے۔

۶۔ خطبات میں دعاؤں کا سلیقہ تعلیم کیا گیا ہے اور بعد و معبود کے درمیان مناجات کی بہترین منظر کشی کی گئی ہے۔
۵۔ خطبات کا موضوع سیاست ہے جس سے مولائے کائنات کے حکیمانہ اندازِ حکومت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر سیاست سے ناواقفیت کا الزام ایک جہالت اور حماقت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ علیؑ کی سیاست، سیاستِ الہیہ ہے مکرِ شیطانی اور فکرِ ابلیسی نہیں ہے۔

۴۔ خطبات میں اوصافِ الہیہ کا مفصل تذکرہ ہے اور انسان کو مکمل طور پر معرفتِ الہی سے آشنا بنایا گیا ہے۔
۴۔ خطبات میں بعض افراد کی کھلی ہوئی مذمت کی گئی ہے اور ان کی مذمت کو اسلامی کردار کی ایک ضرورت قرار دیا گیا ہے۔

۵۔ خطبات میں احکامِ شریعت کی تفصیل اور ان کے فلسفہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ تعبد کی عظمت سے بے خبر اور مفاد پرست افراد عبادتِ الہی سے غافل نہ ہونے پائیں اور احکامِ الہیہ کو یکسر بے معنی اور بے فائدہ نہ تصور کر لیں۔

۳۔ خطبات میں نیک کردار اور مخلص افراد کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تاکہ دیگر افراد میں خدمتِ دین کا جذبہ پیدا ہو اور معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ افراد اخلاص کے راستے پر چل سکیں۔

۲۔ خطبات میں ابتدائے تخلیق کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کا تصور بھی فلاسفہ یونان و ہند کے لئے ناممکن تھا۔

۱۔ خطبہ مرثیہ پر مشتمل ہے اور یہ بھی انسانی زندگی کی عظیم ترین ضرورت ہے جس سے انسان کی انسانیت کا اثبات ہوتا ہے اور قلبِ بشر بچھر کے حدود سے باہر نکل آتا ہے۔

ایک خطبہ میں مختلف زمینوں کے اثرات کا تذکرہ کیا گیا ہے کیونکہ مقامی فضا انسانی حالات پر بہر حال اثر انداز ہوتی ہے اور انسان کو اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ رہنا چاہئے۔

مشمولات خطبات:

مذکورہ بالا خطبات کی اکیس قسموں میں جن حقائق و معارف کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے:

- عقائد کے ذیل میں: اللہ۔ ملائکہ۔ آدم۔ ابلیس۔ وحی۔ رسالت۔ نبوت۔ قرآن۔ سنت۔ امامت۔ وصایت۔ قضا و قدر۔ علم غیب۔ روح۔ ازل وابد۔ اجل و موت۔ عذاب قبر۔ برزخ۔ قیامت۔ بعث و نشور۔ صور۔ صراط۔ حساب۔ جنت۔ جہنم جیسے امور شامل ہیں۔

- احکام کے ذیل میں ارکان اسلام: نماز۔ روزہ۔ حج۔ صدقہ۔ قربانی۔ استسقاء۔ حرام۔ حلال۔ ربا۔ احکام۔ عقد۔ سُحت۔ مال۔ اقطاع۔ حدود۔ سرقت۔ غمر۔ قتل۔ حرب۔ فرار۔ شہادت۔ فئی۔ میراث۔ شہادت (گواہی)۔ حیض۔ تحریر و تہ۔ ہجرت۔ سحر۔ تنجیم جیسے امور شامل ہیں۔

- افراد کے ذیل میں ۱۶۷۔ اسماء کا ذکر کیا گیا ہے: آدم۔ ابراہیم۔ آلِ نبی۔ احمد بن قتیبہ۔ اسحاق۔ اسد اللہ۔ اسد الاطلاق۔ قبیلہ اسد۔ بنی اسرائیل۔ اسود بن قطیبہ۔ اسماعیلؑ۔ اشترؑ۔ اشعث۔ اصحابِ جبل۔ امر القیس۔ ابوالیوبؑ۔ تبع۔ حارث ہمدانیؑ۔ جواج۔ حرب۔ حمالہ المخطب۔ داؤدؑ۔ ابوذرؑ۔ ذعلبؑ۔ ذوالشہادتینؑ۔ سلمانؑ۔ زبیر وغیرہ۔

- حیوانات کے ذیل میں ۶۵ قسم کے حیوانات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے وجود کے دقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: اہل۔ اسد۔ بعوض۔ ثور۔ جرادہ۔ جیہ۔ دیک۔ خفاش۔ ضبع۔ طاؤس۔ عقاب۔ غراب۔ فیل۔ کلب۔ میمون۔ نخل۔ نمل۔ صیم۔ یعسوب وغیرہ۔

- نباتات کے ذیل میں بیس قسم کے نباتات کا تذکرہ کیا گیا ہے: ازاہیر۔ اقحوان۔ بذر۔ تر۔ حُک۔ خوص۔ ریحان۔ شعیب۔ عشب۔ علقم۔ لیف۔ نخل وغیرہ۔

- کواکب و افلاک کے ذیل میں بارہ قسم کے ستاروں اور آسمانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے: شمس۔ عیوق۔ کواکب۔ نجم۔ فلک۔ فضا۔ درازی وغیرہ۔

- معدنیات کے ذیل میں پندرہ قسم کے معدنیات ہیں: دُرّ - ذہب - زبرجد - زمرّد - عقیان - فصّہ - کحل - لؤلؤ - مرجان - درق - فصّہ - یاقوت وغیرہ۔
- اماکن و بلدان کے ذیل میں ۳۴ مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے: اقالیم سبعہ - انبار - اھواز - بحرین - بصرہ - حجاز - ربذہ - سقیفہ - شام - عراق وغیرہ۔
- وقائع تاریخیہ میں ۱۴ واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: احد - احزاب - جمل - حنین - سقیفہ - صفین - قلیب بدر - نہروان - ہجرت - ہریرہ - موت وغیرہ۔
- ادعیہ کے ذیل میں بارہ قسم کی دعاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اقتباسات:

مولائے کائنات نے اپنے ارشادات میں جن کلماتِ طیبہ اور حکایاتِ ادبیہ کا حوالہ دیا ہے ان کا مختصر خاکہ یہ ہے:

— آیاتِ قرآنیہ ۱۱۱

— احادیثِ نبویؐ ۳۸

— اشعارِ عرب ۱۴

سوال؟

اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مولائے کائنات کے خطبوں میں اتنے قسم کے مسائل کو کیوں عنوان کیا گیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان خطبوں میں تفہیم عقائد اور تعلیم احکام کے ساتھ زبور، توہیح، تہذیب، عتاب، توہیح اور ہجو و مذمت جیسے امور کو کیوں جگہ دی گئی ہے؟

لیکن اس کا جواب ان حالات سے باسانی حاصل کیا جاسکتا ہے جن حالات میں ان خطبات کو پیش کیا گیا ہے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ مولائے کائنات کی خطابت نہ کوئی اظہارِ کمال کا ذریعہ ہے جہاں حین ترین عبارات اور لطیف ترین نکات کا سہارا لیا جائے اور نہ کوئی پیشہ وارانہ عمل ہے جو حالات کے تقاضوں سے یکسر بے نیاز ہو جائے۔ آپ کے ہر کلام کا ایک محرک اور پس منظر ہے اور جس وقت جیسا پس منظر ہوتا ہے ویسا ہی منظرِ نظر کے سامنے آتا ہے۔

آپ ذرا اس انسان کی زندگی کے بارے میں تصور کریں جس کے یہاں حالاتِ زمانہ کا اتنا اثر، چڑھاؤ ناقابلِ تصور حد تک رہا ہو اور جس کے زمانہ میں اس کی شخصیت کے سمجھنے اور برداشت کرنے کی ادنیٰ صلاحیت بھی نہ رہی ہو۔ جو خود اپنے دور کی فریاد اس انداز سے کرتا ہو کہ ”حق اور حق گوئی نے علیؑ کے پاس کوئی دوست نہیں چھوڑا ہے“ اور تمام ابنائے زمانہ جو بہترین امیدیں لے کر ساتھ آئے تھے سب ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئے ہیں۔

ایک ایسا شخص جس نے خانہٴ خدا میں پہلا قدم رکھا ہو اور آنکھ کھول کر پہلے پہل جمالِ سرکارِ دو عالم کو دیکھا ہو۔ اور اس کے

بعد بیکارگی بنوں کے ایک ہنگامے سے دو چار ہو جائے کہ جہاں خانہ خدا میں بھی اصنام کو برداشت کرنا پڑے۔
اس کے اپنے گھر کی زندگی میں اللہ۔ دین۔ مذہب۔ عبادت۔ تقویٰ، اخلاص کے علاوہ کچھ نہ ہو اور باہر نکلتے ہی بے ایمانی،
بدکرداری کے علاوہ کچھ نہ دیکھتا ہو۔ وہ بہترین آغوش میں پرورش پائے اور بدترین ماحول میں زندگی گزارے۔
زندگی کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھے کہ ایک شخص کھانا کھلا کر خیر دنیا و آخرت کا پیغام دے رہا ہے اور
سارا مجمع اسے جادو گر اور مجنون قرار دے رہا ہے۔ مکہ کی گلیوں میں ایک شخص فلاح و نجات کا پیغام سنارہا ہے اور اور لوگ اسے
پتھر مار رہے ہیں۔

وہ لوگوں کی زندگی کے لئے پریشان ہے اور لوگ اس کے قتل کی سازشیں کر رہے ہیں۔
وہ وطن چھوڑ کر ہجرت کر جاتا ہے اور لوگ ہر سال دارالہجرت پر ایک نیا حملہ کر رہے ہیں اور اسے چین کا سانس نہیں
لینے دے رہے ہیں۔

اس کے بعد جب وہ خود اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ سمجھتا ہے تو اس کا نقشہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دن ایک لاکھ میں ہزار اصحاب
کا مجمع اس کے قدموں تلے ہوتا ہے اور سب اسے مولائیت کی مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دوسرے دن اس کے گلے میں رستی ہوتی
ہے اور لوگ اس کا تماشہ دیکھتے ہیں۔

ایک دن اسے عورت کے مقابلہ میں اٹھنا پڑتا ہے تو دوسرے دن مردوں کے مقابلہ میں قیام کرنا پڑتا ہے۔
ایک دن اس سے بیعت کا مطالبہ ہوتا ہے تو دوسرے دن اس کے قتل کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔
ایسے انسان کے کلام میں اس طرح کا تنوع نہ ہو گا تو اور کیا ہو گا؟ اور وہ زبرد تو بیخ اور تہدید و ترہیب سے کام نہ
لے گا تو کون لے گا؟

معجزہ تو یہ ہے کہ اس کے کسی کلام پر حالات کا اثر نہیں ہوا ہے اور وہ ہر طرح کے ماحول میں اور بدترین حالات میں بھی
جب کلام کرتا ہے تو اس کا کلام فوق کلام المخلوق ہی ہوتا ہے اور وہ سب کچھ لٹ جانے کے بعد بھی سر منبر ہی اعلان کرتا ہے
کہ تمھارے طاؤن کر میری بلند یوں تک پرواز نہیں کر سکتے ہیں اور سرِ اقدس کے شکاف نہ ہو جانے کے بعد بھی بستر شہادت سے یہی
آواز دیتا ہے کہ ”سَلَوْنِي قَبْلَ اَنْ تَقْعُدُوْنِي“ (جو دریافت کرنا ہے دریافت کر لو قبل اس کے کہ میں تمھارے درمیان
نہ رہ جاؤں)۔

کتب و رسائل:

خطبات کے علاوہ بیچ البلاغہ میں مولائے کائنات کے ۹ خطوط و رسائل ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

- ۱۸۔ خطوط وصیت اور تعلیم و تربیت کے موضوع سے متعلق ہیں۔
- ۱۶۔ خطوط میں تنقید و تعریف کا لہجہ اختیار کیا گیا ہے تاکہ ہر قسم کے افراد کی شناخت کی جاسکے۔
- ۱۸۔ رسائل میں تو بیخ اور زجر کا انداز ہے کہ جس طرح کے انسان سامنے ہوتے ہیں ان سے اسی لہجہ میں خطاب کیا جاتا ہے۔

۸۔ خطوط سیاسی امور سے متعلق ہیں جن میں ایک خط ہی تمام عالم کے سیاسی خطوط متعین کرنے کے لئے کافی ہے اور جو اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے کہ جس قوم کے پاس مولائے کائنات کے بتائے ہوئے خطوط ہیں اسے قتل کیا جاسکتا ہے لیکن سیاسی میدان میں شکست نہیں دی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی سیاست مَدَن کو چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ انسان جیسے جیسے خواب غفلت سے بیدار ہوتا جائے گا ان سیاسی خطوط کی اہمیت کا احساس بڑھتا جائے گا۔

۹۔ خطوط میں عسکری مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۔ رسائل عہد و معاہدہ سے متعلق ہیں اور تین رسائل میں انداز اور تہدید کا رخ اختیار کیا گیا ہے اور اس طرح زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے ان رسائل کے اندر گھیر نہ لیا گیا ہو اور جس کا حل ان خطوط کے اندر تحریر نہ کر دیا گیا ہو۔

کلمات قصار:

خطبات اور رسائل و مکاتیب کے علاوہ اس مقدس کتاب میں ۸۰ حکیمانہ کلمات بھی پائے جلتے ہیں جن کے ایک ایک لفظ میں حقائق کا ایک ذخیرہ ہے اور ایک ایک نقطہ میں حکمت کا ایک سمندر ہے۔ انسان صاحبِ توفیق ہو اور ان کلمات کی فصاحت و بلاغت پر غور کرنے کا موقع حاصل کر لے تو اسے اندازہ ہو گا کہ علی علیہ السلام کے کلام میں خطبات کے پہلو میں کلمات قصار کی بھی وہی کیفیت ہے جو کلام الہی میں آیات و سطور کے مقابلہ میں نقطہ بار کی ہے اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ مشہور روایات میں علیؑ ہی کو نقطہ بار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تو جس کی ہستی کلام الہی کے لئے نقطہ بار کی حیثیت رکھتی ہو اس کے اجمال میں تفصیل کا سمندر موجزن ہونا ہی چاہئے۔

خلاصہ کلام:

مولائے کائنات کے ارشادات کے اس تنوع کو اس تناظر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ مالک کائنات نے انھیں ہدایت عالم کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ اور ہدایت کے بنیادی وسائل دو طرح کے ہوتے ہیں زبان اور قلم۔ مولائے کائنات نے اس راہ میں دونوں وسائل کو اختیار کیا اور زبان کے ذریعہ خطبات کی دنیا کو آباد کیا تو قلم کے ذریعہ خطوط و رسائل کا ذخیرہ جمع کر دیا۔ مالک کائنات نے بھی انسان کو انھیں دو عظیم صلاحیتوں سے نوازا تھا اور انھیں اپنی رحمت کا عظیم ترین مرقع قرار دیا تھا۔ ایک کی طرف علم البیان سے اشارہ کیا تھا اور دوسرے کی طرف علم بالقلم سے ذہن کا رخ موڑ دیا تھا۔

مولائے کائنات نے امامت کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے ہر خدا داد صلاحیت کو استعمال کیا اور اس طرح استعمال کیا کہ نہ خطبات کی دنیا میں علیؑ کے جیسے خطبات پائے جاتے ہیں اور نہ مکاتیب و رسائل کی دنیا میں علیؑ جیسے خطوط و رسائل ہیں۔ کلمات قصار اور خطبات میں اجمال و تفصیل کا فرق ضرور پایا جاتا ہے کہ عوام الناس کے لئے طولانی تقریر درکار ہوتی ہے اور خواص کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

مولائے کائنات نے دونوں انداز اختیار فرمائے ہیں اور اس کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ کہ نہ خطبات کی

تفصیل میں اہل علم و فضل و کمال کو کسی طوالت اور تھکاوٹ کا احساس ہوتا ہے اور نہ کلمات حکمت کے اجمال سے عوام الناس بیکسر محروم رہ جاتے ہیں بلکہ علیٰ کا ہر اجمال ایک تفصیل ہے اور ہر تفصیل ایک اجمال۔ اور کیوں نہ ہو علیٰ خود بیک وقت قرآن ناطق بھی ہیں اور نقطہ بار بھی۔ ان کے کلمات کی تفصیل کا جنّ و انس مل کر بھی احصاء نہیں کر سکتے ہیں اور ان کا اجمال خلاصہ ایران بن کر قلب مومن میں سما جاتا ہے۔

چند شبہات:

ہنج البلاغہ کی حیثیت و عظمت کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض ان شبہات کا جائزہ بھی لے لیا جائے جو دور قدیم میں پیدا کئے گئے ہیں اور دشمنان اہلبیتؑ آج تک وقتاً فوقتاً انھیں چیلے ہوئے لقموں پر گزارا کرتے رہتے ہیں۔ سب سے پہلا شبہ یا فتنہ جرجی زیدان نے پیدا کیا ہے جب "تاریخ آداب اللغة العربیۃ" میں ہنج البلاغہ کو شریف ضمی کے بجائے ان کے برادر محترم سید مرتضیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اس طرح کتاب کی حیثیت کو مشکوک بنانا چاہتا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے استاد بروکلین کا اتباع کیا ہے کہ اس نے بلا دلیل "تاریخ ادب عربی" میں یہ ادعا کر دیا ہے کہ یہ کتاب اصل میں سید مرتضیٰ کی ترتیب دی ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ استعمار کی زبان سے ایسی بات عجیب نہیں لگتی ہے لیکن ایک مسلمان کی زبان سے یقیناً عجیب لگتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نام نہاد استاد محمود محمد شاہ نے بھی مجلہ "الکاتب" کے عدد ۱۱ میں اس کتاب کی تالیف کو دو بھائیوں کے درمیان مشکوک بنانے کی ناشکور کوشش کی ہے۔ جب کہ محققین اہلسنت بھی اس دیدہ و دانستہ فتنہ انگیزی کی شدید ترین مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر ذکی نجیب محمود کے بیانات سے واضح ہوتا ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مئی ۱۹۷۵ء میں مجلہ "الکاتب" میں محمود محمد شاہ کے فتنہ کے بعد ہنج البلاغہ کے خلاف ہنگاموں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

دسمبر میں مجلہ "الہلال" نے ڈاکٹر شفیع سید کا مقالہ شائع کیا۔

شباط میں مجلہ "العربی" نے محمد الدسوقی کا مقالہ شائع کیا۔

اور اس طرح مقالات کا ایک تاننا بندھ گیا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دشمنان اہلبیتؑ کی ایک سازش تھی کہ مسلسل مختلف علاقوں سے ایک ہی آواز اٹھائی جائے تاکہ عوام الناس دھوکہ کھا جائیں اور نیم ملا قسم کے لوگوں کو بات کو آگے بڑھانے کا موقع مل جائے اور جن لوگوں کو نئی بات کہنے کی بیماری ہوتی ہے وہ اسے تحقیق مزید کے نام سے آگے بڑھا سکیں۔ ان بیماروں کو یہ کہاں احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں سمجھ دار لوگ بھی پائے جاتے ہیں اور پروردگار حریف باطل کو دائمی اور ابدی ہنسنے کی اجازت نہیں دے سکتا ہے۔

"وَإِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ"

بہر حال ذیل میں چند اور شبہات کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کی بنا پر ہنج البلاغہ کے کلام امیر المومنینؑ ہونے کو مشکوک بنانے کی

ناکام کوشش کی گئی ہے:

۱۔ ہنج البلاغ میں بار بار اصحاب رسولؐ پر تنقید کی گئی ہے اور یہ بات امیر المومنینؑ کے شایان شان نہیں ہے۔ اس شبہ کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اگر اصحاب رسولؐ سے مراد صاحبانِ اخلاص و شرافت ہیں تو ان کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی نہیں ہے اور اگر صرف بزم رسالت تک آجانے والے اور منافقین مراد ہیں تو ان کے خلاف پروردگار نے پورا سورہ نازل کر دیا ہے تو لسان اللہ کی زبان پر یہ تنقید کیوں نہیں آسکتی ہے۔

خود رسول اکرمؐ کی زبان سے بھی حوض کوثر کی حدیث میں اصحاب کی مذمت وارد ہوئی ہے جسے بخاری جیسی صحیح کتاب میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض لوگوں کو اہلبیت پیغمبرؐ کی دشمنی ہی اندھا بنا دیتی ہے۔

۲۔ اس کتاب میں بار بار وصیت اور وصایت کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ یہ لفظ اس دور میں رائج نہیں تھا؟ اس جہالت کا کیا جواب ہے کہ جب قرآن مجید میں ۳۲ مرتبہ اس مادہ کا ذکر کیا گیا ہے تو بھی ان مدعیان علم و فن کو اس دور میں اس لفظ کا وجود نظر نہیں آ رہا ہے۔

خود رسول اکرمؐ نے بھی دعوت ذوالعشرہ کے موقع پر حضرت علیؑ کے لئے اسی لفظ کو استعمال فرمایا ہے جیسا کہ تاریخ طبری اور تاریخ الکامل وغیرہ میں بصرحت پایا جاتا ہے۔

۳۔ اس کتاب میں بعض خطبے بیحد طولانی ہیں اور یہ اس دور کے رواج کے خلاف ہے؟ اس غریب کو کون سمجھائے کہ بیان کا طول و اختصار حالات کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اس کا فنکاری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض اوقات دو کلمے بھی کافی ہوتے ہیں اور بعض اوقات مفصل تقریر کرنا پڑتی ہے جیسا کہ ”سرح العیون“ میں سبحان بن دائل (خطیب عرب) کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ دربار معاویہ میں ظہر کے بعد خطبہ شروع کیا اور اس کا سلسلہ عصر تک جاری رہا اور یہ اُسی دور کا ذکر ہے۔ بیسویں صدی کا تذکرہ نہیں ہے۔

خود سرکارِ دو عالمؐ کے خطبہ عذیر کو دیکھا جائے تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ حالات کے اقتضائے بعد دوپہر اور دھوپ میں بھی مفصل خطبہ بیان کیا جاسکتا ہے۔ مسجد اور پرسکون ماحول میں تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

۴۔ اس کتاب میں صحیح۔ قافیہ بندی اور صنائع و بدائع کا انداز پایا جاتا ہے اور یہ اس دور کے رواج کے خلاف ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نام نہاد استاد نے قرآن مجید کی تلاوت کا شرف بھی حاصل نہیں کیا ہے ورنہ سورہ رحمن۔ سورہ دہر۔ سورہ واقعہ اور مختصر سوروں کو دیکھنے کے بعد ایسی جاہلانہ بات کی جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔

۵۔ اس کتاب میں ایک ایک موضوع پر جس وقت نظر کا اظہار کیا گیا ہے اور طاؤس۔ چیونٹی۔ مڈی اور چمکا دڑ کی خلقت کے بارے میں جس باریک بینی سے کام لیا گیا ہے۔ وہ اس دور میں ایک ناممکن عمل تھا اور اس کا رواج یونان اور فارس کے فلسفہ کے منتقل ہونے کے بعد شروع ہوا ہے۔ امام علیؑ کے دور میں اس کا کوئی تصور نہیں تھا؟

افسوس اس استاد نے حضرت علیؑ کی عظمت کا بھی احساس نہیں کیا اور یونان و ایران میں مفکرین کے وجود پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ سارا تبصرہ حضرت علیؑ کے علم پر کر دیا کہ انھیں یہ باریک بینی یونان و ایران کے فلاسفہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

باب مدینۃ العلم کے بارے میں یہ کوتاہ بینی حق و انصاف کی بارگاہ میں ایک ناقابل معافی جرم ہے۔
۶۔ اس کتاب میں اعداد ۶-۴-۳ وغیرہ کا استعمال کیا گیا ہے جو اس دور میں رائج نہیں تھا؟
خدا جانے سرکارِ دو عالم کی ان حدیثوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جن میں انہیں اعداد کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو
العقد الفرید ۲/۲۰۲، ۲/۴۱۴، ۶/۲۷۲ وغیرہ۔

اور پھر بھی اندازِ ظہری نے ۳۰/۳ میں حضرت ابو بکر کے کلام کا نقل کیا ہے اور شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید نے
حضرت عمر کا نقل کیا ہے۔ (۱۲/۷۱)

۷۔ اس کتاب کے بعض خطبوں میں علمِ غیب کی جھلک پائی جاتی ہے اور یہ علم پروردگار کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے؟
اس شبہ کا جواب خود امیر المومنینؑ نے اس وقت دے دیا تھا جب آپ کے خطبہ کو سن کر ایک شخص نے علمِ غیب کا حوالہ
دیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ علم غیب نہیں ہے۔ صاحب علم غیب سے استفادہ ہے۔ یعنی پروردگار نے یہ علم اپنے
حبیب کو دیا تھا اور ان کے ذریعہ میری طرف منتقل ہوا ہے۔ علم غیب ذاتی طور پر پروردگار کا کمال ہے۔ اس کے بعد وہ کسی کو
عطا کرنا چاہے تو کسی کو روکنے کا حق بھی نہیں ہے۔

۸۔ اس کتاب میں زہد، ترک دنیا، ذکر موت وغیرہ کی بہتات ہے اور یہ مسیحی یا صوفی فکر ہے جس کا اس وقت عالم اسلام
میں کوئی وجود نہیں تھا؟

یعنی قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن میں موت کا ذکر کیا گیا ہے اور حیات دنیا، لذات دنیا کی مذمت کی گئی ہے یہاں تک
کہ ازواج پیغمبر کو زینتِ حیاتِ دنیا کے مطالبہ پر طلاق کی تہدید کی گئی ہے۔ یہ سب عالم عیسائیت سے عاریت لی گئی ہیں یا
انہیں بعد کے صوفیوں نے قرآن مجید میں شامل کر دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۹۔ اس کتاب کے بعض کلمات اور جملے دوسرے افراد کے نام سے بھی نقل کئے گئے ہیں لہذا امیر المومنینؑ کا کلام نہیں ہے؟
یعنی اس نسبت کو غلط نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ صرف اس کتاب کو غلط کہا جاسکتا ہے۔ کاش اس مردِ فاضل نے
ذرا برابر انصاف کیا ہوتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ بعض کلمات فکر کی ہم آہنگی کی بنا پر مشترک ہو جاتے ہیں بعض کلمات دوسروں
کے نام سے اس لئے بھی نقل ہو سکتے ہیں کہ دورِ معاویہ میں علی کا نام لینا اور ان کے حوالہ سے بات کرنا ملک الموت کو دعوت
دینے کے مرادف تھا تو عین ممکن ہے کہ دشمنوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا ہو یا دوستوں نے یہ چاہا ہو کہ یہ ارشادِ گرامی قوم
میں زندہ رہ جائے کہ اہلبیت طاہرینؑ نام کے خواہاں نہیں ہیں وہ پیغام کی بقا کے خواہاں ہیں۔

۱۰۔ اکثر کتب لغت و ادب میں نہج البلاغہ کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے لہذا یہ کلام لوگوں کی نظر میں معتبر نہیں تھا اور نہ مختلف
مسائل میں بطور حوالہ ضرور ذکر کیا جاتا۔

اس کا جواب میرے مقدمہ کے اس حصہ سے واضح ہو چکا ہے جس میں سید رضیؒ کی ولادت سے پہلے متعدد علماء و مؤرخین
کے کلمات و خطب میں امیر المومنینؑ کے حوالہ کا ذکر کیا گیا ہے اور بعد میں انہیں کلمات و خطب کو نہج البلاغہ میں جگہ دی گئی ہے۔
اور اسی فہرست سے اس شبہ کا جواب بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ سید رضیؒ نے تمام کلمات و خطب کو بلا سند ذکر کیا ہے اور

روایت مرسلہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے جب کہ ان کے اور حضرت علیؑ کے دور میں تقریباً چار صدیوں کا فاصلہ ہے۔
 جواب کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ یہ کلمات سید رضیؒ کی ولادت کے پہلے سے نقل ہو رہے ہیں اور انھوں نے صرف جمع آوری کا کام کیا ہے لہذا اسے غیر مستند یا غیر مستند نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔
 ان کلمات کا سلسلہ نقل امیر المومنینؑ کے بعد ہی سے شروع ہو گیا ہے جس کے بعد کسی مزید سند کی ضرورت نہیں ہے اور اس قدر مولفین کا نقل کرنا ہی اس کے استناد کے لئے کافی ہے۔
 والسلام علی من اتبع الهدی

— استفادہ از ہنج البلاغہ لمن علامہ الشیخ محمد حسن آل یسین

کچھ اس کتاب سے متعلق:

زیر نظر ترجمہ اور شرح اس بنیاد پر نہیں ہے کہ اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی کام نہیں ہوا ہے یا اس کی کوئی افادیت نہیں ہے۔
 کام بہت ہوا ہے اور بہت خوب ہوا ہے۔ متعدد تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں اور مختلف شرحیں بھی منظر عام پر آچکی ہیں اور کچھ خود بھی ان خدمات سے بڑی حد تک استفادہ کرنے کا موقع ملا ہے۔
 لیکن ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے منظر عام پر آنے کے بعد اور مومنین کرام کی حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہر کام ناظرین کرام کی نگاہ میں قابل قدر ہوتا ہے اگر اس میں کوئی بھی ندرت یا خوبی پیدا ہو جائے۔
 میں نے اس ترجمہ اور تشریح میں نین باتوں کا خیال رکھا ہے جو نادرونا یا ب تو نہیں ہیں لیکن اردو داں طبقہ کے لئے قابل استفادہ ضرور ہیں۔
 پہلی کوشش یہ کی گئی ہے کہ زبان بالکل سادہ اور سلیس ہو جب کہ یہ کام انتہائی مشکل اور دشوار تھا کہ ہنج البلاغہ کی زبان خود بھی اتنی سہل و سادہ نہیں ہے جتنی آسان زبان قرآن مجید میں نظر آتی ہے۔
 ایسی صورت میں مترادفات الفاظ کا تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا اور اسی بنیاد پر اکثر مقامات پر کچھ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے سادگی کو فصاحت و بلاغت پر مقدم رکھا ہے اور بعض دیگر مترجمین کرام کی طرح الفاظ تراشی یا سجادہ سازی کی زحمت نہیں کی ہے۔
 ۲۔ عام طور سے اردو زبان میں جو تراجم پائے جاتے ہیں۔ ان میں خطبات و کلمات کی تشریح تو ہے لیکن ان کا حوالہ درج نہیں ہے کہ یہ کلام ہنج البلاغہ کے علاوہ اور کہاں کہاں پایا جاتا ہے۔
 یہ کام انتہائی دشوار گزار تھا اور میں نے اس سلسلہ میں محنت بھی شروع کر دی تھی لیکن بعد میں عربی زبان کی ایسی کتابیں

دستیاب ہو گئیں جن میں یہ سارا کام مکمل طور سے ہو چکا تھا اور مجھے اس سلسلہ میں کوئی زحمت نہیں کرنا پڑی اور برسوں کا کام مہینوں کے اندر مکمل ہو گیا۔

بہت ممکن ہے کہ بعض حوالے نمبروں کے اعتبار سے صحیح نہ بھی ہوں لیکن اب مزید تلاش میری مصروف ترین زندگی کے حدود و امکان سے باہر ہے۔ خدا کرے دیگر افاضل کرام اس کام کو انجام دے دیں اور ناظرین محترم بھی متوجہ کر دیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔

۳۔ اردو زبان میں عام طور سے تفسیر اور تشریح دونوں کا مفہوم واقعات کو قرار دیا جاتا ہے کہ تفسیر قرآن میں بہت سے دور قدیم کے واقعات نقل کر دئے جائیں اور شرح پنج البلاغہ میں صفین و جمل و سفینہ کے ساری تفصیلات سے کتاب کا حجم بڑھا دیا جائے۔ جب کہ حقیر کا نظریہ اس سے بالکل مختلف ہے میری نگاہ میں واقعات کا حوالہ بقدر کلام فہمی تو ضروری ہے لیکن اس کا تفسیر اور تشریح کلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تفسیر و تشریح کے لئے الفاظ کا مفہوم۔ عبارات کا مقصد اور اس مطلوب مقصود کا واضح کرنا ضروری ہے جس کے لئے یہ کلام منظر عام پر آیا ہے اور صاحب کلام نے عوام الناس یا خواص کو مخاطب بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں ایک طرف الفاظ کا مفہوم درج کیا گیا ہے اور دوسری طرف خطبات و کلمات کے مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ طلب کرام کو کلام کے سمجھنے اور مومنین کرام کو کردار کے سنوارنے میں مدد ملے۔ خدا کرے میری یہ کوشش کامیاب ہو اور اس طرح تفسیر و تشریح کا ایک نیا سلسلہ منظر عام پر آ سکے۔

ایک مستقل زحمت:

میری ذاتی زندگی کچھ اس طرح کی بے منگم واقع ہوئی ہے کہ کوئی کام سکون کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا ہوں۔ کثرت سفر نے ایک طرف تمام سال نماز تمام کا شرف عنایت کر دیا ہے تو دوسری طرف کتب خانوں کی سیر سے محروم کر دیا ہے۔ سکونت ایسے علاقوں میں رہتی ہے جہاں مذہبی کتاب کا داخلہ گمراہ کن لٹریچر کے داخلہ سے زیادہ خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔ اس بنا پر زیادہ مطالعہ بھی ممکن نہیں ہوتا ہے۔

اس کے بعد جب مرحلہ تالیف و ترجمہ مکمل ہو جاتا ہے تو کتابت کی مصیبت سامنے آتی ہے۔ ہمارے ملکوں میں اردو کتابوں کا قحط ہے اور عربی کتابت تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔

بمشکل تمام تین کتاب تلاش کئے ہیں اور سب سے بیک وقت کام لیا جاتا ہے تو بھی اپنی تحریروں کی کتابت کا مہذبہ خیر ہو جاتا ہے۔

اس کتاب میں بھی پہلا صفحہ بقدر حاشیہ محترم جعفر مرزا صاحب نے لکھا ہے تو دوسرا صفحہ ترجمہ و شرح محترم جلال الدین صاحب نے۔

عربی کتابت کا کام ایک سال سے دردمس رہا ہوا تھا کہ اس سال جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ میں زیارت امام رضاؑ سے شرف ہوا تو میں نے حضرت ہی سے یہ التماس کی کہ آپ ہی ہماری اس مشکل کو حل فرمائیں اور اپنے مخصوص کرم سے اس کی کتابت کا

فوری انتظام فرمادیں۔ اتفاق وقت کہ اسی زمانہ میں عزیز مولانا منظر صادق زیدی بھی تم میں تھے اور انھیں کمپیوٹر کے بارے میں کافی معلومات تھیں اور اس طرح ایک کمپیوٹر مرکز تک رسائی ہو گئی اور اسی کے ذریعہ عربی کتابت کا کام انجام پا گیا۔ اس سلسلہ میں بڑی رہنمائی لندن کے فعال عالم دین مولانا ذوالقدر رضوی کے کمپیوٹر معلومات سے بھی حاصل ہوئی ہے اور پروف ریڈنگ کا کام جامعہ امامیہ اور ادارہ العلوم کے طلاب مقیم تم نے انجام دیا ہے اور طباعت کی مکمل نگرانی عزیز ضیغم حین زیدی نے کی ہے اور اس طرح متعدد ہاتھوں کے خدمات کا نتیجہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

اشاعت:

کتابت کے بعد اشاعت بھی ایک انتہائی دشوار گزار مرحلہ ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ میرے بعض مخلصین نے یہ ذمہ داری لے لی ہے اور اس طرح ہر سال دو چار کتابیں منظر عام پر آ جاتی ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت میں محترم ڈاکٹر ظفر جعفری، محترم ڈاکٹر تہذیب الحسن رضوی، محترم ڈاکٹر اسد صادق کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ یہ ہاتھ۔ میرا ہاتھ بٹاتے رہیں گے اور بقدر توفیق کتابیں منظر عام پر آتی رہیں گی۔

مومنین کرام سے التماس ہے کہ ان تمام حضرات کے توفیقات کے لئے دعا فرمائیں اور مجھ حقیقہ کو بھی اپنی دعاؤں میں نظر انداز نہ فرمائیں تاکہ دنیا سے چلتے چلا تے کچھ اور بھی خدمت دین کر لوں۔

شاہد کسی ایک کتاب۔ سطری لفظ میں خلوص پیدا ہو جائے اور وہی زادِ آخرت بن جائے ورنہ منِ آدم کہ منِ دامن۔ ربِّ کریم کے کرم سے بہت کچھ امیدیں وابستہ ہیں کہ وہی مالک دنیا و آخرت ہے اور پھر صاحب کلام کی مہربانیاں بھی ہمیشہ شامل حال رہی ہیں اور انشاء اللہ تاقیامت رہیں گی۔

والسلام علی من اتبع الهدی

جوادی

یکم ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
ابوظہبی

نجم البلاء

(حصه اول)

باب المختار من خطب مولانا امير المؤمنين

على بن ابي طالب عليه التحيه والسلام

الخطب

نہج البلاغة

باب المختار من خطب مولانا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ التحیة والسلام
الخطب

۱

و من خطبة له ﴿۱﴾

یذكر فيها ابتداء خلق السماء والأرض، وخلق آدم ﴿۲﴾

و فيها ذكر الحم

و تحتوي على حمد الله، وخلق العالم، وخلق الملائكة، واختيار الأنبياء،

ومبعث النبي، والقرآن، والأحكام الشرعية

الْمُسْتَدَلُّ الَّذِي لَا يَبْلُغُ مَذْحَنَةَ الْقَائِلُونَ، وَلَا يُخَصِّي
نَعْمَاءَهُ الْعَادُونَ، وَلَا يُؤَدِّي حَقَّهُ الْمُجْتَنِدُونَ (الجاهدون)،
الَّذِي لَا يُذَكِّرُهُ بَعْدُ الْمُسَمِّ، وَلَا يَسْأَلُهُ غَوْصُ الْفِطْنِ،
الَّذِي لَيْسَ لِحَقِّهِ حَذُّ مَخْدُودٍ، وَلَا نَفْتٌ مَوْجُودٍ،
وَلَا وَقْتُ مَعْدُودٍ، وَلَا أَجَلٌ مَمْدُودٍ. فَطَرَّ الْخَلَائِقَ بِمَقْدَرَتِهِ،
وَنَشَرَ الرِّيحَ بِرَحْمَتِهِ، وَوَسَّدَ بِالصُّخُورِ مَيِّدَانِ أَرْضِهِ
أَوَّلَ الدَّيْنِ مَسْفَرَّتَهُ، وَكَمَالَ مَسْفَرَّتِهِ التَّضَدُّيقُ بِهِ،
وَكَمَالَ التَّضَدُّيقُ بِهِ تَوْجِيدُهُ، وَكَمَالَ تَوْجِيدِهِ الْإِخْلَاصُ لَهُ،
وَكَمَالَ الْإِخْلَاصُ لَهُ نَقْيُ الصِّفَاتِ عَنْهُ، لِشَهَادَةِ كُلِّ صِفَةٍ
أَنَّهَا غَيْرُ الْمَوْصُوفِ، وَشَهَادَةِ كُلِّ مَوْصُوفٍ أَنَّهُ غَيْرُ الصِّفَةِ؛
فَمَنْ وَصَفَ اللَّهَ شَيْئًا فَقَدْ قَرَنَهُ وَمَنْ قَرَنَهُ فَقَدْ نَفَاهُ،
وَمَنْ نَفَاهُ فَقَدْ جَرَّاهُ، وَمَنْ جَرَّاهُ جَهْلَهُ، وَمَنْ جَهْلَهُ
فَقَدْ أَشَارَ إِلَيْهِ، وَمَنْ أَشَارَ إِلَيْهِ فَقَدْ حَذَّاهُ، وَمَنْ
حَذَّاهُ فَقَدْ عَدَّاهُ، وَمَنْ قَالَ «فِيمَ» فَقَدْ ضَمَّنَّاهُ، وَمَنْ قَالَ
«عَلَامٌ» فَقَدْ أَخْلَى مِنَّنَهُ، كَمَا نَزَلَ عَنْ حَدِيثٍ، مَوْجُودٌ لَا عَنْ
عَدَمٍ، مَعَ كُلِّ شَيْءٍ لَا يُقَارَنُ، وَغَيْرُ كُلِّ شَيْءٍ لَا يُقَارَنُ إِلَيْهِ،
فَسَاعِلٌ لَا يَمْنَعُنِي الْمَرْكَاتُ وَالْأَلَكَةُ، بِصِيرٍ إِذْ لَا مَنَظُورَ إِلَيْهِ
مِنْ خَلْقِهِ، مُتَوَحِّدٌ إِذْ لَا سَكَنَ يَسْتَأْنِسُ بِهِ وَلَا يَسْتَوْجِشُ لِمَقْدَرِهِ.

حمد۔ اختیاری صفات و افعال
پر کسی کی تعریف کرنا۔

مذمت۔ ایک قسم کی تعریف۔

نعماء۔ نعمت کی جمع ہے مثل نعیم

اجتہاد۔ مکمل طاقت کا صرف کر دینا۔

ہتمم۔ ہمت کی جمع ہے یعنی محکم ارادہ۔

فِطْن۔ فتنہ کی جمع ہے یعنی باصوفا

ذہانت

فطر۔ بنیہ کسی مثال اور نمونہ کے

ایجاد کرنا

میدان۔ تھر تھر اہٹ کے ساتھ حرکت

کرنا۔

دین۔ مذہب، عقیدہ

قرنہ۔ کسی کو شریک اور ساتھی قرار

دیہا۔

حد۔ وہ انتہا جس سے آگے نہ

بڑھ سکے۔

عد۔ احاطہ کر لینا اور شمار میں

لے آنا

مزالیہ۔ جدائی، آلہ اعضاء و

جوارح

مصادر خطبہ برائے عیون الحکم و المواعظ الواسطی، بکار، ۷۷ ص ۳۲۳۔ ربیع الابرار زرخشری باب السمار و الکواکب، شرح نہج البلاغہ
قطب راوندی۔ تحت العقول حرائی۔ اصول کافی ۱ ص ۱۵۳۔ احتجاج طبرسی ۱ ص ۱۵۵، مطالب السؤل محمد بن طلحہ الشافعی۔
دستور معالم الحکم القاضی القضاعی ۱۵۳۔ تفسیر فخر رازی ۲ ص ۱۶۳۔ از شاد مغیرہ ۱۰۵ و ۱۰۶۔ توحید صدوق۔
عیون الاخبار صدوق، امالی طوسی ۱ ص ۲۲۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
امیر المؤمنینؑ کے منتخب خطبات اور احکام کا سلسلہ کلام
۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آسمان و زمین کی خلقت کی ابتدا اور خلقت آدمؑ کے تذکرہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی عظمت کا بھی ذکر کیا گیا ہے)
یہ خطبہ حمد و ثناء پروردگار کی خلقت عالم تخلیق لانگہ۔ انتخاب انبیاء۔ بعثت سرکارِ دو عالم غفلت قرآن اور مختلف احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔

سادہ تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی رحمت تک بولنے والوں کے تکلم کی رسائی نہیں ہے اور اس کی نعمتوں کو گننے والے شمار نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے حق کو کوشش کرنے والے بھی ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ نہ موتوں کی بلندیاں اس کا ادراک کر سکتی ہیں اور نہ ذہانتوں کی گہرائیاں اس کی وسعت جاسکتی ہیں۔ اس کی صفات ذات کے لئے نہ کوئی معین حد ہے۔ تصنیفی کلمات۔ نہ مقررہ وقت ہے اور نہ آخری مدت۔ اس نے تمام مخلوقات کو صرف اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور پھر اپنی رحمت ہی سے ہوائیں چلائی ہیں اور زمین کی حرکت کو پہاڑوں کی نیچوں سے بھال کر رکھا ہے۔ دین کی ابتدا اس کی معرفت سے ہے اور معرفت کا کمال اس کی تصدیق ہے تصدیق کا کمال توحید کا اقرار ہے اور توحید کا کمال اخلاص عقیدہ ہے اور اخلاص کا کمال زائد بر ذاتِ حق کی نفی ہے، کھف کا مفہوم خود ہی کو وہ ہے کہ وہ موصوف سے الگ کوئی شے ہے اور موصوف کا مفہوم ہی یہ ہے کہ وہ صفات سے جدا کا نہ کوئی ذات ہے۔ اس کے لئے الگ سے صفات کا اثبات ایک شریک کا اثبات ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ذات کا تعدد ہے اور تعدد کا مقصد اس کے لئے اجزاء کا عقیدہ ہے اور اجزاء کا عقیدہ صرف جہالت ہے معرفت نہیں ہے اور جو ہے معرفت ہو گیا اس نے اشارہ کرنا شروع کر دیا اور جس نے اس کی طرف اشارہ کیا اس نے اسے ایک سمت میں محدود کر دیا اور جس نے محدود کر دیا اس نے اسے گنتی کا ایک شمار کر لیا (جو سر اسر خلافت توحید ذات ہے)۔ جس نے یہ سوال اٹھایا کہ وہ کس چیز میں ہے اس نے اسے کسی کی صف میں قرار دے دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کس کے اوپر قائم ہے اس نے نیچے کا علاقہ خالی کر لیا۔ اس کی ہستی حادث نہیں ہے اور اس کا وجود عدم کی تاریکیوں سے نہیں نکلا ہے۔ وہ ہر شے کے ساتھ ہے لیکن مل کر نہیں، اور ہر شے سے الگ ہے لیکن جدائی کی بنیاد پر نہیں۔ وہ فاعل ہے لیکن حرکات و آلات کے ذریعہ نہیں اور وہ اس وقت بھی بصر تھا جب دیکھی جانے والی مخلوق کا پتہ نہیں تھا۔ وہ اپنی ذات میں بالکل ایکلا ہے اور اس کا کوئی ایسا ساتھی نہیں ہے جس کو پا کر اس محسوس کرے اور کھو کر پریشان ہو جانے کا احساس کرے۔

خطبہ کا پہلا حصہ ذات واجب کی عظمت سے متعلق ہے جس میں اس کی بلندیوں اور گہرائیوں کے تذکرہ کے ساتھ اس کی بی پایان نعمتوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس کی ذات مقدس لا محدود ہے اور اس کی ابتدا و انتہا کا تصور بھی محال ہے۔ البتہ اس کے احسانات کی فہرست میں سرفہرست تین چیزیں ہیں:
(۱) اس نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ (۲) اس نے اپنی رحمت شاملہ سے سانس لینے کے لئے ہوائیں چلائی ہیں۔ (۳) انسان کے قرار و استقرار کے لئے زمین کو تھرا کر پہاڑوں کی نیچوں کی ذریعہ روک دیا ہے ورنہ انسان کا ایک لمحہ بھی کھڑا رہنا محال ہو جاتا اور اس کے ہر لمحہ گر پڑنے اور اٹھ جانے کا امکان برقرار رہتا۔
دوسرے حصہ میں دین و مذہب کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس طرح کائنات کا آغاز ذات واجب سے ہی اسی طرح دین کا آغاز بھی اسی کی معرفت سے ہوتا ہے اور معرفت میں جسے بل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ دل جانے اس کی تصدیق کی جائے فکر و نظر سے اس کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے اور خالق و مخلوق کے قیام سے اس کے صفات کو عین ذات تصور کیا جائے۔
درنہم غلام عقیدہ انسان کو ایک جہالت سے دوچار کرنے کا اور ہر عمل سوال کے نتیجہ میں معرفت سے شروع ہونے والا سلسلہ جہالت پر تمام ہو گا اور یہ بخیر کی آخری منزل ہے۔
اس کی عظمت کے ساتھ اس کے بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ جملہ اعمال کی نگرانی کر رہا ہے اور اپنی یکسانی میں کسی کے وہم و گمان کا محتاج نہیں ہے۔!

خلو العالم

أَنشَأَ الْخَلْقَ إِنشَاءً، وَأَبْنَدَاهُ أَبْنَدًا، بِلَا رَوِيَّةٍ
 أَجْمَالًا، وَلَا تَجَرِيَّةٍ أَشْتَقَادَهَا، وَلَا حَرَكَةٍ أَخَذَهَا،
 وَلَا هَمَامَةٍ نَفْسٍ أَضْطَرَبَ فِيهَا، أَحَالَ الْأَشْيَاءَ لِأَوْقَاتِهَا،
 وَلَمْ يَبْنِ تَحْتِ تَلْفَافِهَا، وَغَرَّرَ غَرَائِزَهَا، وَأَلَزَمَهَا
 أَشْبَاحَهَا، عَالِمًا بِهَا قَبْلَ أَبْنَدَانِهَا، مُحِيطًا بِحُدُودِهَا
 وَأَنْتَبَهَانِهَا، عَارِفًا بِقَرَائِنِهَا وَأَخْتَانِهَا (أَجْنَانِهَا) ثُمَّ
 أَنْشَأَ - مُبْنَعَةً - فَسَقَ الْأَجْنَاسَ، وَشَقَّ الْأَرْجَاءَ،
 وَشَكَّلَ الْهَوَاءَ، فَأَجْرَى (أَجْزَا) فِيهَا مَاءً مُتَلَطِّمًا
 تَيَّارُهُ مُتَرَاكِمًا زَخَّارُهُ حَمَلُهُ عَلَى مَنِّ الرِّيحِ الْقَاصِفَةِ،
 وَالرُّعُوعِ الْقَاصِفَةِ، فَأَعْرَهَا بِرَدِّهِ، وَسَلَطَهَا عَلَى شَدِّهِ، وَقَرَّبَهَا
 إِلَى حَلْدِهِ، الْهَوَاءَ مِنْ تَحْتِهَا فَتَيَّقَ، وَالْمَاءَ مِنْ قَوْفِهَا
 دَوَسَقَ، ثُمَّ أَنْشَأَ مُبْنَعَةً رِيحًا أَعْلَمَتْ مَهْمَهَا، وَأَدَامَ
 مُرَّتِبَهَا، وَأَعَصَفَ بِجَرَاهَا، وَأَبْعَدَ مَنَشَاهَا، فَأَمَرَهَا بِتَضْفِيقِ
 الْمَاءِ الزَّخَّارِ، وَإِنَارَةِ مَوْجِ الْبَحَارِ، فَخَضَّتْ تَحْضُ
 السُّقَاءِ، وَعَصَفَتْ بِهَ عَظْمَهَا بِالْقَضَاءِ، تَرُدُّ أَوَّلَهُ إِلَى
 آخِرِهِ، وَتَاجِبُهُ (سَاكِنُهُ) إِلَى مَا يَرِيهِ، حَتَّى عَبَّ عُبَابُهُ،
 وَزَمَّ بِالسَّيْرِ رُكُومَهُ، فَزَفَقَهُ فِي هَوَاءٍ مُتَفَتِّقٍ، وَجَوَّ
 مُتَفَتِّقٍ، فَسَوَّى مِنْهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ، جَعَلَ سُفْلَاهُنَّ مَوْجًا
 مَكْفُوفًا، وَعُظْلَاهُنَّ سَقْفًا مَكْفُوفًا، وَتَكَأ مَرْفُوعًا، بِغَيْرِ
 عَمْدٍ يَدْعُمُهَا، وَلَا دَسَارٍ يَنْظُمُهَا، ثُمَّ زَيَّنَهَا بِزِينَةِ
 الْكَوَاكِبِ، وَضَيَاءِ الثُّنَاقِ، وَأَجْرَى فِيهَا بَرَاجًا مُشْتَطِرًا،
 وَقَرَّرَ مُنِيرًا فِي قَلْبِكَ دَائِرَ، وَشَقَّ سَائِرَ، وَرَقِصَ سَائِرَ.

رویہ - نظر و فکر
 ہمت - اہتمام
 احالہ - ایک حال سے دوسرے
 حال کی طرف انتقال
 غرائز - جمع عزیزہ یعنی طبیعت
 اشباح - اشخاص
 قرائن - جو چیز ساتھ لگ جائے
 احواز - اطوار
 فتق - شکاف نہ کرنا
 اجواز - جمع جو
 ارجاء - اطوار
 شکاک - طبقات
 تیار - موج بحر
 زخار - لبریز
 عاصفہ - آندھی
 فیتق - خالی
 دوسق - اچھلتا سا
 اعتقام - ہوا کا بے اثر ہونا
 مرب - عمل اقامت
 منشاء - نشوونما کی جگہ
 محض - تیز حرکت
 ساجی - ساکن
 مار - متحرک
 رکام - تہہ
 منفق - کھلا ہوا
 مکفوف - جو بننے سے روک دیا جائے
 دسار - دوسرے کی جگہ پر کیلیں
 مستطیر - جس کی روشنی پھیل ہوئی ہو
 رقیم - آسمان کا ایک نام جس میں ستارے
 کی تحریریں ہوتی ہیں۔

واضح رہے کہ مولا نے کائنات کے اس بیان میں دُخان سے مراد آگ کا دھواں نہیں ہے بلکہ پانی سے اٹھنے والا گہرے قسم کا بخار ہے جس کی شکل دھوئیں جیسی ہو جاتی ہے اور بھاپ ابتدائی منزلوں میں بخار سے تعبیر کی جاتی ہے اور غلیظ ہو جانے کے بعد اسی کا نام دُخان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم بھی سورہ فصلت آیت ۱۱ میں آسمانوں کو دُخان سے تعبیر کر رہا ہے !

اس نے مخلوقات کو ازغیب ایجاد کیا اور ان کی تخلیق کی ابتدا کی بصری فکر کی جولانی کے اور بغیر کسی تجربے فائدہ اٹھائے ہوئے یا حرکت کی ایجاد کئے ہوئے یا نفس کے انکار کی الجھن میں پڑے ہوئے۔ تمام اشارہ کو ان کے اوقات کے حوالے کر دیا اور پھر ان کے اختلافات میں تناسب پیدا کر دیا سب کی طبیعتیں مفرد کر دیں اور پھر انھیں شکلیں عطا کر دیں۔ اسے یہ تمام باتیں ایجاد کے پہلے سے معلوم تھیں اور وہ ان کے حدود اور ان کی انتہا کو خوب جانتا تھا۔ اسے ہر شے کے ذاتی اطراف کا بھی علم تھا اور اس کے ساتھ شامل ہو جانے والی اشارہ کا بھی علم تھا۔

اس کے بعد اس نے فضا کی وسعتیں۔ اس کے اطراف و اکناف اور ہواؤں کے طبقات ایجاد کئے اور ان کے درمیان وہ پانی بہا دیا جس کی لہروں میں تلاطم تھا اور جس کی موجیں تہ بہ تہ تھیں اور اسے ایک تیز رفتور ہوا کے کاندھے پر لا دیا اور پھر ہوا کو لٹٹے پٹٹے اور روک کر رکھنے کا حکم دے دیا اور اس کی حدود کو پانی کی حدود سے یوں ملا دیا کہ نیچے ہوا کی وسعتیں تھیں اور اوپر پانی کا تلاطم۔

اس کے بعد ایک اور ہوا ایجاد کی جس کی حرکت میں کوئی تیز رفتور نہ تھی اور اسے مرکز پر روک کر اس کے جھونکوں کو تیز کر دیا اور اس کے میدان کو وسیع کر دیا اور پھر اسے حکم دیا کہ اس بحرِ خوار کو متھٹھالے اور موجوں کو الٹ پلٹ کر دے چنانچہ اس نے سارے پانی کو ایک شکنیزہ کی طرح متھٹھالا اور اسے فضا کے سطح میں اس طرح لے کر چلی کر اول کو آخر پلاٹ دیا اور ساکن کو متحرک کر پلاٹ دیا اور اس کے نتیجے میں پانی کی ایک سطح بلند ہو گئی اور اس کے اوپر ایک جھاگ کی تہ بن گئی۔ پھر اس جھاگ کو پھیلی ہوئی ہوا اور کھلی ہوئی فضا میں بلند کر دیا اور اس سے سات آسمان پیدا کر دے جس کی سطح ایک ٹھہری ہوئی موج کی طرح تھی اور اوپر کا حصہ ایک محفوظ مسقف اور بلند عمارت کے مانند تھا۔ اس کا کوئی ستون تھا جو سہارا دے سکے اور نہ کوئی بندھن تھا جو منظم کر سکے۔

پھر ان آسمانوں کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا اور ان میں تابندہ نجوم کی روشنی پھیلا دی اور ان کے درمیان ایک فوٹو فلکس چراغ اور ایک روشن ماہتاب رواں کر دیا جس کی حرکت ایک گھومنے والے فلک اور ایک متحرک چھت اور جنبش کرنے والی تختی میں تھی۔

تخلیق کائنات کے بارے میں اب تک جو نظریات سامنے آئے ہیں، ان کا تعلق دو موضوعات سے ہے :

ایک موضوع یہ ہے کہ اس کائنات کا مادہ کیا ہے؟ تمام عناصر اربعہ میں یا صرف آگ ہے یا صرف پانی ہے یا کائنات خلق ہوئی ہے یا کچھ دوسرے عناصر اربعہ بھی کار فرما تھے یا کسی گیس سے یہ کائنات پیدا ہوئی ہے یا کسی بھاپ اور گیس سے اسے جنم دیا ہے؟ دوسرا موضوع یہ ہے کہ اس کی تخلیق دفعتاً ہوئی ہے یا یہ بتدریج عالم وجود میں آئی ہے اور اس کی عمر دس بلین سال ہے یا ۹۰ ہزار ملین سال ہے؟

چنانچہ ہر شخص اپنے انداز کے مطابق ایک رائے قائم کی ہے اور اسی رائے کی بنیاد پر اسے محقق کا درجہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ اس قسم کے موضوعات میں تحقیق کا کوئی امکان نہیں ہے اور نہ کوئی حتمی رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ صرف اندائے میں جن پر سارا کاروبار چل رہا ہے اور ایسے ماحول میں ہر شخص کو ایک نئی رائے قائم کرنے کا حق ہے اور کسی کو یہ چیلنج کرنے کا حق نہیں ہے کہ یہ رائے آلات اور وسائل سے پہلے کی ہے لہذا اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

امیر المؤمنینؑ نے اصل کائنات پانی کو قرار دیا ہے اور اسی کی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے اور آپ کی رائے دیگر آراء کے مقابل میں اس لئے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ اس کی بنیاد تحقیق۔ انکشاف، تجربہ اور اندازہ پر نہیں ہے بلکہ یہ اس مالک کا دیا ہوا ہے پناہ علم ہے جس نے اس کائنات کو بنایا ہے اور کھلی بات ہے کہ مالک سے زیادہ مخلوقات سے باخبر اور کون ہو سکتا ہے۔

امیر المؤمنینؑ نے اپنے بیان میں تین نکات کی طرف توجہ دلائی ہے: (۱) اصل کائنات پانی ہے اور پانی کو قابل استعمال ہونے بنایا ہے۔ (۲) اس فضا کی سطح کے تین رخ ہیں: بلندی جس کو اجواء کہا جاتا ہے اور اطراف جسے ارجاء سے تعبیر کیا جاتا ہے اور طبقات جنہیں سماں کا نام دیا جاتا ہے۔ عام طور سے علماء فلک کو اکب کے مجموعہ کو سکے کا نام دیتے ہیں جس میں ایک رب سے زیادہ ستارے پائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہمارے اپنے نظام شمسی کا حال ہے کہ اس میں ایک رب سے زیادہ ستاروں کا انکشاف کیا جا چکا ہے۔ (۳) آسمانی مخلوقات میں ایک مرکزی شے ہے جسے اس کی حرکت کی بنیاد چراغ کہا جاتا ہے اور ایک اس کے گرد حرکت کرنے والی زمین ہے اور ایک زمین کے گرد حرکت کرنے والی ستارہ ہے جسے قمر کہا جاتا ہے اور علماء فلک اس تابع در تابع کو قمر کہتے ہیں کوکب نہیں کہتے ہیں۔

خلق الملائكة

ثُمَّ قَسَمَ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ الْأَعْلَى فَلَهُنَّ أَطْوَارًا مِّنْ مَّلَائِكَةٍ، مِنْهُمْ مَّجْبُودٌ لَا يُرْكَبُونَ، وَرُكُوعٌ لَا يَسْتَكْبِرُونَ، وَصَافُونَ لَا يَخْتَرِكُونَ، وَمُسَبِّحُونَ لَا يَسْأَلُونَ، لَا يَغْشَاهُمْ نَوْمُ الْعَمِيِّينَ، وَلَا سَهْوُ الْعُفُولِ وَلَا قَسْرَةُ الْأَبْذَانِ، وَلَا غَفْلَةُ النَّسْيَانِ، وَمِنْهُمْ أَسْنَاءٌ عَلَى وَجْهِهِ، وَالْيَسَنَةُ إِلَى رُؤْسِهِ، وَتُحَلِّفُونَ (مترددون) بِقَضَائِهِ وَأَمْرِهِ، وَمِنْهُمْ الْمُحَفِّظَةُ لِعِبَادِهِ، وَنَدَّةُ (السند) لِأَبْوَابِ جَنَانِهِ وَمِنْهُمْ الثَّابِتَةُ فِي الْأَرْضِينَ السُّفْلَى أَقْدَامُهُمْ، وَالْمَارِقَةُ مِنَ السَّاءِ أَعْيُنُهُمْ، وَالْمُخَارِجَةُ مِنَ الْأَقْطَارِ أَرْكَائُهُمْ، وَالْمُنَاسِبَةُ لِقَوَائِمِ الْعَرْشِ أَكْتَافُهُمْ، نَاصِيَةُ دُونِهِ أَنْصَارُهُمْ، مُتَلَفِّفُونَ تَحْتَهُ بِأَجْنِحَتِهِمْ، مَضْرُوبَةٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَنْ دُونَهُمْ حُجُبُ الْعِزَّةِ، وَأَسْتَارُ الْقُدْرَةِ لَا يَتَوَهَّوْنَ رُؤْسَهُمْ بِالتَّصَوُّيرِ، وَلَا يُجَسِّرُونَ عَلَيْهِ صِفَاتِ الْمَصْنُوعِينَ (المخلوقين)، وَلَا يَخْذُلُونَهُ بِالْأَمَّاكِينِ وَلَا يَتَّبِعُونَ إِلَيْهِ بِالنَّظَائِرِ.

صفہ خلق آدم

ثُمَّ جَمَعَ سُبْحَانَهُ مِنْ حَزَنِ الْأَرْضِ وَنَهْلِهَا، وَعَذْبِهَا وَسَبْخِهَا، ثَرِيَّةً سَمِيحًا (سناھا) بِالْمَاءِ حَتَّى خَلَصَتْ، وَلَا طَهِهَا بِاللَّيْلِ حَتَّى لَزِيَتْ، فَجَبَلَ مِنْهَا صُورَةً ذَاتَ أَخْتَاءٍ وَوُصُولٍ، وَأَعْضَاءٍ وَفُضُولٍ، أَمَجَّدَهَا حَتَّى أَشْتَمَسَتْكَتْ، وَأَضْلَدَهَا حَتَّى صَلَفَتْ لَوْقَتِ مَعْدُودٍ، وَأَمَدَ (أجل) مَعْلُومٍ، ثُمَّ نَفَعَ فِيهَا مِنْ رُوحِهِ قَسَمْتُ (فتمثلت) إِنْسَانًا ذَا أَذْهَانٍ يُحِيلُهَا، وَفَكَّرَ يَصْغَرُفُ بِهَا، وَجَوَارِحَ يُخْتَدِمُهَا، وَأَدْوَابَ يُقَلِّبُهَا، وَمَغْرَقَةً يَفْرُقُ بِهَا بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَالْأَذْوَابِ وَالْمَشَامِ، وَالْأَكْلَوَانِ وَالْأَجْنَسِ، مَعْجُونًا بِطَبِيقَةِ الْأَكْلَوَانِ الْمُخْتَلِفَةِ، وَالْأَشْيَاءِ الْمُؤْتَلِفَةِ (مستفقه)، وَالْأَضْدَادِ الْمُتَعَادِيَةِ، وَالْأَخْلَاطِ الْمُتَنَابِيَةِ، مِنَ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ، وَالْبَلَّةِ وَالْجُمُودِ، وَأَسْتَأْدَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ أَلَمَائِكَ وَدِينَتَهُ لَدَيْهِمْ، وَعَهْدَ وَصِيَّتِهِ إِلَيْهِمْ، فِي الْأَذْهَانِ بِالسُّجُودِ لَهُ، وَالْحُسْنُوعِ (والخشوع) لِتَكْرِمَتِهِ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: «أَسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ» اغْتَرَبَتْهُ الْكِبِيَّةُ، وَغَلَبَتْ عَلَيْهِ الشَّقْوَةُ، وَتَعَزَّزَ بِحِلْقَةِ النَّارِ، وَأَشْرَوْهُنَ خَلَقَ الصَّلْصَالِ، فَأَعْطَاهُ اللَّهُ النَّظْرَةَ أَشْتَحَقَّهَا لِلْخُطَّةِ، وَأَسْتَمْتَمًا لِلنَّيْلَةِ، وَانْجَارًا لِلْعِدَةِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ».

۱) اگرچہ ملائکہ کے بارے میں علماء اسلام نے بے شمار بحثیں کی ہیں ملائکہ کی حقیقت - ملائکہ کی خلقت - ملائکہ کی عصمت جیسے موضوعات ہمیشہ زیر بحث آتے رہے ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ یہ صرف خیالات کی چراگاہ ہے اور اس سے زیادہ ان بحثوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ قابل اعتبار صرف اتنا ہے جتنا قرآن مجید کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے جس کی نشان دہی مصوئین نے کیا ہے جنہیں اللہ نے علم کائنات سے نوازا تھا اس کے علاوہ کسی کے بیان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امیر المومنین نے ملائکہ کی تقسیم میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگرچہ انسان اشرف مخلوقات ہونے کا دعویٰ ہے تو اسے ملائکہ سے زیادہ باکمال ہونا چاہیے۔

(۱) اس کی زندگی کو سراپا اطاعت و عبادت ہونا چاہیے۔ (۲) اسے بندگان خدا کا محافظ ہونا چاہیے۔ (۳) اسے وحی الہی کا امین اور احکام الہی کا ترجمان ہونا چاہیے۔ (۴) اس کے وجود میں اس قدر وسعت ہونی چاہیے کہ اس میں آفاق گم ہو جائیں اور وہ حاملان عرش الہی میں شامل ہو جائے جہاں نہنگاہیں میں غرور ہو اور ذیالات میں اخراجات و احوال عاج عظمت پروردگار کا واقعی اعتراف کرے اور اس کے کائنات سے بلند تر ہونے کا تصور کرے۔

۲) تخلیق آدم میں مختلف قسم کی میٹورک

اجتماع انسان کی گونا گوں فطرت اور صلاحیت کا سرچشمہ ہے اور اس کی تخلیق میں کن فیکون کے بجائے تدریجی عمل اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مالک نے مٹی سے بشر ایجاد کیا اور وہ پہلی تخلیق کی طرح روز قیامت دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ لہٰذا کیا کتنا اس مالک کا جس نے خاک کے پتے کو روح کمال عطا کر کے سجدہ ملائکہ بنادیا اور پھر قصہ آدم و ابلیس کو دہرا کر اولاد آدم کو متوجہ کر دیا کہ خبردار قصص سے کام نہ لینا بلکہ مالک جس کے سامنے جھکے جھکا جانا اور حکم الہی کے مقابل میں اپنا فلسفہ استعمال نہ کرنا ورنہ اولاد آدم میں جوتے کے باوجود ذریت ابلیس میں شمار ہو جائے گے۔

پھر اس نے بلند ترین آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کئے اور انھیں طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا جن میں سے بعض جگہ میں ہیں تو کوع کی ذیبت نہیں آتی ہے اور بعض رکوع میں ہیں تو سر نہیں اٹھاتے ہیں اور بعض صف باندھے ہوئے ہیں تو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے ہیں بعض شغل تسبیح میں تو خستہ حال نہیں ہوتے ہیں۔ سب کے سب وہ ہیں کہ ان کی آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور نہ عقول پر ہوا و نسیان کا۔ نہ بدن میں سستی پیدا ہوتی ہے اور نہ دماغ میں نسیان کی غفلت۔

ان میں سے بعض کو وحی کا امین اور رسولوں کی طرف قدرت کی زبان بنایا گیا ہے جو اس کے فیصلوں اور احکام کو براہ راست دیتے رہتے ہیں اور کچھ اس کے بندوں کے محافظ اور جنت کے دروازوں کے دربان ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جن کے قدم زمین کے آخری طبقہ میں ثابت ہیں اور گدین بلند ترین آسمانوں سے بھی باہر نکلی ہوئی ہیں۔ ان کے اطراف بدن اقطار عالم سے وسیع تر ہیں اور ان کے کاندھے پایہ ہائے عرش کے اٹھانے کے قابل ہیں۔ ان کی نگاہیں عرش الہی کے سامنے جھکی ہوئی ہیں اور وہ اس کے نیچے پروں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے اور دیگر مخلوقات کے درمیان عزت کے حجاب اور قدرت کے پرے حائل ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کے بارے میں شکل و صورت کا تصور بھی نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کے حق میں مخلوقات کے صفات کو جاری کرتے ہیں۔ وہ نہ اسے مکان میں محدود کرتے ہیں اور نہ اس کی طرف اشتباہ و نظائر سے اشارہ کرتے ہیں۔

خلیق جناب آدم کی کیفیت

اس کے بعد پروردگار نے زمین کے سخت دزم اور شور و شہر میں حقول سے خاک کو جمع کیا اور اسے پانی سے اس قدر بھگایا کہ بالکل خالص ہو گئی اور پھر تری میں اس قدر گندھا کہ لہذا بن گئی اور اس سے ایک ایسی صورت بنائی جس میں موڑ بھی تھے اور جوڑ بھی تھا۔ اعضاء بھی تھے اور جوڑ بند بھی۔ پھر اسے اس قدر کھایا کہ مضبوط ہو گئی اور اس قدر سخت کیا کہ کھٹکھٹانے لگی اور یہ صورت حال ایک وقت معین اور مدت خاص تک برقرار رہی جس کے بعد اس میں مالک نے اپنی روح کمال پھونک دی اور اسے ایسا انسان بنا دیا جس میں ذہن کی جولانیاں بھی تھیں اور فکر کے تصرفات بھی۔ کام کرنے والے اعضاء و جوارح بھی تھے اور حرکت کرنے والے ادوات و آلات بھی۔ جن دباہل میں فرق کرنے والی قدرت بھی تھی اور مختلف ذائقوں، خوشبودوں، رنگ و روغن میں تیز کوئے کی صلاحیت بھی۔ اسے مختلف قسم کی مٹی سے بنایا گیا جس میں موافق اجزاء بھی پائے جاتے تھے اور متضاد عناصر بھی اور گرمی، سردی، تری، خشکی جیسے کیفیات بھی۔

پھر پروردگار نے ملائکہ سے مطالبہ کیا کہ اس کی امانت کو واپس کریں اور اس کی معبودہ وصیت پر عمل کریں یعنی اس مخلوق کے سامنے سر جھکا دیں اور اس کی کرامت کا اقرار کریں۔ چنانچہ اس نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ آدم کو سجدہ کرو اور سب نے سجدہ بھی کر لیا سوائے ابلیس کے کہ اسے تعصب نے گھیر لیا اور بد بختی غالب آگئی اور اس نے آگ کی خلقت کو دجہرت اور خاک کی خلقت کو دجہر ذلت قرار دے دیا۔ مگر پروردگار نے اسے غضب الہی کے مکمل استحقاق، آزمائش کی تکمیل اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے یہ کہہ کر مہلت دے دی کہ ”تجھے روزِ وقت معلوم ہوگا کہ تھے مہلت دی جا رہی ہے۔“

لے انسان کی کمزوری کے سلسلے میں اتنا ہی کافی ہے کہ اسے اپنی اصل کہاں سے آیا تھا معلوم نہیں، خدا دوسری مخلوق کے بارے میں علم ہے۔ وہ نہ اپنے مادہ کی اصل سے باخبر ہے اور نہ اپنی روح کی حقیقت سے۔ مالک نے اسے متضاد عناصر سے ایسا جامع بنا دیا ہے کہ جسم غیر میں عالم اکبر کا گیا ہے اور بقول شیعہ اس میں جادو آجیسا کہ وفاق نباتات جیسا، تو حیوان جیسی حرکت اور ملاکہ جیسی طاعت و عبادت پائی جاتی ہے اور اوہانہ کے اعتبار سے بھی اس میں کتے جیسی خوشامد، کڑی جیسے تلانے ہائے تنقذ جیسے اسلحے، پرندوں جیسا حفظ احتراش الارض جیسا حفظ، ہر جیسی اچل کود، جو ہے جیسی چوری، سو جیسا غور، اور جیسا کین، جو جیسی شرارت، بلبل جیسا نرم، بچھو جیسا ڈنگ سب کچھ پایا جاتا ہے۔

ثُمَّ أَسْكَنَ سُبْحَانَهُ آدَمَ دَارًا أَرْغَدَ فِيهَا عَيْشُهُ، وَأَمَّنَ فِيهَا مَحَلَّتُهُ، وَحَذَرَهُ
إِبْلِيسَ وَ عَدَاوَتَهُ، فَاعْتَرَهُ عَدُوُّهُ نَفَاسَةً عَلَيْهِ يَذَارِ الْمَقَامَ، وَمُرَاقَقَةَ الْأَبْرَارِ،
فَبَاعَ الْيَقِينَ بِشَكْمِهِ، وَالْعَرِيعَةَ بِوَهْنِهِ، وَأَسْتَبْدَلَ بِالْجَدَلِ وَجَلًا، وَبِالْإِغْتِرَارِ نَدَمًا،
ثُمَّ بَسَطَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لَهُ فِي تَوْبَتِهِ، وَلَقَاهُ كَلِمَةً رَحْمَتِهِ، وَوَعَدَهُ الْمَرْدَّ إِلَى جَنَّتِهِ،
وَأَهْبَطَهُ إِلَى دَارِ النَّبِيلَةِ، وَتَنَاسَلَ الذَّرِّيَّةُ.

اختیار الانبیاء علیہم السلام

وَأَضْطَقَ سُبْحَانَهُ مِنْ وَلَدِهِ أَنْبِيَاءَ أَخَذَ عَلَى الْوَحْيِ مِيثَاقَهُمْ، وَعَلَى تَبْلِيغِ
الرِّسَالَةِ أَمَانَتَهُمْ (ایمانہم)، لَمَّا بَدَّلَ أَكْثَرُ خَلْقِهِ عَهْدَ اللَّهِ إِلَيْهِمْ فَجَهِلُوا حَقَّهُ،
وَ اتَّخَذُوا الْأَسْدَادَ مَعَهُ، وَ اجْتَنَبُوا الشَّيَاطِينَ عَنْ مَعْرِفَتِهِ، وَ اقْتَفَعُوا عَنْ
عِبَادَتِهِ، فَبَعَثَ فِيهِمْ رُسُلَهُ، وَ وَاتَرَ إِلَيْهِمْ أَنْبِيَاءَهُ، لِيَسْتَأْذِنُوا مِنْهُمْ مِيثَاقَ فِطْرَتِهِ،
وَيَذْكُرُوا مِنْهُمْ مَنِيِّ يَفْعَلُهُ، وَ يَحْتَجُّوا عَلَيْهِمْ بِالتَّبْلِيغِ، وَ يُخَبِّرُوا لَهُمْ دَقَائِنَ الْعُقُولِ،
وَيُزَوِّدُهُمْ آيَاتِ الْقُدْرَةِ، مِنْ شَقَبِ قُوَّتِهِمْ مَرْفُوعٍ، وَ مِهَادِ حُجَّتِهِمْ مَوْضُوعٍ، وَ مَعَايِشِ
تَحْسِينِهِمْ، وَ أَجْسَالِ تَحْفِينِهِمْ، وَ أَوْصَابِ تَهْنِئَتِهِمْ، وَ أَخْدَانِ تَتَابُعِ عَلَيْهِمْ، وَ لَمْ
يُخْلِ اللَّهُ سُبْحَانَهُ خَلْقَهُ مِنْ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ، أَوْ كِتَابٍ مُنْزَلٍ، أَوْ حُجَّةٍ لَازِمَةٍ، أَوْ
مَحَجَّةٍ قَائِمَةٍ، رُسُلٌ لَا تُقْصِرُ بِهِمْ قِلَّةُ عَدَدِهِمْ، وَلَا كَثْرَةُ الْمَكْذِبِينَ هُمْ، مِنْ سَابِقِ
سَمِيِّ لَهُ مَنْ بَعْدَهُ، أَوْ غَايِرِ عَرَفَةٍ مَنْ قَبْلَهُ، عَلَى ذَلِكَ تَسَلَّتِ (ذهبت) الْقُرُونُ،
وَسَلَّتِ الدُّهُورُ، وَ سَلَقَتِ الْأَجْيَاءُ، وَ خَلَقَتِ الْأَنْبِيَاءُ.

بسم الله صلوات الله عليه وآله

إِلَى أَنْ بَعَثَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِانْتِجَازِ
عِدَّتِهِ، وَ إِيْتِمَامِ نُبُوءَتِهِ، مَأْخُودًا عَلَى النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُ، مَشْهُورَةً بِمِثَاقِهِ، كَرِيمًا
مِثْلَادَهُ، وَ أَهْلَ الْأَرْضِ (الأرضين) بِوَعْدِهِ بِسَلِّ مُسْتَقَرَّةً وَ أَهْوَاءَ مُتَتَبِعَةٍ،
وَ طَرَائِقُ (طوائف) مُتَشَتِّتَةٍ، بَيْنَ مُشَيِّدٍ لِلَّهِ بِخَلْقِهِ، أَوْ مُلْجِدٍ فِي أَسْمِهِ، أَوْ
مُشِيرٍ إِلَى غَيْرِهِ، فَهَذَا هُمْ بِمِنْ الضَّلَالَةِ، وَ أَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ،
ثُمَّ اخْتَارَ سُبْحَانَهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِقَاءَهُ، وَ رَضِيَ لَهُ
مَا عِنْدَهُ، وَ أَكْرَمَهُ عَنْ دَارِ الدُّنْيَا، وَ رَغِبَ بِهِ عَنْ مَقَامِ (مقارنہ - مقار) الْبِلَوَى
فَقَبَضَهُ إِلَيْهِ كَرِيمًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَ خَلَفَ فِيكُمْ مَا خَلَقْتَ الْأَنْبِيَاءَ
فِي أُمَمِهَا، إِذْ لَمْ يَسْتَرْكُوهُمْ مَسَلًا، بِغَيْرِ طَرِيقٍ وَاضِحٍ، وَ لَا عِلْمٍ قَاسِمٍ.

۱۔ جناب آدم کو جس جنت میں رکھا گیا
تھا وہ حرام و حلال اور امر و نہی کی جنت
نہیں تھی کہ وہاں کسی مصیبت کا گدڑ ہوتا
انہیں اس امر کا یقین تھا کہ درخت کے
قریب جانا غلط ہے لیکن اس امر کا یقین
نہ تھا کہ کھانا بھی غلط ہے اور ابلیس نے
اسی نکتہ کو اٹھا دیا تھا جس کی بنا پر
انہوں نے کھالیا اور بالآخر اس زمین
پر آگئے جہاں جنتیں تو بہت تھیں لیکن
ان کے عمل کا میدان اور ان کی خلافت
کا مرکز ہی تھا اور انہیں بہر حال یہاں
آنا تھا۔ اسے ترک اولیٰ کا نام تو دیا
جا سکتا ہے لیکن حکم خدا کی مخالفت
نہیں کہا جا سکتا ہے اور اسی لئے اثر
رحمت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے عذاب
کی شکل میں نہیں۔!

۲۔ ميثاق فطرت سے مراد وہ تمام انکار و
نظرات ہیں جنہیں انسانی فطرت میں
دوبیت کیا گیا ہے اور ان کا احساس
انسان کو نہیں ہوتا ہے لیکن حق و صداقت
کی طرف اس کا فطری رجحان اس
حقیقت کی غمازی کرتا ہے اور اسی
بنیاد پر مالک نے اس پر حجت تمام
کی ہے۔

۳۔ قدرت کا نظام ہر دور میں
کمل رہا ہے اور اس کے مرسلیں کا
یہ خاصہ رہا ہے کہ وہ نہ وقت سے پریشان
ہوئے ہیں اور نہ دشمنوں کی کثرت سے

ہر اس میں ہوتے ہیں۔ ان کی ایک برادری رہی ہے جس میں ہر سابق نے لاحق کی بشارت دی ہے اور ہر لاحق نے سابق کی تصدیق کی ہے اور
دراصل یہ منصوبہ من اللہ ہونے کا اثر تھا ورنہ ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد میں ہزاروں سال تک ایسا اتحاد ناممکن اور مستحیل تھا۔
۴۔ اگر پروردگار نے کوئی زمانہ حجت سے خالی نہیں رکھا ہے اور کسی نبی نے امت کو لاوارث نہیں چھوڑا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ جنت للعالمین
امت کو لاوارث چھوڑ کر پلے جائیں۔ اس تصور سے زیادہ توہین آمیز اور کوئی تصور رسالت کے بارے میں ممکن نہیں ہے۔ والعیاذ باللہ

اس کے بعد پروردگار نے آدمؑ کو ایک ایسے گھر میں ساکن کر دیا جہاں کی زندگی خوش گوار اور مومن و محفوظ تھی اور پھر انھیں ابلیس اور اس کی عداوت سے بھی باخبر کر دیا۔ لیکن دشمن نے ان کے جنت کے قیام اور نیک بندوں کی رفاقت سے جل کر انھیں دھوکے دے دیا اور انھوں نے بھی اپنے یقین محکم کو شک اور غم مستحکم کو کمزوری کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور اس طرح مسرت کے بلے خوف کو لے لیا اور ابلیس کے کہنے میں آکر ندامت کا سامان فراہم کر لیا۔ پھر پروردگار نے ان کے لئے قہر کا سامان فراہم کر دیا اور اپنے کلمات رحمت کی تلقین کو دی اور ان سے جنت میں واپسی کا وعدہ کر کے انھیں آزمائش کی دنیا میں اتار دیا جہاں نسلوں کا سلسلہ قائم ہونے والا تھا۔

انبیاء کرام کا انتخاب

اس کے بعد اُس نے ان کی اولاد میں سے ان انبیاء کا انتخاب کیا جن سے وحی کی حفاظت اور پیغام کی تبلیغ کی امانت کا عہد لیا اس لئے کہ آخری مخلوقات نے عہد الہی کو تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے حق سے ناواقف ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ دوسرے خدا بنائے تھے اور شیطان نے انھیں معرفت کی راہ سے ہٹا کر عبادت سے یکسر جدا کر دیا تھا۔

پروردگار نے ان کے درمیان رسول بھیجے۔ انبیاء کا تسلسل قائم کیا تاکہ وہ ان سے فطرت کی امانت کو واپس لیں اور انھیں بھولی ہوئی نعمت پروردگار کو یاد دلائیں۔ تبلیغ کے ذریعہ ان پر اتمام حجت کریں اور ان کی عقل کے دفتینوں کو باہر لائیں اور انھیں قدرت الہی کی نشانیاں دکھلائیں۔ یہ سروں پر بلند ترین چھت۔ یہ زیر قدم گہوارہ۔ یہ زندگی کے اسباب۔ یہ فنا کرنے والی اجل۔ یہ بڑھانے والے امراض اور یہ پے درپے پیش آنے والے حادثات۔

اس نے کبھی اپنی مخلوقات کو نبی سرل یا کتاب منزل یا حجت لازم یا طریق واضح سے محروم نہیں رکھا ہے۔ ایسے رسول بھیجے ہیں جنہیں نہ عدد کی قلت کام سے روک سکتی تھی اور نہ بھٹلانے والوں کی کثرت۔ ان میں جو پہلے تھا اسے بعد والے کا حال معلوم تھا اور جو بعد میں آیا اسے پہلے والے نے پہچان دیا تھا اور یوں ہی صدیاں گزرتی رہیں اور زمانے بیتے رہے۔ آبار و اجداد جاتے رہے اور اولاد و احفاد آتے رہے۔

بعثت رسول اکرمؐ

یہاں تک کہ مالک نے اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور اپنے نبوت کو مکمل کرنے کے لئے حضرت محمدؐ کو بھیج دیا جن کے بارے میں انبیاء سے عہد لیا جا چکا تھا اور جن کی علامتیں مشہور اور ولادت مسعود و مبارک تھی۔ اس وقت اہل زمین متفرق مذاہب، منتشر خواہشات اور مختلف راستوں پر گامزن تھے۔ کوئی خدا کو مخلوقات کی شبیہ بتا رہا تھا۔ کوئی اس کے ناموں کو بگاڑ رہا تھا۔ اور کوئی دوسرے خدا کا اشارہ دے رہا تھا۔ مالک نے آپؐ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور جہالت سے باہر نکال لیا۔

اس کے بعد اس نے آپؐ کی ملاقات کو پسند کیا اور انعامات سے نوازنے کے لئے اس دادر دنیا سے بلند کر لیا۔ آپؐ کو مہاجر ہے نجات دلائی اور نہایت احترام سے اپنی بارگاہ میں طلب کر لیا اور امت میں ویسا ہی انتظام کر دیا جیسا کہ دیگر انبیاء نے کیا تھا کہ انھوں نے بھی قوم کو لاوارث نہیں چھوڑا تھا جس کے لئے کوئی واضح راستہ اور مستحکم نشان نہ ہو۔

القرآن و الاحکام الشرعیہ

کِتَابَ رَبِّکُمْ فِیکُمْ مُبِیِّنًا حَلَالَهُ وَ حَرَامَهُ، وَ قَرَائِضَهُ وَ قَضَائِلَهُ، وَ نَاسِخَهُ وَ مَنْسُوخَهُ، وَ رُخْصَتَهُ وَ عَزَائِلَهُ، وَ خَاصَّةً وَ عَامَّةً وَ عِبْرَةً وَ اَمْتَالَةً، وَ مُرْسَلَةً وَ مَحْدُودَةً، وَ مُحْكَمَةً وَ مُتَشَابِهَةً (متسابقة)، مُفَسَّرًا بِمُكْمَلَةٍ (جمله) وَ مُبِیِّنًا غَوَامِضَهُ، بَیِّنٌ مَّا خُودِ مِثْلًا عَلَیْهِ، وَ مُوَسِّعٌ عَلَی الْعِبَادِ فِی جَهْلِهِ وَ بَیِّنٌ مُشَبِّهٌ فِی الْکِتَابِ قَرَضُهُ، وَ مَعْلُومٌ فِی السُّنَّةِ نَسْخُهُ، وَ وَاجِبٌ فِی السُّنَّةِ اخْذُهُ وَ مُرْخَصٌ فِی الْکِتَابِ تَرْکُهُ، وَ بَیِّنٌ وَاجِبٌ بِوَفْقِهِ، وَ زَائِلٌ فِی مُسْتَقْبَلِهِ، وَ مُبَیِّنٌ بَیْنَ حَرَامِهِ، مِنْ کَثِیرٍ اَوْ عَدَدٍ عَلَیْهِ نِیرَانُهُ، اَوْ صَغِیرٍ اَرْضَدَ لَهُ غُفْرَانَهُ، وَ بَیِّنٌ مَقْبُولٌ فِی اَدْنَاهُ، مُوَسِّعٌ فِی اَفْضَاهُ.

و منها فی ذکر الحج

وَ قَرَضَ عَلَیْکُمْ حَجَّ بَیْتِهِ الْحَرَامِ، الَّذِی جَعَلَهُ قِبْلَةً لِّلْاَنَامِ، یُرِدُوْنَہُ وُزُوْدَ الْاَنْعَامِ، وَ یَاْتُلْهُنَّ اِلَیْهِ وَلَوْہُ الْحَرَامِ، وَ جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلَامَةً لِتَوَاضُعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ، وَاِذْ عَانِیْہُمْ لِعِزَّتِهِ، وَ اخْتَارَ مِنْ خَلْقِهِ مُمَآءًا اَجَابُوا اِلَیْہِ دَعْوَتَهُ، وَ صَدَّقُوْا کَلِمَتَهُ، وَ وَقَفُوْا مَوَاقِفَ اَنْبِیَائِهِ، وَ تَشَبَّهُوا بِمَلَائِکَتِہِ السُّطُطِیْنَ بِعَرَشِہِ یُخْرِجُوْنَ الْاَرْبَابَ فِی مَشْجَرِ عِبَادَتِهِ، وَ یَتَبَادَرُوْنَ عِنْدَہُ مَوْعِدَ مَغْفِرَتِهِ، جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰی لِلاِسْلَامِ عَلَمًا، وَلِلْعَائِذِیْنَ حَرَمًا، قَرَضَ حَقَّهُ، وَ اَوْجَبَ حَجَّہُ، وَ کَتَبَ عَلَیْکُمْ وَ قَادَتَهُ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: «وَلِلّٰہِ عَلٰی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مِنْ اِسْطِطَاعٍ اِلَیْہِ سَبِیْلًا، وَ مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ».

۲

و من خطبة له ﷺ

بعد انصرافہ من صفین

و فیہا حال الناس قبل البعثة و صفة آل النبی ثم صفة قوم آخرین
أَحْمَدُہُ اَشْیَآءًا لِّبَیْعَتِہِ، وَ اَسْتِثْلَامًا لِّعِزَّتِہِ، وَ اَسْتِغْنَامًا مِنْ مَخْصِیَّتِہِ، وَ اَسْتِغْنَاءً فَرَاغَةً اِلٰی کِفَآئِیَّتِہِ، اِنَّہُ لَا یَضِلُّ مَنْ هَدَاہُ، وَلَا یُضِلُّ مَنْ

① حلال جیسے زینت - حرام جیسے ظلم و غیبت وغیرہ فرائض جیسے صوم و صلوٰۃ، فضائل جیسے صدقہ و کاذبیر ناسخ جیسے استقبال کعبہ منسوخ جیسے استقبال بیت المقدس رخصت جیسے اکل میت برائے مضطر - عریض جیسے اجابا عبرت جیسے داستان ام - امثال جیسے مثل زورہ کلمہ، مرسل جیسے تحریر رقبہ مفید جیسے رقبہ مومنہ حکم جیسے اقیوا الصلوٰۃ - متشابہ جیسے یرا اللہ فوق ایدہم ما خوذ میناق علیہ جیسے ہا اولیہ موع الجہل جیسے تفصیل قیاس صغیرہ جو بغیر تو بھی سنا ہوتے کعبہ جس کے لئے استغفار لازم ہے مقبول ادنی جیسے کفارہ قسم میں اطعام عشرہ مساکین - اقصی جیسے عتق رقبہ -

② اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حج کے اجتماعات کے بعد سیاسی اور اجتماعی فوائد پائے جاتے ہیں لیکن یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ یہ فوائد عام طور پر حجاج کے ذہن میں بھی نہیں ہوتے ہیں اور اس کے بعد بھی انھیں کوئی جذبہ کھینچ کرے جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ دعائے خلیل کا اثر ہے کہ لوگوں کے دل کعبہ کی طرف کھینچ رہے ہیں اور ہر جانے والا اپنی لبیک کے ذریعہ دعوت خلیل کو یاد کرتا ہے اور انھیں کی آواز پر لبیک کہتا ہے - واقعی حج انھیں لوگوں کا ہے جن کے اندر خانہ کعبہ سے وابہانہ محبت اور دعوت خلیل کا مخلصانہ احساس پایا جاتا ہے ورنہ بیت و الہییت سے غفلت کے بعد طواف کعبہ قسمت کا چکر ہے اور کچھ نہیں ہے ملائکہ کے طواف عرش کی تشبیہ اسی احساس و شعور کو بیدار کرانے کیلئے دی گئی ہے ورنہ بقول محمد "طواف بھی دانہ خرمن پر جانور کا چکر ہو کر رہ جائے گا -

قرآن اور احکام شریعہ

انہوں نے تمہارے درمیان تمہارے پروردگار کی کتاب کو چھوڑا ہے جس کے حلال و حرام۔ فرائض و فضائل۔ ناسخ و منسوخ۔ نصحت و عزیمت۔ خاص و عام۔ عبرت و انثال۔ مطلق و مقید۔ حکم و مشاہدہ سب کو واضح کر دیا تھا۔ مجمل کی تفسیر کر دی تھی۔ گتھیوں کو سلجھا دیا تھا۔ اس میں بعض آیات ہیں جن کے علم کا عہد لیا گیا ہے اور بعض سے ناواقفیت کو معاف کر دیا گیا ہے۔ بعض احکام کے فرض کا کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اور سنت سے ان کے منسوخ ہونے کا علم حاصل ہوا ہے یا سنت میں ان کے وجوب کا ذکر ہوا ہے جب کہ کتاب میں ترک کرنے کی آزادی کا ذکر تھا۔ بعض احکام ایک وقت میں واجب ہوئے ہیں اور مستقبل میں ختم کر دئے گئے ہیں۔ اس کے محرمات میں بعض پر جہنم کی سزا سنائی گئی ہے اور بعض گناہ صغیرہ ہیں جن کی بخشش کی امید دلائی گئی ہے۔ بعض احکام ہیں جن کا مختصر بھی قابل قبول ہے اور زیادہ کی بھی گنجائش پائی جاتی ہے۔

ذکر حج بیت اللہ

پروردگار نے تم لوگوں پر حج بیت الحرام کو واجب قرار دیا ہے جسے لوگوں کے لئے قبلہ بنایا ہے اور جہاں لوگ پیاسے جانوروں کی طرح بے تابانہ وارد ہوتے ہیں اور ویسا انس رکھتے ہیں جیسے کبوتر اپنے آشیانہ سے رکھتا ہے۔ حج بیت اللہ کو مالک نے اپنی عظمت کے سامنے جھکنے کی علامت اور اپنی عزت کے ایقان کی نشانی قرار دیا ہے۔ اس نے مخلوقات میں سے ان بندوں کا انتخاب کیا ہے جو اس کی آواز سن کر لبیک کہتے ہیں اور اس کے کلمات کی تعمید کرتے ہیں۔ انہوں نے انبیاء کے موافق میں وقوف کیا ہے اور طواف عرش کرنے والے فرشتوں کا انداز اختیار کیا ہے۔ یہ لوگ اپنی عبادت کے معاملہ میں برابر فائدے حاصل کر رہے ہیں اور مغفرت کی وعدہ گاہ کی طرف تیزی سے سبقت کر رہے ہیں۔

پروردگار نے کعبہ کو اسلام کی نشانی اور بے پناہ افراد کی پناہ گاہ قرار دیا ہے۔ اس کے حج کو فرض کیا ہے اور اس کے حق کو واجب قرار دیا ہے۔ تمہارے اوپر اس گھر کی حاضری کو لکھ دیا ہے اور صاف اعلان کر دیا ہے کہ اللہ کے لئے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے گھر کا حج کریں جس کے پاس بھی اس راہ کو طے کرنے کی استطاعت پائی جاتی ہو۔

۲۔ صفین سے واپسی پر آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں بعثت پیغمبر کے وقت لوگوں کے حالات، آل رسول کے اوصاف اور دوسرے افراد کے کیفیات کا ذکر کیا گیا ہے

میں پروردگار کی حمد کرتا ہوں اس کی نعمتوں کی تکمیل کے لئے اور اس کی عزت کے سامنے تسلیم خم کرتے ہوئے۔ میں اسکی نافرمانی سے تحفظ چاہتا ہوں اور اس سے مدد مانگتا ہوں کہ میں اسی کی کفایت و کفالت کا محتاج ہوں۔ وہ جسے ہدایت دیدے وہ گمراہ نہیں ہو سکتا ہے اور جس کا وہ دشمن ہو جائے اسے کہیں پناہ نہیں مل سکتی ہے۔

عَادَاةً، وَلَا يَفْتَقِرُ مِنْ كَفَاهُ، فَإِنَّهُ أَرْجَحُ مَا وَزَنَ، وَأَفْضَلُ مَا خُزِنَ
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، شَهَادَةُ مُنْتَحَنًا إِخْلَاصُهَا،
مُعْتَقِدًا مُصَاصَهَا، نَشْتَشْكُ بِهَا أَبَدًا مَا أَبْقَانَا، وَتَذَخَّرُهَا (تَذَخَّرُهَا) لِأَهْلَائِلِ مَا
يَلْقَانَا، فَلِإِنِّهَا عَزِيمَةُ الْإِيمَانِ، وَقَلْبَةُ الْأَخْسَانِ، وَمَرْضَاةُ الرَّحْمَنِ،
وَمَذْخَرَةُ (مَهْلَكَةُ) الشَّيْطَانِ وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ
بِالدِّينِ الْمَشْهُورِ، وَالْعِلْمِ الْمَأْثُورِ، وَالْكِتَابِ الْمَشْطُورِ، وَالْثَوْرِ السَّاطِعِ،
وَالضِّيَاءِ اللَّامِعِ، وَالْأَمْرِ الْعَادِعِ، إِزَاحَةً لِلشُّبُهَاتِ، وَاجْتِنَابًا لِلْبَيِّنَاتِ،
وَعَزْزًا بِالْآيَاتِ، وَتَخْوِيفًا بِالْثَلَاثِ، وَالنَّاسُ فِي فِتْنٍ انْجَذَمَ (انْجَذَمَ)
فِيهَا حَبْلُ الدِّينِ، وَتَرْغُزَتْ سَوَارِي الْيَقِينِ، وَاخْتَلَفَ النَّجْمُ، وَتَشَتَّتَ
الْأَمْرُ، وَضَاقَ الْمَخْرُجُ، وَعَمِيَ الْمَصْدَرُ، فَالْهَدَى خَامِلٌ، وَالْعَمَى شَامِلٌ،
عَصِيَ الرَّحْمَنُ، وَتَحِيرَ الشَّيْطَانُ، وَخُذِلَ الْإِيمَانُ، فَانْهَارَتْ دَعَائِمُهُ،
وَتَنَكَّرَتْ مَعَالِمُهُ (اعلامه)، وَدَرَسَتْ سُبُلُهُ وَعَقَّتْ شُرُكُهُ أَطَاعُوا الشَّيْطَانَ
فَسَلَكُوا مَسَالِكَهُ، وَوَرَدُوا مَنَاهِلَهُ، بِهِمْ سَارَتْ أَعْلَامُهُ، وَقَامَ لِسَاوُهُ،
فِي فِتْنٍ دَاسَتْهُمْ بِأَخْفَافِهَا، وَوَطِنَتْهُمْ بِأَطْلَافِهَا وَقَامَتْ عَلَى سَنَابِلِهَا،
فَهُمْ فِيهَا تَاهُونَ تَاهُونَ جَاهِلُونَ مَفْتُونُونَ، فِي خَيْرٍ دَارٍ، وَشَرٍّ حَيْرَانٍ،
تَوَمَّنُوهُمْ سُوءُ (سهاد)، وَكُفُّهُمْ دُمُوعُ، بِأَرْضٍ عَالِمِهَا مُلْجَمٌ،
وَجَاهِلِهَا مُكْرَمٌ.

وَمِنْهَا يَصْنَعُ آلُ النَّبِيِّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

فَمَنْ مَوْضِعُ نَبَرُو، وَلِجَا أَسْرُو، وَعَيْتُهُ عَلَيْهِ، وَتَوَنَّلُ حُكْمُهُ، وَتُهَوُّ
كُتْبُهُ، وَجَبَالُ دِينِهِ، بِهِمْ أَقَامَ الْحِجَاءُ ظَهْرُهُ، وَأَذْهَبَ الزُّنْعَادُ
فَرَانِصِهِ.

وَمِنْهَا يَصْنَعُ قَوْمًا آخِرِينَ

رَزَعُوا الْمُعْجُورَ، وَتَسْقَوْهُ الْغُرُورَ، وَحَصَدُوا الشُّبُورَ، لَا يُقَاسُ بِآلِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَحَدٌ، وَلَا يُسَوَّى بِهِمْ مِنْ جَرَّتِ
بِعَمَلِهِمْ عَلَيْهِ أَبَدًا، هُمْ أَسَاسُ الدِّينِ، وَعِمَادُ الْيَقِينِ إِلَيْهِمْ
يَسْنِي الْغَالِي، وَبِهِمْ يُلْحَقُ الثَّالِي، وَلَهُمْ خَصَائِصُ حَقِّ

۱۔ کلمہ لا الہ الا اللہ اسلام کی بنیاد۔
ایمان کا امتیاز۔ تبلیغ کا آغاز اور رسول اللہ
کا شمار ہے۔ یہ کلمہ تقویٰ بھی ہے اور
کلمہ نجات بھی۔ اس میں زندہ رہی ہے
اور پہلوئے توکل بھی۔ اس پر اعتماد کرنے
والا کسی بھی طاقت سے نہیں ڈرتا ہے
اور اس کو صدقِ دل سے ادا کرنے
والا ہر بڑی طاقت سے ٹکراتا ہے۔

۲۔ صفین سے واپسی پر ان حقائق کا
اظهار اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ
کل جس طرح غارِ بخت میں کھار و شکرین
کا ماحول تھا اور رسول اکرم نے اس کی
پروا کئے بغیر دین اسلام کی تبلیغ کا حق
ادا کیا ہے۔ اسی طرح آج جاہل بیت کو
دوبارہ آگئی ہے اور میں اپنے فرض کو
ادا کر رہا ہوں۔ شیطان آج بھی قابل
اطاعت بنا ہوا ہے اور رحمان آج بھی
نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ آج کا کوئی
مرد بھی کل کے کم سے کم نہیں ہے وہی
بہترین مکان اور وہی بدترین ہمسایہ۔
عالم بے ارزش اور جاہل مکرم و محترم!

۳۔ شیخ محمد عبدہ فرماتے ہیں کہ اسلام
کے ضعف میں قوت اور اس کے
خوت میں امن صرف الجہد کے وجود
کا کرشمہ ہے ورنہ سب کے بغیر زمین دین
اپنی جگہ سے کھسک چکی ہوتی۔

۴۔ خطبہ کے آغاز میں رسول اکرم
کے دور کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ آخر خطبہ کی
زمین ہموار کی جائے اس لئے اور اس
منزل پر صدقائے نبی کے دشمنوں کا نقشہ
کھینچ دیا گیا ہے اور واضح کر دیا گیا ہے کہ
ان پر ہمیشہ ہمارا احسان رہا ہے۔ یہی

ہمارے برابر نہیں ہو سکتے ہیں ہم دین کی اساس اور یقین کے ستون محکم ہیں اور یہ سب اسلام کے بجائے "فتح مکہ کے استسلام" والے ہیں جن کا یقین سے کوئی
تعلق نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ابوسفیان نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی نبوت کو ملک سے تعبیر کیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ توحید تو سمجھ میں آگئی ہے کہ دوسرا کوئی خدا
ہو تو آج ہماری مدد ضرور کرتا لیکن رسالت اب بھی سمجھ میں نہیں آ رہی ہے اور اس میں ابھی تک شک و شبہ باقی ہے۔

جس کے لئے وہ کافی ہو جائے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اس حمد کا پلہ ہر باذن شے سے گراں تر ہے اور یہ سربراہ ہر خزانہ سے زیادہ قیمتی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک (۱۱) ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ وہ گواہی ہے جس کے اخلاص کا امتحان ہو چکا ہے اور جس کا پنجوڑ عقیدہ کا جزو بن چکا ہے۔ میں اس گواہی سے تاحیات وابستہ رہوں گا اور اسی کو روز قیامت کے ہولناک مراحل کے لئے ذخیرہ بناؤں گا۔ یہی ایمان کی مستحکم بنیاد ہے اور یہی نیکیوں کا آغاز ہے اور اسی میں رحمان کی مرضی اور شیطان کی تباہی کا راز مفسر ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ انھیں پروردگار نے مشہور دین، ماثور نشانی، روشن کتاب، ضیاء پاش نور، چمکدار روشنی اور واضح امر کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ شہادت زائل ہو جائیں اور دلائل کے ذریعہ حجت تمام کیجاسکے، آیات کے ذریعہ ہوشیار بنایا جاسکے اور مثالوں کے ذریعہ ڈرایا جاسکے۔

یہ بعثت اس وقت ہوئی ہے جب لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جن سے ریسان دین ٹوٹ چکی تھی۔ یقین کے ستون ہل گئے تھے۔ اصول میں شدید اختلاف تھا اور امور میں سخت انتشار و مشکلات سے نکلنے کے راستے تنگ و تاریک ہو گئے تھے۔ ہدایت گناہ تھی اور گمراہی بسر عام۔ رحمان کی معصیت ہو رہی تھی اور شیطان کی نفرت، ایمان یکسر نظر انداز ہو گیا تھا، اس کے ستون گر گئے تھے اور آثار ناقابل شناخت ہو گئے تھے، راستے مٹ گئے تھے اور شاہراہیں بے نشان ہو گئی تھیں۔ لوگ شیطان کی اطاعت میں اسی کے راستہ پر چل رہے تھے اور اسی کے چشموں پر وارد ہو رہے تھے۔ انھیں کی وجہ سے شیطان کے چہرہ لہرا رہے تھے اور اس کے علم سر بلند تھے۔ یہ لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جنھوں نے انھیں پیروں تلے روند دیا تھا اور سونے سے کچل دیا تھا اور خود اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ فتنوں میں حیران و سرگرداں اور جاہل و فریب خوردہ تھے۔ پروردگار نے انھیں اس گھر (مکہ) میں بھیجا جو بہترین مکان تھا لیکن بدترین ہمسائے۔ جن کی نیند بیداری تھی اور جن کا شرمہ آنسو۔ وہ سرزمین جہاں عالم کو گام لگی ہوئی تھی اور جاہل محترم تھا (۱۲)

آل رسول اکرم (۱۳)

یہ لوگ راز الہی کی منزل اور امر دین کا لمبا و دما دی ہیں۔ یہی علم خدا کے مرکز اور حکم خدا کی پناہ گاہ ہیں۔ کتابوں نے یہیں پناہ لی ہے اور دین کے یہی کوہ گراں ہیں۔ انھیں کے ذریعہ پروردگار نے دین کی پشت کی کچی میدھی کی ہے اور انھیں کے ذریعہ اس کے جوڑ بند کے رعشہ کا علاج کیلئے ہے (۱۴)

ایک دوسری قوم

ان لوگوں نے فجو رکاز بچ بویا ہے اور اسے غرور کے پانی سے سینچا ہے اور نتیجہ میں ہلاکت کو کاٹا ہے۔ یاد رکھو کہ آل محمد پر اس امت میں کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے اور زمان لوگوں کو ان کے برابر قرار دیا جاسکتا ہے جن پر ہمیشہ ان کی نعمتوں کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ آل محمد دین کی اساس اور یقین کا ستون ہیں۔ ان سے آگے بڑھ جانے والا پلٹ کر انھیں کی طرف آتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا بھی انھیں سے آگے نہیں جاتا ہے۔ ان کے پاس حق ولایت کے خصوصیات ہیں اور انھیں کے درمیان پیغمبر کی وصیت اور ان کی وراثت ہے۔

الْوَلَايَةِ، وَفِيهِمُ الْوَصِيَّةُ وَالْوَرَاثَةُ، الْآنَ إِذْ رَجَعَ الْحَقُّ إِلَى أَهْلِهِ، وَثَقُلَ إِلَى مُتَقَلِّهِ!

۲

و من خطبة له علیہ السلام

وهي المعروفة بالنشقية

و تشمل على الشكوى من أمر الخلافة ثم ترجيح صبره

عنها ثم مبايعة الناس له

أَمَّا وَاللَّهِ لَقَدْ تَقَقَّصَهَا فَلَانَ (ابن أبي قحافة) وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ
عَمَلِي بِهَا عَمَلُ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَا. يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ، وَلَا
يَسْزُقِي إِلَى الطَّيْرِ، فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا، وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا.
وَطَفِيفْتُ أَرْثَنِي بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بِسَيْدِ جَذَاءَ (جذ) أَوْ أَضِيرَ عَلَى
طَخْنِيَّةٍ (ظلمة) عَثِيَاءَ، يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ، وَ يَشِيْبُ فِيهَا الصَّغِيرُ،
وَيَكْذَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ!

ترجمہ الصبر

قَرَأْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَآئِذَا أَحْبَبْتَنِي، فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذَى،
وَفِي الْحَلْقِ شَجَا، أَرَى تُرَاقِي تَهْبَاءَ، حَتَّى مَضَى الْأَوَّلُ لِسَيْبِلِهِ،
فَأَذَلَّنِي بِهَا إِلَى فَلَانٍ بِمَعْنَى: ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْأَعْمَشِيِّ:

شَتَّانَ مَا يُؤْمِي عَلَى كُورِهَا وَ يَوْمَ حَيَّانَ أَخِي جَابِرٍ

فَإِنَّا عَجَبًا! بَيْنَمَا هُوَ يَسْتَقِيلُهَا فِي حَيَاتِهِ إِذْ
عَفَدَهَا لِأَخَرٍ بَعْدَ وَقَاتِهِ - لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَتَيْهَا
فَصَبَّرَهَا فِي حَوَازَةِ خَشْنَاءَ يَغْلُظُ كَلْمُهَا (كلامها)،
وَيَحْتَشُّنُ مَسْئَهَا، وَيَكْثُرُ الْعِتَارُ فِيهَا، وَالْإِعْتِدَارُ بِهَا،

۱) واضح رہے کہ خطبہ امیر المومنین
کی طرف سے اجماع کا ایک لازمی
اقدام تھا جس کا فرض ہر اس انسان
پر عائد ہوتا ہے جو امت کو گمراہی سے
بچانا چاہتا ہے اور مسلح اقدام کے حالات
نہیں ہوتے ہیں۔ اس میں عہدہ بھی
جانے کا صدر نہیں ہے بلکہ حق کے پال
ہو جانے کا صدر ہے اسی لئے آپ نے اپنی
شخصیت اور کمالات کا ذکر کیا ہے
اور حریف کے عیوب و نقائص کو شمار
کرایا ہے ورنہ ملک دنیا اس علی کی
نگاہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے جو اسے تین
مرتبہ طلاق دے چکا ہو

۲) اس خطبہ میں صبر، آنکھ میں لکھن
کھلے میں استخوان میراث کی بربادی ایسے
الفاظ اس امر کا واضح اعلان ہیں کہ امیر المومنین
نے ظفار و وقت کی بیعت کا تصور بھی نہیں
کیا ہے اور وہ صرف حالات کے ساتھ چل کر
بقدر امکان اسلام کا دفاع کرنا چاہتے
تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کی چٹان
اور نااہل سے بدنام ہو جائے اور اس کی
عظمت خاک میں مل جائے۔

۳) یہ تعبیر اس امر کا اعلان ہے کہ دوری
خلافت فرضی طور پر نازک حالات کا
حل نہیں تھی بلکہ اس کا منصوبہ بہت پہلے
سے بن چکا تھا اور دونوں نے مل کر طے
کیا تھا کہ چند روزہ خلافت ابوبکر کے ہاتھ
میں رہے گی اس کے بعد مستقل اقتدار
عمر بن الخطاب کو ملے گا جو ان کی سقیفہ کی
زمنوں کا حق المحدث ہوگا اور خاطر خواہ
معاوضہ ہوگا۔

اب جب کہ حق اپنے اہل کے پاس واپس آگیا ہے اور اپنی منزل کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔

۳۔ آپ کے ایک خطبہ کا حصہ

جسے شفقتیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

اگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم فلاں شخص (ابن ابی قحافہ) نے قیص خلافت کو کھینچ تان کر پہن لیا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ خلافت کی چٹی کے لئے میری حیثیت مرکزی کیل کی ہے۔ علم کا سیلاب میری ذات سے گزر کر نیچے جاتا ہے اور میری بلندی تک کسی کا طائر فکر بھی پرواز نہیں کر سکتا ہے۔ پھر بھی میں نے خلافت کے آگے پردہ ڈال دیا اور اس سے پہلو تہی کر لی اور یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کئے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کر دوں یا اسی بھیا تک اندھیرے پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف ہو جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے اور مومن محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہنچ جائے۔

تو میں نے دیکھا کہ ان حالات میں صبری ترین عقل ہے تو میں نے اس عالم میں صبر کر لیا کہ آنکھوں میں مصائب کی کھٹک تھی اور گلے میں رنج و غم کے پھندے تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹے دیکھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ پہلے خلیفہ نے اپنا راستہ لیا اور خلافت کو اپنے بعد فلاں کے حوالے کر دیا۔ بقول امشی:

”کہاں وہ دن جو گزرتا تھا میرا اونٹوں پر۔ کہاں یہ دن کہ میں حیاں کے جوار میں ہوں۔“

حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں استفادے رہا تھا اور مرنے کے بعد کے لئے دوسرے کے لئے طے کر گیا۔ بیشک دونوں نے مل کر شدت سے اس کے تھنوں کو دوہا ہے اور اب ایک ایسی درشت اور سخت منزل میں رکھ دیا ہے جس کے زخم کاری ہیں اور جس کو چھونے سے بھی درشتی کا احساس ہوتا ہے۔ لغزشوں کی کثرت ہے اور معذرتوں کی بہتات۔ !

خطبہ شفقتیہ کے بارے میں بعض متعصب و رنانا انصاف مصنفین نے یہ فتہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ خطبہ امیر المومنین کا نہیں ہے اور اسے سید رضی نے حضرت کے نام سے وضع کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ بات روایت اور درایت دونوں کے خلاف ہے۔

روایت کے اعتبار سے اس کے ناقل حضرات میں وہ افراد بھی ہیں جو سید رضی کی ولادت سے پہلے دنیا سے جا چکے ہیں اور درایت کے اعتبار سے یہ انداز تنقید و نظم صاحب مصیبت کے علاوہ دوسرا شخص اختیار ہی نہیں کر سکتا ہے اور ہر شخص کو اپنے اوپر وارد ہونے والے مصائب کے خلاف آواز اٹھانے کا حق حاصل ہے۔ پھر جب کہ سارے واقعات تاریخ کے مسلمات میں بھی ہیں تو انکار کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

خلیفہ اول کا زبردستی لباس خلافت پہن لینا اس اعتراف کے ساتھ کہ میں تم لوگوں سے بہتر نہیں ہوں۔ میرے ساتھ ایک شیطان لگا رہا ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ حضرت علیؑ کا یہ مرتبہ کہ وہ علیؑ سیلاب کا سرچشمہ اور انسانی فکر سے بالاتر شخصیت ہیں۔ آپ کا خلافت سے کنارہ کش ہو کر صبر و تحمل کی پالیسی پر عمل کرنا۔ ابو بکر کا استفادہ کے اعلان کے بعد بھی عمرؓ کو نامزد کر دینا اور دونوں کا مکمل طور پر خلافت سے استفادہ کرنا اور حضرت عمرؓ کا درشت مزاج ہونا وہ تاریخی حقائق ہیں جن سے انکار کرنے والا نہیں پیدا ہوا ہے تو پھر کس بنیاد پر خطبہ کو جعلی یا وضعی قرار دیا جا رہا ہے اور کیوں حقائق کی پردہ پوشی کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔

فَصَاحِبُهَا كَرَائِبِ الصَّنِيعَةِ إِنَّ أَشْتَقَ لَهَا حَرَمًا، وَإِنْ
أَشْتَقَ لَهَا تَقَعَمًا، فَوَيْ النَّاسِ لَسَعْمُ اللَّهِ - بِحَبْطِ
وَيْسَاسٍ، وَتَلَوْنِ وَاعْتِرَاضِ، فَصَبَرْتُ عَلَى طُوبَى الْمُدَّةِ،
وَشِدَّةِ الْحِفَّةِ، حَتَّى إِذَا مَضَى لِي سَبِيلُهُ جَعَلَهَا فِي
جَمَاعَةٍ زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ، فَتَبَا لِي وَلِلشُّورَى!
مَنْ مَضَى أَعْرَضَ الرَّبُّ فِي مَعِ الْأَوَّلِ مِنْهُمْ، حَتَّى صِرْتُ
أَقْرَبَ إِلَى هَذِهِ النَّظَائِرِ! لَكِنِّي أَسْفَفْتُ إِذْ أَسْفَوْتُ،
وَطَبَرْتُ إِذْ طَبَرْتُ، فَصَفَا رَجُلٌ مِنْهُمْ لِي ضَعْفِي، وَمَالَ
الْآخَرُ لِي صَهْرًا، مَعَ هَنٍ وَهَنٍ، إِلَى أَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ
تَأْفِيفًا جِصْنِيَّةً، بَيْنَ تَسْبِيلِهِ وَمُغْتَلَفِهِ، وَقَامَ مَعَهُ
بَنُو أَبِيهِ يَحْضُمُونَ، مَالَ اللَّهِ خِطْمَةَ الْإِبِلِ رِبَّةَ الرَّبِيعِ،
إِلَى أَنْ أَتَيْتُكَ عَلَيْهِ فَتَلُّهُ، وَأَجْهَزَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ،
وَكَبَّتْ بِهِ بَطْنُهُ!

مبايعہ علیہ

فَمَا رَاعَنِي إِلَّا وَ النَّاسُ كَعُزْفِ الصَّيْحِ إِلَى يَتَنَاقُونَ
عَلَيَّ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، حَتَّى لَقَدْ وَطِئَ الْحَسَنَانِ، وَشَقَّ
عِطْفَائِي (عطافي)، بِجُمُعَيْنِ حَوْلِي كَرِيضَةِ الْقَتَمِ فَلَمَّا
تَهَضُّتُ بِالْأَمْرِ نَكَثَتْ طَائِفَةٌ، وَتَرَفَّتْ أُخْرَى، وَقَطَّ
آخِرُونَ، كَأَنَّهُمْ لَمْ يَسْمَعُوا اللَّهَ شَيْحَانَهُ (فسق) يَقُولُ:
«يَسْلُوكَ الدَّارَ الْآخِرَةَ نَجْمًا لَهَا لَذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوقًا
فِي الْأَرْضِ وَلَا قَسَادًا، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ» بَلَى!
وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعُوهَا وَعَمَوْهَا، وَلَكِنَّهُمْ

بھی واپس بلا کر تین لاکھ درہم کا تحفہ پیش کر دیا ہے۔ گویا کہ یہ رسول اکرم کو مستقل شانے کا انعام ہے جو دربار خلافت سے عطا کیا جا رہا ہے (تاریخ بلاذری)
اس کے علاوہ اپنے داماد و ابن اسلم کو ایک دن میں پانچ لاکھ کا عطیہ پیش کیا گیا ہے اور اس کے بھائی حارث کو تین لاکھ درہم نقد اور زکوٰۃ کے سارے
اونٹ بخش دیئے گئے ہیں اور بقول العقدا الفرید عبد اللہ بن مسعود کو کم لاکھ عنایت کئے ہیں اور ابوسفیان کو دو لاکھ (شرح ابن ابی عمیر) وغیرہ۔
سید قطب نے عدالت اجتماعہ ص ۲۱ پر ان تمام عطایا کا ذکر کرتے ہوئے یہ تبصرہ کیا ہے کہ ان مسائل کو اسلام کی نگاہ سے دیکھنے والا اس نتیجہ تک نہ پہنچ جاتا ہے
کہ عثمان کے خلاف بغاوت روح اسلام کی پیداوار تھی اور اس میں کسی نظم و ستم کا دخل نہیں تھا۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ
اسلام میں شوری کا قانون ہے اور
مالک نے پیغمبر کو بھی مشاورت کا حکم
دیا ہے لیکن اس کا تعلق بندوں کے
اپنے معاملات سے ہے "امر ہم شوریٰ منیم"
پروردگار کے معاملہ میں بندوں سے
مشورہ کرنا یا مشورہ دینا ایک عجیب
وغریب اقدام ہے جسے کوئی صاحب عقل
تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔
(۲) یہ اس امر کا اعلان ہے کہ میں نے حکام
وقت سے اتفاق نہیں کیا ہے صرف
مصلحت کا رخ دیکھ کر رواداری کا برتاؤ
کیا ہے۔

(۳) یہ سعد بن ابی وقاص سے جو بیعت
کا دیرینہ دشمن تھا اور اسی دشمنی کی بنا
پر یہ چاہتا تھا کہ کسی قیمت پر خلافت آپ کے
حصہ میں نہ آنے پائے اور وہ شخص جسے
رشتہ داری نے تباہ کیا تھا وہ عبد الرحمن
بن عوف تھا جو حضرت عثمان کا مہنوی
تھا اور اسے ان کی طرف داری کرنا لازم
تھی۔

(۴) کھانا بچ سے باخبر افراد جانتے ہیں کہ
نبی امیر اور ان کے چشم و چراغ کی زندگی
کا اس سے بہتر نقشہ ممکن نہیں ہے گویا کہ
ایک انسان طاق سے لے کر آخری حصہ
تک اس قدر کھا گیا ہے کہ پیٹ پھول گیا
ہے اور پھر بھی ہوس پوری نہیں ہوئی
ہے لہذا دوسرے افراد خاندان کو بھی
شامل کر دیا ہے اور اس طرح شامل
کر دیا ہے کہ جس حکم بن العاص کو رسول اللہ
نے مدینہ سے نکال باہر کر دیا تھا اسے

اس کو برداشت کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ مہار کھینچ لے تو ناک زخمی ہو جائے اور ڈھیل دیدے تو ہلاکتوں میں کود پڑے۔ تو خدا کی قسم لوگ ایک کج روی، سرکشی، تکون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور میں نے بھی سخت حالات میں طویل مدت تک صبر کیا یہاں تک کہ وہ بھی اپنے راستہ چلا گیا لیکن خلافت کو ایک جماعت میں قرار دے گیا جن میں ایک مجھے بھی شہادہ کی گنجائش تھی۔ اس شہادی سے کیا تعلق تھا؟ مجھ میں پہلے دن کون سا عیب درپہ تھا کہ آج مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ ملایا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے انھیں کی فضا میں پرواز کی اور یہ نزدیک فضا میں اڑے تو وہاں بھی ساتھ رہا اور اپنے اڑے تو وہاں بھی ساتھ رہا مگر پھر بھی ایک شخص اپنے کینہ کی بنا پر مجھ سے منحرف ہو گیا اور دو سرادامادی کی طرف ٹھک گیا اور کچھ اور بھی ناقابل ذکر اسباب اشخاص تھے جس کے نتیجے میں تیسرا شخص سرگین اور چارہ کے درمیان پیٹ پھلائے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اس کے اہل خاندان بھی کھڑے ہو گئے جو مال خدا کو اس طرح ہضم کر رہے تھے جس طرح اونٹ بہار کی گھاس کو جرتا ہے یہاں تک کہ اس کی ہڈی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اس کے اعمال نے اس کا خاتمہ کر دیا اور شکم پری نے منہ کے بل گرا دیا۔

اس وقت مجھے جس چیز نے دہشت زدہ کر دیا وہ یہ تھی کہ لوگ بچو کی گردن کے بال کی طرح سیر کر رہے ہو گئے اور چاروں طرف سے اور ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ حسن کچل گئے اور میری ردا کے کنارے پھٹ گئے۔ یہ سب میرے گرد بکریوں کے گلہ کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے لیکن جب میں نے ذمہ داری سنبھالی اور اٹھ کھڑا ہوا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ دی اور دو سرادین سے باہر نکل گیا اور تیسرے نے فسق اختیار کر لیا جیسے کہ ان لوگوں نے یہ ارشاد الہی سنا ہی نہیں ہے کہ ”یہ دار آخرت ہم صرف ان لوگوں کے لئے قرار دیتے ہیں جو دنیا میں بندگی اور فساد نہیں چاہتے ہیں اور عاقبت صرف اہل تقویٰ کے لئے ہے۔“ ہاں ہاں خدا کی قسم ان لوگوں نے یہ ارشاد سنا بھی ہے اور سمجھ بھی ہیں لیکن

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عثمان کے تصرفات نے تمام عالم اسلام کو ناراض کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ انھیں قتل پروردی قرار دے کر لوگوں کو قتل پر آمادہ کر رہی تھیں۔ طلحہ انھیں واجب القتل قرار دے رہا تھا۔ زبیر درپردہ قاتلوں کی حمایت کر رہا تھا لیکن ان سب کا مقصد امت اسلامیہ کو نااہل سے نجات دلانا نہیں تھا بلکہ آئندہ خلافت کی زمین کو ہموار کرنا تھا اور حضرت علیؑ اس حقیقت سے مکمل طور پر باخبر تھے۔ اسی لئے جب انقلابی گروہ نے خلافت کی پیشکش کی تو آپ نے انکار کر دیا کہ قتل کا سارا الزام اپنی گردن پر آجائے گا اور اس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک تمام انصار و مہاجرین نے اس امر کا اقرار نہیں کر لیا کہ آپ کے علاوہ امت کا مشکلا کوئی نہیں ہے اور اس کے بعد بھی منبر رسولؐ پر بیٹھ کر بیعت لی تاکہ جانشینی کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت بھی سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر جیسے افراد نے بیعت نہیں کی اور حضرت عائشہ کو بھی جیسے ہی اس ”حادثہ“ کی اطلاع ملی انھوں نے عثمان کی منطوبیت کا اعلان شروع کر دیا اور طلحہ و زبیر کی محرمی کا انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کے حضرت علیؑ سے اختلاف کی ایک بنیاد یہ بھی تھی کہ حضورؐ نے اولاد علیؑ کو اپنی اولاد قرار دے دیا تھا اور قرآن مجید نے انھیں ابنائنا کا لقب دے دیا تھا اور حضرت عائشہ مستقل طور پر محرم اولاد تھیں لہذا ان میں یہ جذبہ حسد پیدا ہونا ہی چاہئے تھا۔

حَلَّيْتُ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِهِمْ، وَزَأَقَهُمْ زُبْرُجَهَا!
أَمَّا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، لَوْلَا حُضُورُ
الْحَاضِرِ، وَقِيَامُ الْمُجْتَبِ بِوُجُودِ النَّاصِرِ، وَمَا أَخَذَ اللَّهُ
عَلَى الْمُتَلَمَّاءِ إِلَّا يُقَارُّوا عَلَى كِبَاطَةِ ظَالِمٍ، وَلَا سَقَبِ
مَظْلُومٍ، لَأَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلَى غَارِبِهَا، وَلَسَقَيْتُ آخِرَهَا
بِكَأْسِ أَوْلَمِهَا، وَلَأَلْقَيْتُ دُنْيَاكُمْ هَذِهِ أَزْهَدَ عِنْدِي
مِنْ عَفْطَةِ عَنَزَا!

قالوا: وقام إليه رجل من أهل السواد، عند بلوغه إلى
هذا الموضع من خطبته، فسأله كتاباً (قيل: إن فيه مسائل
كان يريد الإجابة عنها) فأقبل ينظر فيه (فلما فرغ من
قراءته) قال له ابن عباس: يا أمير المؤمنين، لو
اظهرت خطبتك من حيث أفضيت!

فقال: هُنَّ ثَمَانِي عَشْرَ عَشْرَ! تِلْكَ شَيْفَةُ هَدَرْتُمْ قَرَّتْ!
قال ابن عباس: فوالله ما أسفت على كلام قط كاسفي على
هذا الكلام ألا يكون أمير المؤمنين ﴿ﷺ﴾ بلغ منه حيث أراد.

قال الشريف رضي الله عنه: قوله ﴿ﷺ﴾ «كراكب الصعبة إن
أشنت لها خرم، وإن أسلس لها تقحم، يريد أنه إذا شدد
عليها في جذب الزمام وهي تنازع رأسها خرم أنفها،
وإن أرخى لها شيئاً مع مسوونها تفحمت به فلم يملكها،
يقال: أشنت الناقة، إذا جذب رأسها بالزمام فرفعه،
وشنتها أيضاً: ذكر ذلك ابن السكيت في «إصلاح المنطق»،
وإنما قال: وأشنت لها، ولم يقل وأشنتها، لأنه جعله في
مقابلة قوله وأسلس لها، فكانه ﴿ﷺ﴾ قال: إن رفع لها رأسها
بمعنى أسكها عليها بالزمام.

٤

و من خطبة ﴿ﷺ﴾

وهي من أنصح كلامه ﴿ﷺ﴾ وفيها يعظ الناس ويهديهم من ضلالهم
بَلِّغْنَا أَهْلَ دِينِنَا فِي الظُّلُمَاتِ، وَتَسْتَفْتُمُ ذُرُوءَ الْقَسْلِيَاءِ، وَبَلِّغْنَا

میں بات کرنے کی کوشش کرے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ تاریکیوں سے نکالنے اور بند یوں تک پہنچانے کا کام اسی گھرانے نے انجام دیا ہے اور
اور سچی بات یہ ہے کہ «علی» کے علاوہ اور بند یوں تک لیجانے والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ کام یا تو وہ پیغمبر کرے گا جو معراج کی بند یوں تک پہنچا ہو
یا وہ صی انجام دے گا جسے رسول اکرم کے دوش پر معراج حاصل ہو چکی ہو۔

۱۔ اس مقام پر امیر المؤمنین نے دو
حقائق کا اعلان کیا ہے۔

۱۔ خلافت سے میری کن رہ کشی کسی
خون یا زہری کی بنا پر نہیں تھی بلکہ میں نے
حالات کا جائزہ لے کر مصلحت اسلام کے
پیش نظر حکمت اختیار کیا تھا۔

موجودہ حالات میں میرا قیام بھی
کسی طرح و حصر کی بنیاد پر نہیں ہے
بلکہ اب مجھے ہجرت تمام ہو چکی ہے اور یہ
ایک عہد النبی جس کا پورا کرنا واجب
ہے لہذا میرا قیام ضروری ہے۔

۲۔ دنیا میری بجائے میں انتہائی
بے ارزش اور بے قیمت ہے اور وہ میرے
کسی اقدام کی بنیاد نہیں بن سکتی ہے۔
میں تو ہر وقت ٹھوکر مارنے کے لئے
تیار ہوں لیکن پروردگار کی طرف سے
عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے
کنارہ کشی بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

میرے کردار میں اور غرض مند
افراد کے کردار میں یہ فرق ہے کہ وہ حالا
کو ذاتی مصالح کے لئے استعمال کرتے
ہیں اور میں اپنی مصلحت کو اس دنیا
سے بالاتر تصور کرتا ہوں لہذا دنیا کو
اسلامی مصالح کے لئے استعمال کرتا ہوں
اور میرا اقدام ہمیشہ ظالم کے خلاف اور
مظلوم کی حمایت میں ہوتا ہے۔

۳۔ امیر المؤمنین نے اپنا تعارف کسی
دنیاوی شرف و کرامت کے ساتھ نہیں
کرایا ہے بلکہ اپنے خدمات کو اپنے تعارف
کا ذریعہ قرار دیا ہے تاکہ دنیا اس انداز
گفتگو سے آشنا ہو جائے اور اس لہجہ

دنیا ان کی نگاہوں میں آراستہ ہو گئی اور اس کی چمک دمک نے انہیں لبھالیا۔

آگاہ ہو جاؤ وہ خدا گواہ ہے جس نے دانہ کو شکافتہ کیا ہے اور ذی روح کو پیدا کیا ہے کہ اگر حاضرین کی موجودگی اور انصار کے وجود سے حجت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور اللہ کا اہل علم سے یہ عہد نہ ہوتا کہ خبردار ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر چین سے نہ بیٹھنا تو میں آج بھی اس خلافت کی رمی کو اسی کی گردن پر ڈالی کہ ہنکا دیتا اور اس کے آؤ کو آؤں ہی کے کار سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظریں بکری کی پھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے (۱۱)

۵۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ایک عراقی باشندہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو ایک خط دیا جس کے بارے میں خیال ہے کہ اس میں کچھ فوری جواب طلب مسائل تھے۔ چنانچہ آپ نے اس خط کو پڑھنا شروع کر دیا اور جب فارغ ہوئے تو ابن عباس نے عرض کی کہ حضور بیان جاری رہے؟ فرمایا کہ افسوس ابن عباس یہ تو ایک شقیہ تھا جو ابھر کر دب گیا۔

(شقیہ اونٹ کے منہ میں وہ گوشت کا ٹکڑا تھا ہے جو غصہ اور ہیمان کے وقت باہر نکل آتا ہے۔)

ابن عباس کہتے ہیں کہ بخدا قسم مجھے کسی کلام کے ناتمام رہ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس اس امر پر ہوا کہ امیر المومنینؑ اپنی بات پوری نہ فرما سکے اور آپ کا کلام ناتمام رہ گیا۔

سید شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کے ارشاد ”ان اشق لھا.....“ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ناک پر مہار کھینچنے میں سختی کی جائے گی اور وہ سرکشی پر آمادہ ہو جائے گا تو اس کی ناک زخمی ہو جائے گی اور اگر ڈھیلا چھوڑ دیا جائے تو اختیار سے باہر نکل جائے گا۔ عرب ”اشق الناقہ“ اسی موقع پر استعمال کرتے ہیں جب اس کے سر کو مہار کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے اور وہ سراٹھاتا ہے۔ اس کیفیت کو ”شقیہا“ سے بھی تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ ابن السکیت نے ”اصلاح المنطق“ میں بیان کیا ہے۔ لیکن امیر المومنینؑ نے اس میں ایک لآم کا اضافہ کر دیا ہے ”اشق لھا“ تاکہ بعد کے جملہ ”اسلس لھا“ سے ہم آہنگ ہو جائے اور فصاحت کا نظام درہم درہم نہ ہونے پائے۔

۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جو فصیح ترین کلمات میں شمار ہوتا ہے اور جس میں لوگوں کو نصیحت کی گئی ہے اور انہیں گمراہی سے ہدایت کے راستہ پر لایا گیا ہے۔

(طلحہ و زبیر کی بغاوت اور قتل عثمانؓ کے پس منظر میں فرمایا) تم لوگوں نے ہماری ہی وجہ سے تاریکیوں میں ہدایت کا راستہ پایا ہے اور بلندی کے کوہان پر قدم جمائے ہیں اور ہماری ہی وجہ سے اندھیری راتوں سے اُجلے کی طرف باہر آئے ہو (۱۲)

أَفَجَزَّئِمُ (انفجرت) عَنِ السَّرَارِ وَقَرَّ سَمْعُ لَمْ يَفْقَه (يسمع) الْوَاعِيَّةَ،
وَكَيْفَ يُرَاعِي الثَّنَاءَ مَنْ أَصْنَعُ الصَّنِيعَةَ؟ رُبَّمَا جَنَانٌ لَمْ
يُفَارِقْهُ الْخَفَقَانُ. مَا زِلْتُ أَنْتَظِرُ بِكُمْ عَوَاقِبَ الْقَدْرِ،
وَأَتَوَسَّمُكُمْ بِحِلْيَةِ الْفَتَرَيْنِ، حَتَّى سَتَرَنِي عَنْكُمْ جِلْبَابُ
الدَّيْلَنِ، وَبَصَّرَنِيكُمْ صِدْقَ الثَّيَّةِ. أَقْبْتُ لَكُمْ عَلَى سَنَنِ الْحَقِّ
فِي جَوَادِ الْمَضَلَّةِ، حَيْثُ تَلْتَفُونَ وَلَا دَلِيلَ، وَتَحْتَفِرُونَ
وَلَا تَعْبَهُونَ.

الْيَوْمَ أَنْطِقُ لَكُمْ الْقِسْمَاءَ ذَاتَ الْبَيَانِ! عَزَبَ (غرب) رَأْيِي
اِنْصَرَفَ، تَحَلَّفَ عَلَيَّ أَمَا شَكَّكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ أَرَيْتُهُ! لَمْ
يُوجِبْ مُوسَى ﴿عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾ خَيْفَةً عَلَى نَفْسِهِ، بَلْ أَشْفَقَ مِنْ غَلَبَةِ
الْجَاهَالِ وَدَوْلِ الضَّلَالِ! الْيَوْمَ تَسَوَّقُنَا عَلَى سَبِيلِ الْحَقِّ
وَالْبَاطِلِ. مَنْ وَثِقَ بِمَا لَمْ يَظُنَّ

۵

و من خطبة له ﴿عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾

لما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وخطبه العباس و ابو سفيان

ابن حرب في أن يباع له بالخلافة

النهر عر القنطرة ﴿عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾

أَيُّهَا النَّاسُ، تُقَوُّوا أَمْوَاجَ الْفِتَنِ يُسْفِنُ الشَّجَاةَ، وَعَرِّجُوا
عَنْ طَسْرِيقِ الْمُنَافَرَةِ، وَضَمُّوا تَبِيجَانَ الْمُنْفَاخَةِ. أَفْلَحَ مَنْ
تَهَضَّ بِحَسَنَاتٍ، أَوْ اِسْتَمْلَمَ فَأَرَا حَظَّ هَذَا مَاءِ آجِنٍ، وَ لَقِئَهُ
يَغْفُضُ بِهَا أَكْلَهَا، وَ يُجَنِّي أَلْسِنَتَهُ لِسْفِيرِ وَقْتِ
إِسْنَاعِهَا كَالزَّارِعِ بِسَفِيرِ أَرْضِهِ.

خلقه و علمه

۳

فَلْيَنْ أَقْلَ يَقُولُوا: حَرَّصَ عَلَى الْمَلِكِ، وَإِنْ أَشَكَّتْ يَقُولُوا:

سیرا سکوت، بالکل سرکار و دغا عالم کا مکہ کا سکوت تھا جہاں کفار و مشرکین نے مصائب و مظالم کے سارے ریکارڈ توڑ دئے تھے لیکن آپ نہایت خاموشی سے اپنا کام انجام دے رہے تھے اور کسی پتھر مارنے کا ارادہ بھی نہیں کیا بلکہ صبر و ضبط ہی سے کام لیتے رہے اور اسی کے نتیجے میں ایک دم ساری فضا آناز اذان گونج اٹھی۔ میں بھی وقت اور حالات کو پہچانتا ہوں۔ وقت آجائے گا تو کسی مشورہ کا انتظار نہ کروں گا اور کسی کے مشورہ کی پروا بھی نہ کروں گا۔

سرا رہیں گے کی آخری راتیں جن کے بعد چاند نظر آتا ہے۔ گویا خلافتوں کے بعد امیر المومنین کی حیثیت اس چاند کی ہے جو تین انہیری راتوں کے بعد برآمد ہوتا ہے اور قوم کے لئے عید کا پیغام لے کر آتا ہے۔

۱۱) امیر المومنین اور قوم کے درمیان ایک دینداری کی چادر تھی جو حاصل ہو گئی تھی یا اس لئے کہ قوم دینداری کی طرف دیکھنا نہیں چاہتی تھی یا اس لئے کہ قوم نے دین کی چادر اوڑھ لی تھی اور حضرت اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے اور اس طرح درمیان میں ایک حجاب حاصل ہو گیا تھا لیکن آپ دینی بصیرت سے حالات کا مکمل جائزہ لے رہے تھے۔

۱۲) یہ ان لوگوں کے حالات پر تنقید ہے جو ساری زندگی شک میں مبتلا رہے اور انھیں کبھی حق کا ايقان حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے اپنے سکوت کو جانا موسیٰ کے حالات سے تشبیہ دی ہے کہ موسیٰ کو اپنی حقانیت میں شک نہیں تھا اور نہ جادو گروں سے ہار جانے کا خطرہ تھا۔ خطہ صرف یہ تھا کہ جابل قوم جادو کو مجروح نہ سمجھ بیٹھے اور بیٹھے بھاگ گراہ نہ ہو جائے۔

۱۳) امیر المومنین نے اس عظیم ہمت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انقلابی تحریک کے لئے حالات کا تجزیہ بنیادی شرط ہوتا ہے اس کے بغیر انقلاب ناکام ہو سکتا ہے کارآمد نہیں ہو سکتا ہے

وہ کان بہرے ہو جائیں جو چارنے والے کی آواز نہ سُن سکیں اور وہ لوگ بھلا دھیمی آواز کو کیا سُن سکیں گے جن کے کان بلند ترین آوازوں کے سامنے بھی بہرے ہی رہے ہوں۔ مطمئن دل وہی ہوتا ہے جو یاد الہی اور خوفِ خدا میں مسلسل دھڑکتا رہتا ہے۔ میں روزِ نازل سے تمھاری غمخیزی کے انجام کا انتظار کر رہا ہوں اور تمھیں فریبِ خوردہ لوگوں کے انداز سے پہچان رہا ہوں۔ مجھے تم سے دینداری کی چادر نے پوشیدہ کر دیا ہے لیکن صدقِ نیت نے میرے لئے تمھارے حالات کو آئینہ کر دیا ہے۔ میں نے تمھارے لئے گمراہی کی منزلوں میں حق کے راستوں پر قیام کیا ہے جہاں تم ایک دوسرے سے ملتے تھے لیکن کوئی راہنما تھا اور کنواں کھولتے تھے لیکن پانی نصیب نہ ہوتا تھا۔

آج میں تمھارے لئے اپنی اس زبانِ خاموش کو گویا بنا رہا ہوں جس میں بڑی قوتِ بیان ہے۔ یاد رکھو کہ اس شخص کی رائے گم ہو گئی ہے جس نے مجھ سے روگردانی کی ہے۔ میں نے روزِ نازل سے اب تک حق کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا ہے۔ (میرا سکوت مثلِ نمویؑ ہے) نمویؑ کو اپنے نفس کے بارے میں خوف نہیں تھا۔ انھیں دربارِ فرعون میں صرف یہ خوف تھا کہ کہیں جابل جادوگر اور گمراہ حکامِ عوام کی عقلوں پر غالب نہ آجائیں۔ آج ہم سب حق و باطل کے راستے پر آگئے ہیں اور یاد رکھو جسے پانی پر اعتماد ہوتا ہے وہ پیاسا نہیں رہتا ہے۔

۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جو آپ نے وفاتِ پیغمبرِ اسلام کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جب عباس اور ابوسفیان نے آپ سے بیعت لینے کا مطالبہ کیا تھا ایسا الناسِ اُفتوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر کر نکل جاؤ اور منافرت کے راستوں سے الگ رہو۔ باہمی فخر و مباہات کے تاج اتار دو کہ کامیابی اسی کا حصہ ہے جو لٹھے تو بال و پر کے ساتھ اٹھے ورنہ کسی کو دوسروں کے حوالے کر کے اپنے کو آزاد کر لے۔ یہ پانی بڑا گندہ لٹھے ہے اور اس لقمہ میں اچھولک جانے کا خطرہ ہے اور یاد رکھو کہ نادقت پھل چُسنے والا ایسا ہی ہے جیسے نامناسب زمین میں زراعت کرنے والا۔

(میری مشکل یہ ہے کہ) میں بولتا ہوں تو کہتے ہیں کہ اقتدار کی لالچ رکھتے ہیں اور خاموش ہو جاتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے ہیں۔

اے امیرِ المومنینؑ نے حالات کی وہ بہترین تصویر کشی کی ہے جس کی طرف ابوسفیان جیسے افراد متوجہ نہیں تھے یا سازشوں کا پردہ ڈالنا چاہتے تھے آپ نے واضح لفظوں میں فرمایا کہ مجھے اس مطالبہٴ بیعت اور وعدہٴ نصرت کا انجام معلوم ہے اور میں اس وقت قیام کو نادقت قیام تصور کرتا ہوں جس کا کوئی مثبت نتیجہ نکلنے والا نہیں ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ انسان پہلے بال و پر تلاش کر لے اس کے بعد اڑنے کا ارادہ کرے ورنہ خاموش ہو کر بیٹھ جائے کہ اسی میں عافیت ہے اور یہی تقاضائے عقل و منطق ہے۔ میں اس طعن و طنز سے بھی باخبر ہوں جو میرے اقدامات کے بارے میں استعمال ہو رہے ہیں لیکن میں کوئی جذباتی انسان نہیں ہوں کہ ان جملوں سے گھبرا جاؤں۔ میں مثبت الہی کا پابند ہوں اور اس کے خلاف ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتا ہوں۔

جَزَعٌ مِّنَ الْمَوْتِ هَنَاتَ بَعْدَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ لَابِنُ
أَبِي طَالِبٍ أَنَسَ بِالمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ بِتَذِي أُمِّهِ، بَلِ انْدَجَحَتْ
عَلَيَّ مَكْنُونٌ عِلْمٌ لَوْ بَحْتُ بِهِ لَأَضْطَرُّنْتُمْ أَضْطِرَابَ
الْأَرْضِ فِي الطُّسُوِيِّ البَعِيدَةِ.

۶

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

لَا أُشِيرُ عَلَيْهِ بَأَن لَا يَتَّبِعَ طَلْعَةَ وَالزُّبَيْرِ وَلَا يَرُصَ لَهَا الْقِتَالَ

وَفِيهِ بَيِّنٌ عَنْ صَفْتِهِ بَأَنَّهُ ﷺ لَا يَخْدَعُ

وَاللَّهِ لَا أَكُونُ كَالصَّبِيحِ: تَسَامُ عَلَى طُولِ اللَّذَمِّ، حَتَّى
يَصِلَ إِلَيْهَا طَالِيهَا، وَيَخْتَلِفُ رَاحِدُهَا، وَلَكِنِّي
أَضْرِبُ بِالمَقْبِلِ إِلَى الحَسَنِ المُنْذِرِ عَنِّي، وَبِالسَّامِعِ
المُطِيعِ القَاصِيِ المُرِيبِ أَبَدًا، حَتَّى يَأْتِيَ عَلَيَّ يَوْمِي
فَوَاللَّهِ مَا زِلْتُ مَدْفُوعًا عَنْ حَقِّي مُسْتَأْثَرًا عَلَيَّ مُنْذُ
قَبَضَ اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى يَسُومَ النَّاسُ هَذَا.

۷

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ ﷺ

يَذِمُّ فِيهَا اتِّبَاعَ الشَّيْطَانِ

اتَّخَذُوا الشَّيْطَانَ لَأَنَّهُمْ مَلَائِكًا وَاتَّخَذَهُمْ لَأَنَّهُ
أَشْرَآكًا، فَابْأَضَ وَفَرَّخَ فِي صُدُورِهِمْ وَدَبَّ وَدَرَجَ فِي
حُجُورِهِمْ فَانْظُرْ بِأَعْيُنِهِمْ، وَنَظَرَ بِأَلْسِنَتِهِمْ،
فَمَزَجَ بِهِمُ الرِّجْلَ، وَزَيَّنَ لَهُمُ المَقْطَلَ فَقَتَلَ مَنْ
قَدْ شَرَّكَهُ الشَّيْطَانُ فِي سُلْطَانِهِ، وَنَظَرَ بِأَبْطَالِهِ
عَلَى لِسَانِهِ.

بھی تھا جس نے نفس رسول پر شک کو سنت صحابہ کا درجہ دیدیا تھا اور نہ علی کے کردار میں کوئی اسل باعث سب کو شک تھا۔ ان کا علم یا ان کی شجاعت یا ان کا کرم یا ان کا پاکیزہ جذبہ
نسب جس نے انھیں نفس رسول اور مولود کعبہ کی منزل تک پہنچا دیا تھا۔

مصادر خطبہ ۱: سنن طبری حوادث ۳۶ ص ۳۱، غریب الحدیث ابو عبیدہ القاسم بن سلام، صحاح جوہری (ستون قبل اشاعت نبع البلاغ) امالی طوسی ۱ ص ۵۴،
الغزین ابو عبیدہ اللہ ہروی، کامل ۳ ص ۴۴، ثار القلوب ثمالی ص ۴۴، السیرۃ طبری ص ۴۴
مصادر خطبہ ۲: ریح الأبرار زنجیزی جلد ۱ ورقہ ۱۰۹ - نہایت غریب الحدیث ۲ ص ۴۴

۱۔ امیر المومنین جیسے بہادر پر حق کا الزام نہ
انہی جرات کا اظہار شب ہجرت سے شروع کیا
سے اور اس کا مسجد اسلام کے آخری محرک
تک برقرار رکھا ہے اور جس کی مدح میں آسمان
نے لافتنی آواز کی آواز بلند کی ہے۔
یقیناً ایک افسوسناک واقعہ ہے۔

۲۔ رسول اکرم نے آپ کو ان تمام حالات کی
اطلاع دہری تھی جو انسانوں کے لئے ناقابل
تصور تھے بھلا کون سوچ سکتا تھا کہ صحابہ کرام
نفس رسول سے انحراف کریں گے یا وہ رسول
نفس رسول کے مقابل میں میدان میں آجائیں گے
یہی وہ حالات تھے جو انسان کے دل کو لرزا
دینے والے تھے اور جن کا تحمل امیر المومنین کے
علاوہ کوئی انسان نہ کر سکتا تھا۔

۳۔ امیر المومنین نے باغیوں کی سرکوبی کیلئے
عران کا ارادہ کیا تو بزدل اور مصلحت پرست
افراد نے آپ کو یہ نہیں بیٹھے کا مشورہ دیدیا۔
آپ نے فرمایا کہ یہ ذلت آئینہ مشورہ ہے اور
میرے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ میں میدان
جہاد میں قدم رکھوں گا اور باطل کو اس کی
شرارت کا مزہ کچھاؤں گا۔ میں نے بہت فتن
ظلم برداشت کیے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ
ظالموں کو ان کے کینہ کر دار تک پہنچا دیا جائے۔

۴۔ انسانی دنیا میں ہر طرح کے گمراہ پائے
جلتے ہیں۔ ایک ایسا گمراہ ہوتا ہے جہاں
انسان اس منزل پر پہنچ جاتا ہے جسے عین اللہ
بیرا اللہ اور نفس اللہ کی منزل کہا جاتا ہے اور
ایک شیطانی گمراہ ہوتا ہے جہاں انسان کو
پریشان کا آلہ کار بن جاتا ہے کہ شیطان اس کے
سینہ میں اندھے دیتا ہے اور اسی کی گود میں
اپنے بچوں کو پالتا ہے اور پھر اسی کی آنکھ سے
دیکھتا ہے اور اسی کی زبان سے بولتا ہے۔

انسانی دنیا میں ایسے گمراہ بھی ہمیشہ
رہے ہیں جس کی طرف حضرت ابو بکرؓ نے بھی
اشارہ کیا تھا کہ ”وَلَيْ شَيْطَانًا“ ایک شیطان
برا بر میرے ساتھ گمراہ رہتا ہے اور مجھے بہکا
رہتا ہے یا جس کا مصداق وہ شامی سربراہ

انفس اب یہ بات جب میں تمام مراحل دیکھ چکا ہوں۔ خدا کی قسم اب طالب کافر زندگی سے اس سے زیادہ مانوس ہے جتنا پھر سرخسہ حیات سے مانوس ہوتا ہے۔ البتہ میرے سینے کی تہوں میں ایک ایسا پوشیدہ علم ہے جو مجھے مجبور کئے ہوئے ہے ورنہ اسے ظاہر کر دوں تو تم اسی طرح لرزے لگو گے جس طرح گہرے کنویں میں رسی تھر تھراتی اور لرزتی ہے۔

۶۔ حضرت کا ارشاد گرامی

جب آپ کو مشورہ دیا گیا کہ طلحہ و ذریعہ کا بچھان کر میں اور ان سے جنگ کا بندوبست نہ کریں خدا کی قسم میں اس بھولنے کے مانند نہیں ہو سکتا جس کا شکاری مسلسل کھٹکھٹاتا رہتا ہے اور وہ آنکھ بند کئے پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ گھات لگانے والا اسے پکڑ لیتا ہے۔ میں حق کی طرف آنے والوں کے ذریعہ اخراج کرنے والوں پر اور اطاعت کرنے والوں کے سہارے معصیت کا ارتکاب کرنے والوں پر مسلسل ضرب لگاتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا آخری دن آجائے۔ خدا کو اہم ہے کہ میں ہمیشہ اپنے حق سے محروم رکھا گیا ہوں اور دوسروں کو مجھ پر مقدم کیا گیا ہے جب سے سرکارِ دو عالم کا انتقال ہوا ہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں شیطان کے پیروکاروں کی خدمت کی گئی ہے

ان لوگوں نے شیطان کو اپنے امور کا مالک و مختار بنا لیا ہے اور اس نے انہیں اپنا آلہ کار قرار دے لیا ہے اور انہیں کے سینوں میں انڈے بچے دے دیے ہیں اور وہ انہیں کی آغوش میں پلے بڑھے ہیں۔ اب شیطان انہیں کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور انہیں کی زبان سے بولتا ہے۔ انہیں لغزش کی راہ پر لگا دیتا ہے اور ان کے لئے غلط باتوں کو آراستہ کر دیتا ہے جیسے کہ اس نے انہیں اپنے کاروبار شریک بنالیا ہو اور اپنے حرف باطل کو انہیں کی زبان سے ظاہر کرتا ہو۔

لے جو کوئی میں ام عامر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے شکار کا طریقہ یہ ہے کہ شکاری اس کے گرد گھیرا ڈال کر زمین کو تھپتھپاتا ہے اور وہ اندر سو راخ میں گھس کر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر شکاری اعلان کرتا ہے کہ ام عامر نہیں ہے اور وہ اپنے کو سویا ہوا ظاہر کرنے کے لئے پیر پھیلا دیتا ہے اور شکاری پیر میں رسی باندھ کر کھینچ لیتا ہے۔ یہ انتہائی احمقانہ عمل ہوتا ہے جس کی بنا پر جو کو حاکم کی مثال بنا کر پیش کیا جاتا ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ جہاد سے غافل ہو کر خانہ نشین ہو جانا اور شام کے لشکروں کو مدینہ کا راستہ بتا دینا ایک بھوکا عمل تو ہو سکتا ہے لیکن عقل کل اور باب مدینۃ العلم کا کردار نہیں ہو سکتا ہے۔

لے شیطانوں کی تخلیق میں انڈے بچے ہوتے ہیں یا نہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر قابل تحقیق ہے لیکن حضرت کی مراد یہ ہے کہ شیاطین اپنے معنوی بچوں کو انسانی معاشرہ سے الگ کسی ماحول میں نہیں رکھتے ہیں بلکہ ان کی پرورش اسی ماحول میں کرتے ہیں اور پھر انہیں کے ذریعہ اپنے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔

زمانہ کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ شیاطین زمانہ اپنی اولاد کو مسلمانوں کی آغوش میں پالتے ہیں اور مسلمانوں کی اولاد کو اپنی گود میں پالتے ہیں تاکہ مستقبل میں انہیں مکمل طور پر استعمال کیا جاسکے اور اسلام کو اسلام کے ذریعہ فنا کیا جاسکے جس کا سلسلہ کل کے شام سے شروع ہوا تھا اور آج کے عالم اسلام تک جاری و ساری ہے۔

۸

و من کلام له ﴿۸﴾

یعنی بہ الزبیر فی حال اقتضت ذلک ویدعوہ للدخول فی البیعة ثانیة
یَرْعُمُ اَنْتَهُ قَدْ بَايَعَ بِیَدِهِ، وَلَمْ یُبَايِعْ بِقَلْبِهِ،
فَقَدْ اَقْرَرَ بِالْبِیْعَةِ، وَادَّعَى الْوَلِیْعَةَ فَلَمَّا عَلِمَتْهَا
بِاَمْرِیُغَرُّ، وَالْاَقْلَمُ خَلَّ فَمِنْهَا خَرَجَ مِنْهُ.

۹

و من کلام له ﴿۹﴾

فی صفته و صفة خصومه و یقال انہا فی اصحاب الجمل
وَقَدْ اَزْعَدُوا وَ اَبْرَقُوا، وَمَعَ هَذَیْنِ الْأُمَرَاءِ الْقَتْلُ
وَلَمَّا نَزِعُوا حَتَّى نُوَفِّقَ وَلَا نُبْیِلُ حَتَّى نُنْطَرِ.

۱۰

و من خطبة له ﴿۱۰﴾

یرید الشیطان او یکنی بہ عن قوم
أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ جَمَعَ حِزْبَهُ، وَاسْتَجَلَبَ خَلِيلَهُ
وَرَجُلَهُ، وَإِنَّ مَعِيَ لَبَصِيرَتِي: مَا لَبِثْتُ عَلَى نَفْسِي،
وَلَا لِنَفْسٍ عَلَيَّ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَا أَقْرَطُ لَكُمْ حَوْضًا أَنَا
مُسَاهِدًا لَا يَصْطَرِدُونَ عَنْهُ، وَلَا يَمُودُونَ إِلَيْهِ.

۱۱

و من کلام له ﴿۱۱﴾

لابند محمد بن الحنفیہ لما أعطاه الراية يوم الجمل
تَزُولُ الْجِبَالُ وَلَا تَزُولُ أَعْصَى عَلَى تَاجِذِكَ، أَعْبَرِ اللَّهُ
جُمَّتَكَ، يَهْدِي الْأَرْضُ قَدَمَكَ، إِزِمْ بِبَصْرِكَ أَفْصَى
السَّوْمِ وَ غَضَّ بِبَصْرِكَ وَ اغْلَمَ أَنَّ النَّصْرَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ.

﴿۸﴾ دنیا کے چند ایک انتہائی افسوسناک اور
شرناکہ کرداروں میں سے ایک زبیر کا
کردار بھی ہے جس نے رسول اکرمؐ کے بعد بیت
ابوبکرؓ کے انکار کے امیر المومنینؓ کا مکمل طور پر
ساتھ دیا اور حکومت وقت سے بظاہر مقابلہ
بھی کیا لیکن جیسے ہی غلیظہ دوم نے شوریٰ کے
افراد میں اس کا نام لے لیا اسے یہ خوش فہمی
پیدا ہو گئی کہ میں خود بھی خلافت کے قابل ہوں
لہذا دوسرے کی حمایت کرنے کی کیا ضرورت
ہے اور حضرت علیؓ سے الگ ہونے کے راستے
تلاش کرنے لگا۔ اور حضرت عائشہؓ نے بھی
نگاہ کرم ڈال دی اور مدینہ و جود صلا افرائی فرما
دی جس کے بعد بیعت کا اظہار بھی ضروری
ہو گیا لیکن اس قدر بھڑک بولنے کی ہمت
میں بھی کہ میں نے کبھی بیعت نہیں کی ہے
اسی لئے بھڑک کے مجھے منافقت کا سہارا
دیا اور منافقت کا انجام بہر حال برا ہوتا ہے
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت نے فرمایا کہ
بیعت ثابت ہے اور دل سے بیعت نہ کرنے
کا ثبوت در کلام ہے اور چونکہ دل کے معاملات
کا اثبات ناممکن ہے لہذا بیعت میں واپس
آجانا بھی ضروری ہے۔

﴿۹﴾ زبیر کے جان سے اتنا ضرور واضح ہو گیا
کہ اس قوم کے دل و زبان کی دنیا الگ الگ
ہے تو کیا محسوس ہے کہ اس کا اسلام بھی خالی
زبانی ہوا اور دل نے ساتھ نہ دیا جو جس کے
قرآن تاریخ میں بہ کثرت پائے جاتے ہیں۔
﴿۱۰﴾ حقیقت امر یہ ہے کہ میدان جہاد حضرت
حضرت علیؓ کا میدان ہے اور اس میدان میں ان کے
ساتھ کوئی دشمن دین و مذہب نہیں ٹھہر سکتا
ہے اور کبھی اس طرف آگیا تو پانچ کر بائیس
سکتا ہے جو بعض دشمنان اسلام کا حشر ہوا یا
دوبارہ آنے کا ارادہ نہیں کر سکتا ہے جو لشکر
معاویہ کے بے غیرت افراد کا انجام ہوا
جنہوں نے جان بچانے کے لئے تاؤ لی ذکر
وسائل استعمال کئے اور پھر دوبارہ جنگ کے
مقابلہ میں آنے کا ارادہ نہیں کیا۔

﴿۱۱﴾ محمد خفیر مولائے کائنات کے فرزند تھے۔ ان کی والدہ کا نام خورنبت جعفر تھا جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں اور گرفتار ہو کر آئی تھیں اور آپ نے انھیں آزاد کر کے ان سے عقد فرمایا تھا اور
محمد انھیں کی سب سے مشہور زوجہ تھیں۔
انتہائی باادب و درویشانہ اسلام تھا۔ کسی بھی اپنی امامت کا تصور بھی نہیں کیا اور واقعہ کہ بلا کے بعد امام زین العابدینؓ کے ساتھ ہجر اسود کے پاس آکر ان کی امامت کا اعلان بھی
کر دیا تھا۔ جناب علیؓ کو انعام کو بلکہ بڑے ضرورہ بھی لیا۔ یہ بڑے امامت نہیں تھا بلکہ امام مجاہد کی مجبوری کی بنا پر تھا کہ وہ مسلح اقدام کی حمایت نہیں کر سکتے تھے۔ امیر المومنینؓ
انہیں اپنے دستِ علیؓ سے بڑے احترام سے منسوب کیا۔ انھوں نے (امام حسنؓ و امام حسینؓ) کا تحفظ کیا جاتا ہے۔
مصادر رو الجمل و اقدی - الجمل مفید مسئلہ، فتوح ابن اعثم
مصادر رو تہذیبہ الابصار المطاہری - ربيع البرادہ و محشری جو و چہم بالیقین الشی

۸۔ آپ کا ارشاد گرامی زیر کے بارے میں

جب ایسے حالات پیدا ہو گئے اور اسے دوبارہ بیعت کے دائرہ میں داخل کرنے کی ضرورت پڑی۔
زیر کا خیال یہ ہے کہ اس نے صرف ہاتھ سے میری بیعت کی ہے اور دل سے بیعت نہیں کی ہے۔ تو بیعت کا تو بہر حال اقرار کر لیا ہے۔ اب صرف
دل کے کھوٹ کا ادعا کرتا ہے تو اسے اس کا واضح ثبوت فراہم کرنا پڑے گا ورنہ اسی بیعت میں دوبارہ داخل ہونا پڑے گا جس سے نکل گیا ہے۔

۹۔ آپ کے کلام کا ایک حصہ

جس میں اپنے اور بعض منافقین کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے اور شاید اس سے مراد اہل جمل ہیں۔
یہ لوگ بہت گرجے اور بہت چکے لیکن آخر میں ناکام ہی رہے جبکہ ہم اس وقت تک گرجتے نہیں ہیں جب تک دشمن پر ٹوٹ نہ پڑیں
اور اس وقت تک لفظوں کی روانی نہیں دکھلاتے جب تک کہ برس نہ پڑیں۔

۱۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس کا مقصد شیطان ہے یا شیطان صفت کوئی گروہ
اگاہ ہو جاؤ کہ شیطان نے اپنے گروہ کو جمع کر لیا ہے اور اپنے پیادہ و سوار سمیٹ لئے ہیں۔ لیکن پھر بھی میرے ساتھ میری بعیت
ہے۔ زمین سے کسی کو دھوکہ دیا ہے اور نہ واقعا دھوکہ کھایا ہے اور نہ اس کی قسم میں ان کے لئے ایسے حوض کو چھلکاؤں گا جس کا پانی نکلنے
والا بھی میں ہی ہوں گا کہ یہ نہ نکل سکیں گے اور نہ پلٹ کر آسکیں گے (۱۱)

۱۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

اپنے فرزند محمد بن الحنفیہ سے (میدان جمل میں علم لشکر دیتے ہوئے)
خبردار پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ تم نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو بھیج لینا۔ اپنا کاسہ سر لشکر کے حوالے کر دینا۔ زمین میں قدم گاڑ دینا۔ نگاہ
آخر قوم پر رکھنا۔ آنکھوں کو بند رکھنا اور یہ یاد رکھنا کہ مدد اللہ ہی کی طرف سے آنے والی ہے۔

لے حیرت کی بات ہے کہ جو انسان ایسے فنون جنگ کی تعلیم دیتا ہو اسے موت سے خوفزدہ ہونے کا الزام دیدیا جائے۔ امیر المومنین کی مکمل تاریخ حیات کو اوسے کہ
آپے تراشیدار و بہادر کائنات میں نہیں پیدا ہوا ہے۔ آپ موت کو سرچشمہ حیات تصور کرتے تھے جس کی طرف پتھر پڑھتا ہے اور اسے اپنی زندگی کا
راز تصور کرتا ہے۔ اپنے صفیں کے میدان میں وہ تیغ کے جوہر دکھلائے ہیں جس نے ایک مرتبہ پھر بدر و احد و خندق و خیبر کی یاد تازہ کر دی تھی اور یہ ثابت کر دیا
تھا کہ یہ بازو ۲۵ سال کے سکوت کے بعد بھی شل نہیں ہوئے ہیں اور یہ فن حرب کسی شوق و مہارت کا نتیجہ نہیں ہے۔

محمد حنفیہ سے خطاب کر کے یہ فرمانا کہ ”پہاڑ ہٹ جائیں تم نہ ہٹنا“ اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کی استقامت اس کے کہیں زیادہ پائیدار اور استوار ہے۔
دانتوں کو بھیج لینے میں اشارہ ہے کہ اس طرح رگوں کے تناؤ پر تلوار کا دار اثر نہیں کرتا ہے۔ کاسہ سر کو طریت دینے کا مطلب یہ ہے کہ مالک زندہ رکھنا چاہے گا
تو دوبارہ یہ سر واپس لیا جاسکتا ہے ورنہ بندہ نے تو اس کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے۔ آنکھوں کو بند رکھنے اور آخر قوم پر نگاہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ سامنے کے
لشکر کو مت دیکھنا۔ پس یہ دیکھنا کہ کہاں تک جانا ہے اور کس طرح صفوں کو پامال کر دینا ہے۔

آخری فقرہ جنگ اور جہاد کے فرق کو نمایاں کرتا ہے کہ جنگ جو اپنی طاقت پر بھروسہ کرتا ہے اور مجاہد نصرت الہی کے اعتماد پر میدان میں
قدم جاتا ہے اور جس کی خدا مدد کر دے وہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا ہے۔

و من کلام له ﷺ

لما أظفره الله بأصحاب الجمل، وقد قال له بعض أصحابه: وددت أن

أخي فلانا كان شاهدا ليري ما نصررك الله به على أعدائك

فقال له ﷺ: أَهْوَى أَخِيكَ مَتَعًا؟ فقال: نَعَمْ قَالَ: فَقَدْ شَهِدْنَا،
وَلَقَدْ شَهِدْنَا فِي عَشَكِرِنَا هَذَا أَقْوَامَ (قُصُوم) فِي أَصْلَابِ
الرِّجَالِ، وَأَرْحَامِ النِّسَاءِ، سَيَرَّ عَفُ بِهِمُ الزَّمَانُ وَيَقْوَى
بِهِمُ الْإِيمَانُ.

و من کلام له ﷺ

في ذم أهل البصرة بعد وقعة الجمل

كُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْأَةِ، وَأَتْبَاعَ الْبَهِيمَةِ، رَغَا فَأَجَبْتُمْ،
وَعُقِرَ فَهَرَبْتُمْ، أَخْلَاكُمْ دَقَاقٌ وَعَهْدُكُمْ شِقَاقٌ،
وَدِينُكُمْ نِسْفَاقٌ، وَمَاؤُكُمْ رُعَاقٌ وَالْمُقِيمُ بَيْنَ
أَطْلُهِكُمْ مُرْتَهِنٌ بِذَنْبِهِ، وَالشَّاهِصُ عَنْكُمْ مُتَذَارِكٌ
بِرَحْمَةٍ مِنْ رَبِّهِ، كَأَنِّي بِمَنْجِدِكُمْ كَجُؤُجُؤِ سَفِينَةٍ
قَدْ بَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهَا الْقَذَابَ مِنْ قَوْقِهَا وَمِنْ تَحْتِهَا
وَعَصْرِقٌ مِمَّنْ فِي ضَرْبِهَا.

و في رواية: وَأَيُّمُ اللَّهِ لَتَتَفَرَّقَنَّ بِلَدْنُكُمْ حَتَّى كَأَنِّي
أَنْظُرُ إِلَى مَنْجِدِهَا كَجُؤُجُؤِ سَفِينَةٍ، أَوْ نَعَامَةٍ جَائِعَةٍ.

و في رواية: كَجُؤُجُؤِ طَيْرٍ فِي لُجَّةٍ بَحْرٍ
و في رواية أخرى: بِلَادُكُمْ أَنْتَنَ بِلَادُ اللَّهِ تُزَيِّدُ أَقْرَبَهَا مِنَ
الْمَاءِ وَأَبْعَدَهَا مِنَ السَّمَاءِ، وَبِهَا تَشْعُرُ أَغْشَارُ الشَّرِّ، الْخَنَازِيرُ فِيهَا

۱۲ امیر المومنین کے جہاد کا ایک امتیاز
یہ بھی تھا کہ آپ ہمیشہ اصلاہ و اصلاح پر
بھی نگاہ رکھ کر تلوار چلاتے تھے۔ اور ان تمام
چاہنے والوں کو شریک جہاد سمجھتے تھے، جو
ابھی اصلاہ و اصلاح میں تھے اور ان دشمنوں
کو قتل نہیں کرتے تھے جن کے اصلاہ سے
کوئی مومن پیدا ہونے والا ہوتا تھا اور شاہد
اسی امتیاز کا اثر تھا کہ آج تک بہترین
اصلاہ سے بہترین افراد پیدا ہو رہے ہیں
ورنہ کل اگر ذوالفقار نے عام تلواروں کا
دنگ اختیار کر لیا ہوتا تو آج یہ سلسلہ ختم
ہو چکا ہوتا اور شاہد غیبت امام عصر کی ایک
مصلحت یہ بھی ہے کہ قدرت اس وقت
کا انتظار کر رہی ہے جب تمام صاحبان
ایمان کو کفر کے صلب سے باہر آجائیں اور
اس کے بعد ذوالفقار حیدری اپنی
واقعی کاٹ کا مظاہرہ کرے۔

۱۳ کس قدر ذلیل وہ انسان ہے جو جاؤ
کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہے
اور خطیب منبر سلونی کی آواز سننے کے لئے
بھی تیار نہیں ہے۔ یہ نتیجہ ہے اخلاق
کی کستی۔ وعدہ و پیمان میں ہلکنی اور
دین میں نفاق کا۔ جس کے بعد انسان ہر
انسانی قدر سے محروم ہو جاتا ہے۔

۱۴ ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ بصرہ
مولائے کائنات کے بعد دومرتبہ غرق ہو چکا
ہے۔ ایک مرتبہ القام بامر اللہ کے زمانہ میں
اور ایک مرتبہ قادر بامر اللہ کے زمانہ میں اور
دونوں مرتبہ مسجد جاح کا وہی نقشہ تھا
جو امیر المومنین نے اس خطبہ میں بیان
کیا ہے۔ اور یہ اس بات کا

ثبوت ہے کہ ملک کائنات نے امام علیہ السلام
کو اس علم غیب سے نوازا تھا جو سوائے محبوب اور پسندیدہ افراد کے کسی اور کو نہیں دیا جاتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۲: المحاسن برقی ۱/۲۶۲ (کتاب مصابح النظم)
مصادر خطبہ ۱۳: الاخبار الطوال دینیوری ص ۱۵۳، مروج الذهب مسعودی ۲/۳۴۴، عیون الاخبار ابن قتیبة ۱/۲۱۴، العقد الفرید ابن عبد ربہ ص ۲۳۸
مصادر خطبہ ۱۴: سحر مجلسی، تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی، ارشاد مفید ص ۱۲۳، الجمل مفید ص ۲۰۴، احتجاج طبرسی ص ۲۵۵

۱۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب پروردگار نے آپ کو اصحابِ جبل پر کامیابی عطا فرمائی اور آپ کے بعض اصحاب نے کہا کہ کاش ہمارا فلاں بھائی بھی ہمارے ساتھ ہوتا تو وہ بھی دیکھتا کہ پروردگار نے کس طرح آپ کو دشمن پر فتح عنایت فرمائی ہے تو آپ نے فرمایا، کیا تیرے بھائی کی محبت بھی ہمارے ساتھ ہے؟ اس نے عرض کی بیشک! فرمایا تو وہ ہمارے ساتھ تھا اور ہمارے اس لشکر میں وہ تمام لوگ ہمارے ساتھ تھے جو ابھی مردوں کے صلب اور عورتوں کے رحم میں ہیں اور عنقریب زمانہ انھیں منظرِ عام پر لے آئے گا اور ان کے ذریعہ ایمان کو تقویت حاصل ہوگی ⑤

۱۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

جس میں جنگِ جبل کے بعد اہل بصرہ کی ندمت فرمائی ہے
افسوس تم لوگ ایک عورت کے سپاہی اور ایک جانور کے پیچھے چلنے والے تھے جس نے بلبلانا شروع کیا تو تم بلیک کہنے لگے
اور وہ زخمی ہو گیا تو تم بھاگ کھڑے ہوئے۔ تمہارے اخلاقیات پست۔ تمہارا عہد ناقابل اعتبار۔ تمہارا دین نفاق اور تمہارا پانی شور ہے۔ تمہارے درمیان قیام کرنے والا گویا گناہوں کے ہاتھوں رہیں ہے اور تم سے نکل جانے والا گویا رحمت پروردگار کو حاصل کر لینے والا ہے۔ میں تمہاری اس مسجد کو اس عالم میں دیکھ رہا ہوں جیسے کشتی کا سینہ۔ جب خدا تمہاری زمین پر اوپر اور نیچے ہر طرف سے عذاب بھیجے گا اور سارے اہل شہر غرق ہو جائیں گے
(دوسری روایت میں ہے) خدا کی قسم تمہارا شہر غرق ہونے والا ہے یہاں تک کہ گویا میں اس کی مسجد کو ایک کشتی کے سینہ کی طرح یا ایک بیٹھے ہوئے شتر مرغ کی شکل میں دیکھ رہا ہوں۔
(تیسری روایت میں) جیسے پرندہ کا سینہ سمندر کی گہرائیوں میں۔
ایک روایت میں آپ کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے۔ تمہارا شہر خاک کے اعتبار سے سب سے زیادہ بدبودار ہے کہ پانی سے سب سے زیادہ قریب ہے اور آسمان سے سب سے زیادہ دور ہے۔ اس میں شتر کے دس حصوں میں سے نو حصے پائے جاتے ہیں۔ اس میں مقیم گناہوں کے ہاتھوں گرفتار ہے۔

لہٰذا یہ دین اسلام کا ایک مخصوص امتیاز ہے کہ یہاں عذاب بد عملی کے بغیر نازل نہیں ہوتا ہے اور ثواب کا استحقاق عمل کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے اور علیٰ غیر کا دار و مدار صرف نیت پر رکھا گیا ہے بلکہ بعض اوقات تو نیت عموماً کو اس کے عمل سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے کہ عمل میں ریاکاری کے امکانات پائے جاتے ہیں اور نیت میں کسی طرح کی ریاکاری نہیں ہوتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ پروردگار نے روزہ کو صرف اپنے لئے قرار دیا ہے اور اس کے اجرو ثواب کی مخصوص ذمہ داری اپنے اوپر رکھی ہے کہ روزہ میں نیت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور نیت کا فیصلہ کرنے والا پروردگار کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

اے اہل بصرہ کا بڑاؤ امیر المومنین کے ساتھ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے اور جنگِ جبل اس کا بہترین ثبوت ہے لیکن امیر المومنین کے بڑاؤ کے بارے میں ڈاکٹر طہ حسین کا بیان ہے کہ آپ نے ایک کریم انسان کا بڑاؤ کیا اور بیت المال کا مال دوست اور دشمن دونوں کے مستحقین میں تقسیم کر دیا۔ اور زنجیوں پر حملہ نہیں کیا "اور حدیث ہے کہ قیدیوں کو کینز نہیں بنایا بلکہ نہایت احترام کے ساتھ مدینہ واپس کر دیا۔
(علیؑ و بنوہ طہ حسین)

بِذَنبِهِ، وَالْخَارِجُ بِمَقْوِ اللَّهِ كَأَنِّي أَنُظِرُ إِلَى قَرْيَتِكُمْ هَذِهِ
قَدْ طَبَعَهَا الْمَاءُ، حَتَّى مَا يُرَى مِنْهَا إِلَّا شَرْفُ الْمَسْجِدِ، كَأَنَّهُ
جَوْجُو طَيْرٍ فِي لُجَّةِ بَحْرِ لَهُ

۱۴

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

في مثل ذلك

أَرْضُكُمْ قَرْيَةٌ مِنَ الْمَاءِ، بَعِيدَةٌ مِنَ السَّمَاءِ، خَفَّتْ عُقُولُكُمْ،
وَسَفِهَتْ حُلُومُكُمْ، فَأَنْتُمْ غَرَضُ لِنَائِلٍ، وَأَنْحَلَةٌ لِأَكْمَلٍ،
وَقَرْيَةٌ لِصَائِلٍ (صائِل)

۱۵

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

فيما رده على المسلمين من قطائع عمان

وَاللَّهِ لَوْ وَجَدْتُهُ قَدْ تَزَوَّجَ بِهِ النَّبَاءُ، وَمُلِكَ (تملك) بِهِ
الْأَمَاءُ، لَرَدَدْتُهُ؛ فَإِنَّ فِي الْقَدْلِ سَعَةً، وَمَنْ ضَاقَ عَلَيْهِ
الْقَدْلُ، فَالْجَوْزُ عَلَيْهِ أَضْيَقُ

۱۶

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

لما بوع في المدينة وفيها يخبر الناس بعلمه بما تؤول اليه احوالهم

وفيها يقسمهم الى اقسام

ذَمِّي بِمَا أَقُولُ زُهَيْنَةً وَأَنْسَابِيهِ زَعِيمٌ، إِنْ مَنْ صَرَحَتْ
لَهُ الْعِيْرُ عَمَّا بَيْنِي بَيْنَهُ مِنَ الْمَثَلَاتِ حَاجَزَتُهُ التَّفَوُّي
عَنْ تَسْقِطِ الشُّبُهَاتِ، أَلَا وَإِنْ بَلَّيْتُمْ قَدْ عَادَتْ
كَلِمَتَيْنِهَا يَسُومُ بَعَثَ اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِاهُ وَسَلَّمَ وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لِيُبَلِّغُنَّ بَكْلَبَةً

۱۴ ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ اس دور
کے جزائریہ میں بصرہ سے زیادہ پست کوئی
خطہ زمین نہیں تھا جس کا انکشاف اہل فن
نے آلات و وسائل سے کیا ہے اور اہل لہجہ
نے اپنے علم امامت کی بنیاد پر بیان کر دیا تھا جو
آپ کے خصوصیات و امتیازات میں شامل ہے۔

۱۵ ظاہر ہے کہ جو قوم اس قدر بہت ہو کہ ہر
تیر انداز کا نشانہ، ہر جہ کے کافر اور ہر شکاری
کا شکار بن جائے اسے قرضہ میں کر لینا کوئی
بڑا کام نہیں تھا لیکن شکل یہ تھی کہ امیر المومنین
دوسرے افراد کی طرح قوموں کا استحصال
و استعمال نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ انہیں
عقل و شعور رکھنے والوں تک لے جانا چاہتے
تھے اور یہ بات اہل بصرہ کے اسکان سے باہر
تھی۔ اسی نے کائنات نے اس سرزمین کا
انتخاب کیا تھا اور اپنی بناوٹ کا آغاز اسی
علاقے سے کیا تھا جس کے نتیجے میں ایک نیا
تیس ہزار کے لشکر میں سے ۲۰ ہزار کو
بیتیں جبکہ امیر المومنین کے سپاہیوں میں سے
صرف ۵۰۰ یا ۱۰۰ افراد کام آئے۔

۱۶ سرکارِ مدینہ کی بشت کے وقت عالم
عرسیت ایک طویل جاہلیت کا شکار رہ چکا
تھا اور اس کے دل و دماغ پر جاہلیت
کے اثرات اس قدر گہرے ہو چکے تھے کہ
ان کا زائل کرنا ممکن نہ تھا لیکن سرکارِ مدینہ
نے اپنی محنت عمل سے حالات پر قابو حاصل
کر لیا اور صورت حال کو یکسر تبدیل کر دیا۔
آج سیری حالت یہی ہے کہ سرکار کے بعد
امت ایک مٹی جاہلیت کا شکار ہو گئی ہے
اور اسلامی اقدار کا یکسر خاتمہ ہو گیا ہے۔
اب حالات کا قابو میں لانا کوئی آسان کام
نہیں ہے اور اس سلسلہ میں شدید ترین
آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا جب تک ہدایت
کو ناممکن آسان نہیں ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵ کتاب الادا کل ابو بلال عسکری - دعائم الاسلام قاضی نعمان، ۳۹۶، شبات الوصیۃ سعودی ۱۳
مصادر خطبہ ۱۶ البیان والتبيين ابو عثمان الجاحظ ۲، ۵۶، البیان ابن الاثیر ۱، ۱۳۱، الارشاد مفید ۱، ۱۳۱، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲، ۲۳۶، ۱ منہ
المقداد الفریہ ابن عبد ربہ ۲، ۱۶۱، تاریخ یعقوبی ۲، ۱۸۶، روضۃ الکافی و اصول الکافی الکلینی ۱، ۳۶۵، اکتل الخالدہ ابن سکوت
۱، ۱۱۱، توت القلوب ابو طالب کل ۱، ۱۱۱، کتاب الغیبۃ النعمانی ۱، ۱۳۱، شبات الوصیۃ السعودی ۱۳، المسترشد ۱، ۱۴۵،
الجل للنفیہ ۱، ۱۱۱، اکل المدائن، کتاب خطب علی المدائن۔

اور اس سے نکل جانے والا غزوہ الہی میں داخل ہو گیا۔ گو یا میں تمہاری اس بستی کو دیکھ رہا ہوں کہ پانی نے اسے اس طرح ڈھاپ لیا ہے کہ مسجد کے کنگروں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا ہے اور وہ کنگرے بھی جس طرح پانی کی گہرائی میں پزندہ کا سیسہ (۱۴)

۱۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ایسے ہی ایک موقع پر)

تمہاری زمین پانی سے قریب تر اور آسمان سے دور ہے۔ تمہاری عقلیں ہلکی اور تمہاری دانائی احمقانہ ہے۔ تم ہر تیر انداز کا نشانہ، ہر بھوکے کا لقمہ اور ہر شرکاری کا شکار ہو (۱۵)

۱۵۔ آپ کے کلام کا ایک حصہ

اس موضوع سے متعلق کہ آپ نے عثمان کی جاگیروں کو مسلمانوں کو واپس دے دیا۔

خدا کی قسم اگر میں کسکے مال کو اس حالت میں پاتا کہ اسے عورت کا ہر بنا دیا گیا ہے یا کینز کی قیمت کے طور پر دیدیا گیا ہے تو بھی اسے واپس کر دیتا اس لئے کہ انصاف میں بڑی رست پائی جاتی ہے اور جس کے لئے انصاف میں شگنی ہو اس کے لئے ظلم میں تو اور بھی تنگی ہوگی۔

۱۶۔ آپ کے کلام کا ایک حصہ

(اس وقت جب آپ کی مدینہ میں بیعت کی گئی اور اپنے لوگوں کو بیعت کے استقبال سے آگاہ کرتے ہوئے ان کی قسمیں بیان فرمائیں)

میں اپنے قول کا خود ذمہ دار اور اس کی صحت کفہاں ہوں اور جس شخص پر گزشتہ اقوام کی سزاؤں نے عبرتوں کو واضح کر دیا ہو اسے تقویٰ شہادت میں داخل ہونے سے یقیناً روکے گا۔ آگاہ ہو جاؤ آج تمہارے لئے وہ آزمائشی دور بٹ آیا ہے جو اس وقت تھا جب پروردگار نے اپنے رسولؐ کو بھیجا تھا۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تھا کہ تم سختی کے ساتھ تو دبا لائے جاؤ گے (۱۷)

۱۷۔ اس سے زیادہ حقاقت کیا ہو سکتی ہے کہ کل جس زبان سے قتل عثمان کا فتویٰ سننا تھا آج اسی سے انتقام خون عثمان کی فریاد سن رہے ہیں اور پھر بھی اعتبار کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک اونٹ کی حفاظت پر ہزاروں جانیں قربان کر رہے ہیں اور سرکارِ دو عالمؐ کے اس ارشاد گرامی کا احساس تک نہیں ہے کہ میری ازواج میں سے کسی ایک کی سواری کو دیکھ کر تو اب کے کتے بھونکیں گے اور وہ عائشہ ہی ہو سکتی ہیں۔

۱۸۔ تاریخ کا مسلمہ ہے کہ امیر المؤمنین جب بیت المال میں داخل ہوتے تھے تو سوئی۔ تاکا اور روٹی کے ٹکڑے تک تقسیم کر دیا کرتے تھے اور اس کے بعد بھاڑ دے کر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے تاکہ یہ زمین روز قیامت علیؑ کے عدل و انصاف کی گواہی دے اور اسی بنیاد پر آپؐ نے عثمانؓ کی عطا کردہ جاگیروں کو واپس کا حکم دیدیا اور صدقہ کے اونٹ عثمانؓ کے گھر سے واپس منگولائے کہ عثمانؓ کسی قیمت پر زکوٰۃ کے مستحق نہیں تھے۔

اگرچہ بعض ہوا خواہان بنی امیہ نے یہ سوال اٹھا دیا ہے کہ یہ انتہائی بے رحمانہ برتاؤ تھا جہاں تیہوں پر رحم نہیں کیا گیا اور ان کے قبضہ سے مال لے لیا گیا۔ لیکن اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ ظلم اور شقاوت کا مظاہرہ اس نے کیا ہے جس نے غریب و مساکین کا حق اپنے گھر میں جمع کر لیا ہے اور مالِ مسلمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ پھر یہ کوئی نیا حادثہ بھی نہیں ہے۔ کل پہلی خلافت میں تیسرے رسول اکرمؐ پر کرب و غم کیا گیا تھا جو واقعاً فدک کی حقدار تھی اور اس کے بابائے اسے یہ جاگیر حکمِ خدا سے عطا کر دی تھی۔ اولاد عثمانؓ تو حقدار بھی نہیں ہے اور کیا اولاد عثمانؓ کا مرتبہ اولادِ رسولؐ سے بلند تر ہے یا ہر دور کے لئے ایک نئی شریعت مرتب کی جاتی ہے اور اس کا محور سرکاری مصالح اور جماعتی فوائد کی ہوتے ہیں؟

وَلَمَّا جَاءَ يَسْرًا وَسُوطُ الْقَدَرِ حَتَّى يَمُودَ أَشْفَلَكُمْ
أَعْلَاكُمْ، وَأَعْلَاكُمْ أَشْفَلَكُمْ، وَلَيْسَ بَيْنَ سَائِقُونَ كَانُوا قَصْرُوا،
وَلَيْسَ بَيْنَ سَائِقُونَ كَانُوا سَائِقُوا وَاللَّهِ مَا كُنْتُ وَثْمَةً وَلَا كَذِبْتُ
كَذِبَةً، وَلَقَدْ نُسِيتُ بِهَذَا الْمَقَامِ وَهَذَا الْيَوْمِ أَلَا وَإِنَّ
الْمَقَامَ حَتَّى نُسِيتُ حَتَّى عَلَيْنَا أَهْلُهَا، وَخُلِفَتْ لُجْمُهَا، فَتَحَقَّقَتْ
بِهِمْ فِي النَّارِ أَلَا وَإِنَّ الشَّقْوَى مَقَامًا ذَلِيلٌ، حَتَّى عَلَيْنَا أَهْلُهَا
وَأَعْطُوا أَرْزَمَتَهَا، فَأَوْدَتْهُمْ الْجَنَّةُ حَتَّى وَبَاطِلٌ، وَلِكُلِّ أَهْلٍ
فَلَنَ أَوَّلَ الْبَاطِلِ لَقْدِيمًا فَعَلَّ، وَلَنَ قَلَّ الْحَقُّ فَلَزِمْنَا وَلَعَلَّ
وَلَقَدْ أَدْبَرْتُ قَائِلًا!

قال السيد الشريف: وأقول: إن في هذا الكلام الأدنى من مواقع
الإحسان ما لا تبلغه مواقع الاستحسان، وإن حظَّ العجب منه أكثر
من حظَّ العجب به، وفيه - مع الحال التي وصفنا زوائد من
القصحة لا يقوم بها لسان ولا يطلع فتحها إنسان ولا يعرف ما أقول
إلا من ضرب في هذه الصناعة بحق، وجرى فيها على عرق
«وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ».

ومن هذه الخطبة وفيها يقسم الناس إلى ثلاثة أصناف:

شُفِلَ مِنَ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ أَمَانَةُ سَاعٍ سَرِيعٍ نَجَا، وَ طَالِبٌ بَطِيءٌ رَجَا،
وَمُقَصِّرٌ فِي النَّارِ هَوَى. الْيَمِينُ وَ الشِّمَالُ مَضَلَّةٌ، وَ الطَّرِيقُ الْوَسْطَى
هِيَ الْمَادَّةُ عَلَيْنَا بَاقِي الْكِتَابِ وَ آثَارُ التَّوْبَةِ، وَ مِنْهَا مَنَقَذُ
الْثَنَةِ، وَ إِلَيْهَا مَصِيرُ الْعَاقِبَةِ. هَلَكَ مَنْ ادَّعَى، وَ خَابَ مَنْ افْتَرَى
مَنْ أَبْدَى صَفْحَتَهُ لِحَقِّ هَلَكٍ وَ كَفَى بِالسَّوْءِ جَهْلًا أَلَّا يَعْرِفَ قُدْرَهُ
لَا يَهْلِكُ عَلَى الشَّقْوَى سِنْعُ أَضْلٍ، وَلَا يَنْظُمُ عَلَيْنَا زَرْعُ قَوْمٍ
فَاسْتَبْرُوا فِي بُيُوتِكُمْ، وَ أَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْتِكُمْ، وَ التَّوْبَةُ مِنْ ذُنُوبِكُمْ
وَلَا يَحْتَمِ حَاسِدٌ إِلَّا رَيْبُهُ، وَلَا يَلْمُ لَانِمٌ إِلَّا نَفْسُهُ (ذنبه)

غریب - چھلنی سے چھاننا
سوط - بھینٹنا
وٹمہ - کلمہ

خطایا جمع خطیہ - گناہ
شمس جمع شمس - اڑیں گھوڑا
مطایا جمع مطیہ - جانور
ذل جمع ذلول - رام کیا ہوا جانور
امر - (سیم کے زیر کے ساتھ) کثرت
مضد - ہدایت کی ضد - گمراہی

صفحہ - چہرہ
سخ الاصل - محل و مرکز

۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ
کسی اقتدار کے جانے کے بعد اس کا
آنا آسان نہیں ہوتا ہے لیکن پھر بھی اس کا
بہر حال باقی رہتے ہیں اسی لئے مولانا
کائنات نے لفظ "قل" استعمال کیا
ہے اور حق کے سلسلے میں یہ کام بہر حال
ہونے والا ہے جس کی خبر سرکارِ دو عالم
نے بھی دی ہے اور جس کا اشارہ
قرآن مجید میں بھی پایا جاتا ہے "وَلَكِنَّ لَّيْمٍ

۲) جو لوگ فتنوں کا مقابلہ کرنے کی
صلاحیت نہیں رکھتے ہیں اور ان کی
میں بھی بہک جانے کے امکانات رکھتے
ہیں ان کے لئے عافیت اسی میں ہے
کہ گھر میں خاموش بیٹھ جائیں اور اپنے
گھر میں مسائل کی اصلاح کریں۔ اصلاح
عالم ان کے بس کا کام نہیں ہے۔ اس کیلئے
دوسرے افراد ہیں جن میں ہر طرح کے
فتنہ کے مقابلہ کی صلاحیت پائی جاتی ہے
اور جو علم و فضل کے زور سے مکمل طور پر
آراستہ ہیں۔

۳) اس مقام پر وراہ سامنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے جس طرح قرآن مجید نے جنم کو "من وراہم" سے تعبیر کیا ہے حالانکہ وہ آگے آنے والا ہے مقصد یہ
ہے کہ تو بہ گنہگار کے سامنے موجود ہے اور وہ اس کے ذریعہ اپنے گناہوں کے نتائج سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور جب ایسا ہو جائے تو پروردگار کی حمد
کرنا چاہیے کہ سارا کام اسی کی توفیق سے ہوا ہے اور اگر کام نہ ہو سکے تو اپنے نفس کی ملامت کرنی چاہیے کہ اس نے توبہ اور اصلاح عمل سے محروم رکھا ہے
ورنہ رحمت الہی میں کوئی کمی نہیں ہے اور وہ اطاعت گزار اور معصیت کار دونوں کے لئے عام ہے اور کسی کو بھی محروم نہیں رکھنا چاہتی ہے۔

تھیں باقاعدہ چھاناجائے گا اور دیک کی طرح چچے سے الٹ پلٹ کیا جائے گا یہاں تک کہ اسفل اعلیٰ ہو جائے اور اعلیٰ اسفل بن جائے اور جو چچے رہ گئے ہیں وہ آگے بڑھ جائیں اور جو آگے بڑھ گئے ہیں وہ پیچھے آجائیں۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے نہ کسی کلمہ کو چھپایا ہے اور نہ کوئی غلط بیانی کی ہے اور مجھے اس منزل اور اس دن کی پہلے ہی خبر دے دی گئی تھی۔

یاد رکھو کہ خطائیں وہ سرکش سواریاں ہیں جن پر اہل خطا کو سوار کر دیا جائے اور ان کی نگاہ کو ڈھیلا چھوڑ دیا جائے اور وہ سوار کو لے کر جہنم میں پھاند پڑیں اور تقویٰ ان رام کی ہوئی سوار یوں کے مانند ہے جن پر لوگ سوار کیے جائیں اور ان کی نگاہ ان کے ہاتھوں میں دے دی جائے تو وہ اپنے سواروں کو جنت تک پہنچا دیں۔

دنیا میں حق و باطل دونوں ہیں اور دونوں کے اہل بھی ہیں۔ اب اگر باطل زیادہ ہو گیا ہے تو یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے اور اگر حق کم ہو گیا ہے تو یہ بھی ہوتا رہا ہے اور اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی شے پیچھے ہٹ جانے کے بعد دوبارہ نظر عام پر آجائے (۱) سید رضیؒ! اس مختصر کلام میں اس قدر خوبیاں پائی جاتی ہیں جہاں تک کسی کی داد و تعریف نہیں پہنچ سکتی ہے اور اس میں حیرت و استعجاب کا حصہ پسندیدگی کی مقدار سے کہیں زیادہ ہے۔ اس میں فصاحت کے وہ پہلو بھی ہیں جن کو کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی ہے اور ان کی گہرائیوں کا کوئی انسان ادراک نہیں کر سکتا ہے۔ اور اس حقیقت کو وہی انسان سمجھ سکتا ہے جس نے فنِ بلاغت کا حق ادا کیا ہو اور اس کے رنگ و ریشہ سے باخبر ہو۔ اور ان حقائق کو اہل علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ جس میں لوگوں کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

وہ شخص کسی طرف دیکھنے کی فرصت نہیں رکھتا جس کی نگاہ میں جنت و جہنم کا نقشہ ہو۔ نیز رفتاری سے کام کرنے والا نجات پالیتا ہے اور سست رفتاری سے کام کر کے جنت کی طلبگاری کرنے والا بھی امیدوار رہتا ہے لیکن کوتاہی کرنے والا جہنم میں گر پڑتا ہے۔ داہنے بائیں گراہیوں کی منزلیں ہیں اور سیدھا راستہ صرف درمیانی راستہ ہے۔ اسی راستہ پر رہ جاتے والی کتاب خدا اور نبوت کے آثار ہیں اور اسی سے شریعت کا نفاذ ہوتا ہے اور اسی کی طرف عاقبت کی بارگشت ہے۔ غلط ادعا کرنے والا ہلاک ہوا اور افسر کرنے والا ناکام و نامراد ہوا۔ جس نے حق کے مقابلہ میں سر نکالادہ ہلاک ہو گیا اور انسان کی کجائیات کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے اپنی ذات کا بھی عرفان نہ ہو۔ جو بنیاد تقویٰ پر قائم ہوتی ہے اس میں ہلاکت نہیں ہوتی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کھیتی پیاس سے برباد نہیں ہوتی ہے۔ اب تم اپنے گھروں میں پھپ کر بیٹھ جاؤ اور اپنے باہمی امور کی اصلاح کرو۔ تو یہ تمہارے سامنے ہے۔ تعریف کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنے رب کی تعریف کرے اور ملامت کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے نفس کی ملامت کرے۔

اے مالک کائنات نے انسان کو بے پناہ صلاحیتوں کا مالک بنایا ہے اور اس کی فطرت میں خیر و شر کا سارا عرفان و دیوت کر دیا ہے لیکن انسان کی بد قسمتی یہ ہے کہ وہ ان صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے اور ہمیشہ اپنے کو بچا رہا سمجھتا ہے جو جہالت کی بدترین منزل ہے کہ انسان کو اپنی ہی قدر و قیمت کا اندازہ نہ ہو سکے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اپنی ہی ذات کا انسان کو عرفاں نہ ہوا خاک پھر خاک تھی اوقات سے لگے نہ بڑھی

۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ان نااہلوں کے بارے میں جو صلاحیت کے بغیر فیصلہ کا کام شروع کر دیتے ہیں اور اسی ذیل میں دو بدترین اقسام مخلوقات کا ذکر بھی ہے) قسم اول۔ یاد رکھو کہ پروردگار کی نگاہ میں بدترین خلایق دو طرح کے افراد ہیں۔ وہ شخص جسے پروردگار نے اسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے اور وہ درمیانی راستے سے ہٹ گیا ہے۔ صرف بدعت کا دلدادہ ہے اور گمراہی کی دعوت پر فریفتہ ہے۔ یہ دوسرے افراد کے لئے ایک مستقل فتنہ ہے اور سابق افراد کی ہدایت سے بہکا ہوا ہے۔ اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے والا ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ یہ دوسروں کی غلطیوں کا بھی بوجھ اٹھانے والا ہے اور ان کی خطاؤں میں بھی گرفتار ہے۔

قسم دوم۔ وہ شخص جس نے جہالتوں کو سمیٹ لیا ہے اور انھیں کے سہارے جاہلوں کے درمیان دوڑ نکا رہا ہے فتنوں کی تاریکیوں میں دوڑ رہا ہے اور امن و صلح کے فائدے سے یکسر غافل ہے۔ انسان نا لوگوں نے اس کا نام عالم رکھ دیا ہے حالانکہ اس کا علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صبح سویرے ان باتوں کی تلاش میں نکل پڑتا ہے جن کا قلیل ان کے کثیر سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ جب گندہ پانی سے سیراب ہو جاتا ہے اور مہمل اور بے فائدہ باتوں کو جمع کر لیتا ہے تو لوگوں کے درمیان قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور اس امر کی ذمہ داری لے لیتا ہے کہ جو امور دوسرے لوگوں پر مشتبہ ہیں وہ انھیں صاف کر دے گا۔ اس کے بعد جب کوئی مبہم مسئلہ آجاتا ہے تو اس کے لئے بے سود اور فرسودہ دلائل کو اکٹھا کرتا ہے اور انھیں سے فیصلہ کر دیتا ہے۔ یہ شبہات میں اسی طرح گرفتار ہے جس طرح مکرطی اپنے جلے میں پھنس جاتی ہے۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ صحیح فیصلہ کیا ہے یا غلط۔ اگر صحیح کیا ہے تو بھی ڈرتا ہے کہ شاید غلط ہو۔ اور اگر غلط کیا ہے تو بھی یہ امید رکھتا ہے کہ شاید صحیح ہو۔ ایسا جاہل ہے جو جہالتوں میں بھٹک رہا ہو اور ایسا اندھا ہے جو اندھیروں کی سواری پر سوار ہو۔ نہ علم میں کوئی حتمی بات سمجھتا ہے اور نہ کسی حقیقت کو پرکھتا ہے۔ روایات کو یوں اڑا دیتا ہے جس طرح تیز ہوا آتشوں کو اڑا دیتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ یہ ان فیصلوں کے صادر کرنے کے قابل نہیں ہے جو اس پر وارد ہوتے ہیں اور اس کام کا اہل نہیں ہے جو اس کے حوالہ کیا گیا ہے جس چیز کو ناقابل توجہ سمجھتا ہے اس میں علم کا احتمال بھی نہیں دیتا ہے اور اپنی پیروی کے مادر کسی اور رائے کا تصور بھی نہیں کرتا ہے۔ اگر کوئی مسئلہ واضح نہیں ہوتا ہے تو اسے چھپا دیتا ہے کہ اسے اپنی جہالت کا علم ہے۔

لے جاہل انسانوں کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ پروردگار انھیں ان کے حال پر چھوڑ دے اور وہ جو چاہیں کریں کسی طرح کی کوئی پابندی نہ ہو حالانکہ درحقیقت یہ بدترین عذاب الہی ہے۔ انسان کی فلاح و بہبود اسی میں ہے کہ مالک اسے اپنے رحم و کرم کے سایہ میں رکھے ورنہ اگر اس سے توفیقات کو سلب کر کے اس کے حال پر چھوڑ دیا تو وہ لمحوں میں فرعون، قارون، نمرود، یزید، حجاج اور متوکل بن سکتا ہے۔ اگرچہ اسے احساس ہی رہے گا کہ اس نے کائنات کا اقتدار حاصل کر لیا ہے اور پروردگار اس کے حال پر بہت زیادہ مہربان ہے۔

لے قاضیوں کی یہ قسم ہر دور میں رہی ہے اور ہر علاقہ میں پائی جاتی ہے۔ بعض لوگ گاؤں یا شہر میں اسی بات کو اپنا اقتدار تصور کرتے ہیں کہ انھیں فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے اگرچہ ان میں کسی قسم کی صلاحیت نہیں ہے۔ یہی وہ قسم ہے جس نے دین خدا کو تباہ اور خلق خدا کو گمراہ کیا ہے اور یہی قسم شریع سے شروع ہو کر ان افراد تک پہنچ گئی ہے جو دوسروں کے مسائل کو باسانی طے کر دیتے ہیں اور اپنے مسئلہ میں کسی طرح کے فیصلہ سے راضی نہیں ہوتے ہیں اور نہ کسی کی رائے کو سننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

تَضَرَّحُ مِنْ جَوْرِ قَضَائِهِ الدَّمَاءُ، وَتَعَجُّ مِنْهُ الْمَوَارِيثُ. إِلَى اللَّهِ أَشْكُو
مِنْ مَخْطَرِ يَعْنِيُونَ جُهَالًا وَيَكُونُونَ ضَلَالًا، لَيْسَ فِيهِمْ سِلْعَةُ أَبْوَرٍ مِنْ
الْكِتَابِ إِذَا تُسَلِّيَ حَقُّ تِلَاوَتِهِ وَلَا سِلْعَةُ أَنْفَقٍ بَيْعًا وَلَا أَغْلَى تَمَنَّا
مِنْ الْكِتَابِ إِذَا حَرَّفَ عَنْ مَوَاضِعِهِ، وَلَا عِنْدَهُمْ أَكْثَرُ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَلَا أَعْرِفُ مِنَ الْمُتَكَبِّرِ

۱۸

و من کلام له

في ذم اختلاف العلماء في الفتيا

وفيه يذم أهل الرأي ويكل أمر الحكم في أمور الدين للقرآن

ذم أهل الرأي

تَرَدُّ عَلَى أَحَدِهِم الْقَضِيَّةُ فِي حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِرَأْيِهِ، ثُمَّ تَرَدُّ
تِلْكَ الْقَضِيَّةُ بَعِيْنَهَا عَلَى غَيْرِهِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِخِلَافِ قَوْلِهِ، ثُمَّ يَجْتَمِعُ الْقَضَاءُ بِذَلِكَ
عِنْدَ الْأَمَامِ الَّذِي اسْتَفْضَاهُمْ فَيَصُوِّبُ آرَاءَهُمْ جَمِيعًا - وَالْهَيْئَةُ وَاحِدًا وَتَبَيَّنَتْ وَاحِدًا
وَكِتَابُهُمْ وَاحِدًا - فَأَمَرَهُمُ اللَّهُ - سُبحَانَهُ - بِالْاِخْتِلَافِ فَأَطَاعُوهُ أَمْ نَهَاَهُمْ عَنْهُ فَعَصَوْهُ؟

الحكم للقرآن

أَمْ أَنْزَلَ اللَّهُ سُبحَانَهُ دِينًا تَاقِصًا فَاسْتَقْنَاهُمْ عَلَى إِمَامِيهِ أَمْ كَانُوا شُرَكَاءَ لَهُ،
فَلَهُمْ أَنْ يَقُولُوا وَعَلَيْهِ أَنْ يَرْضَى؟ أَمْ أَنْزَلَ اللَّهُ سُبحَانَهُ دِينًا تَامًا فَقَطَّرَ الرَّسُولُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلْيِغِهِ وَأَدَانِيهِ، وَاللَّهُ سُبحَانَهُ يَقُولُ: (مَا فَرَطْنَا فِي
الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ) وَقَالَ: (فِيهِ تَبَيَّنَ لِكُلِّ شَيْءٍ) وَذَكَرَ أَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ
بَعْضًا، وَأَنَّهُ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ فَقَالَ سُبحَانَهُ: وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا
فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَإِنَّ الْقُرْآنَ ظَاهِرُهُ أَسْبَقُ وَبَاطِنُهُ عَمِيقٌ، لَا تَفْنِي عَجَائِذُهُ، وَلَا
تَنْقُضِي غَرَائِبُهُ، وَلَا تُكْشِفُ الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِه.

۱۹

و من کلام له

قاله لاشعث بن قيس وهو على منبر الكوفة يخطب، فضى في بعض كلامه شيء اعترضه
الأشعث فيه، فقال: يا امير المؤمنين، هذه عليك لالك، فخفض **ﷺ** إليه بصره ثم قال:

عج - بلند آواز سے فریاد کرتا
ابور - وہ متاع جس کا بازار ختم ہو جائے
انفق - وہ متاع جس کا بازار میں
رواج ہو

(۱۸) واضح رہے کہ آج کا دور امیر المؤمنین

کے دور سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے
اور شاید اس فریاد کا منشا ابھی یہی
تھا کہ ہر دور کا حاکم اس آواز کو سن لے
لیکن افسوس کہ جن کا نز کو مصراع
اور مانع نے بہرہ بنا دیا ہے وہ کوئی
آواز حق نہیں سن سکتے ہیں۔

معروف کا منکر اور منکر کا معروف
ہو جانا اس دور میں شاید اس دور سے
کچھ زیادہ ہی واضح ہو چکا ہے میں
انتظار اس وارث علی کا ہے جو اس
صورت حال کو تبدیل کرے اور ظلم و
جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل انصاف
سے معمور کر دے۔

(۱۹) واضح رہے کہ یہ ساری تحقیقات

افراد پر ہے جو قرآن و حدیث سے قطع نظر
کو کے اپنی رائے اور میندے فتویٰ دیتے
ہیں درج ذیل دست کے سمجھنے میں
اختلاف نظر ایک نظری امر ہے جسے دُرکا
جا سکتا ہے اور نہ اس کی مذمت کی
جا سکتی ہے۔ امیر المؤمنین کا بار بار
لفظ رائے کو دہرانا اسی نکتہ کی طرف
اشارہ ہے کہ یہ سب اہل رائے کے
کارنامے ہیں اور ان میں کا حاکم سبکی
صحیح قرار بھی دے سکتا ہے درج ذیل
احکام میں یہ بات طے شدہ ہے کہ ایک
فتویٰ لوح محفوظ کے مطابق ہوگا تو دوسرا

اس کے خلاف ہوگا

یہ اور بات ہے کہ مجتہد نے اپنے اسکان بھر کوشش کر لی ہے تو گنہگار نہیں ہوگا بلکہ اجر و ثواب کا حقدار ہوگا۔ اگرچہ اس کا ثواب مطابق لوح محفوظ فتویٰ کے
کچھ کم ضرور ہوگا۔

مصادر خطبہ ۱۸ مطالب السؤل طبع شافعی ۱۳۱۱ھ، احتجاج طبرسی ۱۳۹۰ھ، دعائم الاسلام قاضی نعمان ۹۳۵ھ، بصائر الدرجات صفار، مستدرک الوسائل
روایت ابن اذنیہ ۳۱۴۳ھ، البصائر للذخائر لوجیان توحیدی ۱ ص ۱

مصادر خطبہ ۱۹ اغانی ابوالفرج الاصفہانی (متوفی قبل اشاعت پنج البلغہ بہ چل و چار سال) ۸ ص ۱۵۹

ناحق بہائے ہوئے خون اس کے فیصلوں کے ظلم سے فریادی ہیں اور غلط تقسیم کی ہوئی میراث چلا رہی ہے۔ میں خدا کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں ایسے گروہ کی جو زندہ رہتے ہیں تو جہالت کے ساتھ اور مٹاتے ہیں تو ضلالت کے ساتھ۔ ان کے نزدیک کوئی متاع کتاب خدا سے زیادہ بے قیمت نہیں ہے اگر اس کی واقعی تلاوت کی جائے اور کوئی متاع اس کتاب سے زیادہ قیمتی اور فائدہ مند نہیں ہے اگر اس کے مفاہیم میں تحریف کر دی جائے۔ ان کے لئے معروف سے زیادہ منکر کچھ نہیں ہے اور منکر سے زیادہ معروف کچھ نہیں ہے^(۱۸)

۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(علماء کے درمیان اختلاف فتویٰ کے بلے میں اور اسی میں اہل رائے کی مذمت اور قرآن کی مرجعیت کا ذکر کیا گیا ہے) مذمت اہل رائے۔ ان لوگوں کا عالم یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کسی مسئلہ کا فیصلہ آتا ہے تو وہ اپنی رائے سے فیصلہ کر دیتا ہے اور پھر بھی قضیہ بعینہ دوسرے کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد تمام قضاۃ اس حاکم کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انھیں قاضی بنایا ہے تو وہ سب کی رائے کی تائید کر دیتا ہے جب کہ سب کا خدا ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ہے۔ تو کیا خدا اچھے نے انھیں اختلاف کا حکم دیا ہے اور یہ اسی کی اطاعت کر رہے ہیں یا اس نے انھیں اختلاف سے منع کیا ہے مگر پھر بھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں؟ یا خدا نے دین ناقص نازل کیا ہے اور ان سے اس کی تکمیل کے لئے مدد مانگی ہے یا یہ سب خود اس کی خدائی ہی میں شریک ہیں اور انھیں یہ حق حاصل ہے کہ یہ بات کہیں اور خدا کا فرض ہے کہ وہ قبول کرے یا خدا نے دین کامل نازل کیا تھا اور رسول اکرمؐ نے اس کی تبلیغ اور ادا کی میں کوتاہی کر دی ہے جب کہ اس کا اعلان ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی ہے اور اس میں ہر شے کا بیان موجود ہے^(۱۹) اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے۔ یہ قرآن غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں بے پناہ اختلاف ہوتا۔ یہ قرآن وہ ہے جس کا ظاہر خوبصورت اور باطن عمیق اور گہرا ہے۔ اس کے عجائب فنا ہونے والے نہیں ہیں اور تاریکیوں کا خاتمہ اس کے علاوہ اور کسی کلام سے نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

جسے اس وقت فرمایا جب منبر کو ذہ پر خطبہ دے رہے تھے اور اشعث بن قیس نے ٹوک دیا کہ یہ بیان آپ خود اپنے خلاف دے رہے ہیں۔
آپ نے پہلے نگاہوں کو نیچا کر کے سکوت فرمایا اور پھر بڑے جلال انداز سے فرمایا:

اے یاد رہے کہ امیر المومنینؑ نے مسئلہ کے تمام احتمالات کا مدبابہ کر دیا ہے اور اب کسی رائے پرست انسان کے لئے فرار کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور اے غمگین میں رائے اور قیاس کا استعمال کرنے کے لئے ایک نہ ایک ہمیں بنیاد کو اختیار کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر رائے اور قیاس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

مَا يُدْرِيكَ مَا عَلَىٰ يَمَانِي، عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللَّهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِينَ! حَايَكَ ابْنُ حَايِكَ! مُنَافِقُ ابْنِ كَافِرٍ! وَاللَّهِ لَقَدْ أَسْرَكَ الْكَفْرُ مَسْرَةً وَ الْأَسْلَامُ أُخْرَى (مسرة) قَدْ ذَاكَ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مَالُكَ وَلَا حَسْبُكَ! وَإِنْ أَسْرَأْ دَلَّ عَلَىٰ قَوْمِهِ السَّيْفُ، وَ سَاقِ إِلَيْهِمُ الْمُشَفُّ، لَمْ يَسْرِي أَنْ يَفْتَهُ الْأَقْرَبُ، وَلَا يَأْمَنُ الْأَبْعَدُ!

قال السيد الشريف: يريد ﴿اللَّهُ﴾ أنه أسرى الكفر مرة و في الإسلام مرة. وأما قوله: دل على قومه السيف: فأراد به حديثاً كان للأشعث مع خالد بن الوليد باليمامة، غزاه قومه و مكر بهم حتى أوقع بهم خالد، وكان قومه بعد ذلك يسمونه «عرف النار» وهو اسم للغادر عندهم.

۲۰

و من كلام له ﴿اللَّهُ﴾

وفيه ينفر من الغفلة وينبه إلى الفرار لله

فَايْتَكُمْ لَوْ قَدْ عَايَيْتُمْ مَا قَدْ عَايَيْنَ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ لَمْ يَزَعْزَعْتُمْ وَ هَلَيْتُمْ، وَ سَمِعْتُمْ وَ أَطَعْتُمْ، وَلَكِنْ تَخْجُبُونَ عَنْكُمْ مَا قَدْ عَايَيْتُمْ، وَ قَرِيبٌ مَا يَطْرَحُ الْحِجَابُ! وَ لَقَدْ بَصُرْتُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ، وَ أَسَمِعْتُمْ إِنْ سَمِعْتُمْ، وَ هَدَيْتُمْ إِنْ أَهْتَدَيْتُمْ، وَ بِحَقِّ أَقُولُ لَكُمْ: لَقَدْ جَاهَرْتُكُمْ الْغَيْرَ، وَ زَجَرْتُكُمْ بِمَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ، وَ مَا يَبْلُغُ عَنِ اللَّهِ بَعْدَ رُسُلِ السَّمَاءِ إِلَّا الْبَشَرُ.

۲۱

و من خطبة له ﴿اللَّهُ﴾

وهي كلمة جامعة للظة و الحكمة

فَإِنَّ الْغَايَةَ أَسْمَاكُمْ، وَإِنْ وَرَاءَكُمْ السَّاعَةَ تَعْدُواكُمْ، تَخَفُّوا تَلْحَقُوا، فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأُولَئِكَكُمْ أَخْرُكُمْ.

قال السيد الشريف، أقول: إن هذا الكلام لو وزن. بعد كلام الله سبحانه و بعد كلام رسول الله صلى الله عليه وآله و سلم، بكل كلام لعمال به راجحاً، و برز عليه سابقاً. فأما قوله ﴿اللَّهُ﴾: و تخفوا تلاحقوا فما سمع كلام أقل من سموعاً و لا أكثر من محمولاً، و ما أبعد غورها من كلمة! و أنقع نطقها من حكمة! و قد نبهنا في كتاب «الخصائص» على عظم قدرها و شرف جوهرها.

۱) امیر المومنین نہروان کے بعد حکم کی خرابیوں پر تبصرہ فرما رہے تھے کہ اشعث بن قیس نے کدیما کے تو آپ اپنے ہی خلافت بول رہے ہیں کہ یہ سب حکم راک کو قبول دکر نے کا انجام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ظالم تجھے کیا خبر ہے کہ یہ سب سیری بات نہ مانتے اور حکم پر اصرار کرنے کا انجام ہے اور اس کے بعد اسے سخن بانی کی بنا پر حسانک کے لقب سے تعبیر کیا اور حقیقت ام کے اعتبار سے منافق قرار دیا پھر اس کی غداری کی طرف بھی اشارہ فرمایا اور اسے کس طور پر ناقابل اعتبار قرار دیا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود وہ بخاری سلم ترمذی - نسائی اور ابن ماجہ سب کے راویان احادیث میں شامل ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے اپنی قوم سے غداری کے صلہ میں اپنی بہن ام فروہ کا عقد اسمی سے کیا ہے اور اس کی بیٹی جعدہ امام حسنؑ کی قاتل ہے اور اس کا بیٹا محمد بن اشعث جناب سلم کا قاتل ہے بلکہ کرا کے قاتلوں میں بھی شامل ہے۔ اشعث کا اصل نام معدیکب تھا لیکن بال پریشان ہونے کی وجہ سے اشعث کہا جانے لگا اور ظالم نے اسلام کی ولفوں کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پریشان کر دیا۔

۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چال (پارچہ بانی) ایک پیشہ ہے اور میں اس کا رواج بہت تھا جہاں کارہنے والا یہ اشعث بن قیس تھا لیکن ظاہر ہے کہ امیر المومنین کی تنقید صرف پیشہ کی بنیاد پر نہیں تھی ورنہ اگر تمام افراد یہ کام ترک کر دیں تو اولاد آدم کو باس بھی نصیب نہیں لگایہ ایک معنوی عمل کی طرف اشارہ ہے جو ظاہری پیشہ سے ملتا جلتا ہے۔

مصادر خطبہ ۲: اصول کافی کلینی ۱ ص ۳۵۵

مصادر خطبہ ۳: خصائص شریف رضی ص ۵۵، تاریخ طبری ۵ ص ۱۵۴

تجھ کو خبر کہ کون سی بات میرے موافق ہے اور کون سی میرے خلاف ہے تجھ پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت تو سخن بات اور تائے بانے درست کرنے والے کافر زبیر ہے۔ تو منافق ہے اور تیرا باپ کھلا ہوا کافر تھا۔ خدا کی قسم تو ایک مرتد کفر کا قیدی بنا اور دوسری مرتبہ اسلام کا۔ لیکن نہ تیرا مال کام آیا نہ حسب۔ اور جو شخص بھی اپنی قوم کی طرف تلوار کو راستہ بتائے گا اور موت کو کھینچ کر لائے گا وہ اس بات کا حقدار ہے کہ قریب والے اس سے نفرت کریں اور دور والے اس پر بھروسہ نہ کریں۔

سید رضیؒ۔ امام کا مقصد یہ ہے کہ اشعث بن قیس ایک مرتبہ دور کفر میں قیدی بنا تھا اور دوسری مرتبہ اسلام لانے کے بعد۔ تلوار کی رہنمائی کا مقصد یہ ہے کہ جب یامر بن خالد بن ولید نے چڑھائی کی تو اس نے اپنی قوم سے غداری کی اور سب کو خالد کی تلوار کے حوالہ کر دیا جس کے بعد سے اس کا لقب "عُرف النار" ہو گیا جو اس دور میں ہر خدا کا لقب ہوا کرتا تھا۔

۲۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

جس میں غفلت سے بیدار کیا گیا ہے اور خدا کی طرف دور کر آنے کی دعوت دی گئی ہے یقیناً جن حالات کو تم سے پہلے مرنے والوں نے دیکھ لیا ہے اگر تم بھی دیکھ لیتے تو پریشان و مضطرب ہو جاتے اور بات سننے اور اطاعت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے لیکن شکل یہ ہے کہ ابھی وہ چیزیں تمہارے لئے ہیں جناب ہیں اور غمگین یہ پردہ اٹھنے والا ہے۔ بیشک تمہیں سب کچھ دکھایا جا چکا ہے اگر تم نگاہ بینا رکھتے ہو اور سب کچھ سنا یا جا چکا ہے اگر تم گوش شنوار رکھتے ہو اور تمہیں ہدایت دی جا چکی ہے اگر تم ہدایت حاصل کرنا چاہو اور میں بالکل برحق کہہ رہا ہوں کہ عبرتیں تمہارے سامنے کھل کر آچکی ہیں اور تمہیں اس قدر ڈرایا جا چکا ہے جو بقدر کافی ہے اور ظاہر ہے کہ آسانی فرشتوں کے بعد الہی پیغام کو انسان ہی پہنچانے والا ہے۔

۲۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جو ایک کلمہ ہے لیکن تمام وعظ و حکمت کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے بیشک منزل مقصود تمہارے سامنے ہے اور ساعت موت تمہارے تقاب میں ہے اور تمہیں اپنے ساتھ لے کر چل رہی ہے۔ اپنا بوجھ ہٹا کر لوٹا کر پہلے والوں سے ملحق ہو جاؤ کہ ابھی تمہارے سابقین سے تمہارا انتظار کرایا جا رہا ہے۔ !

سید رضیؒ۔ اس کلام کو کلام خدا اور رسولؐ کے بعد کسی کلام کے ساتھ رکھ دیا جائے تو اس کا پلہ بھاری ہی ہے گا اور یہ سب آگے نکل جائے گا۔ "تخففوا تلحقوا" سے زیادہ مختصر اور بلین کلام تو کبھی دیکھا اور سنا ہی نہیں گیا ہے۔ اس کلمہ میں کس قدر گہرائی پائی جاتی ہے اور اس حکمت کا چشمہ کس قدر شفاف ہے۔ ہم نے کتاب خصائص میں اس کی قدر و قیمت اور عظمت و شرافت پر مکمل تبصرہ کیا ہے۔

۱۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گناہ انسانی زندگی کے لئے ایک بوجھ کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی بوجھ ہے جو انسان کو آگے نہیں بڑھنے دیتا ہے اور وہ اسی دنیا داری میں مبتلا رہ جاتا ہے ورنہ انسان کا بوجھ ہٹا ہو جائے تو تیز قدم بڑھا کر ان سابقین سے ملحق ہو سکتا ہے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہوئے بلند ترین منزلوں تک پہنچ گئے ہیں۔

امیر المومنینؑ کی دی ہوئی یہ مثال وہ ہے جو کاتب تجربہ ہر انسان کی زندگی میں برابر سامنے آتا رہتا ہے کہ قافلہ میں جس کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے وہ پیچھے رہ جاتا ہے اور جس کا بوجھ ہٹا ہوتا ہے وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ صرف شکل یہ ہے کہ انسان کو گناہوں کا بوجھ ہونے کا احساس نہیں ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

چلنے نہ دیا بار گز نے پیدل تابوت میں کاندھوں پر سوار آیا ہوں

و من خطبة له ﴿۱﴾

حين بلغه خبر الناكثين ببيعتهم

ذم الناكثين

أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ ذَمَّرَ حِزْبَهُ، وَأَسْتَجَلَبَ جَلْبَتَهُ، لِيَعُودَ الْجُورُ إِلَى أَوْطَانِهِ، وَيَرْجِعَ الْبَاطِلُ إِلَى بَيْتَانِهِ، وَاللَّهُ مَا أَنْكَرُوا عَلَيَّ مُنْكَرًا، وَلَا جَعَلُوا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ نَصْفًا.

يذم علمهم

وَإِنَّهُمْ لَيَطْلُبُونَ حَقًّا هُمْ تَرَكَوهُ، وَمَا هُمْ سَفَكُوهُ، فَلَمَّا كُنْتُ شَرِيكَهُمْ فِيهِ فَإِنَّ لَهُمْ لَتَصِيْبَهُمْ مِنْهُ، وَلَمَّا كَانُوا وَلَوْهُ دُونِي، فَمَا التَّبِعَةُ إِلَّا عِنْدَهُمْ، وَإِنْ أَعْظَمَ حُجَّتَهُمْ لَعَلَّ أَنْفُسُهُمْ، يَرْضَعُونَ أُمًّا قَدْ قَطَمَتْ، وَيَحْيُونَ بِدَعَةٍ قَدْ أُمِيتَتْ، يَا حَسْبَ الدَّاعِي! مَنْ دَعَا إِلَى الْإِثْمِ أَجِيبْ! وَإِنِّي لَرَاضٍ بِحُجَّةِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِمْ فِيهِمْ، فَإِنْ أَبَوْا أَغْطَيْتُهُمْ حَدَّ السَّيْفِ وَكَفَى بِهِ شَأْنًا مِنَ الْبَاطِلِ، وَنَاصِرًا لِلْحَقِّ! وَمَنْ أَلْعَجَبَ بَعَثْتُهُمْ إِلَى أَنْ أَبْرَزَ لِلطُّغْيَانِ! وَأَنْ أَضْمِرَ لِلْجَلَادِ! هَلِيتُهُمْ أَلَسُّوهُ لَقَدْ كُنْتُ وَمَا أَهْدُوهُ بِالْحَزْبِ، وَلَا أَزْهَبُ بِالضَّرْبِ! وَإِنِّي لَعَلَّ يَتَّقِينَ مِنْ رَبِّي، وَغَيْرِ شَيْءٍ مِنْ دِينِي.

و من خطبة له ﴿۲﴾

و تشتمل علی تہذیب الفقراء بالزهد و تأديب الأغنياء بالشفقة

تہذیب الفقراء

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْأَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ كَقَطَرَاتِ الْمَطَرِ إِلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا قَسَمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ، فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ لِأَخِيهِ

یہ کافر ہو گیا ہے۔ اس کے بعد امیر المومنین پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ان سے کس خون کا انتقام طلب کیا جا رہا ہے

مصادر خطبة ۲۲ الامامة والسياسة ابن قتيبة ۱۵۳، الخارات هلال تقي - المسترشد طبري ۹۵، كشف المحجوبين طائوس ۱۱۳، المال طوسي ۱۴۲، مناقب خوارزمي ۱۱۶، نهضة ابن اثير ۱۴۱ - ۱۲۴ ارشاد مفيد ۱۱۳، الواقي كتاب الجهاد، ايجل لقيط ۱۲۸، الكافي ۵ ص ۵۳
مصادر خطبة ۲۳ الكافي ۲ ص ۲۹۳، العقد الورع ۲ ص ۳۶۶، كتاب صفين نصير مزاحم ۲، تاريخ ابن واضح ۲ ص ۱۳۹، ربيع الارباب الكسب والمال، كنز العمال ۸ ص ۲۲۵، تاريخ دمشق ابن عساکر، غريب الحديث ۱ ص ۱۸۳، نهضة ابن اثير ۳ ص ۶۸، الجمع بين الفريقين هروي، بحون الاخبار ۱ ص ۱۸۹
کافي ۲ ص ۱۲۳، باب صدرهم، الامامة والسياسة ۱ ص ۹، تاريخ يعقوبي ۲ ص ۱۸۲

﴿۱﴾ قرآن مجید نے واضح طور پر دو طرح کے گروہوں کی نشاندہی کی ہے۔ ایک کافرانہ حزب اللہ جس کا طریقہ کار اللہ، رسول اور مخصوص صاحبان ایمان کی ولایت و حکومت کا اقرار ہے اور ایک کافرانہ حزب اللہ ہے جس کا اصول ذکر خدا سے غفلت اور یاد خدا سے محرومی ہے اور اس کے نتیجے میں شیطان ان پر غالب آجاتا ہے اور اپنے اشاروں پر چلنے لگتا ہے۔ مولائے کائنات نے اہل حق کو حزب اللہ سے اس لئے تعبیر کی ہے کہ انھوں نے اولیاء اللہ کی ولایت سے انکار کر دیا اور احکام الہی سے کسر غافل ہو گئے۔ ان کے قائد نے گھر میں بیٹھنے کے حکم کو نظر انداز کر دیا اور ان کے لٹکے ہوئے ان کے غم سے غافل ہو کر گویا سر کاڑھیاں کے خلاف فوج کشی شروع کر دی۔ اس سلسلہ میں تین نمایاں کردار ہیں طلحہ، زبیر اور عائشہ اور انہوں کے بارے میں تاریخ کا بیان ہے کہ قتل عام کی تاسرہ ذمہ داری انھیں افراد چھٹی طلحہ کے بارے میں ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ یہ خود نقاب اوڑھ کر حضرت عثمان کے گھر پر تیر بار مار کر رہا تھا اور زبیر کے بارے میں ان کا بیان ہے کہ اس نے لوگوں کو قتل پر آمادہ کیا تو بعض افراد نے کہا کہ تمہارا بیٹا تو ان کی حفاظت کر رہا ہے۔ کہا کہ وہ بھی قتل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر عثمان کو بچال قتل ہو جانا چاہئے اور حضرت عائشہ کا فتویٰ تو مشہور ہے کہ قتل کو قتل کر دو۔ یہ کافر ہو گیا ہے۔ اس کے بعد امیر المومنین پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ان سے کس خون کا انتقام طلب کیا جا رہا ہے

۲۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جب آپ کو خبر دی گئی کہ کچھ لوگوں نے آپ کی بیعت توڑ دی ہے۔

اسکاہ ہو جاد کہ شیطان نے اپنے گردہ کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے اور فوج کو جمع کر لیا ہے تاکہ ظلم اپنی منزل پر پلٹ آئے اور باطل اپنے مرکز کی طرف واپس آجائے۔ خدا کی قسم ان لوگوں نے نہ مجھ پر کوئی سچا الزام لگایا ہے اور نہ میرے اور اپنے درمیان کوئی انصاف کیا ہے۔ یہ مجھ سے اس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جو خود انھوں نے نظر انداز کیا ہے اور اس خون کا تقاضا کر رہے ہیں جو خود انھوں نے بہایا ہے۔ پھر اگر میں ان کے ساتھ شریک تھا تو ان کا بھی تو ایک حصہ تھا اور وہ تنہا مجرم تھے تو ذمہ داری بھی انھیں پر ہے۔ جنگ ان کی عظیم ترین دلیل بھی انھیں کے خلاف ہے۔ یہ اس مان سے دودھ پینا چاہتے ہیں جس کا دودھ ختم ہو چکا ہے اور اس بدعت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو مر چکی ہے۔ ہائے کس قدر نامراد یہ جنگ کا داعی ہے۔ کون پکار رہا ہے؟ اور کس مقصد کے لئے اس کی بات مٹنی جا رہی ہے؟ میں اس بات سے خوش ہوں کہ پروردگار کی حجت ان پر تمام ہو چکی ہے اور وہ ان کے حالات سے باخبر ہے۔

اب اگر ان لوگوں نے حق کا انکار کیا ہے تو میں انھیں تلوار کی باڑھ عطا کروں گا کہ وہی باطل کی بیماری سے شفا دینے والی اور حق کی واقعی مددگار ہے۔ حیرت انگیز بات ہے کہ یہ لوگ مجھے نیزہ بازی کے میدان میں نکلنے اور تلوار کی جنگ پہننے کی دعوت دے رہے ہیں۔ رونے والیاں ان کے غم میں روئیں۔ مجھے تو کبھی بھی جنگ سے خوفزدہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ میں شمشیر زنی سے مرعوب ہوا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کی طرف سے منزل یقین پر ہوں اور مجھے دین کے بارے میں کسی طرح کا کوئی شک نہیں ہے۔

۲۳۔ آپ کے ایک خطبہ کا ایک حصہ

جس میں فقرہ کو زہر اور سرمایہ داروں کو شفقت کی ہدایت دی گئی ہے۔

اما بعد! انسان کے مقصوم میں کم یا زیادہ جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا امر آسمان سے زمین کی طرف بارش کے قطرات کی طرح نازل ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اہل و مال یا نفس کی فراوانی دیکھے تو اس کے لئے فتنہ نہ بنے۔

لئے تاریخ کا سلسلہ ہے کہ عثمان نے اپنے دور حکومت میں اپنے پیشرو تمام حکام کے خلاف اقربا پرستی اور بیت المال کی بے بنیاد تقسیم کا بازار گرم کر دیا تھا اور یہی بات ان کے قتل کا بنیادی سبب بن گئی۔ ظاہر ہے کہ ان کے قتل کے بعد یہ بدعت بھی مردہ ہو چکی تھی لیکن ظلم نے امیر المومنین سے بصرہ کی گورنری اور زبیر نے کوفہ کی گورنری کا مطالبہ کر کے پھر اس بدعت کو زندہ کرنا چاہا جو ایک امام معصوم کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا ہے چاہے اس کی کتنی ہی بڑی قیمت کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔

لے ابن ابی الحدید کے نزدیک داعی سے مراد ظلم، زیر اور عاقلہ میں جنھوں نے آپ کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکائی تھی لیکن انجام کار سب کو ناکام اور نامراد ہونا پڑا اور کوئی نتیجہ ہاتھ نہ آیا جس کی طرف آپ نے تحقیر آمیز لہجہ میں اشارہ کیا ہے اور صاف واضح کر دیا ہے کہ میں جنگ سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ تلوار میرا کھیر ہے اور یقین میرا سہارا۔ اس کے بعد مجھے کس چیز سے خوفزدہ کیا جاسکتا ہے۔

غَفِيرَةً فِي أَهْلِ أَوْ مَالٍ أَوْ نَفْسٍ فَلَا تَكُونَنَّ لَهُ فِتْنَةً فَإِنَّ السَّعْيَ الْمُسْلِمَ مَا
لَمْ يَنْشَ دَنَاءَهُ تَطَهَّرَ (تَطَهَّرَ) فَيَخْتَلِعُ لَهَا إِذَا ذُكِرَتْ، وَيُغْزَى بِهَا لِنَامِ النَّاسِ، كَانَ
كَالْقَالِجِ الْيَاسِرِ الَّذِي يَنْتَظِرُ أَوَّلَ قَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهِ تُوجِبُ لَهُ الْكُفْمَ، وَيُزْنَعُ
بِهَا عَنْهُ الْمَغْرَمُ. وَكَذَلِكَ السَّعْيُ الْمُسْلِمُ الْبَرِّيُّ مِنَ الْحَيَاتَةِ يَنْتَظِرُ مِنْ اللَّهِ
إِخْدَى الْعُسْتَيْنِ: إِمَّا دَاعِيَ اللَّهِ فَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لَهُ، وَإِمَّا رِزْقَ اللَّهِ فَإِذَا هُوَ
ذُو أَهْلٍ وَمَالٍ، وَمَعَهُ دِينُهُ وَحَسَبُهُ. وَإِنَّ الْمَالَ وَالْبَيْنَ حَزَنُ الدُّنْيَا،
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ حَزَنُ الْآخِرَةِ، وَقَدْ يَكْمُمُهَا اللَّهُ تَعَالَى لِأَقْوَامٍ، فَاحْذَرُوا
مِنْ اللَّهِ مَا حَذَرَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ (مُخَصَّصَةً)، وَأَخْشَوْهُ خَشْيَةً لَيْسَتْ بِتَغْذِيرٍ، وَأَعْمَلُوا
فِي غَيْرِ رِيَاءٍ وَلَا شُعْبَةٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَسْعَلْ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ يَكِلْهُ اللَّهُ لِمَنْ عَمِلَ لَهُ.
نَسْأَلُ اللَّهَ تَنَازُلَ الشُّهَدَاءِ، وَمُعَايِشَةَ السُّعَدَاءِ، وَمُرَافَقَةَ الْأَنْبِيَاءِ.

تأديب الاعنیاء

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا يَسْتَفْغِي الرَّجُلُ - وَإِنْ كَانَ ذَا مَالٍ - عَنْ عِشْرَتِهِ (عَشِيرَتِهِ)،
وَدَفَاعِهِمْ عَنْهُ بِأَنْدُونِهِمْ وَالْبَسْتِهِمْ، وَهُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ حِفْظَةً مِنْ وَرَائِهِ،
وَاللَّهُمْ لَشُعْبَةٍ، وَأَعْظَمُهُمْ عَلَيْهِ عِنْدَ تَنَازُلِهِ إِذَا تَنَزَّلَتْ بِهِ، وَلِسَانُ
الصَّدِّيقِ يَجْعَلُهُ اللَّهُ لِلْمَعْرِي فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَلْمَالِ يَرِيئُهُ غَيْرُهُ.

وَمِنْهَا: أَلَّا يَتَغَدَّلَنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ يَرَى بِهَا الْخِصَاصَةَ أَنْ يَسُدَّهَا بِالَّذِي
لَا يَزِيدُهُ إِنْ أَمْسَكَهُ وَلَا يَنْقُصُهُ إِنْ أَهْلَكَهُ، وَمَنْ يَفْضُ يَدَهُ عَنْ عِشْرَتِهِ،
فَإِنَّمَا تُفْضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ، وَتُفْضُ مِنْهُمْ عَنْهُ أَيْدٍ كَثِيرَةٌ، وَمَنْ
تَكُنْ حَاشِيَتُهُ يَسْتَعِدُّ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ (الْحُبَّةَ).

قَالَ السَّيِّدُ الشَّرِيفُ: أَقُولُ: الْغَفِيرَةُ هِيَ الزِّيَادَةُ وَالْكَثْرَةُ.
مَنْ قَوْلُهُمْ لِلْجَمْعِ الْكَثِيرِ: الْجِسْمُ الْغَفِيرُ، وَالْجَمَاءُ الْغَفِيرُ.
وَيُرْوَى: عَفْوَةٌ مِنْ أَهْلِ أَوْ مَالٍ، وَالْعَفْوَةُ: الْخِيَارُ مِنَ

① جب یہ بات طے شدہ ہے کہ رزق کا
کاروبار پروردگار کے ہاتھوں میں ہے اور
اس نے رزق کا وعدہ کیا ہے اور وہی
عطا کرنے والا ہے اور اس نے وضع العطا
میں اعلان کر دیا ہے کہ تمہارا رزق بھی
آسمانوں میں محفوظ ہے اور تمہارے ہر وعدہ
کا سامان آسمان میں موجود ہے۔ تو دوسرے
کے مال پر نظر لگانا یا پروردگار کے نظام
تقسیم پر عدم اعتماد ہے یا اسے غفلت
کا مورد الزام ٹھہرانا ہے اور یہ دونوں
باتیں مسلمان کے عقیدہ کے خلاف
ہیں لہذا مسلمان نہ حرص پیدا کر سکتا
ہے اور نہ حسد کو جگہ دے سکتا ہے۔ اسکا
کردار یہ ہے کہ وعدہ الہی پر بھروسہ کیا
جائے اور خیانت سے اپنے دامن کو
محفوظ رکھا جائے۔ خدا چاہے تو دین دنیا
دونوں عطا کر سکتا ہے۔ اس کے خزانہ
غیب میں کوئی کمی نہیں ہے۔

انسان کی ذمہ داری اعمال میں
احتیاط اور اخلاص ہے کہ اگر ذرہ برابر پاک
پیدا ہوگی تو پروردگار اجر سے محروم کر کے
اسی کے حال کر دے گا جس کے لئے عمل
انجام دیا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ دنیا
کے دن کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں
ہے وہ نفسی نفسی کا دن ہوگا ہر شخص
اپنے حال میں پریشان ہوگا۔ دوسرے کی
پریشانی پر کون نظر کرے گا۔ اس دن تو وہی
افراد کام آسکتے ہیں جنہیں اپنے اعمال اور
حساب کی پریشانی نہ ہو درہ قوم۔ قبیلہ۔
خاندان کوئی کام آنے والا نہیں ہے اس لئے
کوشش کرے کہ روز قیامت ان نیک
بندوں کی رفاقت حاصل ہو جائے

جو اس دن بھی کام آسکتے ہیں اور جن کی شفاعت بخشش کا سہارا بن سکتی ہے اور یہ تین ہی طرح کے افراد ہیں۔ انبیاء کرام۔ اولیاء اللہ اور شہداء راہ خدا انھوں نے
وہ کردار انجام دیا ہے جو خود ان کے بھی کام آنے والا ہے اور دوسروں کے بھی کام آنے والا ہے۔
② واضح رہے کہ عمل کی تباہی صرف ریاکاری میں نہیں ہوتی ہے بلکہ دکھانے کی ہی طرح منانے کا جذبہ بھی ہے کہ انسان اس امید کے ساتھ عمل انجام دے کہ
اس کی آواز دور تک پہنچ جائے گی تو یہ جذبہ بھی اسی طرح عمل کو برباد کر دیتا ہے جس طرح ریاکاری اور دکھاوے کا جذبہ عمل کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے!

کہ مومن کے کردار میں اگر ایسی ہستی نہیں ہے جس کے ظاہر ہو جانے کے بعد جب بھی اس کا ذکر کیا جائے اس کی نگاہ شرم سے جھک جائے اور پست لوگوں کے جوصلے اس سے بلند ہو جائیں تو اس کی مثال اس کامیاب جواری کی ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ بھینک کر پہلے ہی مرحلے میں کامیابی کا انتظار کرتی ہے جس سے فائدہ حاصل ہوا اور گزشتہ فساد کی تلافی ہو جائے۔

یہی حال اس مومن کا ہے جس کا دامن خیانت سے پاک ہو کہ وہ ہمیشہ پروردگار سے دلوں سے ایک نیکی کا امیدوار رہتا ہے یا داعی اجل آجائے تو جو کچھ اس کی بارگاہ میں ہے وہ اس دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے یا رزق خدا حاصل ہو جائے تو وہ صاحب اہل و مال بھی ہو گا اور اس کا دین اور دنیا بھی برقرار رہے گا۔ یاد رکھو مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہے اور عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے اور کبھی کبھی پروردگار بعض اقوام کے لئے دونوں کو جمع کر دیتا ہے لہذا خدا سے اس طرح ڈرو جس طرح اس نے ڈرنے کا حکم دیا ہے اور اس کا خوف اس طرح پیدا کرو کہ پھر معذرت نہ کرنا پڑے۔ عمل کرو۔ تو دکھانے سنانے کے الگ رکھو کہ جو شخص بھی غیر خدا کے واسطے عمل کرتا ہے خدا اسے اسی شخص کے حوالے کر دیتا ہے۔ میں پروردگار سے شہیدوں کی منزل۔ نیک بندوں کی صحبت اور انبیاء کرام کی رفاقت کی دعا کرتا ہوں۔

ایہا الناس! یاد رکھو کہ کوئی شخص کسی قدر بھی صاحب مال کیوں نہ ہو جائے اپنے قبیلہ اور ان لوگوں کے ہاتھ اور زبان کے ذریعہ دفاع کرنے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ انسان کے بہترین محافظ ہوتے ہیں اس کی پراگندگی کے دور کرنے والے اور مصیبت کے نزول کے وقت اس کے حال پر مہربان ہوتے ہیں۔ پروردگار بندہ کے لئے جو ذکر خیر لوگوں کے درمیان قرار دیتا ہے وہ اس مال سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے جس کے وارث دوسرے افراد ہو جاتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ کہ تم سے کوئی شخص بھی اپنے اقرباء کو محتاج دیکھ کر اس مال سے حاجت برآری کرنے سے گریز نہ کرے جو باقی رہ جائے تو بڑھ نہیں جائے گا اور خرچ کر دیا جائے تو کم نہیں ہو جائے گا۔ اس لئے کہ جو شخص بھی اپنے عشیرہ اور قبیلہ سے اپنا ہاتھ روک لیتا ہے تو اس قبیلہ سے ایک ہاتھ ٹک جاتا ہے اور خود اس کے لئے بیشمار ہاتھ رک جاتے ہیں۔ اور جس کے مزاج میں نرمی ہوتی ہے وہ قوم کی محبت کو ہمیشہ کے لئے حاصل کر لیتا ہے۔

سید رضیؒ۔ اس مقام پر غفرہ کثرت کے معنی میں ہے جس طرح جمع کثیر کو جمع کثیر کہا جاتا ہے۔ بعض روایات میں غفرہ کے بجائے عفوہ ہے جو منتخب اور پسندیدہ شے کے معنی میں ہے۔

لے اگرچہ اسلام نے بظاہر فقیر کو غنی کے مال میں یا ورثہ دار کو رشتہ دار کے مال میں شریک نہیں بنایا ہے لیکن اس کا یہ فلسفہ کہ تمام املاک دنیا کا مالک حقیقی پروردگار ہے اور اس کے اعتبار سے تمام بندے ایک جیسے ہیں۔ سب اس کے بندے ہیں اور سب کے رزق کی ذمہ داری اسی کی ذات اقدس پر ہے۔ اس امر کی علامت ہے کہ اس نے ہر غنی کے مال میں ایک حصہ فقیروں اور محتاجوں کا ضرور قرار دیا ہے اور اسے جبراً واپس نہیں لیا ہے بلکہ خود غنی کو اتفاق کا حکم دیا ہے تاکہ مال اس کے اختیار سے فقیر تک جائے۔ اس طرح وہ آخرت میں اجر و ثواب کا حقدار ہو جائے گا اور دنیا میں فقرا کے دل میں اس کی جگہ بن جائے گی جو صاحبان ایمان کا شرف ہے کہ پروردگار لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت قرار دے دیتا ہے۔

پھر اس اتفاق میں کسی طرح کا نقصان بھی نہیں ہے۔ مال یوں ہی باقی رہ گیا تو بھی دوسروں ہی کے کام آئے گا تو کیوں نہ لیا ہو کہ اسی کے کام آجائے جس کے زور بازو نے جمع کیا ہے اور پھر وہ جماعت بھی ہاتھ آجائے جو کسی وقت بھی کام آسکتی ہے۔ جگر جگر ہوتا ہے اور دگر دگر ہوتا ہے۔!

الشیء، یقال اكلت العفوة الطعام، أى حیاره. و ما احسن المعنى الذى اراده ﴿عَلَى﴾ بقوله: «و من یقبض یدہ عن عشرته... الى تمام الکلام، فإن الممسک خیره عن عشرته إنما یمسک نفع ید واحدہ؛ فإذا احتاج الى نصرتهم، واضطر الى مرافقتهم، قعدوا عن نصره، و تناقلوا عن صوته، فمنع ترانید الأیدی الکثیرہ، و تساهض الأقدام الجمہ.

۲۴

و من خطبة له ﴿عَلَى﴾

الدعوة إلى طاعة الله.

و لَعَنَرِي مَا عَلَيَّ مِنْ قِتَالٍ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ، وَ خَابَطَ الْغَيَّ، مِنْ إِذْهَانٍ وَلَا إِيْتِهَانٍ. فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ، وَ فِرُّوا إِلَى اللَّهِ مِنَ اللَّهِ، وَ أَنْصُوا فِي الْإِذْي تَهْجَةُ لَكُمْ، وَ قُومُوا بِمَا عَصَبَهُ بِكُمْ، فَعَلِي ضَامِنٌ بِفُلْجِكُمْ أَجَلًا، إِنْ لَمْ تَمُتْهُوَ عَاجِلًا ۞

۲۵

و من خطبة له ﴿عَلَى﴾

و قد تواترت عليه الأخبار باستيلاء أصحاب معاوية على البلاد، و قدم عليه عامله على اليمن، و هما عبيد الله بن عباس و سعيد بن نمران لما غلب عليهما بسرين أبى أرقطاة، فقام ﴿عَلَى﴾ على المنبر ضجراً يستأقل أصحابه عن الجهاد، و مخالفتهم له فى الرأى، فقال: مَا هِيَ إِلَّا الْكُوفَةُ، أَقْبَضُهَا وَأَبْطَلُهَا، إِنْ لَمْ تَكُونِي إِلَّا أَنْتِ، تَهْبُ أَعَاصِيرُكَ فَتَبْحَلُ اللَّهُ! و تمثل بقول الشاعر:

لَعَنَرُ أَيْبِكَ الْخَيْرُ يَا عَمْرُو إِنِّي عَلَى وَضَرٍ - مِنْ ذَا الْإِتْنَاءِ - قَلِيلٌ

ثم قال ﴿عَلَى﴾:

أَنْبِئْتُ بُشْرًا قَدْ أَطْلَعَ السَّمْنَ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأُظُنُّ أَنَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ سَيَذَلُّونَ مِنْكُمْ بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ، وَ تَقَرُّفِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ، وَ يَعْصِيَتُكُمْ إِمَامَتُكُمْ فِي الْحَقِّ، وَ طَاعَتُهُمْ إِمَامَتُهُمْ فِي الْبَاطِلِ، وَ يَأْذَنُهُمُ الْأَمَانَةُ إِلَى صَاحِبِهِمْ وَ خِيَانَتِهِمْ، وَ يَصْلَاحُهُمْ فِي بِلَادِهِمْ وَ فَسَادُهُمْ.

ادمان - لگی لپٹی بات کرنا۔ نفاق

دھوکہ

ایمان - یسستی۔ کمزوری

عصبہ - مضبوط اور مربوط کر دینا۔

فلج - کامیابی

اعاصیر - جمع اعصار تیز و تند ہوا۔

بگولہ

① درحقیقت یہ ضمانت اسی انسان

کو زیب دیتی ہے جو راہ خدا میں آں

طرح کے جاد کا حوصلہ رکھتا ہوا و

بلاخون کو متلازم جاد کر سکتا ہو۔ یہی

راستہ پر چلتا ہوا اور اسی کے احکام پر

عمل کرتا ہو ورنہ انسان کو اپنی ہی

کامیابی کا یقین نہیں ہو سکتا ہے

دوسروں کو کہاں سے ضمانت فراہم

کرسکے گا۔ مولائے کائنات کا یہ اعتماد

ذاتی کردار کی بھی دین ہے اور سرکار

دو عالم کے اس ارشاد کی بھی تفسیر ہے

کہ "یا علی تم اور تمھارے شیعہ کامیاب

ہیں ظاہر ہے کہ جس کو سرکار دو عالم تم

کامیابی کی سند دیدیں اس کی کامیابی

میں کون شبہ پیدا کر سکتا ہے۔ واضح

رہے کہ اسلام میں ذاتی طور پر جنت کی

ضمانت اور بشارت کا ذکر تو روایات

میں موجود ہے لیکن دوسروں کو ضمانت

دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس کے لئے

مولائے کائنات جیسا کردار درکار

ہے جو عالم اسلام میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔

خطبہ ۲۴ منایہ ابن اشیر ۳ ص ۲۴۳ مادہ عصب

خطبہ ۲۵ مروج الذهب سعودی ۳ ص ۱۳۹، العقد الفرید ابن عبد ربہ ۳ ص ۳۳۴، تاریخ دمشق ابن عساکر ۱ ص ۳۵۵، انساب الاشراف

بلاذری ۲ ص ۳۱۳، ارشاد مفید ص ۱۳۱، احتجاج طبرسی ص ۲۵۴، مجمع الامثال میدانی ۲ ص ۳۳

استعمال ہوتا ہے۔ "عفوۃ الطعام" پسندیدہ کھانے کو کہا جاتا ہے اور امام علیہ السلام نے اس مقام پر بہترین نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر کسی نے اپنا ہاتھ عشرہ سے کھینچ لیا تو گویا کہ ایک ہاتھ کم ہو گیا۔ لیکن جب اسے ان کی نصرت اور امداد کی ضرورت ہوگی اور وہ ہاتھ کھینچ لیس گے اور اس کی آواز پر لٹیکہ نہیں کہیں گے تو بہت سے بڑھنے والے ہاتھوں اور اٹھنے والے قدموں سے محروم ہو جائے گا۔

۲۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں اطاعت خدا کی دعوت دی گئی ہے۔

میری جان کی قسم! میں حتیٰ کی مخالفت کرنے والوں اور گمراہی میں بھٹکنے والوں سے جہاد کرنے میں نہ کوئی نرمی کر سکتا ہوں اور نہ صستی۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس کے غضب سے فرار کر کے اس کی رحمت میں پناہ لو۔ اس راستہ پر چلو جو اس نے بنا دیا ہے اور ان احکام پر عمل کرو جنہیں تم سے مربوط کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد علیؑ تمہاری کامیابی کا آخرت میں بہر حال ذمہ دار ہے چاہے دنیا میں حاصل نہ ہو سکے (۱۵)

۲۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جب آپ کو مسلسل خبر دی گئی کہ معاویہ کے ساتھیوں نے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے اور آپ کے دو عامل یمن عبید اللہ بن عباس اور سعید بن نمران بسر بن ابی اظافہ کے مظالم سے پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں آ گئے۔ تو آپ نے اصحاب کی کوتاہی جہاد سے بد دل ہو کر منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اب یہی کو فہم ہے جس کا بست و کشاد میرے ہاتھ میں ہے۔ اے کو فہ اگر تو ایسا ہی رہا اور یونہی تیری آندھیاں چلتی رہیں تو خدا تیرا راکرے گا۔ (اس کے بعد شام کے اس شعر کی تمثیل بیان فرمائی) اے عمرو! تیرے اچھے باپ کی قسم! مجھے تو اس برتن کی تہیں لگی ہوئی چکنائی ہی ملی ہے۔ اس کے بعد فرمایا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ بسر بن ابی اظافہ کی قسم میرا خیال یہ ہے کہ عنقریب یہ لوگ تم سے اقتدار کو چھین لیں گے۔ اس لئے کہ یہ اپنے باطل پر متحد ہیں اور تم اپنے حق پر متحد نہیں ہو۔ یہ اپنے مشورہ کی باطل میں اطاعت کرتے ہیں اور تم اپنے امام کی حق میں بھی نافرمانی کرتے ہو۔ یہ اپنے مالک کی امانت اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور تم خیانت کرتے ہو۔ یہ اپنے شہروں میں امن و امان رکھتے ہیں اور تم اپنے شہر میں بھی فساد کرتے ہو۔

۱۷۔ امیر المومنینؑ کی خلافت کا جائزہ لیا جائے تو مصائب و مشکلات میں سرکار دو عالم کے دور رسالت سے کچھ کم نہیں ہے۔ اپنے تیرہ سال مکہ میں مصیبتیں برداشت کیں اور دس سال مدینہ میں جنگوں کا مقابلہ کرتے رہے اور ہمیں حال مولائے کائنات کا رہا۔ ذی الحجہ ۳۲ھ میں خلافت ملی اور ماہ مبارک شعبان ۳۵ھ میں شہید ہو گئے۔ مکہ دور حکومت ۴ سال ۲ ماہ ۹ دن رہا اور اس میں بھی تین بڑے بڑے معرکے ہوئے اور چھوٹی چھوٹی جھڑپیں مسلسل ہوتی رہیں۔ جہاں علاقوں پر قبضہ کیا جاتا تھا اور چاہنے والوں کو اذیت دی جا رہی تھی۔ معاویہ نے عمرو عاص کے مشورہ سے بسر بن ابی اظافہ کو تلاش کر لیا تھا اور اس جلاد کو مطلق العنان بنا کر چھوڑ دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ "پاگل کتے" کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو شہر والوں کا کیا حال ہو گا اور علاقہ کے امن و امان میں کیا باقی رہ جائے گا۔

۱۸۔ ذرا جا خط کی قابلیت ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں کہ کو فہ والے اس لئے نہیں اطاعت کرتے تھے کہ ان کی نگاہ تنقیدی اور بصیرت آمیز تھی اور شام والے احمق اور جاہل تھے اس لئے اطاعت کر لیتے تھے۔ ان قابلیت مآب سے کون دریافت کرے کہ کو فہ والوں نے مولائے کائنات کے کس عیب کی بنا پر اطاعت چھوڑ دی تھی اور کس تنقیدی نظر سے آپ کی زندگی کو دیکھ لیا تھا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ کو فہ و شام دونوں ضمیر فروش تھے۔ شام والوں کو خیردار مل گیا تھا اور کو فہ میں حضرت علیؑ نے یہ طریقہ کار اختیار کر لیا تھا کہ منہ مانگی قیمت نہیں عطا کی تھی لہذا بغاوت کا ہونا ناگزیر تھا اور یہ کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہے۔

قَلْبُ أَتَمَنْتُ أَحَدَكُمْ عَلَى قَعْبٍ لَحِيشَتِ أَنْ يَذْهَبَ بِعِلَاقَتِهِ. اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ مَلَلْتُكُمْ
وَمَلَوْنِي، وَسَبَّحْتُكُمْ وَسَبَّحْتُمُونِي، فَأَبْدَلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ، وَأَبْدَلْهُمْ بِي شَرًّا مِنِّي.
اللَّهُمَّ بَيِّتْ قُلُوبَهُمْ كَمَا بَيَّتَ الْخَلُوحَ فِي الْكَلَاءِ، أَمَا وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنْ لِي بِكُمْ أَلْفَ
فَارِسٍ مِنْ بَنِي فِرَاسٍ بَنِي غَنَمٍ.

هَذَاكَ، لَوْ دَعَوْتُ، أَتَاكَ مِنْهُمْ فَوَارِسٌ وَمِثْلُ أَرْمِيَةِ الْحَمِيمِ ثُمَّ نَزَلَ ﴿الْحَبَابُ﴾ مِنَ الْمُنْبَرِ
قَالَ السَّيِّدُ الشَّرِيفُ: أَقُولُ: الْأَرْمِيَّةُ جَمْعُ رَمِيٍّ وَهُوَ السَّحَابُ
وَالْحَمِيمُ هَاهُنَا: وَقْتُ الصَّيْفِ، وَإِنَّمَا خَصَّ الشَّاعِرُ سَحَابَ الصَّيْفِ
بِالدُّكْرِ لِأَنَّهُ أَشَدُّ جَفْلَوًّا، وَأَسْرَعَ خَفْلَوًّا، لِأَنَّهُ لَا مَاءَ فِيهِ، وَإِنَّمَا
يَكُونُ السَّحَابُ ثَقِيلَ السَّيْرِ لِامْتِلَاحِهِ بِالسَّيِّ، وَذَلِكَ لَا يَكُونُ فِي الْأَكْثَرِ
إِلَّا زَمَانُ الشَّيْءِ، وَإِنَّمَا أَرَادَ الشَّاعِرُ وَصْفَهُمْ بِالسَّرْعَةِ إِذَا دَعَا
وَإِغَاثَةَ إِذَا اسْتَفْتَوْا، وَالِدَلِيلُ عَلَى ذَلِكَ قَوْلُهُ:
«هَذَاكَ، لَوْ دَعَوْتُ، أَتَاكَ مِنْهُمْ...»

۲۶

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ ﴿الْحَبَابُ﴾

وَفِيهَا يَصِفُ الْعَرَبَ قَبْلَ الْبُعْثَةِ ثُمَّ يَصِفُ حَالَهُ قَبْلَ الْبَيْعَةِ لَهُ

الْعَرَبُ قَبْلَ الْبَيْعَةِ

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَذِيرًا لِلْعَالَمِينَ، وَآمِنًا عَلَى
النَّازِلِ، وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلَى شَرِّ دِينٍ، وَفِي شَرِّ دَارٍ، مُنْبَغُونَ بَيْنَ
حِجَارَةِ خُشْنٍ، وَحَيَاتٍ ضَمٍّ، تَشْرَبُونَ الْكَدِيرَ وَتَأْكُلُونَ الْجَنَبَ، وَتَسْفِكُونَ
دِمَاءَ كُؤُومٍ، وَتَقْطَعُونَ أَرْحَامَكُمْ، الْأَصْنَامُ فِيكُمْ مَنْصُوبَةٌ، وَالْأَتَامُ
بِكُؤُومٍ مَعْصُوبَةٌ

وَمِنْهَا صِفَتُهُ قَبْلَ الْبَيْعَةِ لَهُ

فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي مُعِينٌ إِلَّا أَهْلُ بَيْتِي، فَضَيَّيْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَوْتِ
وَأَغْضَيْتُ عَلَى الْقَتْلِ، وَشَرِبْتُ عَلَى الشُّجَا، وَصَبَرْتُ عَلَى أَخْذِ الْكَظْمِ
وَعَلَى أَمْرٍ مِنْ طَعْمِ الْغُلَقِ (حِزْنِ)
وَمِنْهَا: وَلَمْ يُسَبِّحْ حَتَّى شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ عَلَى الْبَيْعَةِ تَمَنًّا، فَلَا

کھل ہوئی بات ہے کہ اہل کوہ میں
کوئی خیر تھا اور مولائے کائنات میں کوئی
شر۔ یہ صورت ایک محاورہ ہے جو ایسے
مواقع پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی
مثال قرآن مجید میں قصہ موسیٰ میں بھی پائی
جاتی ہے جہاں جناب موسیٰ نے کہا "اھم
علیٰ ذنب" ان کے لئے میرے ذمہ ایک
گناہ ہے حالانکہ کھل ہوئی بات ہے کہ جناب
موسیٰ نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اور نہ ظالم
کا دفاعی عمل میں قتل کر دینا کوئی گناہ کہا
جاسکتا ہے لیکن پھر بھی ایسے ہی محاورہ کا
استعمال کیا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسانی
افکار کی مسلسل ترقی کا نتیجہ تصنیف پر تا کہ
عرب کی یہ صورت حال باقی نہ رہ جاتی
اور کوئی نہ کوئی تمدن انھیں بھی حاصل
ہو جاتا لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں
کہ ساجد کو دین کی ضرورت نہیں تھی یا راست
نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔

رسالت کا کام مادی ترقی اور تمدنی
ارتقاء نہیں تھا۔ رسالت کا کام انسانیت
کی اصلاح اور اسے بہترین کردار کا مالک
بنانا تھا جو اس کے علاوہ کوئی تمدن نہیں
کر سکتا تھا جس کی بہترین شہادت دور
حاضر کی حالت زار ہے کہ تمدن آسمانوں پر
ہے لیکن انسانیت زیر زمین دفن ہوئی جا چکا
ہے۔

عثمان نے عمر و عاص کو مصر کی حکومت سے معزول کر دیا تو اس نے ان کے خلاف جنگ شروع کر دیا اور بالآخر قتل کر کے چھوڑا اور قتل کے بعد معاویہ کی بیعت
اس وقت تک نہیں کی جب تک دوبارہ مصر کی گورنری ہاتھ نہیں آگئی اور معاویہ نے منہانگی قیمت ادا نہیں کر دی۔

مصادر خطبہ ۲۱ الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ ۱۵۴، القارات ہلال الثقفی، المسترشد بطبری ۹۵، کشف المحجۃ السید ابن طاووس ص ۱۴۳، رسائل کلینی
مجموعہ رسائل العرب احمد زکی صفوح، العقد الفرید ابن عبد ربہ ۲ ص ۱۳۵

میں تو تم میں سے کسی کو لکڑی کے پیار کا بھی امین بناؤں تو یہ خوفِ لہے گا کہ وہ کُترالے کر بھاگ جائے گا۔ (۵۱) خدایا میں ان سے تنگ آ گیا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ آ گئے ہیں۔ میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں۔ لہذا مجھے ان سے بہتر قوم عنایت کرے اور انھیں مجھ سے بدتر حاکم دیدے اور ان کے دلوں کو یوں پگھلا دے جس طرح پانی میں لک بھولا جاتا ہے۔ خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ان سب کے بدلے مجھے نئی فراس بن غنم کے صرف ایک ہزار سپاہی مل جائیں۔ جن کے بارے میں ان کے شاعر نے کہا تھا:

”اس وقت میں اگر تو انھیں آواز دے گا تو ایسے شہسوار سنا آئیں گے جن کی تیز رفتاری گرمیوں کے بادلوں سے زیادہ سریع تر ہوگی۔“

میدر رضی۔ ارمیہ رمی کی جمع ہے جس کے معنی بادل کے ہیں اور جسم گرمی کے زمانہ کے معنی میں ہے۔ شاعر نے گرمی کے بادلوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ ان کی رفتار تیز تر اور جگہ تر ہوتی ہے اس لئے کہ ان میں پانی نہیں ہوتا ہے۔ بادل کی رفتار اس وقت سُست ہو جاتی ہے جب اس میں پانی بھر جاتا ہے اور یہ عام طور سے سردی کے زمانہ میں ہوتا ہے۔ شاعر نے اپنی قوم کی آواز پر بیٹک کہنے اور مظلوم کی فریاد رسی میں سبک رفتاری کا ذکر کیا ہے جس کی دلیل ”لَوْ دَعَوْتُ“ ہے۔

۲۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں بیعت سے پہلے عرب کی حالت کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر اپنی بیعت سے پہلے کے حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے)
یقیناً اللہ نے حضرت محمدؐ کو عالمین کے لئے عذابِ الہی سے ڈرانے والا اور تشریل کا امتداد بنا کر اس وقت بھیجا ہے جب تم گروہ عرب بدترین دین مالک اور بدترین علاقہ کے رہنے والے تھے۔ ناہموار پتھروں اور نہریلے سانپوں کے درمیان بود و باش رکھتے تھے۔ گندہ پانی پیتے تھے اور غلیظ غذا استعمال کرتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور قربانداروں سے بے تعلقی رکھتے تھے۔ بت تھامے درمیان نصیب تھے اور گناہ تھیں گھیرے ہوئے تھے۔ (بیعت کے ہنگام)

میں نے دیکھا کہ سوائے میرے گھروالوں کے کوئی میرا مددگار نہیں ہے تو میں نے انھیں موت کے منہ میں دینے سے گریزا اور اس حال میں چشم پوشی کی کہ انھوں میں خرف خاشاک تھا۔ میں نے غم و غصہ کے گھونٹ پیے اور گلو گرتگی اور خنظل سے زیادہ تلخ حالات پر صبر کیا۔ یاد رکھو! عمرو عاصؓ نے معاویہ کی بیعت اس وقت تک نہیں کی جب تک کہ بیعت کی قیمت نہیں ملے کر لی۔ خدا نے چاہا تو بیعت کو زوالے کا سودا کامیاب نہ ہو گا اور بیعت لینے والے کو بھی صرف رسوائی ہی نصیب ہوگی۔

لے کسی قوم کے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے کہ اس کا معصوم رہنما اس سے مستعد عاجز آجائے کہ اس کے حق میں درپردہ بددعا کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور اسے دشمن کے ہاتھ فروخت کر دینے پر آمادہ ہو جائے۔

اہل کوذ کی بدبختی کی آخری منزل تھی کہ وہ اپنے معصوم رہنما کو بھی تحفظ فراہم نہ کر سکے اور ان کے درمیان ان کا رہنما عین حالتِ سجدہ میں شہید کر دیا گیا۔ کوذ کا قیاس مدینہ کے حالات پر نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مدینہ نے اپنے حاکم کا ساتھ نہیں دیا اس لئے کہ وہ خود اس کے حرکات سے عاجز تھے اور مسلسل احتجاج کر چکے تھے لیکن کوذ میں ایسا کچھ نہیں تھا یا واضح لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ مدینہ کے حکام کے قاتل اپنے عمل پر مطمئن تھے اور انھیں کسی طرح کی شرمندگی کا احساس نہیں تھا لیکن کوذ میں جب امیر المومنینؓ نے اپنے قاتل کو ریافت کیا کہ کیا میں تیرا کوئی برا کام تھا؟ تو اس نے برجستہ یہی جواب دیا کہ آپ کسی جہنم میں جلنے والے کو روک نہیں سکتے ہیں۔ گویا مدینہ سے کوذ تک کے حالات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مدینہ کے مقتول اپنے ظلم کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے اور کوذ کا شہید اپنے عدل انصاف کی بنیاد پر شہید ہوا ہے اور ایسے ہی شہید کو یہ کہنے کا حق ہے کہ ”فُؤْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ“ (پروردگار! کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا)۔

ظَلَمْتَ يَدُ الْبَائِعِ، وَخَزَيْتَ أَمَانَةَ الْبَيْعِ، فَخُذُوا لِلْحَرْبِ أَهْبَتَهَا،
وَأَعِدُّوا لَهَا عُدَّتَهَا، فَقَدْ شَبَّ لَهَا، وَعَلَا سَنَاهَا، وَأَشْتَعُرُوا الصَّبْرَ،
فَبِئْسَ أَذْعَنَى إِلَى النَّصْرِ.

۲۷

و من خطبة له ﷺ

و قد قالها يستنهض بها الناس حين ورد خبر غزو الأنبار بجيش معاوية فلم ينهضوا.
و فيها يذكر فضل الجهاد، و يستنهض الناس، و يذكر علمه بالحرب،
و يليق عليهم التبعة لعدم طاعته

فضل الجهاد

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَتَحَهُ اللَّهُ لِحَاصَةِ
أَوْلِيَائِهِ، وَهُوَ لِبَاسُ التَّقْوَى، وَدَرْعُ اللَّهِ الْحَصِينَةُ، وَجُنَّةُ الْوَيْفَةِ.
فَمَنْ تَرَكَهُ رَغْبَةً عَنْهُ أَلْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ الذُّلِّ، وَشَمَلَهُ الْبَلَاءُ، وَدُمِيتَ
بِالنَّصَارِ وَالْقَتَاةِ، وَضُرِبَ عَلَى قَلْبِهِ بِالسَّهَابِ (الاصداد)، وَأُوْئِلَ
الْحَقُّ مِنْهُ بِتَضْيِيعِ الْجِهَادِ، وَبِسِمِّ الْحَنْفِ، وَنُفِخَ النَّصْفُ

استبصار الناس

أَلَا وَإِنِّي قَدْ دَعَوْتُكُمْ إِلَى قِتَالِ خُلَآئِ الْقَوْمِ لَيْلًا وَنَهَارًا،
وَبِرًّا وَإِعْلَانًا، وَقُلْتُ لَكُمْ: اغْزَوْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَغْزَوْكُمْ، فَوَاللَّهِ مَا غَزَى قَوْمٌ
قَطُّ فِي عُفْرِ دَارِهِمْ إِلَّا ذَلُّوا، فَتَوَاكَلْتُمْ وَتَحَادَلْتُمْ
حَتَّى شُئْتُمْ عَلَيْكُمْ الْفَارَاتُ، وَمُلِكْتُ عَلَيْكُمْ الْأَوْطَانُ،
وَهَذَا أَخُو غَمَامِي وَقَدْ وَدَدْتُ خَيْلَهُ الْآتِبَارُ،
وَقَدْ قَتَلَ حَسَّانَ بْنُ حَسَّانَ الْبَكْرِي، وَأَزَالَ خَيْلَكُمْ عَنْ مَالِحِيهَا،
وَلَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى الْأَرَاوِ

میں سمور ہیں لیکن جہاد کے میدانوں میں کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے اور ہر شخص یا اپنی محرم کی فکر میں لگا ہوا ہے یا دوسرے کے رحم و کرم پر زندہ رہنا چاہتا ہے۔ کس قدر حیرت انگیز اور ذلت آمیز یہ صورت حال ہے کہ جو قوم یہود کل مسلمانوں سے رہنے کی زمین مانگ رہی تھی آج مسلمان اس سے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے۔

مصابہ خطبہ ۲۷، البیان والتبيين ج ۱ ص ۱۷۱، عيون الاخبار ابن كثير ۲ ص ۲۱۲، الاخبار الطوال ص ۱۷۱، الفارات بلال ثقفی، کامل مبرور، ص ۱۱۱،
انانی ابر الفریہ الاصبہانی ص ۱۵۵، مناقب الطالبین ص ۱۷۱، معانی الاخبار صدوق ص ۱۷۱، انساب الاشراف بلاذری ص ۲۵۵، مروج الذهب
سعودی ص ۲۵۵، العقد الفرید ابن عسکری ص ۲۵۵، کافی کلینی ص ۵۵۵، دعائم الاسلام قاضی نعمان ص ۵۵۵، احتیاج طبری ص ۲۵۵،
تذیب طوسی ص ۱۲۵

مبتلع - خرمیاد

سان جنگ

لظی - شعل

سنا - لیٹ - روشنی

جنت - پیر

دیش - ذلت کا شکار ہو گیا

قیامہ - ذلت

اسباب - بے عقل اور کبر اس

نصف - انصاف

عقر الدار - وسط خانہ

انبار - خزانہ کے مشرقی کنارہ کا ایک

شہر

۱ اگرچہ اسلام میں جہاد کا حکم عام

ہے اور جسے بھی حکم جہاد دیدیا جائے اس پر

جہاد واجب ہو جاتا ہے لیکن حقیقت امر

یہ ہے کہ جہاد تنہا موت کا بہترین نظر

ہے اور تنہا موت صرف اولیاء اللہ

کا کام ہے۔ اولیاء اللہ کے علاوہ کوئی

شخص بھی اس میدان میں قدم نہیں

جاسکتا ہے۔

یہ جہاد آخرت کے لئے لباس تقویٰ

ہے اور دنیا کے لئے مضبوط تودہ اور سنگ

سپر ہے کہ اس کے بغیر قوم کا تحفظ اور

دین کی بقا کا اہتمام نہیں ہو سکتا ہے جہاد

کو ضائع کر دینے والوں کا حصہ ذلت و

رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں رہتا ہے جبکہ

بہترین رتھ میدانِ اصد میں دیکھا گیا ہے

جس کا تذکرہ آج تک آیات قرآن کی

شکل میں دہرایا جا رہا ہے اور مسلمانوں

کی بے جیسی کا مریخ چرھا جا رہا ہے۔

دور حاضر میں بھی مسلمان اگر ذلت و

رسوائی کا شکار ہو رہا ہے تو اس کا راز

بھی یہی ہے کہ صوم و صلوة کے نام پر مسجد

میں سمور ہیں لیکن جہاد کے میدانوں میں کوئی شخص

نظر نہیں آتا ہے اور ہر شخص یا اپنی محرم کی فکر میں

لہذا اب جنگ کا سامان سنبھال لو اور اس کے اسباب مہیا کر لو کہ اس کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں اور لپٹیں بلند ہو چکی ہیں اور دیکھو صبر کو اپنا شعار بنا لو کہ یہ نصرت و کامرانی کا بہترین ذریعہ ہے۔

۲۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کو خبر ملی کہ معاویہؓ کے لشکر نے انبار پر حملہ کر دیا ہے۔ اس خطبہ میں جہاد کی فضیلت کا ذکر کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا گیا ہے اور اپنی جنگی مہارت کا تذکرہ کر کے نافرمانی کی ذمہ داری لشکر والوں پر ڈالی گئی ہے)

اما بعد! جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے پروردگار نے اپنے مخصوص اولیاء کے لئے کھولا ہے۔ یہ تقویٰ کا لباس اور اللہ کی محفوظ و مستحکم ذرہ اور مضبوط سپر ہے۔ جس نے اعراض کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا اسے اللہ ذلت کا لباس پہنائے گا اور اس پر مصیبت حاوی ہو جائے گی اور اسے ذلت و خواری کے ساتھ ٹھکرا دیا جائے گا اور اس کے دل پر غفلت کا پردہ ڈال دیا جائے گا اور جہاد کو ضائع کرنے کی بنا پر حق اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اسے ذلت برداشت کرنا پڑے گی اور وہ انصاف سے محروم ہو جائے گا۔

اسکا ہوجاؤ کہ میں نے تم لوگوں کو اس قوم سے جہاد کرنے کے لئے دن میں پکارا اور رات میں آواز دی۔ خفیہ طریقہ سے دعوت کی اور علی الاعلان آمادہ کیا اور برابر سمجھایا کہ ان کے حملہ کرنے سے پہلے تم میدان میں نکل آؤ کہ خدا کی قسم جس قوم سے اس کے گھر کے اندر جنگ کی جاتی ہے اس کا حصہ ذلت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے لیکن تم نے طال مٹول کیا اور سستی کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ تم پر مسلسل حملے شروع ہو گئے اور تمھارے علاقوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ دیکھو یہ سنی غامد کے آدمی (سفیان بن عوف) کی فوج انبار میں داخل ہو گئی ہے اور اس نے حسان بن حسان بکری کو قتل کر دیا ہے اور تمھارے سپاہیوں کو ان کے مراکز سے نکال باہر کر دیا ہے اور مجھے تو یہاں تک خبر ملی ہے کہ دشمن کا ایک ایک سپاہی مسلمان یا مسلمانوں کے معاہدہ میں رہنے والی عورت کے پاس وارد ہو رہا تھا

لے معاویہ نے امیر المؤمنینؓ کی خلافت کے خلاف بغاوت کا اعلان کر کے پیٹھ میں کا میدان کارزار گرم کیا۔ اس کے بعد ہر علاقہ میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی تاکہ آپ کو ایک لمحہ کے لئے سکون نصیب نہ ہو سکے اور آپ اپنے نظام عدل و انصاف کو سکون کے ساتھ رائج نہ کر سکیں۔ معاویہ کے انھیں حرکات میں سے ایک کام یہ بھی تھا کہ سنی غامد کے ایک شخص سفیان بن عوف کو چھ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کر دیا کہ عراق کے مختلف علاقوں پر غارت کا کام شروع کر دے۔ چنانچہ اس نے انبار پر حملہ کر دیا جہاں حضرت کا مختصر سا سرحدی حفاظتی دستہ تھا اور وہ اس لشکر سے مقابلہ نہ کر سکا صرف چند افراد ثابت قدم رہے۔ باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد سفیان کا لشکر آبادی میں داخل ہو گیا اور بید لوط مچائی۔ جس کی خبر نے حضرت کو بھیجنے کر دیا اور آپ نے منبر پر آکر قوم کو غیرت دلائی لیکن کوئی لشکر تیار نہ ہو سکا جس کے بعد آپ خود روانہ ہو گئے اور اس صورت حال کو دیکھ کر چند افراد کو غیرت آگئی اور ایک لشکر سفیان کے مقابلہ کے لئے سعید بن قیس کی قیادت میں روانہ ہو گیا مگر اتفاق سے اس وقت سفیان کا لشکر واپس جا چکا تھا اور یہ لشکر جنگ کے بغیر واپس آگیا اور آپ نے ناسازی مزاج کے باوجود یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ خطبہ کو فہ واپس آنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ مقام نخلہ ہی پر ارشاد فرمایا تھا بہر حال صورت واقعہ انتہائی افسوسناک اور دردناک تھی اور اسلام میں اس کی بیشمار مثالیں پائی جاتی ہیں۔

أَلَمْ نَلِدْكُمْ وَالْأَخْصَرَى الْمَعَاهِدَةَ، فَتَنْتَرِعُ حَبْلَهَا وَقُلُوبَهَا
وَقَلْبَهَا وَرُغْمَهَا، مَا تَنْتَرِعُ مِنْهُ إِلَّا بِالْإِشْرَاجِ
وَالْإِشْرَاحِ ثُمَّ أَنْصَرَفُوا وَافْرَيْنَ مَا نَالَ رَجُلًا مِنْهُمْ كَلِمًا
وَلَا أُرِيقَ لَهُمْ دَمٌ؛ فَلَوْ أَنَّ أَمْرًا مُسْلِمًا مَاتَ مِنْ بَعْدِ هَذَا
أَنْفًا مَا كَانَ بِهِ مَلُومًا، بَلْ كَانَ بِهِ عِنْدِي جَدِيرًا؛ فَيَا عَجَبًا
عَجَبًا - وَاللَّهِ - يُبَيِّتُ الْقَلْبَ وَيَجْلِبُ الْمَسْمُومَ مِنْ أَجْطَاعِ هَوْلَاءِ
الْقَوْمِ عَلَى بَاطِلِهِمْ، وَتُفَرِّقُكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ! فَتُبْحَأَ لَكُمْ
وَتَرْحَأُ، حِينَ حِزْبُكُمْ غَرَضًا يُرْمَى: يُفَارُ عَلَيْكُمْ وَلَا تُغَيِّرُونَ،
وَتُغَيِّرُونَ وَلَا تَغَيِّرُونَ، وَ يُغَضَى اللَّهُ وَ تَرْضَوْنَ! فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ
بِالسَّيْرِ إِلَيْهِمْ فِي أَيَّامِ الْحَرِّ (السيف) قُلْتُمْ: هَذِهِ حَمَارَةُ الْقَيْظِ،
أَمْهَلْنَا يُسَبِّحُ عَنَّا الْحَرُّ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ إِلَيْهِمْ
فِي الشِّتَاءِ قُلْتُمْ: هَذِهِ صَبَارَةُ الْقَرِّ، أَمْهَلْنَا يَسْلُخُ عَنَّا
الْبَرَدُ؛ كُلُّ هَذَا فِرَارًا مِنَ الْحَرِّ وَالْقَرِّ؛ فَإِذَا كُنْتُمْ مِنَ الْحَرِّ
وَالْقَرِّ تَسْفِرُونَ؛ فَأَنْتُمْ وَاللَّهُ مِنَ الشَّيْءِ أَفْرًا!

البرم بالناس

يَا أَتْلِبُكَ الرَّجَالَ وَلَا رَجَالَ! حُلُومُ الْأَطْفَالِ، وَ عُقُولُ
رَبِّاتِ الْحِمَالِ، لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَرُكُمْ وَلَمْ أَعْرِفْكُمْ
مَعْرِفَةً - وَاللَّهِ - جَرُوتَ نَدْمًا، وَأَعْقَبَتْ نَدْمًا، قَاتَلَكُمْ اللَّهُ
لَقَدْ مَلَأْتُمْ قُلُوبِي قَسِيحًا، وَ شَحَنْتُمْ صَدْرِي غَيْظًا،
وَ حَرَّ شَعْمُوْنِي تُغَيَّبُ التَّهَامُ أَنْفَاسًا، وَأَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ رَأْيِي
بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلَانِ، حَتَّى لَقَدْ قَالَتْ قُرَيْشٌ: إِنْ أَتَيْنَا أَبِي

معاهده - کا فزوی عورت جو مسلمانوں
کی ذمہ داری میں ہو
جمل - پیروں کی چھاگل
قلب - ہاتھ کے کھنکھن
رعث - رعایت کی جمع ہے کان کے
گوشتوں سے
استرجاع - کھانا اشد کی تلافی کیا
مگر یہ
وافرن - ساز و سامان کی کثرت بلا
نقصان
کلم - دغم
ترج - ہم دغم
غرض - مستقل نشانہ
حمارۃ القیظ - شدید گرمی
صبارۃ القفر - شدید سردی
جبال - جمع جملہ - مخصوص کردہ
سدم - انوس اور رنج
نغب - نغبہ کی جمع گھونٹ
تھام - رنج و غم - یہ وزن ہمیشہ کے
زیر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے علاو
بتیان اور تلیقا کے کہیاں ت
پر زبر ہے -
انفاس - مسلسل گھونٹ - پے درپے
جرم

اس کے معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ان
حالات میں انسان کو واقعہ جانا چاہیے
یا خود کشی کر لینا چاہیے بلکہ درحقیقت
یہ صورت حال کی سنگینی کا اعلان ہے
کہ ایسے حالات کا اثر ایک غیرت دار
انسان پر اس قدر سخت بھی ہو سکتا ہے
لیکن تم لوگ اس قدر بے غیرت ہو کر ان

حالات سے دوچار ہونے کے بعد بھی تم پر اثر نہیں ہوتا ہے -

یہ صبح ہے کہ ہر شخص مولائے کائنات اور اسیر المؤمنین نہیں ہوتا ہے - لیکن یہ بھی صبح ہے کہ یہ انسان کے ایمان و عقیدہ اور غیرت و حیا کے مسائل ہیں -
ان کا شخصیت کی بلندی اور کردار کی عصمت سے کوئی تعلق نہیں ہے - ایک عام غیرت دار مسلمان میں بھی اس قدر احساس حیا و غیرت ہونا چاہیے اور اسے صورت حال
کی سنگینی سے متاثر ہونا چاہیے -

علاوہ ازیں یہ کہ عورت کی بے عقلی یا کم عقلی کا اعلان نہیں ہے بلکہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ عورت کمال عقل کے باوجود بھی جگہ جگہ کے بارے میں ایک
مخصوص کیفیت اور ذہنیت کی حامل ہوتی ہے جو مرد کی کیفیت و ذہنیت سے قطعاً مختلف ہوتی ہے لیکن اہل کوفہ میں وہی زنا کی کیفیت پائی جاتی ہے جس کے بعد انھیں -
واقعی مرد نہیں کہا جاسکتا ہے - اگرچہ ان کی شکل و صورت مردوں ہی جیسی ہے اور انھیں عورت عام میں مرد ہی کہا جاتا ہے -

انکار زیادہ اور جرم

مرا کار اور

اور اس کے پیروں کے کڑے ہاتھ کے کنگن، نگلے کے گلو بند اور کان کے گوشوارے اتار لیتا تھا اور وہ سوائے اتانہ پڑھنے اور تم و کرم کی درجہ است کرنے کے کچھ نہیں کر سکتی تھی اور وہ سارا ساز و سامان لے کر چلا جاتا تھا نہ کوئی زخم کھاتا تھا اور نہ کسی طرح کا خون بہتا تھا۔ اس صورت حال کے بعد اگر کوئی مرد مسلمان حد درجہ سے مر بھی جائے تو قابلِ طاقت نہیں ہے بلکہ سیرِ نزدیک حق بجانب ہے کس قدر حیرت انگیز اور تعجب خیز صورت حال ہے۔ خدا کی قسم یہ بات دل کو مردہ بنانے والی اور ہم و غم کو سیٹھنے والی ہے کہ یہ لوگ اپنے باطل پر مجتمع اور متحد ہیں اور تم اپنے حق پر بھی متحد نہیں ہو۔ تمہارا برا ہو کیا افسوسناک حال ہے تمہارا کہ تم تیرا اندازوں کا مستقل نشانہ بن گئے ہو۔ تم پر حملہ کیا جا رہا ہے اور تم حملہ نہیں کرتے ہو۔ تم سے جنگ کی جا رہی ہے اور تم باہر نہیں نکلتے ہو۔ لوگ خدا کی نافرمانی کر رہے ہیں اور تم اس صورت حال سے خوش ہو۔ میں تمہیں گرمی میں جہاد کے لئے نکلنے کی دعوت دیتا ہوں تو کہتے ہو کہ شدید گرمی ہے۔ تھوڑی جھلت دیکھ کر گرمی گزر جائے۔ اس کے بعد سردی میں بلاسا ہوں تو کہتے ہو سخت جھاڑا پڑ رہا ہے ذرا ٹھہر جائیے کہ سردی ختم ہو جائے حالانکہ یہ سب جنگ سے فرار کرنے کے بہانے ہیں ورنہ جو قوم سردی اور گرمی سے فرار کرتی ہو وہ تلواروں سے کس قدر فرار کرے گی۔

لے خردوں کی شکل و صورت والو اور واقعات نامردو! تمہاری فکر میں بچوں جیسی اور تمہاری عقلیں جملہ نشین غور و خوض جیسی ہیں۔ میری دلی خواہش تھی کہ کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور تم سے متعارف نہ ہوتا۔ جس کا نتیجہ صرف ندامت اور رنج و افسوس ہے۔

اللہ تمہیں غارت کر دے تمہیں میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینہ کو رنج و غم سے پھلکا دیا ہے۔ تم نے ہر سانس میں ہم و غم کے گھونٹ پلائے ہیں اور اپنی نافرمانی اور سرکشی سے میری رائے کو بھی بیکار بنے اثر بنا دیا ہے یہاں تک کہ اب قریش والے یہ کہنے لگے ہیں کہ فرزندِ ابوطالب بہادر تو ہیں لیکن انھیں فنونِ جنگ کا علم نہیں ہے۔

اے کسی قوم کی ذلت رسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کا سربراہ حضرت علی بن ابی طالب جیسا انسان ہو اور وہ ان سے اس قدر بدول ہو کہ ان کی شکلوں کو دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا ہو۔ ایسی قوم دنیا میں زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے اور آخرت میں بھی اس کا انجام جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اس مقام پر مولائے کائنات نے ایک اور نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ تمہاری نافرمانی اور سرکشی نے میری رائے کو بھی برباد کر دیا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ رہنا اور سربراہ کسی قدر بھی ذکی اور عبقری کیوں نہ ہو اگر قوم اس کی اطاعت سے انکار کر دے تو نا فہم انسان یہی خیال کرتا ہے کہ شاید میرے رائے اور حکم قابلِ اطاعت نہ تھا اسی لئے قوم نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اگر کام ہی اجتماعی ہو تو اجتماع کا اخراج کام کو بھی مصلح کر دیتا ہے اور اس کے نتائج بہر حال نامناسب و غلط ہوتے ہیں جبکہ تجربہ مولائے کائنات کے سامنے آیا کہ قوم نے آپ کے حکم کے مطابق جہاد کرنے سے انکار کر دیا اور گرمی و سردی کے بہانے بنا کر شروع کر دئے اور اس کے نتیجے میں دشمنوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ علی بنونِ جنگ سے باخبر نہیں ہیں حالانکہ علیؑ سے زیادہ اسلام میں کوئی ماہر جنگ جہاد نہیں تھا جس نے اپنی ساری زندگی اسلامی مجاہدات کے میدانوں میں گزاری تھی اور مسلسل تیغ آزمائی کا ثبوت دیا تھا اور جس کی طرف خود آپ نے بھی اشارہ فرمایا ہے اور اپنی تاریخِ حیات کو اس کا گواہ قرار دیا ہے۔

دشمنوں کے طعنوں سے ایک بات بہر حال واضح ہو جاتی ہے کہ دشمنوں کو آپ کی ذاتی شجاعت کا اقرار تھا اور فنِ جنگ کی ناواقفیت سے مراد قوم کا بے قابو ہو جانا تھا اور کھلی ہوئی بات ہے کہ علیؑ اس طرح قوم کو قابو میں نہیں کر سکتے تھے جس طرح معاویہ جیسے دین و ضمیر کے خریدار اس کا روبرو انجام دے رہے تھے اور ہر دین و بیدینی کے ذریعہ قوم کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتے تھے اور ان کا منشا صرف یہ تھا کہ لشکروں کو اونٹ اور اونٹنی کا فرق معلوم نہ ہو سکے۔

طَالِبٍ رَجُلٍ شَجَاعٍ، وَلَكِنْ لَا عِلْمَ لَهُ بِالْحَرْبِ.
لِلَّهِ أَبُوهُمْ! وَهَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاسًا، وَأَقْدَمُ فِيهَا
مَقَامًا مِنِّي! لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ، وَهَآنَذَا قَدْ ذَرَفْتُ
عَلَى السَّيْنِ! وَلَكِنْ لَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ!

۲۸

و من خطبہ لہ ﴿۲۸﴾

و هو فصل من الخطبة التي أولها «الحمد لله غير مقطوع من رحمته»

وفيه أحد عشر تنبيها

أَمَّا بَعْدُ، فَسَيِّئُ الدُّنْيَا أَدْبَرَتْ، وَآذَنْتُ بِوَدَاعٍ، وَإِنَّ
الْآخِرَةَ قَدْ أَقْبَلَتْ وَأَشْرَفَتْ بِإِطْلَاعٍ، أَلَا وَإِنَّ أَلْيَوْمَ الْمِضْمَارَ،
وَعَدَا السُّبْحَ، وَالسَّيِّئَةَ الْجَنَّةَ، وَالْغَايَةَ النَّارَ، أَفَلَا تَأْتِبُ مِنْ
خَطِيئَتِهِ قَبِيلٌ مِثْلَهُ! أَلَا عَامِلٌ لِنَفْسِهِ قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهِ! أَلَا
وَإِنَّكُمْ فِي أَيَّامٍ أَمَلٍ مِنْ وَرَائِهِ أَجَلٌ! قَسْنِ عَمِلَ فِي أَيَّامٍ
أَمَلِهِ قَبْلَ حُضُورِ أَجَلِهِ فَقَدْ نَفَعَهُ عَمَلُهُ، وَلَمْ يَضُرَّهُ أَجَلُهُ.
وَمَنْ قَصَرَ فِي أَيَّامٍ أَمَلِهِ قَبْلَ حُضُورِ أَجَلِهِ، فَقَدْ خَسِرَ عَمَلُهُ،
وَضَرَّهُ أَجَلُهُ. أَلَا فَسَاعَتُكُمْ فِي الرِّغْبَةِ كَمَا تَعْمَلُونَ فِي الرِّهْنَةِ،
أَلَا وَإِنِّي لَمْ أَزَكَّ الْجَنَّةَ نَامَ طَالِبُهَا، وَلَا كَانَتِ النَّارُ نَامَ هَارِبُهَا،
أَلَا وَإِنَّهُ مَنْ لَا يَنْفَعُهُ الْحَقُّ يَضُرُّهُ الْبَاطِلُ، وَمَنْ لَا يَنْتَقِمُ الْيَسْتَقَمُ
بِهِ الْهَدْيُ، يَجْرِي بِهِ الضَّلَالُ إِلَى الرَّدَى. أَلَا وَإِنَّكُمْ قَدْ أَمِزْتُمْ بِالظَّنِّ،
وَدَكَلْتُمْ عَلَى الزَّادِ، وَإِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ اثْنَتَانِ: اثْبَاعُ الْهَوَىٰ
وَطُولُ الْأَمَلِ، فَتَزَوَّدُوا فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا مَا تَحْزَرُونَ (تَحْزَرُونَ) بِهِ
أَنْفُسَكُمْ عَدَا.

قال السيد الشريف رضى الله عنه - وأقول: انه لو كان كلام يأخذ بالاعتقاد الى

مراس - عبارات اور مزارات
(سلسلہ عمل)
ذرفت - اس سے بھی آگے نکل گیا
آذنت - اعلان و اعلام
اشرف باطلاع - اچانک ظاہر ہونا
مضمار - وہ میدان جہاں گھوڑے
دوڑائے جاتے ہیں
سببہ - وہ منزل جس کی طرف قدم
بڑھائے جاتے ہیں۔
غایت - وہ انجام جو بہر حال ملنے
آجاتا ہے

منیتہ - مدت

بوس - بدترین حالات

رمبہ - خوف

ظعن - کوچ

۱۔ بیشک یہ دنیا امیدوں کی آماجگاہ
ہے اور ہر شخص امیدوں ہی کے سہارے
جی رہا ہے۔ صاحب ایمان آخرت کی
امید میں عمل کر رہا ہے اور بے ایمان دنیا
کے منافع کی امید میں جان دینے پڑے۔
کسی کی زندگی امید سے خالی نہیں ہے
اور کوئی امید سے بے نیاز ہو کر عمل نہیں
کرتا ہے۔ لیکن اس امید کے دو خطرناک
پہلو ہیں۔

ایک یہ ہے کہ اس کا سلسلہ ختم
ہونے والا نہیں ہے اور ہر امید کی تکمیل
ایک نئی خواہش کا اشارہ کرتی ہے
اور ہر منفعت کا حصول ایک نئی منفعت
کی لالچ پیدا کرتا ہے۔

اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ موت کو ان
باتوں کی کوئی پروا نہیں ہے اور وہ

صرف اپنے وقت کا انتظار کر رہی ہے جس دن اس کا وقت آجائے گا وہ بہر حال حاضر ہو جائے گی۔ چاہے انسان کی کتنی ہی خواہشات و تمنائیں پوری
رہ گئی ہوں اور اس کی کتنی ہی امیدیں باقی رہ گئی ہوں۔

مصاد خطبہ ۲۸ ارشاد مغیہ ۱۳۸، البیان والتبیین ج ۱ ص ۲۱۷، اعجاز القرآن باقلائی ص ۲۲۲، تحف العقول حرانی، العقد الفرید
۳۶۵، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۲۳۵، مروج الذهب مسعودی ۳ ص ۲۲۳، وافی فیض کا شانی، ارشاد مغیہ ص ۱۱، الامام
والسیاست ابن قتیبہ ۱ ص ۳۵، اتقان سیوطی، الحکمة الخالدة ابن مسکویہ ص ۱۳۲، من لا یحضرہ الفقیہ صدوق ص ۳۲۵

انسان کا بھلا کرے۔ کیا ان میں کوئی بھی ایسا ہے جو مجھ سے زیادہ جنگ کا تجربہ رکھتا ہو اور مجھ سے پہلے سے کوئی مقام رکھتا ہو۔ میں نے جہاد کے لئے اس وقت قیام کیا ہے جب میری عمر ۲۰ سال بھی نہیں تھی اور اب ۶۰ سے زیادہ ہو چکی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ جس کی اطاعت نہیں کی جاتی ہے اس کی رائے کوئی رائے نہیں ہوتی ہے۔

۲۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو اس خطبہ کی ایک فصل کی حیثیت رکھتا ہے جس کا آغاز الحمد للہ غیر موقوف من رحمۃ اللہ سے ہوا ہے اور اس میں گیارہ تنبیہات ہیں) ابا بعد!۔ یہ دنیا میٹھ پھیر چکی ہے اور اس نے اپنے ودارع کا اعلان کر دیا ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے اور اس کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔ یاد رکھو کہ آج میدان عمل ہے اور کل مقابلہ ہو گا جہاں سبقت کرنے والے کا انعام جنت ہو گا اور ہر عمل کا انجام جہنم ہو گا۔ کیا اب بھی کوئی ایسا نہیں جو موت سے پہلے خطاؤں سے توبہ کر لے اور سختی کے دن سے پہلے اپنے نفس کے لئے عمل کر لے۔ یاد رکھو کہ تم آج امیدوں کے دنوں میں ہو جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے تو جس شخص نے امید کے دنوں میں موت آنے سے پہلے عمل کر لیا اسے اس کا عمل یقیناً فائدہ پہنچائے گا اور موت کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ لیکن جس نے موت سے پہلے امید کے دنوں میں عمل نہیں کیا اس نے عمل کی منزل میں گھٹا اٹھایا اور اس کی موت بھی نقصان دہ ہو گی۔ اکاہ ہو جاؤ تم لوگ راحت کے حالات میں اسی طرح عمل کرو جس طرح خوف کے عالم میں کرتے ہو۔ کہ میں نے جنت جیسا کوئی مطلوب نہیں دیکھا جس کے طلبہ کا رب سو رہے ہیں اور جہنم جیسا کوئی خطرہ نہیں دیکھا ہے جس سے بھاگنے والے سب خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یاد رکھو کہ جسے حق فائدہ نہ پہنچائے گا اسے باطل ضرور نقصان پہنچائے گا اور جسے ہدایت یزدے راستہ پر نہ لاسکے گی اسے گمراہی چالی کھینچ کر ہلاکت تک پہنچا دے گی۔

اکاہ ہو جاؤ کہ تمہیں کوچ کا حکم مل چکا ہے اور تمہیں زاد سفر بھی بتایا جا چکا ہے اور تمہارے لئے سب سے بڑا خوفناک خطرہ دو چیزوں کا ہے خواہشات کا اتباع اور امیدوں کا طوفانی ہونا۔ لہذا جب تک دنیا میں ہو اس دنیا سے وہ زاد راہ حاصل کرو جس کے ذریعہ کل اپنے نفس کا تحفظ کر سکو (۱)۔ سید رضیؒ۔ اگر کوئی ایسا کلام ہو سکتا ہے جو انسان کی گردن پر کھڑے کر دے نہ کہ منزل تک پہنچائے اور اسے عمل آخرت پر مجبور کرے تو وہ یہی کلام ہے۔

لے زمانہ کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ شاید اس دنیا کی اس سے بڑی کوئی حقیقت اور صداقت نہیں ہے۔ جس شخص سے پوچھو وہ جنت کا شائق ہے اور جس شخص کو دیکھو وہ جہنم کے نام سے پناہ مانگتا ہے۔ لیکن منزل عمل میں دونوں اس طرح سو رہے ہیں جیسے کہ یہ معشوق از خود گھر آنے والا ہے اور یہ خطرہ از خود مل جانے والا ہے۔ نہ جنت کے عاشق جنت کے لئے کوئی عمل کر رہے ہیں اور نہ جہنم سے خوفزدہ اس سے بچنے کا انتظام کر رہے ہیں بلکہ دونوں کا خیال یہ ہے کہ نہ سب میں کچھ افراد ایسے ہیں جنہوں نے اس بات کا ٹھیکہ لے لیا ہے کہ وہ جنت کا انتظام بھی کریں گے اور جہنم سے بچانے کا بندوبست بھی کریں گے اور اس سلسلہ میں ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ حالانکہ دنیا کے چند روزہ معشوق کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں کوئی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتا ہے۔ دولت کے لئے سب خود دوڑتے ہیں۔ شہرت کے لئے سب خود مرتے ہیں۔ عورت کے لئے سب خود دیوانے بنتے ہیں۔ عہدہ کے لئے سب خود راتوں کی نیند حرام کرتے ہیں۔ خدا جلنے یہ ابدی معشوق جنت جیسا محبوب ہے جس کا معاملہ دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور انسان غفلت کی نیند سو جاتا ہے۔ کاش یہ انسان واقف شائق اور خوفزدہ ہوتا تو یقیناً اس کا یہ کردار نہ ہوتا۔ "فاعتبر وایا اولی الابصار"

الزهد فی الدنیا۔ و یضطر الی عمل الآخرة لکان هذا الکلام۔ و کفی به قاطعاً لملاقاة الآمال، و قادحاً زناد الاعتباط والا زنجار۔ ومن أعجبه قوله ﴿وَاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ﴾: «وَأَلَا وَأَنْ الْيَوْمَ الْمَضَارُّ وَغَدَا السَّابِقُ» و السبقۃ الجنة و الغایۃ النار فان فیہ - مع فخامة اللفظ، و عظم قدر المعنی، و صادق التمثیل، و واقع التشبیہ - سرّاً عجیباً، و معنی لطیفاً، و هو قوله ﴿وَاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ﴾: «وَالسبقۃ الجنة، و الغایۃ النار» فخالف بین اللفظین لاختلاف المعنیین، و لم یقل: «السبقۃ النار» کما قال: «السبقۃ الجنة» لأن الاستباق انما یکون الی أمر محبوب، و غرض مطلوب، و هذه صفة الجنة و لیس هذا المعنی موجوداً فی النار، نعوذ بالله منها! فلم یجز أن یقول: «وَالسبقۃ النار» بل قال: «وَالغایۃ النار» لأن الغایۃ قد ینتهی الیها من لا یسرہ الانتهاء الیها، و من یسرہ ذلك، فصلح أن یعبر بها عن الأمرین معاً، ففی فی هذا الموضع کالمصیر و المال: قال الله تعالی: «وَلَا تَتَّبِعُوا الْاَیَّامَ فَانْصُرُوا» و «وَلَا یَجُوزُ فِی هَذَا الْمَوْضِعِ أَنْ یُقَالَ: سَبَقْتُمْ - بِسُكُونِ الْبَاءِ - إِلَى النَّارِ، فَتَأْمَلْ ذَلِكَ، فَاطْنُهُ عَجِيبٌ، وَ غَوْرُهُ بَعِيدٌ لَطِيفٌ. وَ كَذَلِكَ أَكْثَرُ کَلَامِهِ ﴿وَاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ﴾. وَ فِی بَعْضِ النُّسخ: وَ قَدْ جَاءَ فِی رِوَايَةِ أُخْرَى «وَالسُّبْقَةُ الْجَنَّةُ» - بِضَمِّ السِّینِ - وَ السُّبْقَةُ عِنْدَهُمْ: اِسْمٌ لِمَا یَجْمَلُ لِلسَّابِقِ إِذَا سَبَقَ مِنْ مَالٍ أَوْ عَرْضٍ، وَ الْمَعْنِیَانِ مُتَقَارِبَانِ، لِأَنَّ ذَلِكَ لَا یَكُونُ جِزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَذْمُومِ وَ اِنَّمَا یَكُونُ جِزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَحْمُودِ.

۲۹ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ ع

بعد بغارة الضحاک بن قیس صاحب معاویہ علی الحاج بعد قصة الحکین

وفیها یستنہض أصحابه لما حدث فی الاطراف

أَيُّهَا النَّاسُ، أَلْتَحْتَمِعُ أَیْدَانَهُمْ، أَلْتَحْتَمِعُ أَهْوَاؤَهُمْ، كَلَامُكُمْ يُسَوِّهِ الضُّمُّ الصَّلَابَ، وَفَعْلُكُمْ يُطْعِمُ فِیْكُمْ الْأَعْدَاءَ! تَقُولُونَ فِی السَّجَالِسِ: كَيْتَ وَ كَيْتَ، فَإِذَا جَاءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ: حِیدِ حِیدِ! مَا عَزَزَتْ دَعْوَةُ مَنْ دَعَاكُمْ، وَلَا اِسْتَرَاخَ قَلْبُ مَنْ قَاسَاكُمْ، أَعَالِیلُ یَا ضَالِیلُ، وَتَأَلَّمُوا فِی السَّطَوِیلِ، دَفَاعَ ذِی الدَّیْنِ الْمَطْوِیلِ لَا یَنْبَغُ الضُّمُّ الدَّلِیلُ! وَلَا یُذَرُّكَ الْحَقُّ إِلَّا بِالسَّجْدِ! أَيْ دَارِ یَسْعُدُ دَارُكُمْ تَنْتَعُونَ، وَ مَعَ أَيْ إِمَامٍ بَعْدِی تُفَاتِلُونَ؟ الْمَغْرُورُ وَاللَّهُ مَنْ غَرَّرْتُمُوهُ، وَمَنْ قَارَ بِكُمْ فَقَدْ قَارَ - وَاللَّهُ - بِالسَّهْمِ الْأَخْصِیْبِ.

۱۔ یہ سلسلہ تمھارے ہی گھراور علاقہ کا ہے اور اگر اس سے دفاع نہ کرو گے تو کس سے دفاع کرو گے۔

۲۔ تمھارے پاس مجھ جیسا مجاہد اور معصوم امام موجود ہے۔ اب اگر میرے ساتھ جاؤ نہ کرو گے تو کب میدان میں قدم رکھو گے۔ درحقیقت یہ مسائل ایک دور کے مسائل نہیں ہیں۔ بلکہ ہر دور کے مسائل ہیں اور ایسے بے غیرت اور بے رحم افراد ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔

مصادر خطبہ ۲۹: البیان والتبيين ج ۱ ص ۱۷۱، الامامة والسياسة ص ۱۷۱، العقد الفرید ص ۲ ص ۱۶۳، انساب الاشراف ص ۳۸۵، معالم الاسلام ص ۱۷۱، تاريخ دمشق ابن عساکر ص ۱۷۱، الامالی طوسی ص ۱۷۱، اختصاص مفید ص ۱۷۱، المسترشد طبری ص ۱۶۲، احتجاج طبرسی ص ۳۵، مجمع الاشغال میدان ص ۲ ص ۳۵، المستقصى زنجبیری ص ۳۵۹

۱ ہوا ۱۔ خواہشات
یوہی - کمر ورنہ دیتا ہے اور رکھتا ہے
کمر دیتا ہے

صم - احم کی جج ہے۔ مراد تھہر ہے
صلاب - جمع صلیب - سخت
کیست کیست - بغیر او کے بھی تھا
ہوتا ہے اور او کے ساتھ بھی
کیست کیست اور مقصد زبان
جمع خرچ ہوتا ہے۔

حیدی حیاو - یہ بھانسنے والوں کا نعرہ
ہے جس کا مقصد جنگ سے
کنارہ کش ہونا ہے

اعالیل - جمع علول - جیلے حوالے
اضالیل - جمع اضلولہ - غلط سلا
باتیں۔

تطویل - جنگ کے وقت میں تاخیر
مطویل - طال مطول کرنے والا

سہم اخیب - جو سے کا وہ تیر ہے
جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے
① اس خطبہ میں حضرت نے اپنے فرد
جمع ہونے والوں کے دو نیا دی
عجیب کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ یہ صرت بظاہر متحدہ کھائی دیتے
ہیں اور واقعتاً متحدہ نہیں ہیں۔
۲۔ ان کے پاس باتیں بہت ہیں
مگر کام کچھ نہیں ہے اور اس کے
بعد دو طرح سے نہیں جگہ آتا ہے۔

یہ کلام دنیا کی امیدوں کے قطع کرنے اور وعظ و نصیحت قبول کرنے کے جذبات کو شعل کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے خصوصیت کے ساتھ حضرت کا یہ ارشاد کہ آج میدان عمل ہے اور کل مقابلہ۔ اس کے بعد منزل مقصود جنت ہے اور انجام جہنم۔ اس میں الفاظ کی عظمت معانی کی قدر و منزلت، تشبیل کی صداقت اور تشبیہ کی واقعیت کے ساتھ وہ عجیب و غریب راز و خباہت اور لطافت مفہوم ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

پھر حضرت نے جنت و جہنم کے بارے میں "سبقہ" اور "غایۃ" کا لفظ استعمال کیا ہے جس میں صرف لفظی اختلاف نہیں ہے بلکہ واقعا معنوی اختلاف و امتیاز پایا جاتا ہے کہ نہ جہنم کو سبقہ (منزل) کہا جاسکتا ہے اور نہ جنت کو غایۃ (انجام)۔ جہاں تک انسان خود بخود پہنچ جائے گا بلکہ جنت کے لئے دوڑ دھوپ کرنا ہوگی جس کے بعد انعام ملے والا ہے اور جہنم بد عملی کے نتیجے میں خود بخود سامنے آجائے گا۔ اس کے لئے کسی اشتیاق اور محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی بنا پر آپ نے جہنم کو غایۃ قرار دیا ہے جس طرح کہ قرآن مجید نے اسے "مصیر" سے تعبیر کیا ہے "فان مصیرکم الی النار"۔

حقیقتاً اس نکتہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کا باطن انتہائی عجیب و غریب اور اس کی گہرائی انتہائی لطیف ہے اور یہ تھا اس کلام کی بات نہیں ہے۔ حضرت کے کلمات میں عام طور سے یہی بلاغت پائی جاتی ہے اور اس کے معانی میں اسی طرح کی لطافت اور گہرائی نظر آتی ہے۔ بعض روایات میں جنت کے لئے سبقہ کے بجائے سبقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی انعام کے ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ انعام بھی کسی عزم عمل پر نہیں ملتا ہے بلکہ اس کا تعلق بھی قابل تعریف اعمال ہی سے ہوتا ہے لہذا عمل بہر حال ضروری ہے اور عمل کا قابل تعریف ہونا بھی لازمی ہے۔

۲۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ (۱۵)

جب حکیم کے بعد معاویہ کے سپاہی ضحاک بن قیس نے حجاج کے قافلہ پر حملہ کر دیا اور حضرت کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے لوگوں کو جہاد پر گامدہ کرنے کے لئے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

اے وہ لوگو! جن کے جسم ایک جگہ پر ہیں اور خواہشات الگ الگ ہیں۔ تمہارا کلام تو سخت ترین پتھر کو بھی نرم کر سکتا ہے لیکن تمہارے حرکات و سمنوں کو بھی تمہارے بارے میں پُر امید بنادیتے ہیں۔ تم محفلوں میں بیٹھ کر ایسی ایسی باتیں کرتے ہو کہ خدا کی پناہ لیکن جب جنگ کا نقشہ سامنے آتا ہے تو کہتے ہو "دور باش دور" حقیقت امر یہ ہے کہ جو تم کو پکارتے گا اس کی پکار کبھی کامیاب نہ ہوگی اور جو تمہیں برداشت کرے گا اس کے دل کو کبھی سکون نہ ملے گا۔ تمہارے پاس صرف بہانے ہیں اور غلط سلط حوالے اور پھر مجھ سے تاخیر جنگ کی فرمائش جیسے کوئی نادہند قرض کو مانا جاتا ہے۔ یاد رکھو ذلیل آدمی ذلت کو نہیں روک سکتا ہے اور حق محنت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ تم جب اپنے گھر کا دفاع نہ کر سکو گے تو کس کے گھر کا دفاع کرو گے اور جب میرے ساتھ جہاد نہ کرو گے تو کس کے ساتھ جہاد کرو گے؟ خدا کی قسم وہ غریب خوردہ ہے جو تمہارے دھوکے میں آئے اور جو تمہارے سہارے کامیابی چاہے گا اسے صرف ناکامی کا تیرہاتھ آئے گا۔

۱۵۔ معاویہ کا ایک مستقل مقصد یہ بھی تھا کہ امیر المؤمنین کسی آن چین سے نہ بیٹھے پائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ واقعی اسلام قوم کے سامنے پیش کر دیں اور اموی انکار کا جنازہ نکل جائے۔ اس لئے وہ مسلسل ریشہ دوانیوں میں لگا رہتا تھا۔ آخر ایک مرتبہ ضحاک بن قیس کو چار ہزار کا لشکر دے کر روانہ کر دیا اور اس نے سارے علاقہ میں کشت و خون شروع کر دیا۔ آپ نے منبر پر آکر قوم کو غیرت دلائی لیکن کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا اور لوگ جنگ سے کنارہ کشی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حجر بن عدی چار ہزار سپاہیوں کو لے کر نکل پڑے اور مقام تدمر پر دونوں کا سامنا ہو گیا لیکن معاویہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور صرف ۱۹ افراد معاویہ کے کام آئے جب کہ حجر کے سپاہیوں میں دو افراد نے جام شہادت نوش فرمایا۔

وَمَنْ رَمَى بِكُمْ فَقَدْ رَمَى بِأَفْوَى نَاصِلٍ. أَصَبَحْتُ وَاللَّهِ لَا أَصَدِّقُ قَوْلَكُمْ.
وَلَا أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ، وَلَا أُوْعِدُ الْعَدُوَّ بِكُمْ. مَا بِأَلْكُمْ؟ مَا دَوَّكُمْ؟
مَا طَبَّكُمْ؟ الْقَوْمُ رَجَالٌ أُنْثَالُكُمْ. أَقُولُ لَا يَغْيِرُ عِلْمُ (عمل) ! أَوْ عَقْلُهُ (عقد) مِنْ
غَيْرِ وَرَعٍ! وَطَمَعًا فِي غَيْرِ حَقٍّ

۳۰

ومن کلام له ﴿۳۰﴾

فی معنی قتل عثمانؓ

لَوْ أَمَرْتُ بِدَلْكَ لَكُنْتُ قَاتِلًا، أَوْ تَهَيْتُ عَنْهُ لَكُنْتُ نَاصِرًا، غَيْرَ أَنَّ مَنْ
نَصَرَهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ: خَذَلَهُ مَنْ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ، وَمَنْ خَذَلَهُ لَا يَسْتَطِيعُ
أَنْ يَقُولَ: نَصَرَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي. وَأَنَا جَامِعٌ لَكُمْ أَمْرَهُ، أَتَأْتِرُ فَأَسَاءُ
الْأَمْرَ، وَجَزَعْتُمْ فَأَسَاءْتُمْ الْجَزَعَ، وَلِلَّهِ حُكْمٌ وَاقِعٌ فِي الْأَسْأِرِ وَالْجَزَاعِ

۳۱

ومن کلام له ﴿۳۱﴾

لَمَّا أُنْفَذَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى الزَّبِيرِ يَسْتَفِيتُهُ إِلَى طَاعَتِهِ قَبْلَ حَرْبِ الْجَمَلِ
لَا تَلْقَيْنَ طَلْحَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ تَلَقَّيْتَهُ تَحِدُّهُ كَالثَّوْرِ عَاقِبًا قَرْنَهُ، يَرْكَبُ الصَّعْبَ
وَيَقُولُ: هُوَ الذَّكُولُ. وَلَكِنْ أَلِقِ الزَّبِيرَ، فَإِنَّهُ أَلَيْنَ عَرِيكَتَهُ، فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ
أَبْنُ خَالِكَ: عَرَفْتَنِي بِالسَّحَابِ وَأَنْكَرْتَنِي بِالسَّوَارِ، فَمَا عَدَا بِمَا بَدَا.
قَالَ السَّيِّدُ الشَّرِيفُ: وَهُوَ ﴿۳۱﴾ - أَوَّلُ مَنْ سَمِعَ مِنْ هَذِهِ الْكَلِمَةِ، أَعْنِي:
«فَمَا عَدَا بِمَا بَدَا».

۳۲

ومن خطبة له ﴿۳۲﴾

وَفِيهَا يَصِفُ زَمَانَهُ بِالْجَوْرِ، وَيَقْسِمُ النَّاسَ فِيهِ خَمْسَةَ أَصْنَافٍ، ثُمَّ يَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا

افوق - وہ تیر جس کا سراٹھ جائے
ناصل - وہ تیر جس میں دھار نہ ہو
اساء الاثرہ - بدترین ابتداء سے

کام لیا
عاقباً قرنہ - وہ بل جس کا سینک
نیز ہا ہونے انتہائی درجہ کا کرش
ہوا اور سینک تک سیدھا نہ ہو

صعب - سرکش جانور

عریکہ - طبیعت

امعدا - کس چیز نے منحون بنا دیا ہے
ما بدا - اس حقیقت سے جو بالکل
واضح ہے

﴿۳۰﴾ شیخ ازہر محمد عبدہ کا بیان ہے کہ
امیر المومنینؓ نے حتی الامکان لوگوں کو
قتل عثمانؓ سے روکا تھا اور اس کا ثبوت
یہ ہے کہ حسنؓ و حسینؓ لوگوں کے ہٹانے پر
پرہیز کر رہا تھا، لیکن عثمانؓ نے خود
حالات سے فائدہ نہیں اٹھایا

﴿۳۱﴾ یہ طے شدہ بات ہے کہ مردہ کرنے
والے ان ہی امیر کے بے ایمانوں سے
یقیناً بہتر تھے جنہوں نے مردہ کی مزار پر
آجھی اور اس کا مقصد صرف اپنے
مفادات کا تحفظ تھا اور امت اسلامیہ
کا مزید قتل عام تھا

﴿۳۲﴾ اس سے بدتر کردار اور کیا ہو سکتا
کہ ابوذرؓ کو ملک بدر کر دیا جائے علیؓ
بن مسعودؓ کی مرمت کی جائے عمارؓ اسر
کی پسلیاں توڑ دی جائیں اور محمد بن
ابی بکرؓ کے قتل کا فرمان جاری کر دیا
جائے اس کے بعد کون شریف آدمی
خلافت کا ساتھ دے سکتا ہے۔

﴿۳۳﴾ لکھا جاتا ہے کہ اس پیغام کا جواب
زبیرؓ نے صرف یہ دیا کہ میں بھی وہی
چاہتا ہوں جو علیؓ چاہتے ہیں یعنی خلافت
واقترار

مصادر خطبہ ۳۱: انساب الاشراف ۵ ص ۹۸، ۱۰۱، المستدرک للطبری الامامی ص ۵، اغانی ۱۵ ص ۱۱۱، الرسائل کلینی - کتاب الحج ابن طاووس
مصادر خطبہ ۳۲: البیان والتبيين ۲ ص ۱۱۵، عیون الاخبار ۱۱۵-۱۹۵ العقد الفريد ۴ ص ۳۳۱، الموفقیات زبیر بن بکر، وفيات الاعیان ابن
خلکان - الجبل المفید، کتاب الفاخر ابن عامر ص ۳
مصادر خطبہ ۳۳: مطالب السؤل ۱ ص ۱۱۵، البیان والتبيين ۱ ص ۱۵۵، میزان الاعتدال ذہبی ۲ ص ۲۵۷، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۲۳۷،
العقد الفريد ۲ ص ۱۴۳، ۱۴۷، عجايز القرآن باقلائی ۱۹۵

اور جس نے تمہارے ذریعہ تیر بھینکا اس نے وہ تیر بھینکا جس کا پیکان ٹوٹ چکا ہے اور سو فائدہ ختم ہو چکا ہے۔ خدا کی قسم میں ان حالات میں نہ تھکے قول کی تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تمہاری نصرت کی امید رکھتا ہوں اور نہ تمہارے ذریعہ کسی دشمن کو تہدید کر سکتا ہوں۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تمہاری دوا کیا ہے؟ تمہارا علاج کیا ہے؟ آخر وہ لوگ بھی تو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں۔ یہ بغیر علم کی باتیں کب تک اور یہ بغیر تقویٰ کی غفلت تلکے اور بغیر حق کے بلندی کی خواہش کہاں تک؟

۳۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

قتل عثمان کی حقیقت کے بارے میں

یاد رکھو اگر میں نے اس قتل کا حکم دیا ہوتا تو یقیناً قاتل ہوتا اور اگر میں نے منع کیا ہوتا تو یقیناً میں مددگار قرار پاتا۔ لیکن بہر حال یہ بات طے شدہ ہے کہ جن بنی امیہ نے مدد کی ہے وہ اپنے کو ان سے بہتر نہیں کہہ سکتے ہیں جنہوں نے نظر انداز کر دیا ہے اور جن لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس نے مدد کی ہے وہ ہم سے بہتر تھا۔ اب میں اس قتل کا خلاصہ بتلے دیتا ہوں۔ "عثمان نے خلافت کو اختیار کیا تو بدترین طریقہ سے اختیار کیا اور تم گھبر گئے تو بڑی طرح سے گھبر گئے اور اب اللہ دونوں کے بارے میں فیصلہ کرنے والا ہے۔"

۳۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب آپ نے عبداللہ بن عباس کو زبیر کے پاس بھیجا کہ اسے جنگ سے پہلے اطاعت امام کی طعن واپس لے آئیں۔ خبردار طلحہ سے ملاقات نہ کرنا کہ اس سے ملاقات کر کے تو اُسے اُس بیل جیبا پاؤ گے جس کے سینکڑے ہوئے ہوں۔ وہ سرکش سواری ہے سواری ہوتا ہے اور اسے رام کیا ہو اکتا ہے۔ تم صرف زبیر سے ملاقات کرنا کہ اس کی طبیعت قدوسہ نرم ہے۔ اس سے کہنا کہ تمہارا کاموں زاد بھائی نے فرمایا ہے کہ تم نے حجاز میں مجھے پہچانا تھا اور عراق میں اگر بالکل بھول گئے ہو۔ آخر یہ نیا سا نوحہ کیا ہو گیا ہے۔

بید رضی۔ "مَاعَدَا مَسَابِدًا" یہ فقرہ پہلے پہل تاریخ عربیت میں امیر المومنین ہی سے سنا گیا ہے۔

۳۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں زمانہ کے ظلم کا تذکرہ ہے اور لوگوں کی پانچ قسموں کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد زہد کی دعوت دی گئی ہے۔

لے یہ تاریخ کا سلسلہ ہے کہ عثمانؓ نے سارے ملک پر بنی امیہ کا اقتدار قائم کر دیا تھا اور بیت المال کو بے تحاشہ اپنے خاندان والوں کے حوالے کر دیا تھا جس کی فریاد پورے عالم اسلام میں شروع ہو گئی تھی اور کوثر اور مصر تک کے لوگ فریاد لیکر آ گئے تھے۔ امیر المومنینؓ نے درمیان میں بڑا کر مصلحت کرائی اور یہ طے ہو گیا کہ مدینہ کے حالات کی ضروری اصلاح کی جائے اور مصر کا حاکم محمد بن ابی بکر کو بنادیا جائے۔ لیکن محافلین کے جلنے کے بعد عثمانؓ نے ہر بات کا انکار کر دیا اور والی مصر کے نام محمد بن ابی بکر کے قتل کا فرمان بھیج دیا۔ خط راستہ میں پکڑ لیا گیا اور اب جو لوگوں نے واپس آ کر مدینہ والوں کو حالات سے آگاہ کیا تو قہر کا امکان بھی ختم ہو گیا اور چاروں طرف سے محاصرہ ہو گیا۔ اب امیر المومنینؓ کی مداخلت کے امکانات بھی ختم ہو گئے تھے اور بالآخر عثمانؓ کو اپنے اعمال اور بنی امیہ کی اقرباء و نازی کی سزا برداشت کرنا پڑی اور پھر کوئی مردان یا معاویہ کام نہیں آیا۔

عنود۔ راہ حق سے منحرف

کنود۔ ناشکرا

قارعہ۔ وہ حادثہ جو دروازہ دل کو

کھٹکھٹا دے

کلار حصہ۔ اسلحہ کا کندہ ہونا۔

نضیض وقرہ۔ مال و اسباب کی قلت

مجبب خیل ورجل۔ سوار و پیادہ کا

جمع کرنے والا

قربل۔ پیادہ سپاہی

اشطر نفسہ۔ نفس کو آمادہ کر لیا ہے

مطام۔ خس و خاشاک۔ مال دنیا

انتہاز۔ موقع سے فائدہ اٹھانا

مقنب۔ تیس سے چالیس افراد کا

لشکر

فرع المنبر۔ منبر پر بلند ہونا

ضوولہ انفس۔ نفس کی کمزوری

اور ذلت

مراح۔ مصدر میم ہے یعنی شام کا وقت

مغدی۔ یہ بھی مصدر میم ہے یعنی

صبح کا وقت

فاد۔ جماعت سے کٹ کر دور ہجانے

والا

مقبرع مقبور

معموم۔ جس کا دہن بند کر دیا جائے

مکملان۔ رنجیدہ

اخلہ۔ گناہ بنا دیا

معنر جوہ الرماہ

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّا قَدْ أَصْبَحْنَا فِي ذَهَبٍ عَنُودٍ، وَزَمَنٍ كَنُودٍ (شديد)،
يُعَدُّ فِيهِ الْخَسَنُ مُسِينًا، وَيَزْدَادُ الظَّالِمُ فِيهِ عُنُودًا، لَا تَنْتَفِعُ بِمَا عَلَيْنَا،
وَلَا نَشَأُ عَمَّا جَهِلْنَا، وَلَا تَسْخَوْفُ قَارِعَةٌ حَتَّى تَحُلَّ بِنَا.

أصناف المصيبة

وَالنَّاسُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ: مِنْهُمْ مَنْ لَا يَتَنَعَّمُ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا مَهَانَةً لِنَفْسِهِ، وَكَسَالَةً حَذُو، وَنَضِيضٌ وَقُرَّة، وَمِنْهُمْ الْأَصْلَحُ
لِنَفْسِهِ، وَالْغُلُنُ بِشَرِّهِ، وَالْجَلِيلُ بِخَيْلِهِ وَرَجُلِهِ، قَدْ أَشْرَطَ نَفْسُهُ،
وَأَوْثَقَ دِيْنَهُ لِحُطَامٍ يَسْتَهْزُهُ، أَوْ مِقْنَبٍ يَقُوْدُهُ، أَوْ مَنَبَرٍ يَفْرَعُهُ،
وَلَيْسَ الشَّجَرُ أَنْ تَرَى الدُّنْيَا لِنَفْسِكَ قَمْنًا، وَمِمَّا لَكَ عِنْدَ اللَّهِ عَوْضًا
وَمِنْهُمْ مَنْ يَطْلُبُ الدُّنْيَا بِعَمَلٍ الْآخِرَةِ وَلَا يَطْلُبُ الْآخِرَةَ بِعَمَلٍ
الدُّنْيَا، قَدْ طَامَنَ مِنْ شَخْصِهِ، وَقَارَبَ مِنْ خَطِيئِهِ، وَشَكَرَ مِنْ تَوْبِهِ،
وَزَخِرَفَ مِنْ نَفْسِهِ لِلْأَمَانَةِ، وَأَخْذَ سِيْرَ اللَّهِ ذَرِيْعَةً إِلَى
الْمَغْصِيَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَبْعَدَهُ عَنْ طَلَبِ الْمَلِكِ صُؤُولُهُ لِنَفْسِهِ،
وَأَنْقِطَاعُ سَبِيهِ، فَقَصَرَتْهُ الْحَالُ عَلَى خَالِهِ، فَتَحَلَّى بِاسْمِ
الْقِتَاعَةِ، وَتَزَيَّنَ بِلِيَاسِ أَهْلِ الزَّهَادَةِ، وَلَيْسَ مِنْ ذَلِكَ
فِي مَرَاجٍ وَلَا مَغْدَى.

الرابعون في الله

وَبَقِيَ رَجَالٌ غَضُّ أَبْصَارِهِمْ ذِكْرُ الْمَرْجِعِ، وَأَزَاقَ دُمُوعَهُمْ خَوْفُ
الْمَخْشَرِ، فَهُمْ بَيْنَ شَرِيْدٍ نَادٍ، وَخَائِفٍ مَقْمُوعٍ، وَسَاكِتٍ مَكْنُومٍ،
وَدَاعٍ مَخْلُصٍ، وَتُكْلَانِ مُوْجِعٍ، قَدْ أَحْمَلَتْهُمْ (أَحْمَلَتْهُمْ)

(۱) یہ امیر المؤمنینؑ کی زندگی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پوری کائنات کا مسئلہ ہے کہ انسان جس دیکھے بھی حالات دیکھتا ہے یہی نقشہ نظر آتا ہے۔ نیک کردار انسانوں کی کوئی قدر نہیں ہوتی ہے۔ ظالموں کی سرکشی بڑھتی جاتی ہے اور قیامت یہ ہے کہ صاحب علم اپنے علم سے استفادہ نہیں کرتا ہے اور جاہل اپنے جہل پر شرمندہ نہیں ہوتا ہے مصیبتوں کے مقابلہ کی تیاری کی طرف سے ہر انسان غافل رہتا ہے اور جب مصیبت نازل ہو جاتی ہے تو فریاد کرنے لگتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مصیبت بھی اس کی برادری کی کوئی فرد ہے کہ یہ غافل ہو جائے تو وہ بھی غافل ہو جائے اور یہ احساس کھو بیٹے تو وہ بھی بھیجیں ہو جائے اور اپنے وقت نزول کو نظر انداز کر دے۔

ایہا الناس! ہم ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں جو سرکش اور ناشکر ہے۔ یہاں نیک کردار برا سمجھا جاتا ہے اور ظالم اپنے ظلم میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ نہ ہم علم سے کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ جن چیزوں سے ناواقف ہیں ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور نہ کسی مصیبت کا اس وقت تک احساس کرتے ہیں جب تک وہ نازل نہ ہو جائے۔

لوگ اس زمانہ میں چار طرح کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جنہیں روئے زمین پر فساد کرنے سے صرف ان کے نفس کی کمزوری اور ان کے اسلحہ کے دھار کی کمزوری اور ان کے اسباب کی کمی نے روک رکھا ہے۔

بعض وہ ہیں جو تلوار کھینچے ہوئے اپنے شتر کا اعلان کر رہے ہیں اور اپنے سوار و پیادہ کو جمع کر رہے ہیں۔ اپنے نفس کو مال دنیا کے حصول اور لشکر کی قیادت یا منبر کی بلندی پر عروج کے لئے وقف کر دیا ہے اور اپنے دین کو برباد کر دیا ہے اور یہ بدترین تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت بنا دو یا آخرت کا بدلہ قرار دے دو۔

بعض وہ ہیں جو دنیا کو آخرت کے اعمال کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کو دنیا کے ذریعہ نہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے نگاہوں کو نیچا بنا لیا ہے۔ قدم ناپ ناپ کر رکھتے ہیں۔ دامن کو سمیٹ لیا ہے اور اپنے نفس کو گویا امانتداری کے لئے آراستہ کر لیا ہے اور پروردگار کی پردہ داری کو مصیبت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔

بعض وہ ہیں جنہیں حصول اقتدار سے نفس کی کمزوری اور اسباب کی نابود ہونے کا دور رکھا ہے اور جب حالات نے سازگاری کا سہارا نہیں دیا تو اسی کا نام قناعت رکھ لیا ہے۔ یہ لوگ اہل زہد کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں جب کہ ان کی شام زہد ادا ہے اور نہ صبح۔

(پانچویں قسم)۔ اس کے بعد کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کی نگاہوں کو بارگشت کی یاد نے جھکا دیا ہے اور ان کے آنسوؤں کو خون محشر نے جاری کر دیا ہے۔ ان میں بعض آوارہ وطن اور دور افتادہ ہیں اور بعض خوفزدہ اور گوشہ نشین ہیں۔ بعض کی زبانوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور بعض انخلاص کے ساتھ محو دعا ہیں اور درد رسیدہ کی طرح رنجیدہ ہیں۔ انہیں خوف حکام نے گناہی کی منزل تک پہنچا دیا ہے۔

لے انسانی معاشرہ کی کیا سچی تصویر ہے۔ جب چاہیے اپنے گھر۔ اپنے محلہ۔ اپنے شہر۔ اپنے ملک پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ انہی چاروں قسمیں بیک وقت نظر آجائیں گی۔ وہ شریف بھی مل جائیں گے جو صرف حالات کی تنگی کی بنا پر شریف بنے ہوئے ہیں ورنہ بس چل جاتا تو بیوی بچوں پر بھی ظلم کرنے سے باز نہیں آتے۔

وہ تیس بازار بھی مل جائیں گے جن کا کلی شرف فساد فی الارض ہے اور اسی کو اپنی اہمیت و عظمت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں کہ ہم نے بھری محفل میں فلاں کو یہ کہہ دیا اور فلاں اخبار میں فلاں کے خلاف یہ مضمون لکھ دیا یا عدالت میں یہ فرضی مقدمہ دائر کر دیا۔

وہ مقدس بھی مل جائیں گے جن کا تقدس ہی ان کے فسق و فجور کا ذریعہ ہے۔ دعا تعویذ کے نام پر نامحرموں سے خلوت اختیار کرتے ہیں اور اولیاء اللہ سے قریب تر بننے کے لئے اپنے سے قریب تر بناتے ہیں۔ چادریں اوڑھا کر دعائیں منگواتے ہیں اور تنہائی میں بلا کر جادو اتارتے ہیں۔

وہ فاقہ مست بھی مل جائیں گے جنہیں حالات کی مجبوری نے قناعت پر آمادہ کر دیا ہے ورنہ ان کی صحیح حالت کا اندازہ دوسروں کے دسترخوانوں پر بخوبی لگا یا جاسکتا ہے۔

تلاش ہے انسانیت کو اس پانچویں قسم کی جو سولے پنجتن پاک کے اور کسی کے آستانہ پر نظر نہیں آتی ہے۔ کاش دنیا کو اب بھی ہوش آجائے۔

الْشَّقِيَّةُ، وَشَمَلَتْهُمْ الدَّلَّةُ، فَهُمْ فِي بَحْرِ أَجَاجٍ، أَفْوَاضُهُمْ ضَامِرَةٌ، وَقُلُوبُهُمْ قَرَحَةٌ، قَدْ وَعَظُوا حَتَّى مَلُّوا، وَفُهِرُوا حَتَّى ذَلُّوا، وَقَتَلُوا حَتَّى قَلُّوا، لَهُ

الترهيب في الدنيا

فَلْتَكُنِ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِكُمْ أَضْعَفَ مِنْ حُتَالَةِ الْقَرْظِ، وَقَرَضَةِ الْجَلْمِ، وَأَنْعَظُوا بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَبْلَ أَنْ يَنْعَظَ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَأَرْفُضُوهَا ذَمِيمَةً، فَإِنَّهَا قَدْ رَفَضَتْ مَنْ كَانَ أَشَقَفَ بِهَا مِنْكُمْ

قال الشريف - رضي الله عنه - أقول: هذه الخطبة ربما نسبها من لا علم له إلى معاوية، وهي من كلام أمير المؤمنين (عليه السلام) الذي لا يشك فيه، وأين الذهب من الزغام! وأين العذب من الأجاج! وقد دل على ذلك الدليل الخريت ونقده السائد البصير عمرو بن بحر الجاحظ؛ فإنه ذكر هذه الخطبة في كتاب (البيان والتبيين) وذكر من نسبها إلى معاوية، ثم تكلم من بعدها بكلام في معناها، جملته أنه قال: وهذا الكلام بكلام علي (عليه السلام) أشبه، وبمذهبه في تصنيف الناس، وفي الإخبار عما هم عليه من الفهر والإذلال، ومن الثقة والخوف، أبق. قال: ومتى وجدنا معاوية في حال من الأحوال يسلك في كلامه مسلك الزهاد، ومذاهب العباد!

۲۲

و من خطبة له (عليه السلام)

عند خروجه لقتال أهل البصرة، وفيها حكمة مبعث الرسل، ثم يذكر فضله ويذم الخارجين قال عبدالله بن عباس - رضي الله عنه - دخلت على أمير المؤمنين (عليه السلام) بذي قار وهو يخصيف نعله، فقال لي: ما قيمة هذا النعل؟ فقلت: لا قيمة لها! فقال (عليه السلام): والله ليس لي أحب إلي من إمرئكم، إلا أن أقسم حقاً، أو أدفع باطلاً، ثم خرج فخطب الناس فقال:

حكمة بعثة النبي (عليه السلام)

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ يَفْقَهُ كِتَابًا، وَلَا يَدْعِي نُبُوَّةً، فَسَاقَ النَّاسَ حَتَّى بَوَّأَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ، وَبَلَّغَهُمْ مَنَاجِلَهُمْ، فَاسْتَقَامَتْ قَلْبَانُهُمْ، وَأَطَاعَتْ صِفَاتُهُمْ

تقیہ - حالات کو چھپا کر ظلم سے تنگ کرنا
اجاج - کھار

ضامرہ - ساکن

قرحہ - زخمی

حٹالہ - چھلکا

قرظ - لیکر کا پتہ

جلم - وہ تہنجی جس سے اون کا جاننا

رغام - مٹی یا ریت

خریت - ماہر اور تجربہ کار

خصف نعل - جوتیاں ہانکنا

قناة - نیزہ - اس کی استقامت

کی سازگاری کا اشارہ ہے

۱) اللہ والوں کی زندگی کا عجیب

غریب نقشہ ہے جس کا مشاہدہ ہر

دور اور ہر علاقہ میں کیا جاسکتا ہے

کر ان کی زندگی کے حسبِ میل و مشورت

کسی نہ کسی شکل میں ضرور سامنے

آتے ہیں -

۱ - مخالف انھیں گناہم بنا دیتے ہیں

۲ - اہل اقتدار انھیں ذلیل و کمزور

قرار دیتے ہیں -

۳ - ان کی زندگی گویا کھارے پانی کے

سمندر میں ہوتی ہے کہ اپنے ماحول

سے اپنی تشنگی کا بھی علاج نہیں

کر سکتے ہیں - (۴ - ان کی زبانوں پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے - ۵ - ان کے دل شریعت کی بربادی دیکھ کر زخمی ہو جاتے ہیں -

۶ - ان کی نصیحت اس قدر نظر انداز کی جاتی ہے کہ گویا لوگ اکت جاتے ہیں - ۷ - انھیں اس قدر دبا یا جائے کہ لوگوں کی نگاہوں سے گرجاتے ہیں -

۸ - انھیں اس قدر مارا جاتا ہے کہ ان کی تعداد کم ہو جاتی ہے ایسے حالات میں صاحبانِ عقل و شعور کو واقعتاً عبرت حاصل کرنا چاہئے اور اس دنیا

سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہئے جس کا برتاؤ نیک بندوں کے ساتھ اس قسم کا رہا ہو لیکن یہ دیدہ عبرت نگاہ "کہاں ہے؟"

مصادر خطبہ ۲۳ ارشاد مفید ص ۱۵۴، انحصار ص ۱۵۴

اور بچا کر گئے انھیں گھیر لیا ہے۔ گویا وہ ایک کھائے سمندر کے اندر زندگی گزار رہے ہیں جہاں منہ بند ہیں اور دل زخمی ہیں۔ انھوں نے اس قدر غلط کیلئے کہ تھک گئے ہیں اور وہ اس قدر دبا گئے ہیں کہ بالآخر دب گئے ہیں اور اس قدر مائے گئے ہیں کہ ان کی تعداد بھی کم ہو گئی ہے۔ لہذا اب دنیا کو تمھاری نگاہوں میں کیلئے کھلکوں اور اُن کے ریزوں سے بھی زیادہ پست ہونا چاہیے اور اپنے پہلے والوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے قبل اس کے کہ بعد والے تمھارے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ اس دنیا کو نظر انداز کر دو۔ یہ بہت ذلیل ہے یہ ان کے کام نہیں آئی ہے جو تم سے زیادہ اس سے دل لگانے والے تھے۔

سید رضیؒ۔ بعض ممالک اس خطبہ کو معاویہ کی طرف منسوب کر دیا ہے جبکہ بلاشبک یہ امیر المؤمنین کا کلام ہے اور بھلا کہاں خطبے سونے اور مٹی میں اور شیر اور شوریس؟ اس حقیقت کی نشاندہی فن بلاغت کے ماہر اور بابائیت تنقیدی نظر رکھنے والے عالم عربوں بحر الجاحظ نے بھی کی ہے جب اس خطبہ کو البیان والتبیین میں نقل کرنے کے بعد یہ تبصرہ کیا ہے کہ بعض لوگوں نے اسے معاویہ کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ یہ حضرت علی علیہ السلام کے انداز بیان سے زیادہ ملتا جلتا ہے کہ آپ ہی اس طرح لوگوں کے اقام، مذائب اور قہر و ذلت اور تقیہ و خوف کا تذکرہ کیا کرتے تھے درنہ معاویہ کو کب اپنی گفتگو میں زہدوں کا انداز یا عابدوں کا طریقہ اختیار کرتے دیکھا گیا ہے۔

۳۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(اہل بصرہ سے جہاد کے لئے نکلنے وقت جس میں آپ نے رسولوں کی بعثت کی حکمت اور پھر اپنی فیصلت اور خوارج کی ردیلت کا ذکر کیا ہے۔) عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ میں مقام ذی قار میں امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ اپنی نعلین کی مرمت کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ابن عباس! ان جوتیوں کی کیا قیمت ہے؟ میں نے عرض کی کچھ نہیں! فرمایا کہ خدا کی قسم یہ مجھے تمھاری حکومت سے زیادہ عزیز ہیں مگر یہ حکومت کے ذریعہ میں کسی حق کو قائم کر سکوں یا کسی باطل کو دفع کر سکوں۔ اس کے بعد لوگوں کے درمیان آکر یہ خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ نے حضرت محمدؐ کو اس وقت مبعوث کیا جب عربوں میں کوئی نہ آسمانی کتاب پڑھنا جانتا تھا اور نہ نبوت کا دعویٰ کرتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو کھینچ کر ان کے مقام تک پہنچایا اور انھیں منزلِ نجات سے آشنا بنا دیا یہاں تک کہ ان کی کجی درست ہو گئی اور ان کے حالات استوار ہو گئے۔

امیر المؤمنینؑ کے زیر نظر خطبہ کی فصاحت و بلاغت اپنے مقام پر ہے۔ آپ کا یہ ایک کلمہ ہی آپ کی زندگی اور آپ کے نظریات کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے جو صیبت کے ساتھ اس صورت حال کو نگاہ میں رکھنے کے بعد کہ آپ جنگ جمل کے موقع پر بصرہ کی طرف جا رہے تھے اور حضرت عائشہؓ آپ کے خلاف جنگ کی آگ اس پر دیکھ کر بصرہ کے ساتھ بھڑکار رہی تھیں کہ آپ نے حکومت و اقتدار کی لالچ میں عثمان کو قتل کر دیا ہے اور تختِ خلافت پر قابض ہو گئے ہیں۔ ضرورت تھی کہ آپ تختِ حکومت کے بارے میں اپنے نظریات کا اعلان کر دیتے۔ لیکن یہ کام خطبہ کی شکل میں ہوتا تو اس کی علمی شکل کا سمجھنا انسان کے بس کا کام نہیں تھا لہذا قدرت نے ایک غیبی ذریعہ فراہم کر دیا جہاں آپ اپنی جوتیوں کی مرمت کر رہے تھے اور ابن عباس سامنے آ گئے۔ صورت حال نے پہلے تو اس امر کی وضاحت کی کہ آپ تختِ خلافت پر قابض ہونے کے بعد بھی ایسی زندگی گزار رہے تھے کہ آپ پاس صحیح و سالم جوتیاں بھی نہیں تھیں اور پھر شکستہ اور بوسیدہ جوتیوں کی مرمت بھی کسی صحابی یا ملازم سے نہیں کراتے تھے بلکہ یہ کام بھی خود ہی انجام دیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو حکومت کی کیا طمع ہو سکتی ہے اور اسے حکومت سے کیا سکون و آرام مل سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے دو بنیادی نکات کا اعلان فرمایا:

۱۔ میری نگاہ میں حکومت کی قیمت جوتیوں کے برابر بھی نہیں ہے کہ جوتیاں تو کم سے کم میرے قدموں میں رہتی ہیں اور تختِ حکومت تو ظالموں اور بے ایمانوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ میری نگاہ میں حکومت کا مصرف صرف حق کا قیام اور باطل کا ازالہ ہے درنہ اس کے بغیر حکومت کا کوئی جواز نہیں ہے۔

فضل علیہ

أَمَّا وَاللَّهِ إِن كُنْتُ لَبِي سَاقَتَهَا حَتَّى تَوَلَّيْتُ بِحَذَا فِيهَا: مَا
عَجَزْتُ «صَعُفْتُ» وَلَا جَسِئْتُ (وَهَنْتُ)، وَإِنْ مَسِيرِي هَذَا لِمِثْلِهَا،
فَلَا تُقْبَلُ (فَلَا تَقْبَلُ) الْبَاطِلَ حَتَّى تَخْرُجَ الْحَقُّ مِنْ جَنِبِهِ.

توبيخ الخارجی علیہ

مَالِي وَإِلْقَائِي! وَاللَّهِ لَمَقَدْ قَاتَلْتَهُمْ كَافِرِينَ: وَلَقَدْ قَاتَلْتَهُمْ
مَقْتُونِينَ، وَإِنِّي لَصَاحِبُهُمْ بِالْأُنْثَى، كَمَا أَنَا صَاحِبُهُمُ الْيَوْمَ! وَاللَّهِ
مَا تَنْقِمُ مِنِّي قَرِيشٌ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَخْتَارَنَا عَلَيْهِمْ، فَأَدْخَلْنَاهُمْ
فِي حَيْرِنَا، فَكَانُوا كَمَا قَالَ الْأَوَّلُ:

أَدْمَتْ لَعْنَتِي شُرْبَكَ الْمَحْضَ صَاحِبًا وَأَكْمَلَكَ بِالزُّبْدِ الْمَقْشَرَةَ الْبُجْرَا
وَنَحْنُ وَهَبْنَاكَ الْعَلَاءَ وَلَمْ تَكُنْ عَلَيْنَا، وَحُطْنَا حَوْلَكَ الْجُرْدَ وَالسُّمْرَا

۲۴

و من خطبة له

في استنفار الناس إلى أهل الشام بعد فراغه من أمر الخوارج،

وفيها يتأفف بالناس، وينصح لهم بطريق السداد

أَفْ لَكُمْ! لَقَدْ سَنَيْتُ عِتَابَكُمْ! أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ عِوَضًا؟
وَبِالذَّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلْفًا؟ إِذَا دَعَوْتُكُمْ إِلَى جِهَادٍ عَدُوَّكُمْ دَارَتْ أَعْيُنُكُمْ،
كَأَنَّكُمْ مِنَ الْمَوْتِ فِي غَمْرَةٍ، وَمِنَ الذُّهُولِ فِي سَكْرَةٍ يُزْجَعُ عَلَيْكُمْ خَوَارِي
فَتَقْمَهُونَ، وَكَأَنَّ قُلُوبَكُمْ مَالُوسَةٌ، فَأَنْتُمْ لَا تَعْقِلُونَ. مَا أَنْتُمْ لِي بِشِقَّةٍ
سَجِيسٍ اللَّيَالِي، وَمَا أَنْتُمْ بِرُكْنٍ يَمَالُ بِكُمْ، وَلَا زَوَاقِرٍ عِزٌّ يُفْتَقَرُ إِلَيْكُمْ.
مَا أَنْتُمْ إِلَّا كَيَالٍ ضَلَّ رُعَاتُهَا، فَكُلَّمَا جَمَعَتْ (اجْتَمَعَتْ) مِنْ جَانِبٍ انْتَشَرَتْ
مِنْ آخَرٍ، لَيْسَ - لَسَعْرُ اللَّهِ - سَعْرُ نَارِ الْحَزْبِ أَنْتُمْ! تُكَادُونَ وَلَا تُكِيدُونَ،
وَتُسْتَقْصَى أَطْرَافُكُمْ فَلَا تَقْبَعُونَ، لَا يُنَامُ عَنْكُمْ وَأَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ.

ساقہ - فوج کا وہ آخری حصہ جو انگلی سے کو
حذاقیر - کل کا کل آگے بڑھتا ہے

نقب - سوراخ کرنا

دوران الامین - خوف آنکھیں پھرانا

غمزہ - پردہ - شدت اختصار

رجح - جبرک دینا

خوار - گھٹنگو

تقمہون - اندھے ہو گئے ہو

مالوسہ - دیوانگی کا مارا ہوا

زافر - عمارت کا رکن اور ستون قبیلہ

سعر - آگ بھڑکانا

⑤ غور کیا جائے تو صدر اسلام سے

لے کر جنگ جمل و صفین تک کے حالات

میں صرف اس قدر فرق ہوا ہے کہ

ابتداء میں کفر و اسلام اور حق و باطل

بالکل الگ الگ تھے اور کوئی کسی کے

زیر سایہ یا زیر نقاب نہیں تھا اور آج

کفر نے اسلام کا نقاب پہن لیا ہے

اور حق باطل کے نیچے دبا دیا گیا ہے۔

امیر المومنین اسی نکتہ کی طرف

اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ میرے لئے

ان حالات کا مقابلہ کوئی مشکل کام نہیں

ہے۔ میں روز اول سے رسول اکرم

کے ساتھ انقلابی تحریک میں شامل

رہ چکا ہوں۔ میرے کردار میں مذکور یہ ہے اور نہ بزدلی۔ میں باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں اور آج کے گمراہ درحقیقت
کل کے کفار ہی ہیں جنہوں نے اسلام کا رخ اختیار کر لیا ہے اور ان کے دلوں میں یہ بغض بیٹھا ہوا ہے کہ انہیں ہمارے زیر اثر مسلمان
زندگی گزارنا پڑ رہی ہے۔

مصاد خطبہ ۳۳ تاریخ طبری ۶۱ - ۳۸۶ ، الامامۃ والسیاسہ ابن قتیبہ ۱۵۰ ، انساب الاشراف بلاذری ص ۳۸ ، المجالس مفیدہ ص ۷۹ ،
مذکرہ ابن الجوزی ص ۱ ، اختصاص مفیدہ ص ۱۵۳

اٹکا ہو جاؤ کہ بخدا قسم میں اس صورت حال کے تبدیل کرنے والوں میں شامل تھا یہاں تک کہ حالات مکمل طور پر تبدیل ہو گئے اور میں نہ کر رہا ہوا اور نہ خوفزدہ ہوا اور آج بھی میرا یہ سفر ویسے ہی مقاصد کے لئے ہے۔ میں باطل کے شکم کو چاک کر کے اس کے پہلو سے وہ حق نکال لوں گا جسے اس نے مظالم کی تہوں میں چھپا دیا ہے۔

میرا قریش سے کیا تعلق ہے۔ میں نے کل ان سے کفر کی بنا پر جہاد کیا تھا اور آج فتنہ اور گمراہی کی بنا پر جہاد کر رہا ہوں گا۔ میں ان کا بار بار مقابل ہوں اور آج بھی ان کے مقابلہ پر تیار ہوں۔ خدا کی قسم قریش کو ہم سے کوئی عداوت نہیں ہے مگر یہ کہ پروردگار نے ہمیں منتخب قرار دیا ہے اور ہم نے ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنا چاہا تو وہ ان اشعار کے مصداق ہو گئے:

ہماری جاں کی قسم یہ شراب نابِ صباح یہ چرب چرب غذائیں ہمارا صدقہ ہیں
ہمیں نے تم کو یہ ساری بلندیاں دی ہیں دو گرنہ تیغ و سناں بس ہمارا حصہ ہیں

۳۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں خوارج کے قصہ کے بعد لوگوں کو اہل شام سے جہاد کے لئے آمادہ کیا گیا ہے اور ان کے حالات پر انہیں براہِ فہم کا اظہار کرتے ہوئے انھیں نصیحت کی گئی ہے)

حیف ہے تھکے مال پر۔ میں تمہیں ملائت کہتے کرتے تھک گیا۔ کیا تم لوگ واقعتاً آخرت کے عوض دنیا کا پیڑا براہِ راضی ہو گئے ہو اور تم نے عزت کو عزت کا بدلہ کچھ لیا ہے؟ کہ جب میں تمہیں دشمن سے جہاد کی دعوت دیتا ہوں تو تم آنکھیں پھرنے لگتے ہو جیسے موت کی پیہوشی طاری ہو اور غفلت کے نشہ میں مبتلا ہو۔ تم پر جیسے میری گفتگو کے دروازے بند ہو گئے ہیں کہ تم گمراہ ہوتے جا رہے ہو اور تمہارے دلوں پر دیوانگی کا اثر ہو گیا ہے کہ تمہاری سمجھ ہی میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔ تم کبھی میرے لئے قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتے ہو اور نہ ایسا ستون ہو جس پر بھروسہ کیا جاسکے اور نہ عزت کے وسائل ہو جس کی ضرورت محسوس کی جاسکے تم تو ان اذیتوں جیسے ہوجن کے چرواہے کہ ہو جائیں کہ جب ایک طرف سے جمع کئے جلتے ہیں تو دوسری طرف سے بھڑک جاتے ہیں۔

خدا کی قسم۔ تم بدترین افراد ہو جن کے ذریعہ آتشِ جنگ کو بھڑکایا جاسکے۔ تمہارے ساتھ مل کر کیا جاسکتا ہے اور تم کوئی تہذیب بھی نہیں کرتے ہو۔ تمہارے علاقے کم ہوتے جا رہے ہیں اور تمہیں غصہ بھی نہیں آتا ہے۔ دشمن تمہاری طرف سے غافل نہیں ہے مگر تم غفلت کی نیند سو رہے ہو۔

لے اس مقام پر یہ خیال نہ کیا جائے کہ ایسے اندازِ گفتگو سے عوامِ اناس میں مزید بغوت پیدا ہو جاتی ہے اور ان میں کام کرنے کا جذبہ بالکل مُردہ ہو جاتا ہے اور اگر واقعتاً امام علیہ السلام اسی قدر عاجز آ گئے تھے تو پھر بار بار دہرنے کی کیا ضرورت تھی۔ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہوتا۔ جو انجام ہونے والا تھا ہو جاتا اور بالآخر لوگ اپنے کیفر کو دار کو پہنچ جاتے۔

اس لئے کہ یہ ایک جذباتی شورہ تو ہو سکتا ہے منطقی گفتگو نہیں ہو سکتی ہے۔ اکتاہٹ اور ناراضگی ایک فطری ردِ عمل ہے جو امر بالمعروف کی منزل میں فریضہ بھی بن جاتا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی اتمامِ حجت کا فریضہ بہر حال باقی رہ جاتا ہے۔ پھر امام کی نگاہیں اس مستقبل کو بھی دیکھ رہی تھیں جہاں مسلسل ہدایات کے پیش نظر چند افراد ضرور پیدا ہو جاتے ہیں اور اس وقت بھی پیدا ہو گئے تھے یہ اور بات ہے کہ خداوندِ قدر نے ساتھ نہیں دیا اور جہاد مکمل نہیں ہو سکا۔

اس کے علاوہ یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ اگر امیر المؤمنین نے سکوت اختیار کر لیا ہوتا تو دشمن اسے رضامندی اور بیعت کی علامت بنا لیتے اور مخلصین اپنی کوتاہی عمل کا بہانہ قرار دے لیتے اور اسلام کی روح عمل اور تحریک دینداری مُردہ ہو کر رہ جاتی۔!

سَاهُونَ، غُلِبَ وَاللَّهُ الْمُسْتَخَذُونَ، وَ أَيْمَنَ اللَّهُ إِنِّي لَأَظُنُّ بِكُمْ أَنَّ لَوْ حَمَسَ (حمس)
الْوَعَى، وَ اسْتَحَرَّ الْمَوْتُ، قَدْ اسْتَفْرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنْفِرَاجِ الرَّأْسِ
وَاللَّهُ إِنَّا نَسْرَأُ يَكُنْ عَدُوٌّ مِنْ تَنْفِيدِ يَغْرُقُ لَحْنَهُ، وَ يَنْشِمُ عَظْمَهُ، وَ يَغْرِي
جِلْدَهُ، لَعَظِيمٌ عَجْزُهُ، ضَعِيفٌ مَا ضَمَّتْ عَلَيْهِ جَوَانِحُ صَدْرِهِ، أَنْتَ فَكُنْ ذَلِكَ إِنْ
شِئْتَ، فَأَنَا أَنَا فَوَاللَّهِ دُونَ أَنْ أُعْطِيَ ذَلِكَ ضَرْبٌ بِالشَّرَفِ تَطِيرُ بِهِ فَرَّاشُ
الْهَامِ، وَ تَطِيحُ السَّوَاعِدُ وَ الْأَقْدَامُ، وَ يَفْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ ذَلِكَ مَا يَشَاءُ.

طريق السداد

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي لِي عَلَيْكُمْ حَقًّا، وَلَكُمْ عَلَيَّ حَقٌّ، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَيَّ
فَسَالْتَصِيعَةُ لَكُمْ، وَ تَوْفِيرُ قَسِيَّتِكُمْ عَلَيْنَا، وَ تَعْلِيمُكُمْ كَيْلًا تَجْهَلُوا،
وَ تَأْدِيبُكُمْ كَيْفًا تَعْلَمُوا، وَأَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ فَالْوَقَاءُ بِالْبَيْعَةِ،
وَالنَّصِيحَةُ فِي الْمَشْهَدِ وَالْمَنْفِيِّ، وَالْإِجَابَةُ جِئْنِ أَدْعَاؤَكُمْ، وَالطَّاعَةُ
جِئْنِ أَمْرَكُمْ.

۳۵

و من خطبة له (علیہ السلام)

بعد التحکیم و ما بلغه من أمر الحکیم

و فیہا حمد لله علی بلائہ، ثم بیان سبب البلوی

الحمد علی البلاء.

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ إِنِّي أَتَى الدَّفْعُ بِالْحَطْبِ الْقَادِحِ، وَ الْحَدَثِ الْجَلِيلِ.
وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَسْتُ مَعَهُ إِلَهٌ غَيْرُهُ،
وَ أَنْ مُحْتَدَأُ عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

ہے کہ جب سپاہی مارنے لگتا ہے اور دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے تو خود کشی کر کے اپنے کو اس ذلت سے بچا لیتا ہے اور دشمن کے قبضہ میں جانے کو گوارا نہیں کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ عمل عقلی اور شرعی اعتبار سے صحیح نہیں ہے لیکن بہر حال اسے تقاضائے غیرت و شہادت تصور کیا جاتا ہے اور ایسے لوگ ان لوگوں سے بہر حال بہتر ہوتے ہیں جو جہاد کے میدان کو نظر انداز کر کے ہر طرح کی ذلت اور رسوائی کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔

مصادر خطبہ ۳۵، انساب الاشراف بلاذری ص ۳۶۵، تاریخ طبری ۶ ص ۴۳، الامت و السیاسة ص ۱۱۹، کتاب صفین نصر بن فزاحم تذکرۃ الخوارج ص ۱۱۰، افغانی ابو الفرج اصفہانی ۹ ص ۵۵، مروج الذهب مسعودی ۲ ص ۴۱۲، کامل ابن اثیر ۲ ص ۱۴۱، البدایہ و النہایہ ۲ ص ۲۳۸، مجمع الاشغال میدانی ۲ ص ۲۳۸

حسن و غمی - شدت جنگ
استمر الموت - موت کی گرم بازواری
یعرق لحمہ - گردش یوں کھایا جائے
کہ پڑی پر کچھ نہ رہ جائے
انفراج الراس - یعنی دوبارہ جوڑنے
کا اسکان بھی نہ رہ جائے
فری - محوٹے محوٹے کر دینا
جوانح - سپلیاں
مشرقیہ - مقام شارق کی تلواریں
فرش الہام - سر کی باریک ہڈیاں
فی - مال بیت المال
خطب قادیح - سنگین حادثہ
حدث - حادثہ

۱) تاکہ شدت خطبات میں آپ نے اپنے خدمات کو سرکارِ دو عالم کے ساتھ شامل کیا تھا تو انجام بھی دونوں خدمات کا ایک جیسا ہی ہوا جس طرح احد کے میدان میں سرکار کے اصحاب تنہا چھوڑ کر روانہ ہو گئے تھے اور کسی کو روک کر دیکھنے کی فرصت نہ تھی۔ اس طرح آپ کے ساتھ اہل کوفہ کا ہوتاؤر ہا کر عین میدان جنگ میں معاون کے مکارانہ طور پر پنزروں پر قرآن بلند کرنے کے غریب میں آگئے اور آپ کے قول پر اعتماد نہ کیا بلکہ آپ کو دشمن کے حوالے کر دینے کا منصوبہ بنایا۔
ظاہر ہے کہ جو قوم اس قدر احمق اور ذلیل ہو اس کا حصہ ناکامی اور رسوائی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔
۲) یہ عیاشی کی بدترین مثال ہے جس کی نظیر عالمِ کفر والی دیر بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ عالمِ اسلام کا کیا ذکر ہے۔
آج کفر کی دنیا میں بھی یہ دیکھا جاتا

خدا کی قسم سستی برتنے والے ہمیشہ مغلوب ہو جاتے ہیں اور بخدا میں تمہارے بارے میں یہی خیال رکھتا ہوں کہ اگر جنگ نے زور پکڑ لیا اور موت کا بازار گرم ہو گیا تو تم فرزند المطلب سے یوں ہی الگ ہو جاؤ گے جس طرح جسم سے سر الگ ہو جاتا ہے۔^(۱۷)
خدا کی قسم اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو اتنا قابو دے دیتا ہے کہ وہ اس کا گوشت اُتار لے اور ہڈی توڑ ڈالے اور کھال کے ٹکڑے ٹکڑے کرے تو ایسا شخص عاجزی کی آخری سرحد پر ہے اور اس کا وہ دل انتہائی کمزور ہے جو اس کے پہلوؤں کے درمیان ہے۔^(۱۸) تم جاہلو تو ایسے ہی ہو جاؤ لیکن میں خدا گواہ ہے کہ اس فوج کے آنے سے پہلے وہ تلوار چلاؤں گا کہ کھوپڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑتی دکھائی دیں گی اور ہاتھ پیرکٹ کر گرتے نظر آئیں گے۔ اس کے بعد خدا جو چاہے گا وہ کرے گا۔

ایہا الناس! یقیناً ایک حق میرا تھا جسے ذمہ ہے اور ایک حق تمہارا میرے ذمہ ہے۔ تمہارا حق میرے ذمہ ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں اور بیت المال کا مال تمہارے حوالے کروں اور تمہیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہ جاؤ اور ادب سکھاؤں تاکہ باعمل ہو جاؤ۔ اور میرا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ بیعت کا حق ادا کرو اور حاضر و غائب ہر حال میں خیر خواہ رہو۔ جب پکاروں تو لٹیک کہو اور جب حکم دوں تو اطاعت کرو۔

۳۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب حکیم کے بعد اس کے نتیجہ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے حمد و ثناء الہی کے بعد اس بلا کا سبب بیان فرمایا)
ہر حال میں خدا کا شکر ہے چاہے زمانہ کوئی بڑی مصیبت کیوں نہ لے آئے اور حادثات کتنے ہی عظیم کیوں نہ ہو جائیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں (خدا کی رحمت ان پر اور ان کی آل پر)

لے یہ دیانتداری اور ایمانداری کی عظیم ترین مثال ہے کہ کائنات کا امیر۔ مسلمانوں کا حاکم۔ اسلام کا ذمہ دار قوم کے سامنے کھڑے ہو کر اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے کہ جس طرح میرا حق تمہارے ذمہ ہے اسی طرح تمہارا حق میرے ذمہ بھی ہے۔ اسلام میں حاکم حقوق العباد سے بلند تر نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے قانون الہی کے مقابلہ میں مطلق العنان قرار دیا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد دوسری احتیاط یہ ہے کہ پہلے عوام کے حقوق کو ادا کرنے کا ذکر کیا۔ اس کے بعد اپنے حقوق کا مطالبہ کیا اور حقوق کے بیان میں بھی عوام کے حقوق کو اپنے حق کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت دی۔ اپنا حق صرف یہ ہے کہ قوم مخلص رہے اور بیعت کا حق ادا کرتی رہے اور احکام کی اطاعت کرتی رہے جب کہ یہ کسی حاکم کے امتیازی حقوق نہیں ہیں بلکہ مذہب کے بنیادی فرائض ہیں۔ اخلاص و نصیحت ہر شخص کا بنیادی فریضہ ہے۔ بیعت کی پابندی معاہدہ کی پابندی اور تقاضائے انسانیت ہے۔ احکام کی اطاعت احکام الہی کی اطاعت ہے اور یہی عین تقاضائے اسلام ہے۔

اس کے برخلاف اپنے اوپر جن حقوق کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسلام کے بنیادی فرائض میں شامل نہیں ہیں بلکہ ایک حاکم کی ذمہ داری کے شعبہ ہیں کہ وہ لوگوں کو تعلیم دے کہ ان کی چھالت کا علاج کرے اور انہیں مذہب بنا کر عمل کی دعوت دے اور پھر برابر نصیحت کرتا رہے اور کسی آنے والے کے مصالح و منافع سے غافل نہ ہونے پائے۔ !

سبب البلوی

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مَعْصِيَةَ الشَّاهِدِ الشَّافِعِ الْعَالِمِ الْمُعَرَّبِ تُورِثُ
الْحُسْرَةَ، وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ. وَقَدْ كُنْتُ أَمْرُكُمْ فِي هَذِهِ الْحُكُومَةِ
أَمْرِي، وَتَخَلُّتُ لَكُمْ تَحْزُونٌ رَأْسِي، لَوْ كَانَ لِي طَاعٌ لِقَصْرِ أَمْرِي
فَأَتَيْتُمْ عَلَيَّ إِسَاءَ الْخَالِفِينَ الْجَوَاءِ، وَالْمُسَابِغِينَ الْقَصَاةِ،
حَتَّى أَرْتَابَ الشَّاهِدَ بِضُجْعِهِ، وَضَنُّ الرُّؤُودِ بِقَدْحِهِ، فَكُنْتُ أُنَا
وَأَيْسَاكُمْ كَمَا قَالَ أَخُوهُوَازِنُ:
أَمْرُكُمْ أَمْرِي يُنْعَرِجُ اللَّوْى

فَلَمْ تَسْتَبِيحُوا النَّصْحَ (الزُّشْد) إِلَّا ضَحَى الْقَدِ

۲۶

و من خطبة له

في تخويف أهل النهروان

فَلَا نَأْذِيرُكُمْ أَنْ تُضِيحُوا صَرْعَى بِأَتَاءِ هَذَا
النَّهْرِ، وَبِأَهْضَامِ هَذَا الْقَانِطِ، عَلَى غَيْرِ بَيِّنَةٍ مِنْ
رَبِّكُمْ وَلَا سُلْطَانٍ مُبِينٍ مَعَكُمْ: قَدْ طَوَّحْتُ بِكُمْ الدَّارَ،
وَأَخَذْتُ بِكُمْ الْفِتْنَةَ، وَقَدْ كُنْتُ تَهَيُّكُمْ عَنْ هَذِهِ
الْحُكُومَةِ فَأَتَيْتُمْ عَلَيَّ إِسَاءَ الْمُسَابِغِينَ (الْخَالِفِينَ)،
حَتَّى صَرَفْتُ رَأْسِي إِلَى هَوَاكُمُ، وَأَنْتُمْ مَعَايِيرُ
أَخْلَاءِ الْهَوَا، سَفَهَاءُ الْأَخْلَامِ؛ وَلَمْ آتِ - لَا أَبَاكُمْ -
بُخْرًا، وَلَا أَرَدْتُ لَكُمْ ضَرًّا.

۱) واقعہ ہے کہ جزیہ کے فرائز و جزیہ
نے جزیہ کے حاکم عربین طرف سے قتل کر دیا
تو اس کی بیٹی جزیہ کی حاکم ہو گئی اور
اس نے باپ کے انتقام کے بارے میں
ایک نئی تدبیر سوچی کہ جزیہ کو پیام دیدیا
کہ میں تمہارا حکومت نہیں چلا سکتی۔ آپ
مجھ سے عقد کر لیں کہ دونوں مل کر حکومت
کو چلائیں جزیہ نے رشتہ کو منظور کیا اور
جزیہ جانے کی تیاری میں لگ گیا۔ اس کے
غلام تصیر نے بھیجا کہ اس میں مکاری
کا امکان ہے لیکن جزیہ کی سمجھ میں
نہ آیا اور جب جزیہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا تو
زیادہ کے سپاہیوں نے بخون مار کر
جزیہ کا خاتمہ کر دیا اور تصیر کی زبان پر
بیاضہ یہ فقرہ آگیا۔

۲) اخو ہوازن درید بن حمد شاعر ہے
جس نے اپنے بھائی عبداللہ کے ہمراہ
بنی بکر پر حملہ کیا اور ان کے اونٹ ہٹکا
لایا۔ مقام منعرج اللوی پر راست
گزارنے کا ارادہ کیا تو درید نے منع
کیا کہ یہاں ٹھہرنا مصلحت کے خلاف
ہے لیکن عبداللہ نے قبول نہیں کیا
اور بالآخر راتوں رات قتل کر دیا گیا۔
جس کے بعد درید نے یہ شعر پڑھا جو
اس کے متعدد اشعار کا ایک حصہ
ہے۔

۳) نہروان ایک وادی کا نام ہے
جس کا سلسلہ کوہ کے قریب صحرا اور
حدود سے ملتا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے
واقعہ حکیم کے بعد بغاوت کا اعلان کر دیا
اور یہ کتنا شروع کر دیا کہ علی نے معافی
کے ساتھ اس فیصلہ کو کیوں منظور کیا

جبکہ فیصلہ کرنے کا حق صرف پروردگار کو ہے اور اس کے بعد اپنے سربراہ حرقص بن زبیر معدنی (ذوالشہداء) کی قیادت میں جنگ کے لئے تیار
ہو گئے اور بالآخر فنا ہو گئے۔ اس فقرہ کو علاقہ کے اعتبار سے حروریہ اور بعل کے اعتبار سے خوارج کہا جاتا ہے کہ انھوں نے امام وقت پر خروج کیا تھا۔

مصادر خطبہ ۱۲۱، الموفقیات زبیر بن بکار ص ۳۵، تاریخ طبری ص ۴۸، ۴۹، ۳۲۴۴، الامامۃ والسیاست ابن قتیبہ ص ۱۴، تذکرۃ الخواص ص ۱۱، النہایت
ابن الاثیر ص ۹، مروج الذهب مسعودی ص ۲، انساب الاشراف بلاذری ص ۲، الاخبار الطوال و غیرہ ص ۱۹

اما بعد (یاد رکھو) کہ ناصح شفیق اور عالم تجربہ کار کی نافرمانی ہمیشہ باعث حسرت اور موجب ندامت ہوا کرتی ہے۔ میں نے تمہیں حکیم کے بارے میں اپنی رائے سے باخبر کر دیا تھا اور اپنی قیمتی رائے کا پتہ بیان کر دیا تھا لیکن لے کاش" فقیر کے حکم کی اطاعت کی جاتی۔ تم نے تو میری اس طرح مخالفت کی جس طرح بدترین مخالف اور عہد شکن نافرمان کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نصیحت کرنے والا خود بھی شبہ میں پڑ جائے کہ کس کو نصیحت کر دی اور حقائق نے شعلہ پھڑکانا بند کر دیے۔ اب ہمارا اور تمہارا وہی حال ہوا ہے جو بنی ہوا دن کے شاعر نے کہا تھا:

"میں نے تم کو اپنی بات مقام منورج اللہ میں بتا دی تھی۔ لیکن تم نے اس کی حقیقت کو دوسرے دن کی صبح ہی کو پہچانا"

۳۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(اہل ہروان کو انجام کار سے ڈرنے کے سلسلے میں)

میں تمہیں باخبر کئے دیتا ہوں کہ اس نہر کے موڑوں پر اور اس نشیب کی ہموار زمینوں پر پڑے دکھائی دو گے اور تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے کوئی واضح دلیل اور روشن حجت نہ ہو گی۔ تمہارے گھروں نے تمہیں نکال باہر کر دیا اور قضا و قدر نے تمہیں گرفتار کر لیا۔ میں تمہیں اس حکیم سے منع کر رہا تھا لیکن تم نے عہد شکن دشمنوں کی طرح میری مخالفت کی یہاں تک کہ میں نے اپنی رائے کو چھوڑ کر مجبوراً تمہاری بات کو تسلیم کر لیا مگر تم دماغ کے ہلکے اور عقل کے احمق بن گئے۔ خدا تمہارا برا کرے۔ میں نے تو تمہیں کسی مصیبت میں نہیں ڈالا ہے اور تمہارے لئے کوئی نقصان نہیں چاہا ہے۔

۱۔ صورت حال یہ ہے کہ جنگ صفین کے اختتام کے قریب جب عمرو عاص کے مشورے سے معاویہ نے نیزوں پر قرآن بلند کر دئے اور قوم نے جنگ روکنے کا ارادہ کر لیا تو حضرت نے متنبہ کیا کہ یہ صرف مکاری ہے۔ اس قوم کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن قوم نے اس حد تک اصرار کیا کہ اگر آپ قرآن کے فیصلہ کو نہ مانیں گے تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے یا گرفتار کر کے معاویہ کے حوالے کر دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کے نتائج انتہائی بدتر اور سنگین تھے لہذا آپ نے اپنی رائے سے قطع نظر کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا مگر شرط یہی رکھی کہ فیصلہ کتاب و سنت ہی کے ذریعہ ہو گا۔

معاویہ دفع دفع ہو گیا لیکن فیصلہ کے وقت معاویہ کے نمائندہ عمرو عاص نے حضرت علیؑ کی طرف کے نمائندہ ابوموسیٰ اشعری کو دھوکہ دیا اور اس نے حضرت علیؑ کے معزول کرنے کا اعلان کر دیا جس کے بعد عمرو عاص نے معاویہ کو نامزد کر دیا اور اس کی حکومت مسلم ہو گئی۔

حضرت علیؑ کے نام نہاد اصحاب کو اب اپنی حماقت کا اندازہ ہوا اور شرمندگی کو مٹانے کے لئے الطال الزام لگانا شروع کر دیا کہ آپ نے اس حکیم کو کیوں منظور کیا تھا اور خدا کے علاوہ کسی کو حکم کیوں تسلیم کیا تھا۔ آپ کافر ہو گئے ہیں اور آپ سے جنگ واجب ہے اور یہ کہہ کر مقام حرور اور پر لشکر جمع کرنا شروع کر دیا۔ اُدھر حضرت شام کے مقابلہ کی تیاری کر رہے تھے لیکن جب ان عالموں کی شرارت حد سے لگے بڑھ گئی تو آپ نے ابوالباب انصاری کو فہمائش کے لئے بھیجا۔ ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ بارہ ہزار میں سے اکثریت کو فہم چلی گئی یا غیر جانب دار ہو گئی یا حضرت کے ساتھ آگئی اور صرف دو تین ہزار خوارج رہ گئے جن سے مقابلہ ہوا تو اس قیامت کا ہوا کہ صرف نو آدمی بچے۔ باقی سب فی النار ہو گئے اور حضرت کے لشکر سے صرف آٹھ افراد شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۹ صفر ۳۸ھ کو پیش آیا۔

۳۷

و من کلام له ﴿۳۷﴾

یحییٰ بن جری الخطیبة و فیہ یذکر فضائله ﴿۳۷﴾ قاله بعد وقعة النهروان
فَقُمْتُ بِأَمْرِ جِبْرِائِيلَ قَائِلًا، وَ تَطَلَّعْتُ جِبْنَ تَعْتَوُوا، وَ تَطَلَّعْتُ جِبْنَ تَعْتَوُوا،
(تنبهوا، تقبّعوا)، وَ مَضَيْتُ بِنُورِ اللَّهِ جِبْنَ وَ قَفُوا، وَ كُنْتُ أَخْفَضَهُمْ صَوْتًا،
وَ أَعْلَاهُمْ قَوْتًا، فَطَرْتُ بِمَنَائِمِهَا، وَ أَشْتَدَّتْ بِرَهَائِمِهَا، كَمَا لَجَلُ لَا
تُحَرِّكُهُ الْقَوَاصِفُ، وَ لَا تُزِيلُهُ الْقَوَاصِفُ، أَمْ يَكُنْ لِأَخِي فِي مَهْمَزٍ
وَ لَا لِقَائِلٍ فِي مَغْمَزٍ الدَّلِيلُ عِنْدِي عَزِيزٌ حَتَّى أَخَذَ الْحَقُّ لَهْ،
وَ الْقَوِيُّ عِنْدِي ضَعِيفٌ حَتَّى أَخَذَ الْحَقُّ مِنْهُ، رَضِينَا عَنْ اللَّهِ قَضَاءً،
وَ سَلَّمْنَا لِلَّهِ أَمْرًا، أَتَرَانِي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَ سَلَّمَ؟ وَ اللَّهُ لَا أَلَا أَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ، فَلَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ.
فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي، فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي، وَإِذَا الْمِيتَانِ
فِي عُنُقِي لِيَغْنِيَا عَنِّي

۳۸

و من کلام له ﴿۳۸﴾

و فیہا علة تسمية الشبهة شبهة ثم بیان حال الناس فیہا
وَ إِنَّمَا سُمِّيَتْ الشُّبُهَةُ شُبُهَةً لِأَنَّهَا تُشَبِّهُ الْحَقَّ، فَأَمَّا أَوْلِيَاءُ اللَّهِ
فَضِيَّاتُهُمْ فِيهَا الْيَقِينُ، وَ دَلِيلُهُمْ سُنَّتُ الْمَدَى وَ أَمَّا أَعْدَاءُ اللَّهِ
فَدُعَاؤُهُمْ فِيهَا الضَّلَالُ، وَ دَلِيلُهُمُ الْغَمَى، فَاتَّبِعُوا مِنَ الْمَوْتِ مَنْ
خَافَهُ، وَ لَا يُسْغَى الْبَنَاءُ مَنْ أَحْبَبَهُ

۳۹

و من خطبة له ﴿۳۹﴾

خطبها عند علمه بغزوة النعمان بن بشير صاحب معاوية لعين التمر،
و فیہا یبدي عذره، و يستنهض الناس لنصرته
مُنِيْتُ بِمَنْ لَا يُطِيعُ إِذَا أَمَرْتُ وَ لَا يُجِيبُ إِذَا دَعَوْتُ، لَا أَبَا لَكُمْ!
مَا تَنْتَظِرُونَ بِسُطُورِكُمْ وَ بَكْمِكُمْ؟ أَمْ أَدِيسُنْ بِجَمْعِكُمْ، وَ لَا حَيَّةُ
تُحْمِسُكُمْ! أَقْسُومُ فَيَكُمُ مُسْتَضْرِحًا، وَ أَنَا دِيكُمُ مُسْتَعْوَنًا، فَلَا

نشل - کزوری - بزولی
تقیح - گوشہ میں چھپ جانا
تقتوا - زبان میں روانی کا نہ ہونا
طرت یعنی نہایت سبقت کا کہ یہ ہے
رہان - وہ انعام جو مقابلہ کے وقت
معین کیا جاتا ہے -

ہمز - اعزام

مغز - طعن و طنز

سمت البدی - طریقہ ہدایت
حش - دشمنوں پر غضبناک ہونا
مستصرخ - مدد کے لئے بلند آواز
سے بھارنے والا

متوٹ - داغ و خاں کہہ کر فریاد کرنا والا
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی فرد یا
جماعت نے آپ کے علوم کو دیکھ کر بہ الزام
لگانا چاہا تھا کہ آپ رسول اکرم کے نام سے
غلط اخبار بیان کرتے ہیں - لہذا آپ نے
ضروری سمجھا کہ اسلام میں اپنی واقعی
حیثیت کا اعلان کر دیا جائے ورنہ آپ کی
مزاں پر نہیں تھا اور دنیا جہلوں کے
دریان اپنی واقعی حیثیت کا اعلان
کر سکتے تھے -

یہ تھا حکومت رسول و آل رسول کا
استیلا تھا جہاں قانون الہی کی حکمرانی
تھی اور مسلمان و بدلت میں کوئی فرق
نہیں تھا اور قسیر کو نیا لباس عنایت کیا
جدا تھا اور فضہ کو گھر میں بٹھا کر گھر کا کام

خود انجام دیا جاتا تھا - ورنہ عالم انسانیت میں قابیل کے دور سے جنگ کا قانون نافذ ہے اور ہر شخص کسی نہ کسی طاقت کے سامنے دم بخود ہو جاتا ہے اور
معاشرہ میں طاقت کا قانون چل جاتا ہے - حق و حقیقت کی روشنی میں وہی کام کر سکتے ہیں جو رضائے الہی پر راضی ہو اور حکم الہی کے سامنے سر پا
تسلیم ہو ورنہ جذبات و خواہشات کا بندہ قانون الہی کو نافذ نہیں کر سکتا ہے -

مصادر خطبہ ۳۷: ۱۱۱ صدوق ص ۱۳۲، المحاسن و المسادی بیہقی ۱ - ۸۵، اعجاز القرآن باقرانی ۱۹۹، العقد الفرید ص ۳۳۰

مصادر خطبہ ۳۸: عرب الحکم آدمی ص ۹۵، مطالب السؤل ۱۶۱، رسائل المجاہد ص ۱۲۵

مصادر خطبہ ۳۹: الغارات ابن ہلال ثقفی متوفی ۲۸۳ھ، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص ۳۳۰، تاریخ طبری حوادث ۳۹۹ - ۳۳۱

۳۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو بمنزلہ خطبہ ہے اور اس میں نہروان کے واقعے کے بعد آپ نے اپنے فضائل اور کارناموں کا تذکرہ کیا ہے) میں نے اس وقت اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ قیام کیا جب سب ناکام ہو گئے تھے اور اُس وقت سر اٹھایا جب سب گوشوں میں چھپے ہوئے تھے اور اس وقت بولاجب سب گونگے ہو گئے تھے اور اس وقت نور خدا کے سہارے آگے بڑھا جب سب ٹھہرے ہوئے تھے۔ میری آواز سے دھیمی تھی لیکن میرے قدم سب آگے تھے۔ میں نے عنان حکومت سنبھالی تو اس میں قوت پرواز پیدا ہو گئی اور میں تن تنہا اس میدان میں بازی لے گیا۔ میرا ثبات پٹاروں جیسا تھا جنھیں نہ تیز ہوا میں ہلا سکتی تھیں اور نہ آندھیاں ہٹا سکتی تھیں۔ نہ کسی کے لئے میرے گردار میں طعن و طنز کی گنجائش تھی اور نہ کوئی عیب لگا سکتا تھا۔ یاد رکھو کہ تمھارا ذلیل میری نگاہ میں عزیز ہے یہاں تک کہ اس کا حق دلوادوں اور تمھارا عزیز میری نگاہ میں ذلیل ہے یہاں تک کہ اس سے حق لے لوں۔ میں تمھارا الہی پر راضی ہوں اور اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم ہوں۔ کیا تمھارا خیال ہے کہ میں رسولِ کرم کے بارے میں کوئی غلط بیانی کر سکتا ہوں جب کہ سب سے پہلے میں نے آپ کی تصدیق کی ہے تو اب سب سے پہلے جھوٹ بولنے والا نہیں ہو سکتا ہوں۔ میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو میرے لئے اطاعتِ رسولِ کرم حلیہ بیعت پر مقدم تھا اور میری گردن میں حضرت کے عہد کا طوق پہلے سے بڑا ہوا تھا۔

۳۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں شبہ کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے اور لوگوں کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے) یقیناً شبہ کو شبہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ حق سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس موقع پر اولیاء اللہ کے لئے یقین کی روشنی ہوتی ہے اور سمت ہدایت کی رہنمائی۔ لیکن دشمنانِ خدا کی دعوت گمراہی اور رہنما بے بصیرتی ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ موت سے ڈرنے والا موت سے بچ نہیں سکتا ہے اور بقا کا طلبگار بقاء سے دوام پا نہیں سکتا ہے۔

۳۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو معاویہ کے سردار لشکر نعمان بن بشیر کے عین التمر پر حملہ کے وقت ارشاد فرمایا اور لوگوں کو اپنی نصرت پر آمادہ کیا) میں ایسے افراد میں مبتلا ہو گیا ہوں جنھیں حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتے ہیں اور بلاتا ہوں تو لبیک نہیں کہتے ہیں۔ خدا تمھارا ابرا کرے، اپنے پروردگار کی مدد کرنے میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ کیا تمھیں جمع کرنے والا دین نہیں ہے اور کیا جوش دلانے والی غیرت نہیں ہے۔ میں تم میں کھڑا ہو کر آواز دیتا ہوں اور تمھیں فریاد کے لئے بلاتا ہوں لیکن نہ میری بات سننے ہو اور نہ میرے حکم کی اطاعت کرتے ہو۔

لے معاویہ کی مفسدانہ کاروائیوں میں سے ایک عمل یہ بھی تھا کہ اس نے نعمان بن بشیر کی سرکردگی میں دو ہزار کا لشکر عین التمر پر حملہ کرنے کے لئے بھیج دیا تھا جبکہ اس وقت امیر المومنین کی طرف سے مالک بن کعب ایک ہزار افراد کے ساتھ علاقہ کی نگرانی کر رہے تھے لیکن وہ سب موجود نہ تھے۔ مالک نے حضرت کے پاس پیغام بھیجا۔ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا لیکن خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ صرف عدی بن حاتم اپنے قبیلہ کے ساتھ تیار ہوئے لیکن آپ نے دوسرے قبائل کو بھی شامل کرنا چاہا اور جیسے ہی مخنف بن سلیم نے عبدالرحمان بن مخنف کے ہمراہ پچاس آدمی روانہ کر دئے لشکر معاویہ آتی ہوئی لڑک لڑک کر دیکھ فرار کر گیا۔ لیکن قوم کے دامن پر نافرمانی کا دھبہ رہ گیا کہ عام افراد نے حضرت کے کلام پر کوئی توجہ نہیں دی۔!

۱۱ انسان کو میدان جنگ میں

طاقتیں لاسکتی ہیں یا تو انسان دنیادار ہو اور اطاعت امام کا جذبہ میدان جہاد تک لے آئے یا غیرت دار ہو کہ حالات قیام کر پر مجبور کر دیں۔ لیکن اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ضمیر فروش کے علاوہ کوئی کاؤ بار نہیں ہو سکتا ہے اور اس راہ میں انسان جان کی بازی بھی لگا سکتا ہے لیکن اسے جہاد راہ خدا نہیں کہا جاسکتا ہے۔

۱۲ امیر المومنین نے اپنی قوم کے عیب کو دو تشبیہات سے واضح فرمایا ہے۔ وہ اونٹ جس کی ناک میں درد ہو یا دھواؤں جس کی پیٹھ زخمی ہو گویا یہ ایک ایسا لشکر ہے جس کا ظاہر بھی کمزور ہے اور باطن بھی اور اس کے پاس عذر بھی ہیں اور ہولے بھانے بنتی ہیں اور ان سب کا خلاصہ صرت کاہلی اور سستی ہے اور جو غیرت دار میدان میں آجھی جاتے ہیں وہ بھی عام طور سے کسی قابل نہیں ہوتے ہیں اور لہر کر پٹنے والے ہوتے ہیں جیسے موت کی طرٹ ہٹکا جا رہے ہوں۔

ظاہر ہے کہ ایسے افراد کے ذریعہ نہ کوئی انتقام لیا جاسکتا ہے اور نہ کسی مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ۱۳ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ امیر المومنین نے فاسق و فاجر کو حاکم تسلیم کر لیا ہے۔ آپ کا مقصد صرت اس نظریہ کی تردید ہے جس میں خوارج کی حکومت کا اقرار نہیں کرنا کرنا چاہتے

تَسْمَعُونَ لِي قَوْلًا، وَلَا تُطِيعُونَ لِي أَمْرًا، حَتَّى تَكْتَفِيَ الْأُمُورَ عَنْ عَوَاقِبِ الْمَاءَةِ، فَمَا يُدْرِكُ بِكُمْ نَارًا، وَلَا يُبْلَغُ بِكُمْ مَرَامًا، دَعَاؤُكُمْ إِلَى نَصْرِ إِيَّاكُمْ فَجَزَّزْتُكُمْ جَزَاجَةً الْجَمَلِ الْأَسْرَ، وَتَسَاقَلْتُمْ تَسَاقُلَ الْبُخْصِ الْأَدْبَرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى بَيْنِكُمْ جُنَيْدٌ مُتَذَابٌّ ضَعِيفٌ «كَأَنَّا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ».

قال السيد الشريف: أقول: قوله ﴿تَسَاقَلْتُمْ تَسَاقُلَ الْبُخْصِ الْأَدْبَرِ﴾: «مُتَذَابٌّ، أَي مُضْطَرَب، مِنْ قَوْلِهِمْ، تَذَابَّتِ الرِّيحُ، أَي اضْطَرَبَ هَوْبُهَا، وَمِنْهُ سَمِيَ الذُّبُّ ذُبًّا، لِاضْطِرَابِ مَشِيَّتِهِ».

۴۰

وَمِنْ كَلَامِهِ ﴿تَسَاقَلْتُمْ تَسَاقُلَ الْبُخْصِ الْأَدْبَرِ﴾

في الخواارج لما سمع قولهم: «لا حكم الا لله»

قال ﴿تَسَاقَلْتُمْ تَسَاقُلَ الْبُخْصِ الْأَدْبَرِ﴾: كَلِمَةٌ حَقٌّ يُرَادُ بِهَا بِاطِلٌ أَنْعَمَ إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ، وَلَكِنَّ هَؤُلَاءِ يَقُولُونَ: لَا إِمْرَةَ إِلَّا لِلَّهِ، وَإِنَّهُ لَا يَبْدُ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْكُفْرَ، وَتَسْتَفْتِي فِيهَا الْكَافِرُ، وَتُبْلَغُ اللَّهُ فِيهَا الْأَجَلَ، وَتُجْتَمَعُ بِهِ الْفُتَى، وَتُقَاتَلُ بِهِ الْعُقُودُ، وَتَأْمَنُ بِهِ السُّبُلُ، وَتُؤْخَذُ بِهِ لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِي، حَتَّى يَنْتَرِجَ بَرٌّ، وَتُنتَرِجَ مِنْ فَاجِرٍ.

وَفِي رَوَايَةِ أُخْرَى أَنَّهُ ﴿تَسَاقَلْتُمْ تَسَاقُلَ الْبُخْصِ الْأَدْبَرِ﴾: لَمَّا سَمِعَ تَحْكِيمَهُمْ قَالَ:

حُكْمَ اللَّهِ أَنْتَظِرُ فِيكُمْ.

وَقَالَ: أَتَا الْأَمْرَةَ الْبَرَّةُ فَيَعْمَلُ فِيهَا الشَّقِي، وَأَتَا الْأَمْرَةَ الْفَاجِرَةَ فَيَتَمَتَّعُ فِيهَا الشَّقِي، إِلَى أَنْ تَنْقَطِعَ مُدَّتُهُ، وَتَذُرَكَ مَنِيَّتُهُ.

۴۱

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ ﴿تَسَاقَلْتُمْ تَسَاقُلَ الْبُخْصِ الْأَدْبَرِ﴾

وَفِيهَا يَنْهَى عَنِ الْغَدْرِ وَيَحْذَرُ مِنْهُ

أَتَيْتُمَا النَّاسَ، إِنَّ الْوَفَاءَ ثَوَامُ الصَّدَقِ، وَلَا أَعْلَمُ جُنَّةً أَوْفَى مِنْهُ، وَمَا يَغْدِرُ مَنْ عَلِمَ كَيْفَ الزَّجْعِ، وَلَقَدْ أَضْبَعْنَا فِي زَمَانٍ قَدْ أَخَذَ

ہیں اور سماج میں مزاج پھیلا نا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حکومت بہر حال لازم ہے چاہے کیسی ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس کے بغیر نظام کی بقا بحال ہے اور نظام بد نظمی سے بہر حال بہتر ہوتا ہے ورنہ دنیا یقیناً تباہ ہو جائے گی۔

مصادر خطبہ ۱۱ کتاب الامام محمد بن ادریس الشافعی المتوفى سنة ۲۰۴ھ، تاريخ طبري، قوت القلوب للإطاب مكي - تاريخ ابن واضح ۱۳۶ھ، انساب الاشراف ۳۵۲ھ - کامل ۱۵۳۲ھ، تاريخ يعقوبي ۲۹۶ھ کتاب صفين نصر بن مزاحم ۲۶۵ھ، العقد الفردي ابن عبد البر ۲۱۱ھ، تذکرہ ابن جوزی ص ۹۹

مصادر خطبہ ۱۲ مطالب السؤل ۱۱۱، رسائل ابی حنبلہ ص ۱۲۵

یہاں تک کہ حالات کے بدترین نتائج سامنے آجائیں۔ سچی بات یہ ہے کہ تمھارے ذریعہ نہ کسی خون ناسحق کا بدلہ لیا جاسکتا ہے اور نہ کوئی مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میں نے تم کو تمھارے ہی بھائیوں کی مدد کے لئے پکارا مگر تم اس اونٹ کی طرح بلبلائے لگے جس کی ناف میں درد ہو اور اس کزور شتر کی طرح سست پڑ گئے جس کی پشت زخمی ہو۔ اس کے بعد تم سے ایک مختصر سی کزور پریشان حال سپاہ برآمد ہوئی اس طرح جیسے انھیں موت کی طرف ڈھکیلا جا رہا ہو اور یہ یکسی سے موت دیکھ رہے ہوں۔

سید رضی۔ حضرت کے کلام میں متذائب مضطرب کے معنی میں ہے کہ عرب اس لفظ کو اس ہوا کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جس کا رخ معین نہیں ہوتا ہے اور بھیڑے کو بھی ذنب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی چال بے ہنگم ہوتی ہے۔

۴۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(خارج کے بارے میں ان کا یہ مقولہ سن کر کہ ”حکم اللہ کے علاوہ کسی کے لئے نہیں ہے“)

یہ ایک کلمہ حق ہے جس سے باطل معنی مراد لئے گئے ہیں۔ بیشک حکم صرف اللہ کے لئے ہے۔ لیکن ان لوگوں کا کہنا ہے کہ حکومت اور امارت بھی صرف اللہ کے لئے ہے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ نظام انسانیت کے لئے ایک حاکم کا ہونا بہر حال ضروری ہے چاہے نیک کردار ہو یا فاسق کہ حکومت کے زیر سایہ ہی مومن کو کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور کافر بھی مزے اڑا سکتا ہے اور اللہ ہر چیز کو اس کی آخری حد تک پہنچا دیتا ہے اور مال غنیمت و خراج وغیرہ جمع کیا جاتا ہے اور دشمنوں سے جنگ کی جاتی ہے اور راستوں کا تحفظ کیا جاتا ہے اور طاقتور سے کمزور کا حق لیا جاتا ہے تاکہ نیک کردار انسان کو راحت ملے اور بد کردار انسان سے راحت ملے۔

(ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کو حکیم کی اطلاع ملی تو فرمایا) ”میں تمھارے بارے میں حکم خدا کا انتظار کر رہا ہوں“ پھر فرمایا: حکومت نیک ہوتی ہے تو مسیحی کو کام کرنے کا موقع ملتا ہے اور حاکم فاسق و فاجر ہوتا ہے تو بد بختوں کو مزہ اٹانے کا موقع ملتا ہے یہاں تک کہ اس کی مدت تمام ہو جائے اور موت اسے اپنی گرفت میں لے لے۔

۴۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں غداروں سے روکا گیا ہے اور اس کے نتائج سے ڈرایا گیا ہے)

ایہا الناس! یاد رکھو وفاق ہمیشہ صداقت کے ساتھ رہتی ہے اور میں اس سے بہتر محافظ کوئی سپر نہیں جانتا ہوں اور جسے بازگشت کی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے وہ غداروں کو نہیں کرتا ہے۔ ہم ایک ایسے دور میں واقع ہوئے ہیں جس کی اکثریت نے غداروں اور مکاری کا نام ہو شیاری رکھ لیا ہے۔

لے سترہویں صدی میں ایک فلسفہ ایسا بھی پیدا ہوا تھا جس کا مقصد مزاج کی حمایت تھا اور اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حکومت کا وجود سماج میں حاکم و محکوم کا امتیاز پیدا کرتا ہے۔ حکومت سے ایک طبقہ کو اچھی اچھی تنخواہیں مل جاتی ہیں اور دوسرا محروم رہ جاتا ہے۔ ایک طبقہ کو طاقت استعمال کرنے کا حق ہوتا ہے اور دوسرے کو یہ حق نہیں ہوتا ہے اور یہ ساری باتیں مزاج انسانیت کے خلاف ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ یہ بیان لفظوں میں انتہائی حسین ہے اور حقیقت کے اعتبار سے انتہائی خطرناک ہے اور بیان کردہ مفاسد کا علاج یہ ہے کہ حاکم اعلیٰ کو معصوم اور عام حکام کو عدالت کا پابند تسلیم کر لیا جائے۔ سارے فسادات کا خود بخود علاج ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا فلسفہ کے خلاف فطرت کی روش بھی وہ تھی جس نے ۱۹۲۰ء میں اس کا جنازہ نکال دیا اور پھر کوئی ایسا حق فلسفی نہیں پیدا ہوا۔

کیس - ہوشیاری - ذہانت
انجول القلب - وہ شخص جو حالات
کی گردش اور اس کے الٹ پھیر
سے بخوبی واقف ہو

حرکیہ - گناہوں سے پرہیز
حذاء - تیز رفتاری سے گزر جانے والا
جدا - جس کے خیر کی کوئی امید نہ جائے
اناة - احتیاط - تحقیق
ارودوا - آہستہ چلو
اعداد - تیار

① جاری جرداق نے اس مقام پر
بہترین بات کہی ہے کہ حضرت علیؑ پر
سیاست سے ناواقفیت کا الزام لگانے
والے یہ چاہتے تھے کہ علیؑ معاویہ کی طرح
ابن سفیان ہو جائیں اور علیؑ کو ہرگز نہ
گوارا نہیں تھا وہ ابن ابیطالب ہی بنا
چاہتے تھے۔ اس لئے معاویہ کی روش
کو اختیار کرنا ان کیلئے ممکن نہیں تھا۔
واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ
معاویہ کو اپنے ماں باپ سے منافقت
اور جبری اسلام کا ترک ملا تھا جس میں
دین سے کوئی اخلاص نہیں تھا اور علیؑ
کو اپنے والدین سے اخلاص دین اور
محبت خدا و رسول کا ترک ملا تھا اور
ظاہر ہے کہ دونوں کے درمیان فرق
ہونا چاہئے تھا۔ نہ معاویہ ابوطالب کا
دارث ہو سکتا ہے اور علیؑ ابوسفیان
کا کہ دار اختیار کر سکتے ہیں۔ انھوں
نے تو اس کی حمایت تک قبول کرنے
سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ دشمن
کی حکومت برداشت ہو سکتی ہے لیکن اسلام کے دشمن کی حمایت برداشت نہیں ہو سکتی ہے۔

أَكْثَرُ أَهْلِهِ السَّغْدَرُ كَثِيبًا، وَتَسْتَبِهُمُ أَهْلُ الْمَهْلِ فِيهِ إِلَى حُسْنِ الْحِيلَةِ.
مَا لَهُمْ! قَاتَلَهُمُ اللَّهُ! قَدْ يَرَى الْمُؤَلُّ الْقَلْبُ وَجْهَ الْحِيلَةِ وَدَوْنَهَا مَانِعٌ
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَتَهْمِهِ، فَيَدْعُهَا زَائِي عَيْنٍ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهَا،
وَيَسْتَهْزِئُ فُرْصَتَهَا مَنْ لَا حَرِيحَةَ لَهُ فِي الدِّينِ.

۴۲

وَمِنْ كَلَامِهِ ۞

وفیه یحذر من اتباع الهوى و طول الأمل في الدنيا
أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ أَخُوفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَثْنَانِ: أَتَّبَاعُ الْهَوَىٰ،
وَطُولُ الْأَمَلِ، فَأَمَّا أَتَّبَاعُ الْهَوَىٰ فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَأَمَّا طُولُ الْأَمَلِ
فَيُتَنِي الْأَخِيرَةَ أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ وَلَتْ حَدَاءَ (جِذَاءَ)، فَلَمْ يَبْقَ
مِنْهَا إِلَّا صُتَابَةٌ كَصُتَابَةِ الْإِنْسَاءِ أَصْطَبَتْهَا صَائِبَاتُهَا. أَلَا وَإِنَّ الْأَخِيرَةَ
قَدْ أَقْبَلَتْ، وَلِكُلِّ مِنْهَا بَنُونَ، فَمَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْأَخِيرَةِ، وَلَا تَكُونُوا
مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ كُلَّ وَلَدٍ سَيَلْحَقُ بِأَبِيهِ (أُمِّهِ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
وَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ، وَغَدَا حِسَابٌ، وَلَا عَمَلٌ.
قَالَ الشَّرِيفُ، أَقُولُ: الْحِذَاءُ، السَّرِيعَةُ، وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَرُودُهُ «جِذَاءٌ».

۴۳

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ ۞

وقد أشار عليه أصحابه بالاستعداد لحرب أهل الشام بعد إرساله جرير بن عبد الله
البجلي الى معاوية ولم يزل معاوية على بيعته
إِنَّ أَشَدَّكَادِي لِحَزْبِ أَهْلِ الشَّامِ وَجَرِيرَ عِنْدَهُمْ، إِغْلَاقُ لِسَانِهِ،
وَصَرْفُ لَأَفْلِهِ عَنِ خَيْرِ أَنْ أَرَادُوهُ، وَلَكِنْ قَدْ وَقْتُ لِحَزْبِهِ وَقْتُ لِسَانِهِ،
يُسْقِمُ بَعْدَهُ إِلَّا تَخَذُوا أَوْ عَاصِيَا. وَالرَّأْيُ عِنْدِي مَعَ الْأَنْبَاءِ فَأَرَادُوا،
وَلَا أَكْثَرُ لَكُمْ الْأَعْدَادَ.

مصادر خطبہ ۱۲۲ کتاب صفین نصر بن مزاحم ۳۳۳، المجالس المفیدۃ ۵، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ۵۶، مروج الذهب ۲ ۳۳۶،
عیون الاخبار ابن قتیبہ ۳۵۳ اصول کافی ۲ ۱۰۴، بحار عجلی جلد ۱، تاریخ یعقوبی ۲ ۱۸۳، ارشاد مفید ۱۱۱، الحکمة الخالده ۱۳۳
العقد الفرید ۲ ۱۲۳، روضۃ الکافی ۲ ۵۵۷ مناقب خوارزمی ۲۶۱، المالی طوسی ۱ ۲۳۶، تذکرۃ النخاس ۱۲۲
مصادر خطبہ ۱۲۳ مناقب خوارزمی ۵۵۷، کتاب صفین ۲۱۰، الامامۃ والسیاسہ ۹۳، العقد الفرید ۲ ۱۰۸، من لایحضرہ الفقیہ ۱ ۳۶۱،
مصباح التہجد طوسی ۳۲۹، ذخائر العقبی طبری ۱۱۲،

روایت
کر
میں
لے
باب
گود
بھی
آ
۲
کر

اور اہل جہالت نے اس کا نام حسن تدبیر رکھ لیا ہے۔ آخر انھیں کیا ہو گیا ہے۔ خدا انھیں غارت کرے۔ وہ انسان جو حالات کے مطابق چلے کر دیکھ چکا ہے وہ بھی جیل کے رُخ کو جانتا ہے لیکن امر و نہی الہی اس کا راستہ روک لیتے ہیں اور وہ امکان رکھنے کے باوجود اس راستہ کو ترک کر دیتا ہے اور وہ شخص اس موقع سے فائدہ اٹھا لیتا ہے جس کے لئے دین سدا راہ نہیں ہوتا ہے۔

۴۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اتباع خواہشات اور طول امل سے ڈرایا گیا ہے)

ایہا الناس! میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو چیزوں کا خوف رکھتا ہوں۔ اتباع خواہشات اور درازی امید۔ کہ اتباع خواہشات انسان کو راہ حق سے روک دیتا ہے اور طول امل آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ یاد رکھو دنیا منہ پھر کر جا رہی ہے اور اس میں سے کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے مگر اتنا جتنا برتن سے چیز کو اندھیل دینے کے بعد تہ میں باقی رہ جاتا ہے اور آخرت اب سامنے آرہی ہے۔

دنیا و آخرت دونوں کی اپنی اولاد ہیں۔ لہذا تم آخرت کے فرزندوں میں شامل ہو جاؤ اور خردوار فرزند ان دنیا میں شمار نہ ہونا اس لئے کہ عنقریب ہر فرزند کو اس کے ماں کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ آج عمل کی منزل ہے اور کوئی حساب نہیں ہے اور کل حساب ہی حساب ہے اور کوئی عمل کی گنجائش نہیں ہے۔

۴۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب جریر بن عبداللہ ابجلی کو معاویہ کے پاس بھیجنے اور معاویہ کے انکار بیت کے بعد اصحاب کو اہل شام سے جنگ پر آمادہ کرنا چاہا)

اس وقت میری اہل شام سے جنگ کی تیاری جب کہ جریر وہاں موجود ہیں شام پر تمام دروازے بند کر دینا ہے اور انھیں خیر کے راستہ سے روک دینا ہے اگر وہ خیر کا ارادہ بھی کرنا چاہیں۔ میں نے جریر کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہاں یا کسی دھوکہ کی بنا پر روک سکتے ہیں یا نافرمانی کی بنا پر۔ اور دونوں صورتوں میں میری رائے یہی ہے کہ انتظار کیا جائے لہذا ابھی پیش قدمی نہ کرو اور میں منع بھی نہیں کرتا ہوں اگر اندر اندر تیاری کرتے رہو۔

لے انسان کی عاقبت کا دار و مدار حقانیت اور واقعات پر ہے اور وہاں ہر شخص کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا کہ ماں ہی ایک ثابت حقیقت ہے باپ کی تشخیص میں تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ماں کی تشخیص میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ہے۔ امام علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں آخرت کی گود میں پرورش پاؤ تا کہ قیامت کے دن اسی سے ملائے جاؤ ورنہ ابناء دنیا اس دن وہ یتیم ہوں گے جن کا کوئی باپ نہ ہو گا اور ماں کو بھی پیچھے چھوڑ کر آئے ہوں گے۔ ایسے سہارا بننے سے بہتر یہ ہے کہ یہیں سے سہارے کا انتظام کر لو اور پورے انتظام کے ساتھ آخرت کا سفر اختیار کرو۔

۴۴۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عملی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ دشمن کو کوئی بہانہ فراہم نہ کرو اور واقعی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے مکر و فریب سے ہوشیار رہو اور ہر وقت مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو۔

وَلَقَدْ ضَرَبْتُ أَنْفَ هَذَا الْأَنْصَرِ وَعَيْنَهُ، وَقَلْبُ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ،
فَلَمْ أَرِ فِيهِ إِلَّا الْقِتَالَ أَوْ الْكُفْرَ بِمَا جَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
إِنَّهُ قَدْ كَانَ عَلَى الْأُمَّةِ وَالِ أَحَدَتْ أَحَدَانًا، وَأَوْجَدَ النَّاسَ مَقَالًا،
فَقَالُوا: ثُمَّ نَقَمُوا فَغَيَّرُوا. ۴۴

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ۴۴

لما هرب مصقلة بن هبيرة الشيباني الى معاوية، وكان قد ابتاع سبي بني ناجية
من عامل امير المؤمنين ۴۴، واعتقهم، فلما طالبه بالمال خاس به وهرب الى الشام
فَبَحَّحَ اللَّهُ مَصْقَلَةً فَعَلَّ فِعْلَ السَّادَةِ (السادات)، وَفَرَّ فِرَارَ الْعَبِيدِ! فَمَا
أَنْطَقَ مَادِحُهُ حَتَّى أَشْكَّتَهُ، وَلَا صَدَّقَ وَاصِفُهُ حَتَّى بَكَّتَهُ، وَلَوْ أَقَامَ
لَأَخَذْنَا مَيُورَهُ، وَانْتَظَرْنَا بِمَالِهِ وَفُورَهُ.

۴۵

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ ۴۵

وهو بعض خطبة طويلة خطبها يوم الفطر، وفيها يحمده الله ويذم الدنيا

حمد الله

الْحَمْدُ لِلَّهِ غَيْرُ مَقْنُوطٍ مِنْ رَحْمَتِهِ، وَلَا تَغْلُوبٍ مِنْ نِعْمَتِهِ،
وَلَا مَائُوسٍ مِنْ مَغْفِرَتِهِ، وَلَا مُسْتَكْنَفٍ عَنْ عِبَادَتِهِ، الَّذِي لَا تَبْرَحُ
مِنْهُ رَحْمَةٌ، وَلَا تُفْقَدُ لَهُ نِعْمَةٌ.

ذم الدنيا

وَالدُّنْيَا دَارٌ مُنِي لَهَا الْفَنَاءُ، وَلِأَهْلِهَا مِنْهَا الْجُلَاءُ، وَهِيَ
خُلُوءٌ خَضِرَاءُ، وَقَدْ عَجَلَتْ لِلسَّلَاطِيبِ، وَالنَّبَسِ بِقَلْبِ النَّاطِرِ،
فَازْجَلُوا مِنْهَا بِأَحْسَنِ مَا يَحْضُرُكُمْ مِنَ الزَّادِ، وَلَا تَسْأَلُوا فِيهَا
فَسَوْفَ الْكَفَافِ، وَلَا تَطْلُبُوا مِنْهَا أَكْثَرَ مِنَ الْبَلَاغِ.

اس فقرہ کو ہر دور میں درود یار
پر نقش کر دینا چاہئے کہ ہر قوم کی اکثریت کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک رخ انتہائی شرفیافتہ ہوتا ہے اور دوسرا انتہائی ذلیل "منبر پر موعظ خلوت میں
کا ردیج" مسجد میں تقویٰ گھریں رقص درنگ، مجلس میں تجرید و زاری اور گھر میں کردار بزیادی.....!

مصاد خطبہ ۳۳، تاریخ طبری ۶ ص ۶۵ - الفارات بلال الشقی، انساب الاشراف ص ۱۱۱، تاریخ ابن عساکر - مروج الذهب ۳ - ص ۱۹۹ "غانی ۹ ص ۲۳۵
مصاد خطبہ ۳۵ من لایحضرہ الفقہ ۱ ص ۳۲، مصباح المتہجد ص ۳۵، ارشاد فقید البیان و التبيين ص ۱۴۱، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۳۵۵
تحت العقول حرائی - اعجاز القرآن باقلا فی ص ۲۲۲

ضرب انعت وعین - یہ مجاورہ مکمل
تحقیقات کے بارے میں تمثال پر
ادب و مقلات - لوگوں کو ناراض کر دیا -
خاس - خیانت کی اور غداری
سے کام لیا

قیح الشتر - خدا سے نیکیوں سے دو
رکھے -

نکبتہ - زبردستی خاموش کر دیا -

وفور - مال کا اضافہ

مقنوط - مایوس

استنکاف - استکبار

جلاو - وطن سے آوارہ وطن بھجنا

کفافت - بقدر کفایت مال

بلاغ - جس سے زندگی بسر ہو سکے

۱) کتن کمل نقش ہے مابین دور خلا

کا اور حالات کا کتنا کمل تسلسل ہے

پیلے حاکم نے اسلام میں برعین ایجاد

کین - مال خدا کو غلط طور پر تقسیم کیا -

سنت رسول کو تبدیل کیا صحابہ کرام

کو اذیتیں دیں - احکام الہی میں ترمیم

کی - اس کے بعد قوم نے احتجاج کیا -

احتجاج بے اثر ہوا تو ناراضگی کا اظہار

کیا اور ناراضگی کے اظہار کا کوئی فائدہ

نہ ہوا تو قیام کر کے صورت حال کو تبدیل

کر دیا -

ظاہر ہے کہ اس تلخ تجربہ سے ہر

والی مملکت اور حاکم سلطنت کو عبرت

حاصل کرنی چاہیے اور ایسے حالات

نہیں پیدا کرنا چاہئیں جن سے قوم کو

انہی تاریخ کو ڈھیرانا پڑے -

۲) اس فقرہ کو ہر دور میں درود یار

پر نقش کر دینا چاہئے کہ ہر قوم کی اکثریت کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک رخ انتہائی شرفیافتہ ہوتا ہے اور دوسرا انتہائی ذلیل "منبر پر موعظ خلوت میں

کا ردیج" مسجد میں تقویٰ گھریں رقص درنگ، مجلس میں تجرید و زاری اور گھر میں کردار بزیادی.....!

میں نے اس مسئلہ پر مکمل غور و فکر کر لیا ہے اور اس کے ظاہر و باطن کو الٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے۔ اب میرے سامنے دو ہی راستے ہیں یا جنگ کروں یا بیانات پیغمبر اسلام کا انکار کروں۔ مجھے پہلے اس قوم کا ایک حکمران تھا۔ اس نے اسلام میں بدعتیں ایجاد کیں اور لوگوں کو بولنے کا موقع دیا تو لوگوں نے زبان کھولی۔ پھر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور آخر میں سماج کا ڈھانچہ بدل دیا۔^(۹۷)

۴۴۔ حضرت کا ارشاد گرامی

(اس موقع پر جب معتقل بن ہیرہ خیابانی نے آپ کے عامل سے بنی ناجیہ کے اسیر خرید کر آزاد کر دیا اور جب حضرت نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو بددیانتی کرتے ہوئے شام کی طرف فرار کر گیا)

خدا برا کرے معتقل کا کہ اس نے کام شریفوں جیسا کیا لیکن فراخلاموں کی طرح کیا۔ ابھی اس کے علاج نے زبان کھولی بھی نہیں تھی کہ اس نے خود ہی خاموش کر دیا اور اس کی تعریف کچھ کہنے والا کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ اس نے منہ بند کر دیا۔ اگر وہ ہمیں ٹھہرا رہا تو میں جس قدر ممکن ہوتا اس سے لے لیتا اور باقی کے لئے اس کے مال کی زیادتی کا انتظار کرتا۔

۴۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(یہ عید الفطر کے موقع پر آپ کے طویل خطبہ کا ایک جزو ہے جس میں حمد و خدا اور مذمت دنیا کا ذکر کیا گیا ہے) تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی رحمت سے مایوس نہیں ہو جاتا اور جس کی نعمت سے کسی کا دامن خالی نہیں ہے۔ نہ کوئی شخص اس کی مغفرت سے مایوس ہو سکتا ہے اور نہ کسی میں اس کی عبادت سے اکڑنے کا امکان ہے۔ نہ اس کی رحمت تمام ہوتی ہے اور نہ اس کی نعمت کا سلسلہ رکتا ہے۔

یہ دنیا ایک ایسا گھر ہے جس کے لئے فنا اور اس کے باشندوں کے لئے مجلا وطنی مقدر ہے۔ یہ دیکھنے میں شیریں اور سرسبز ہے چلنے طلبگار کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے اور اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ لہذا خبردار اس سے کوچ کی تیاری کرو اور بہترین زادراہ لی کر چلو۔ اس دنیا میں ضرورت سے زیادہ کا سوال نہ کرنا اور جتنے سے کام چل جائے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرنا۔

لے اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حکیم کے بعد خواجہ نے جن شور و شوق کا آغاز کیا تھا ان میں ایک بنی ناجیہ کے ایک شخص خیریت بن راشد کا اقدام تھا جس کو بدلنے کے لئے حضرت نے زیادہ بن خضر کو روانہ کیا تھا اور انھوں نے اس شور و شوق کو دبا دیا تھا لیکن خیریت دوسرے علاقوں میں نفقہ برپا کرنے لگا تو حضرت نے معتقل بن قیس رباعی کو دو ہزار کا لشکر دے کر روانہ کر دیا اور اُدھر ابن عباس نے بھرہ سے ملک بھیج دیا اور بالآخر حضرت کے لشکر نے فتنہ کو دبا دیا اور بہت سے افراد کو قیدی بنا لیا۔ قیدیوں کو لے کر جا رہے تھے کہ راستہ میں معتقل کے شہر سے گزر ہوا۔ اس نے قیدیوں کی فریاد پر انھیں خرید کر آزاد کر دیا اور قیمت کی صرف ایک قسط ادا کر دی۔ اس کے بعد خاموش بیٹھ گیا۔ حضرت نے بار بار مطالبہ کیا۔ آخر میں کوڑا لاکھ درہم دیدے اور جان بچانے کے لئے شام بھاگ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کام شریفوں کا کیا تھا لیکن واقعاً ذلیل ہی ثابت ہوا۔

کاش اسے اسلام کے اس قانون کی اطلاع ہوتی کہ قرض کی ادائیگی میں جبر نہیں کیا جاتا ہے بلکہ حالات کا انتظار کیا جاتا ہے اور جب مقروض کے پاس امکانات فراہم ہو جاتے ہیں تب قرض کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ !

۴۶

و من کلام له ﷺ

عند عزمه على المسير إلى الشام

وهو دعاء دعا به ربه عند وضع رجله في الركاب

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَقْلَبِ، وَشُوءِ
الْمُنْظَرِ فِي الْأَمَلِ وَالْآلِ وَالْوَلَدِ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ،
وَأَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْأَمَلِ، وَلَا يَجْتَمِعُهَا غَيْرُكَ، لِأَنَّ الْمُنْتَخَلَفَ
لَا يَكُونُ مُنْتَصِبًا، وَالْمُنْتَخَبَ لَا يَكُونُ مُنْتَخَلَفًا.

قال السيد الشريف رضي الله عنه: وابتداء هذا الكلام مروى عن رسول الله صلى
الله عليه وآله، وقد فقهه أمير المؤمنين ﷺ، بأبلغ كلام وتمعنه بأحسن تمام، من قوله:
«وَلَا يَجْتَمِعُهَا غَيْرُكَ» إِلَى آخِرِ الْفَصْلِ.

۴۷

و من کلام له ﷺ

في ذكر الكوفة

كَأَنِّي بِكَ يَا كُوفَةُ تَمْدِينُ مَدَّ الْأَوْدِيمِ الْمُعْكَاطِي، تُغَرِّكِينَ بِالتَّوَاذِلِ،
وَتُزَكِّينَ بِالتَّوَلَّادِلِ، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهُ مَا أَرَادَ بِكَ جَبَّارُ سُوءٍ
إِلَّا أَبْتَلَاهُ اللَّهُ بِشَاغِلٍ، وَرَمَاهُ بِمَقَاتِلٍ!

۴۸

و من خطبة له ﷺ

عند المسير إلى الشام

قيل: إنه خطب بها وهو بالنخيلة خارجاً من الكوفة إلى صفين
الْحَمْدُ لِلَّهِ كُلُّهَا وَقَبْ لَيْلٍ وَغَسَقٍ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كُلُّهَا لَاحَ نَجْمٍ وَخَسَفٍ،
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ غَيْرُ مَفْقُودِ الْإِتِّعَامِ، وَلَا مُكَافَا الْإِفْضَالِ.
أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِي، وَأَمَرْتُهُمْ بِلُزُومِ هَذَا الْمَلْطَاطِ،
حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَنَسْرِي، وَقَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَقْطَعَ هَذِهِ السُّطُفَةَ إِلَى
شِرْذِمَةِ بَنِيكُمْ، مُوْطِئِينَ أَكْثَرَاتِ دَجَلَةٍ، فَأَتَتْهُمْ مَعَكُمْ إِلَى
عُدُوكُمْ، وَأَجْعَلَهُمْ مِنْ أَسْدَادِ السُّوءِ لَكُمْ.

قال السيد الشريف: أقول: يعني ﷺ - بِالْمَلْطَاطِ هَاهُنَا التَّمَتُّ الَّذِي أَمَرَهُم

وغثاء - مشقت

منقلب - مصدر رمسي بمعنى دوسي
أوديم - ده كمال جس کی دباغت کی جا
عکاظ - عرب کا وہ بازار جہاں باہمی
مفاخرت کیلئے جمع ہوا کرتے تھے وہاں کا
اصلی کاروبار چروہ کا تھا

عمرک - رگڑنا -

توازل - سختیاں اور مصائب

توازل - حادثات

وقب وغسق - رات کا داخلا و تاریکی

خسف - ستارہ کا ڈوب جانا

مقدمہ - ہر اول دستہ مقدمہ راز

سینہ

ملطاط - کنارہ دریا اور ساحل سمندر

شرف - تھوڑے سے افراد

اکناف - اطراف

امداد - مدد کی جمع یعنی کمک

یہ دعا سکار و دو عالم سے بھی نقل

کی گئی ہے اور عالم اسلام میں برابر

دہرائی جا رہی ہے بلکہ اسلامی ممالک

کی ایرلائز میں بھی جہاز کے اڑتے وقت

یہ دعا پڑھی جاتی ہے اور ٹیل و ٹرن

کے پروگرام کے آغاز میں بھی اس کی

تلاوت کی جاتی ہے لیکن حیرت انگیز

بات ہے کہ اس بات کا احساس

صحابی رسول کو کس طرح نہیں ہوا کہ

رسول اکرم کے ساتھ رہنے کے باوجود

حن دالم میں مبتلا ہو گئے اور آپ کو

لا تحزن ان الله معنا خدا کی ہمت

کا احساس دلانا پڑا - کیا آج کا مسلمان

کس کے صحابی سے زیادہ صاحب ایمان

ہو گیا ہے یا ہر دور کا ایک ہی حال رہا ہے -

مصادر خطبہ ۳۲ فتح اعظم کوئی ۲، کتاب صفین ص ۱۳۲، دعائم الاسلام ص ۳۴۰، تہذیب اللہ از ہری ص ۱۵۳، ریاض الصالحین
ص ۱۹۰ حدیث ص ۹۵

مصادر خطبہ ۳۲ کتاب البلدان ابن الفقیہ ص ۱۶۳، ربيع الاربار جز و اول باب بلاد و دیار
مصادر خطبہ ۳۸ کتاب صفین ص ۱۳۱، ۱۳۲

۴۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب شام کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا اور اس دعا کو رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے درد زبان فرمایا) ^(۱)خدا یا میں سفر کی مشقت اور واپسی کے اندوہ و غم اور اہل و مال و اولاد کی بد حالی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تو ہی سفر کا ساتھی ہے اور گھر کا نگران ہے کہ یہ دونوں کام تیرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا ہے کہ جسے گھر میں چھوڑ دیا جائے وہ سفر میں کام نہیں آتا ہے اور جسے سفر میں ساتھ لے لیا جائے وہ گھر کی نگرانی نہیں کر سکتا ہے۔
سید رضیؒ۔ اس دعا کا ابتدائی حصہ سرکارِ دو عالمؐ سے نقل کیا گیا ہے اور آخری حصہ مولائے کائنات کی تفسیر کا ہے جو سرکارِ کلمات کی بہترین توضیح اور تکمیل ہے "لا یجمعہما غیر ذلک"

۴۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(کو ذ کے بارے میں)

اے کو ذ! جیسے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے بازارِ عکاظ کے چمڑے کی طرح کھینچا جا رہا ہے۔ تجھ پر حوادث کے حملے ہوئے ہیں اور تجھے زلزلوں کا مرکب بنا دیا گیا ہے اور مجھے یہ معلوم ہے کہ جو ظالم دجا رہا ہے تیرے ساتھ کوئی بُرائی کرنا چاہے گا پروردگار اے کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا اور اے کسی قاتل کی زبردستی لے آئے گا۔

۴۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو صفین کے لئے کو ذ سے نکلنے ہوئے مقام خیلہ پر ارشاد فرمایا تھا)

پروردگار کی حمد ہے جب بھی رات آئے اور تاریکی چھائے یا ستارہ چمکے اور ڈوب جائے۔ پروردگار کی حمد و ثناء ہے کہ اس کی نعمتیں ختم نہیں ہوتی ہیں اور اس کے احسانات کا بدلہ نہیں دیا جاسکتا ہے۔

اما بعد! میں نے اپنے لشکر کا ہر اہل دستہ روانہ کر دیا ہے اور انہیں حکم دے دیا ہے کہ اس نہر کے کنارے ٹھہر کر میرے حکم کا انتظار کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دریائے دجلہ کو عبور کر کے تمہاری ایک مختصر جماعت تک پہنچ جاؤں جو اطراف و جہ میں مقیم ہیں تاکہ انہیں تمہارے ساتھ جہاد کے لئے آکادہ کر سکوں اور ان کے ذریعہ تمہاری قوت میں اضافہ کر سکوں۔
سید رضیؒ۔ ملاحظہ سے مراد دریا کا کنارہ ہے اور اصل میں یہ لفظ ہموار زمین کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ اس جماعت سے مراد اہل مدائن ہیں جنہیں حضرت اس جہاد میں شامل کرنا چاہتے تھے اور ان کے ذریعہ لشکر کی قوت میں اضافہ کرنا چاہتے تھے۔ خطبہ کے آغاز میں رات اور ستاروں کا ذکر اس امر کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ لشکر اسلام کو رات کی تاریکی اور ستارہ کے غروب و زوال سے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ فوراً مطلق اور ضیاء مکمل ساتھ ہے تو تاریکی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور ستاروں کا کیا بھروسہ ہے۔ بتائے تو ڈوب بھی جاتے ہیں لیکن جو پروردگار قابلِ حمد و ثناء ہے اس کے لئے زوال و غروب نہیں ہے اور وہ ہمیشہ بندہٴ مومن کے ساتھ رہتا ہے۔!

بلزومه، و هو شاطئ الفرات، ويقال ذلك أيضاً لشاطئ البحر،
وأصله ما استوى من الأرض. و يعنى بالنطقة ماء الفرات،
وهو من غريب المبارات وعجيبها.

۴۹

و من کلام له ﴿۴۹﴾

وفيه جملة من صفات الربوبية والعلم الالهي
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَطَّنَ خَفَيَاتِ الْأُمُورِ، وَ دَلَّتْ (ذَلَّتْ) عَلَيْهِ أَعْلَامُ الظُّهُورِ،
وَأَمْتَنَعَ عَلَى عَيْنِ الْبَصِيرِ، فَلَا عَيْنَ مَنْ لَمْ يَرَهُ تُشْكِرُهُ، وَلَا قَلْبَ مَنْ أَثْبَتَهُ
يُجِيرُهُ: سَبَقَ فِي الْعُلُوِّ فَلَا شَيْءَ أَعْلَى مِنْهُ، وَقَرُبَ فِي الدُّنُوِّ فَلَا شَيْءَ أَقْرَبُ
مِنْهُ، فَلَا اشْتِعْلَاؤُهُ بِبَاعِدَةٍ عَنْ شَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ، وَلَا قُرْبُهُ سَاوَاهُمْ فِي الْمَكَانِ بِهِ.
لَمْ يُسْطَلِعِ الْمُقُولُ عَلَى تَحْدِيدِ صِفَتِهِ، وَلَمْ يَخْجُبْهَا عَنْ وَاجِبِ مَعْرِفَتِهِ، فَهُوَ
الَّذِي تَشْهَدُ لَهُ أَعْلَامُ الْوُجُودِ، عَلَى إِقْرَارِ قَلْبِ ذِي الْجُودِ، تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا
يَقُولُهُ الْمُشْتَبِهُونَ (المشتبهون) بِهِ وَالْمُجَادِدُونَ لَهُ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝

۵۰

و من کلام له ﴿۵۰﴾

وفيه بيان لما يخرب العالم به من الفتن وبيان هذه الفتن
إِنَّمَا بَدْءُهُ وَقُوعُ الْفِتَنِ أَهْوَاءُ تُشْبِعُ، وَأَحْكَامُ تُبْتَدِعُ، يُخَالَفُ فِيهَا
كِتَابُ اللَّهِ، وَيَتَوَلَّى عَلَيْهَا رَجَالٌ رَجَالًا، عَلَى غَيْرِ دِينِ اللَّهِ، قُلُوبُ أَنْ
الْبَاطِلِ خَلَصَ مِنْ مَزَاجِ الْحَقِّ لَمْ يَخَفْ عَلَى الْفُرَاتَيْنِ، وَلَوْ أَنَّ
الْحَقَّ خَلَصَ مِنْ نَبْسِ الْبَاطِلِ، انْقَطَعَتْ عَنْهُ أَلْسُنُ الْمُعَانِدِينَ، وَلَكِنْ
يُؤْخَذُ مِنْ هَذَا ضَعْفٌ، وَمِنْ هَذَا ضَعْفٌ، فَيُتَزَاجَانِ قَهْرًا لِكَيْ يَسْتَوِيَ
الشَّيْطَانُ عَلَى أَوْلِيَائِهِ، وَيَسْجُو «الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ الْحُسْنَى».

۵۱

و من خطبة له ﴿۵۱﴾

لما غلب أصحاب معاوية أصحابه ﴿۵۱﴾ على شريعة
الفرات بصفين ومنعواهم الماء
قَدْ أَنْتَقَطَقُوا الْقِتَالَ، فَأَوْسَرُوا عَلَى مَذَلَّةٍ، وَتَأَخَّرَ مَحَلَّةٍ،

بطن الخفيات - پوشیدہ امور کے باطن
سے باخبر ہونا۔

اعلام - وہ مناسب جو باعث ہدایت ہیں
مراودین - طالبان حقیقت
ضعفت - ایک شخص گھاس جس میں
خشک و تر دونوں کی آمیزش ہو۔
شریعت - نہر کا کنوہ
استطعموكم - تم سے نعمت جنگ کا مطالبہ
کر دیا ہے۔

۱ امام رضا کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر
خدا کا دیکھنا ممکن ہوتا تو ایمان کا سب سے
صحیح تر اور آسان تر راستہ رویت کا
راستہ ہوتا اور جو اس کی رویت سے
محروم ہوتا وہ صاحب ایمان نہ ہوتا اور
نتیجہ میں کوئی صاحب ایمان نہ ہوتا کہ کوئی
اس کا دیکھنے والا نہیں ہے۔

۲ امام صادق نے ایک شخص کو اسرار کبر
کے ساتھ فرمایا کہ اس کے کیا معنی ہیں؟
اس نے کہا کہ وہ ہر شے سے بڑا ہے۔ فرمایا
کہ وہ تو اس وقت بھی بڑا تھا جب کسی
شے کا وجود نہیں تھا تو ہر شے سے بڑا
ہونے کے کیا معنی ہیں؟ وہ شخص گھبر گیا۔
آپ نے فرمایا کہ اس تکبر کے معنی یہ ہیں
کہ وہ توصیف سے بھی بڑا ہے اور کوئی
شخص اس کی توصیف نہیں کر سکتا ہے۔
"لا يبلغ مد منه القاتلون"

۳ وجود واجب کی بے پناہ علامتیں
اور نشانیاں اس کے وجود کو ثابت
نہ کر سکیں تو دنیا کی کوئی شے قابل ثبات
نہ رہ جائے گی کہ درحقیقت ہر شے کا
اثبات اس کے مظاہر اور علامات ہی
سے ہوتا ہے۔

مصادر خطبہ ۳۹ کتاب الروضہ من البحار ۶، ۳۳۳، عیون الحکم والمواظع علی بن محمد بن شاکر الواسطی المتوفی ۳۵۵ھ
مصادر خطبہ ۵۱ المحاسن البرقی ۱، ۵۳۳، اصول کافی باب البدرع والرائی والمقائیس - روضۃ الکافی ۵، ۱۳۶، البصائر والذخائر
۳۳، مشکوٰۃ الاثر ۱۷ طبرسی ۲۲۳، تاریخ یعقوبی ۲، ۱۹
مصادر خطبہ ۵۱ کتاب صفین نصر بن مزاحم، شرح نهج البلاغه ابن ابی الحدید ۱۳۲۹

نہضے مراد فرات کا پانی ہے اور یہ عجیب و غریب تعبیرات میں ہے۔

۴۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں پروردگار کے مختلف صفات اور اس کے علم کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس خدا کے لئے ہے جو مخفی امور کی گہرائیوں سے باخبر ہے اور اس کے وجود کی رہنمائی ظہور کی تمام نشانیاں کر رہی ہیں۔ وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں آنے والا نہیں ہے لیکن نہ کسی نہ دیکھنے والے کی آنکھ اس کا انکار کر سکتی ہے اور نہ کسی اثبات کرنے والے کا دل اس کی حقیقت کو دیکھ سکتا ہے۔ وہ بلندیوں میں اتنا اگے ہے کہ کوئی شے اس سے بلند تر نہیں ہے اور قربت میں اتنا قریب ہے کہ کوئی شے اس سے قریب تر نہیں ہے۔ نہ اس کی بلندی اسے مخلوقات سے دور بنا سکتی ہے اور نہ اس کی قربت برابر کی جگہ پر لاسکتی ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی صفوں کی حدود سے باخبر نہیں کیا ہے اور بقدر واجب معرفت سے محروم بھی نہیں رکھا ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے کہ اس کے انکار کرنے والے کے دل پر اس کے وجود کی نشانیاں شہادت دے رہی ہیں۔ وہ مخلوقات سے تشبیہ دینے والے اور انکار کرنے والے دونوں کی باتوں سے بلند و بالا تر ہے۔

۵۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اس میں ان فنون کا تذکرہ ہے جو لوگوں کو تباہ کر دیتے ہیں اور ان کے اثرات کا بھی تذکرہ ہے)

فنون کی ابتدا ان خواہشات سے ہوتی ہے جن کا اتباع کیا جاتا ہے اور ان جدید ترین احکام سے ہوتی ہے جو گڑھ لئے جاتے ہیں اور سراسر کتاب خدا کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس میں کچھ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور دین خدا سے الگ ہو جاتے ہیں کہ اگر باطل حق کی آمیزش سے الگ رہتا تو حق کے طلبکاروں پر مخفی نہ ہو سکتا اور اگر حق باطل کی ملاوٹ سے الگ رہتا تو دشمنوں کی زبانیں نہ کھل سکتیں۔ لیکن ایک حصہ اس میں سے لیا جاتا ہے اور ایک اُس میں سے، اور پھر دونوں کو ملا دیا جاتا ہے اور ایسے ہی مواقع پر شیطان اپنے ساتھیوں پر مسلط ہو جاتا ہے اور صرف وہ لوگ نجات حاصل کر پاتے ہیں جن کے لئے پروردگار کی طرف سے نیکی پہلے ہی پہنچ جاتی ہے۔

۵۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب معاویہ کے ساتھیوں نے آپ کے ساتھیوں کو ہٹا کر صفین کے قریب فرات پر غلبہ حاصل کر لیا اور پانی بند کر دیا) دیکھو دشمنوں نے تم سے غلے جنگ کا مطالبہ کر دیا ہے اب یا تو تم ذلت اور اپنے مقام کی پستی پر قائم رہ جاؤ،

لے اس ارشاد گرامی کا آغاز لفظ انعام سے ہوا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا کا ہر فتنہ خواہشات کی پیروی اور بدعتوں کی ایجاد سے شروع ہوتا ہے اور یہی تاریخی حقیقت ہے کہ اگر امت اسلامیہ نے روز اول کتاب خدا کے خلاف میراث کے احکام وضع نہ کئے ہوتے اور اگر منصب و اقتدار کی خواہش میں "من کنت مولایا" کا انکار نہ کیا ہوتا اور کچھ لوگ کچھ لوگوں کے ہمدرد نہ ہو گئے ہوتے اور نصیب خیر کے ساتھ سن و سال اور صحابیت و قربت کے جھگڑے نہ شامل کر دئے ہوتے تو آج اسلام بالکل خالص اور صریح ہوتا اور امت میں کسی طرح کا فتنہ و فساد نہ ہوتا۔ لیکن افسوس کہ یہ سب کچھ ہو گیا اور امت ایک دائمی فتنہ میں مبتلا ہو گئی جس کا سلسلہ چودہ صدیوں سے جاری ہے اور خدا جلنے کب تک جاری رہے گا۔

أَوْ رَوْوَا الشَّيْءَ مِنَ الدَّمَاءِ تَرْوَوْا مِنَ الْمَاءِ؛ فَالْمَوْتُ فِي حَيَاتِكُمْ
مَشْهُورِينَ، وَالْحَيَاةُ فِي مَوْتِكُمْ قَاهِرِينَ. أَلَا وَإِنَّ مُعَاوِيَةَ قَادَ
لَمَّةً مِنَ الْقَوَاةِ، وَعَمَّسَ عَلَيْهِمُ الْخَبَرَ، حَتَّى جَعَلُوا تُحُورَهُمْ أَغْرَاضَ الْبَيْتِ ۝

۵۲

و من خطبة له ۝

وهي في الترهيد في الدنيا، وثواب الله للزاهد، ونعم الله على الخلق

الترهيد في الدنيا

أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَصَرَّتْ، وَادَّتْ بِإِنْقِضَاءِ، وَتَنَكَّرَ مَعْرُوفُهَا
وَأَدْبَرَتْ حَدَّاءَ، فِيهِ تَحْفِيزُ بِالْفَنَاءِ سُكَّانَهَا (ساكنيها)، وَتَحْدُو بِالْمَوْتِ
جِيرَانَهَا، وَقَدْ أَمَرَ فِيهَا مَا كَانَ حُلُوءًا، وَكَدِرَ فِيهَا مَا كَانَ صَفُوءًا، فَلَمْ
يَبْقَ (تبقى) مِنْهَا إِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ الْأَدَاوَةِ أَوْ جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ،
لَوْ تَمَرَّرَ هَذَا الصَّدِيقَانِ لَمْ يَنْتَفِعْ، فَأَرْسَلُوا عَبْدَ اللَّهِ الرَّحِيلَ عَنْ هَذِهِ
الدَّارِ الْمَقْدُورِ عَلَى أَهْلِهَا الزَّوَالِ، وَلَا يَغْلِبَنَّكُمْ فِيهَا الْأَمَلُ،
وَلَا يَطْلُونَ عَلَيْكُمْ فِيهَا الْأَمَدُ.

ثواب الزاهد

فَوَاللَّهِ لَوْ حَسَنْتُمْ حَيْنَ الْوَلَدِ الْعِجَالِ، وَدَعَوْتُمْ بِبَدِيلِ الْمُسَامِ،
وَجَازْتُمْ جُورَ مُبْتَلِي الرُّهْبَانِ، وَخَرَجْتُمْ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَوْلَادِ، أَلَيْسَ الْقُرْبَى إِلَيْهِ فِي أَرْتِفَاعِ دَرَجَةٍ عِنْدَهُ، أَوْ غُفْرَانِ
سَجِيَّةٍ أَحْصَيْنَاهَا كُنْيَةً، وَحَفِظْنَاهَا رُسْلَةً، لَكَانَ قَلِيلًا فِيمَا أَرْجُو لَكُمْ مِنْ
ثَوَابِهِ، وَأَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ عِقَابِهِ.

نعم الله

وَتَاللَّهِ لَوْ انْقَاضَتْ قُلُوبُكُمْ أَنْيَانًا، وَسَأَلَتْ عُيُونُكُمْ مِنْ رَغْبَةٍ

ذکرنا در نہ فرزند ابوطالب اور ابن ابی سفیان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔ اقتدار پرستوں کا کردار الگ ہوتا ہے اور دین کے ذمہ داروں کا انداز عمل
الگ ہوتا ہے۔ اسلام ایسے انتقام کا ساتھی نہیں ہے جس سے اس کے اصول و قوانین کا خون ہو جائے اور مذہب کے نام پر مذہب کو پامال
کر دیا جائے۔

لئے۔ (بوتشدید) مختصر سی جماعت
عس النجر۔ بات پوشیدہ رہ گئی
اغراض۔ مجمع غرض۔ نشاد
تکثر معروفہا۔ اس کا چہرہ چھپ گیا
حذاء۔ تیز رفتاری

تحفہ ہم۔ ڈھکیل کر چلا رہی ہے
تحدوا۔ موت کی طرف لے جا رہی ہے
امراشی چیز تلخ ہو گئی
کدر۔ وہ پانی جس کا رنگ گندہ ہو چکا
سملہ۔ حوض میں بچا ہوا پانی
مقلہ۔ وہ پتھر جو جن میں ڈال دیا جاتا
ہے اور پھر پانی بھر جاتا ہے تاکہ ہر
شخص کے حصہ کا حساب لگایا جاسکے
تموز۔ آہستہ آہستہ پینا

صدیان۔ پیاسا
لم شقق۔ سیراب نہ ہو گا
ارسلوا الرحیل۔ کوچ کی تیاری کرلو
مقدار۔ مقدار کا لکھا ہوا
ولہ۔ والہ کی جمع ہے۔ وہ اونٹنی جس کا
بچہ گم ہو جائے

عجالت۔ عجل کی جمع ہے۔ وہ اونٹنی
جس کا بچہ گم ہو جائے
بدل الکام۔ کہو تر کے روئے کی آواز
جاء اتم۔ بندہ آواز سے گریہ
متبتل۔ جو صرف عبادت کا ہو کر
رہ جائے۔

انمیاث۔ پھل جانا۔
(۱) تاریخ گواہ ہے کہ لشکر امام نے
دریا پر قبضہ کر لیا اور معاویہ کے لشکر
کو کنارہ سے ہٹا دیا لیکن امام نے
فوراً حکم دیا کہ خبردار دشمن پر پانی بند

مصادر خطبہ ۲۵ من لایحضرہ الفقیہ صدوق ۱۳۶۱، مصباح شیخ طوسی ۳۶۱۔ حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ۸۷، امالی مفید ۸۷، المجالس مفید ۹۵

یا اپنی تلواروں کو خون سے سیراب کر دو اور خود پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ درحقیقت موت ذلت کی زندگی میں ہے اور زندگی عزت کی بوت میں ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ معاویہ گمراہوں کی ایک جماعت کی قیادت کر رہا ہے جس پر تمام حقانی پوشیدہ ہیں اور انھوں نے جہالت کی بنا پر اپنی گردنوں کو تیراجل کا نشانہ بنا دیا ہے۔

۵۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا میں زندگی ترغیب اور پیش پروردگار اس کے ثواب اور مخلوقات پر خالق کی نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے) آگاہ ہو جاؤ دنیا جاہد ہی ہے اور اس نے اپنی رخصت کا اعلان کر دیا ہے اور اس کی جانی پہچانی چیزیں بھی اجنبی ہو گئی ہیں۔ وہ تیزی سے منہ پھیر رہی ہے اور اپنے باشندوں کو فنا کی طرف لے جا رہی ہے اور اپنے ہمسایوں کو موت کی طرف ڈھکیل رہی ہے۔ اس کی شیرینی تلخ ہو چکی ہے اور اس کی صفائی مکدر ہو چکی ہے۔ اب اس میں صرف اتنا ہی پانی باقی رہ گیا ہے جو تہ میں بچا ہوا ہے اور وہ نپا تلا گھونٹ رہ گیا ہے جسے پیاسا پی بھی لے تو اس کی پیاس نہیں بجھ سکتی ہے۔ لہذا بندگان خدا اب اس دنیا سے کوچ کرنے کا ارادہ کر لو جس کے رہنے والوں کا مقدر زوال ہے اور خبردار! تم پر خواہشات غالب نہ آنے پائیں اور اس مختصر مدت کو طویل نہ سمجھ لینا۔

خدا کی قسم اگر تم ان دشمنوں کی طرح بھی فریاد کرو جن کا بچہ گم ہو گیا ہو اور ان کبوتروں کی طرح نالہ و فغاں کرو جو اپنے جھنڈے الگ ہو گئے ہوں اور ان راہبوں کی طرح بھی گریہ و فریاد کرو جو اپنے گھر بار کو چھوڑ چکے ہوں اور مال و اولاد کو چھوڑ کر قربت خدا کی تلاش میں نکل پڑو تاکہ اس کی بارگاہ میں درجات بلند ہو جائیں یا وہ گناہ معاف ہو جائیں جو اس کے دفتر میں ثبت ہو گئے ہیں اور فرشتوں نے انھیں محفوظ کر لیا ہے تو بھی یہ سب اس ثواب سے کم ہو گا جس کی میں تمہارے بارے میں امید رکھتا ہوں یا جس خدا کا تمہارے بارے میں خوف رکھتا ہوں۔

خدا کی قسم اگر تمہارے دل بالکل بکھل جائیں اور تمہاری آنکھوں سے آنسوؤں کے بجائے رغبت ثواب یا خوف عذاب میں خون جاری ہو جائے

لے کھلی ہوئی بات ہے کہ ”فکر ہر کس بقدر ہمت اوست“ دنیا کا انسان کتنا ہی بلند نظر اور عالی ہمت کیوں نہ ہو جائے مولائے کائنات کی بلندی فکر کو نہیں پاسکتا ہے اور اس درجہ علم پر فائز نہیں ہو سکتا ہے جس پر مالک کائنات نے باب مدینۃ العلم کو فائز کیا ہے۔

آپ فرمانا چاہتے ہیں کہ تم لوگ میری اطاعت کرو اور میرے احکام پر عمل کرو۔ اس کا اجر و ثواب تمہارے افکار کی رسائی کی حدود سے بالاتر ہے۔ میں تمہارے لئے بہترین ثواب کی امید رکھتا ہوں اور تمہیں بدترین عذاب سے بچانا چاہتا ہوں لیکن اس راہ میں میرے احکام کی اطاعت کرنا ہوگی اور میرے راستہ پر چلنا ہو گا جو درحقیقت شہادت اور قربانی کا راستہ ہے اور انسان اسی راستہ پر قدم آگے بڑھانے سے گھبراتا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایک دنیا دار انسان جس کی ساری فکر مال دنیا اور ثروت دنیا ہے وہ بھی کسی ہلاکت کے خطرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنے کو ہلاکت سے بچانے کے لئے سارا مال و متاع قربان کر دیتا ہے تو پھر خود دیندار انسان میں یہ جذبہ کیوں نہیں پایا جاتا ہے؟ وہ جنت النعیم کو حاصل کرنے اور عذاب جہنم سے بچنے کے لئے اپنی دنیا کو قربان کیوں نہیں کرتا ہے؟ اس کا تو عقیدہ یہی ہے کہ دنیا چند روزہ اور فانی ہے اور آخرت ابدی اور دائمی ہے تو پھر فانی کو باقی کی راہ میں کیوں قربان نہیں کر دیتا ہے؟ ”اِنَّ هَذَا الشَّيْءَ عَجَابٌ“

إِلَيْهِ أَوْ رَفِيعَةٍ مِنْهُ دَمًا، ثُمَّ عُمِّرْتُمْ فِي الدُّنْيَا، مَا
الدُّنْيَا بِأَقْبَىٰ، مَا جَزَتْ أَعْيَالُكُمْ عَنْكُمْ - وَلَوْ لَمْ تُبْقُوا
شَيْئًا مِنْ جُودِكُمْ - أُنْعِمْتُ عَلَيْكُمْ الْإِعْظَامَ، وَهَدَاهُ
إِلَيْكُمْ لِيَلْبِثَنَّ

۵۳

و من خطبة له ﷺ

في ذكرى يوم النحر وصفة الاضحية

وَمِنْ قِمَامِ الْأَضْحِيَّةِ اسْتِشْرَافُ أَذُنِهَا، وَسَلَامَةُ عَيْنِهَا، فَإِذَا
سَلِمَتِ الْأَذُنُ وَالْعَيْنُ سَلِمَتِ الْأَضْحِيَّةُ وَتَمَّتْ، وَلَوْ كَانَتْ
عَضْبَاءَ الْقَرْيَةِ تَجُرُّ رَجُلَهَا إِلَى الْمَسْجِدِ

قال السيد الشريف: والمنك ها هنا المذبح

۵۴

و من خطبة له ﷺ

وفيهما يصف أصحابه بصفين حين طال منهم له من قتال اهل الشام

فَتَذَاكُرُوا عَلَيَّ تَذَاكُرَ الْأَيْلِ الْهَيْمِ يَوْمَ وَدُوها، وَقَدْ أَرْسَلَهَا
رَاعِيهَا، وَخَلِيتَ مَقَاتِلَهَا، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُمْ قَاتِلِي، أَوْ يَغْضِبُهُمْ
قَاتِلُ بَغْضٍ لَدَيَّ. وَقَدْ قَلْبْتُ هَذَا الْأَمْرَ بَطْنَةً وَظَهْرَةً حَتَّى
مَنْعَنِي النَّوْمُ، فَمَا وَجَدْتُني يَسْعُنِي إِلَّا قِتَالُهُمْ أَوْ الْجُمُوحُ
بِمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَتْ مُقَابَلَةُ
الْقِتَالِ أَهْوَىٰ عَلَيَّ مِنْ مُقَابَلَةِ الْعِقَابِ، وَمَوَاتِ الدُّنْيَا أَهْوَىٰ
عَلَيَّ مِنْ مَوَاتِ الْآخِرَةِ.

الضحية - روز عید اضحیٰ قربانی کا جانور
استشراف اذن - کانوں کا سالم اور
سیدھا ہونا

عضبہ القرآن - سینگ کا ٹوٹا ہونا

تذاکر - ٹوٹ پڑے

ہیم - پیاسے اور

یوم الورد - پانی پینے کا دن

مثانی - وہ سنی جس سے اونٹ کے پیر

باندھے جاتے ہیں -

۱۔ وہ لوگ جو حج فتح انجام دینے والے

ہیں یعنی مکہ مکرمہ کے حدود سے ۴۸ میل

باہر سے آئے ہیں ان کا فرض ہے کہ میران

سنی میں ایک جانور قربان کریں لیکن جو

لوگ حج فتح میں میدان سنی میں نہیں

ہیں - ان کے لئے بھی روز عید اضحیٰ

ایک جانور کا قربان کرنا مستحب ہے

اور دونوں میں متعدد فرق پائے جاتے

ہیں -

ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ واجب

قربانی میں شرکت کا کوئی امکان نہیں

ہے لیکن سنتی قربانی میں شرکت بھی

ہو سکتی ہے -

اور دو سرافق یہ ہے کہ واجب

قربانی کا ہر طرح سے بے عیب ہونا

ضروری ہے لیکن سنتی قربانی میں اس طرح

کی کوئی شرط نہیں ہے - ہو سکتا ہے کہ

حضرت کا اشارہ اس خطبہ میں سنتی قربانی

کی طرف ہو ورنہ واجب قربانی میں ضرر

کان اور آنکھ کے سلاستی کافی نہیں ہے -

اس کے لئے فقہ اہلبیت میں متعدد

شرائط پائے جاتے ہیں -

مصادر خطبہ ۵۳ من لایحضرہ الفقیہ ۱ ص ۴۶، مصباح المتہد طوسی ص ۳۹، مناقب خوارزمی ص ۱۵۵، کتاب صفین ص ۲، الامامۃ والسیاستہ ۱ ص ۹۳،
العقد الفرید ۲ ص ۱۰۵
مصادر خطبہ ۵۴ العقد الفرید ۲ ص ۱۳۵، نہایہ ابن اثیر ۲ ص ۱۲۵، کتاب الجمل ابی مخنف، بحار الانوار - ارشاد مفید ص ۴۳، احتجاج طبرسی ص ۲۳۳،
المسترشد مفید ص ۵۵

اور تھیں دنیا میں آخر تک باقی رہنے کا موقع دے دیا جائے تو بھی تمہارے اعمال اس کی عظیم ترین نعمتوں اور ہدایت ایمان کا بدلہ نہیں ہو سکتے ہیں چاہے ان کی راہ میں تم کوئی کسراٹھا کر نہ رکھو۔

۵۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں روزِ عیدِ اضحیٰ کا تذکرہ ہے اور قربانی کے صفات کا ذکر کیا گیا ہے)

قربانی کے جانور کا کمال یہ ہے کہ اس کے کان بلند ہوں اور آنکھیں سلامت ہوں کہ اگر کان اور آنکھ سلامت ہیں تو گویا قربانی سالم اور مکمل ہے چاہے اس کی سینک ٹی ہوئی ہو اور وہ پیروں کو گھسیٹ کر اپنے کو قربان گاہ تک لے جائے۔ بید رضیؑ۔ اس مقام پر منک سے مراد مذبح اور قربان گاہ ہے۔

۵۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آپ نے اپنی بیعت کا تذکرہ کیا ہے)

لوگ مجھ پر یوں ٹوٹ پڑے جیسے وہ پیلے سے اونٹ پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں جن کے نگراؤں نے انھیں آزاد چھوڑ دیا ہو اور ان کے پیروں کی رسیاں کھول دی ہوں یہاں تک کہ مجھے یہ احساس پیدا ہو گیا کہ یہ مجھے مار ہی ڈالیں گے یا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ میں نے اس امر خلافت کو یوں اٹھ پلٹ کر دیکھا ہے کہ میری نیند تک اڑ گئی ہے اور اب یہ محسوس کیا ہے کہ یا ان سے جہاد کرنا ہو گا یا پیغمبر کے احکام کا انکار کر دینا ہو گا۔ ظاہر ہے کہ میرے لئے جنگ کی سختیوں کا برداشت کرنا عذاب کی سختی برداشت کرنے سے آسان تر ہے اور دنیا کی موت آخرت کی موت اور تباہی سے سبک تر ہے۔

لے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس اسلام میں روزِ اول سے بروزِ شہرِ بیعت لی جا رہی تھی اور انکارِ بیعت کرنے پر گھروں میں آگ لگائی جا رہی تھی یا لوگوں کو خنجر و شمشیر اور تازیانہ و دُرّہ کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اس میں یکبارگی یہ انقلاب کیسے آگیا کہ لوگ ایک انسان کی بیعت کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے اور یہ محسوس ہونے لگا کہ جیسے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔

کیا اس کا راز یہ تھا کہ لوگ اس ایک شخص کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور شجاعت و کرم سے متاثر ہو گئے تھے۔ ایسا ہوتا تو یہ صورت حال بہت پہلے پیدا ہو جاتی اور لوگ اس شخص پر قربان ہو جاتے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہو سکا جس کا مطلب یہ ہے کہ قوم نے شخصیت سے زیادہ حالات کو سمجھ لیا تھا اور یہ اندازہ کر لیا تھا کہ وہ شخص جو امت کے درمیان واقعی انصاف کر سکتا ہے اور جس کی زندگی ایک عام انسان کی زندگی کی طرح سادگی رکھتی ہے اور اس میں کسی طرح کی حرص و طمع کا گزر نہیں ہے وہ اس مردِ مومن اور کل ایمان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے۔ لہذا اس کی بیعت میں سبقت کرنا ایک انسانی اور ایمانی فریضہ ہے اور درحقیقت مولائے کائناتؐ نے اس پوری صورت حال کو ایک لحاظ میں واضح کر دیا ہے کہ یہ دن درحقیقت یہاں سولہ کے سیراب ہونے کا دن تھا اور لوگ بدقوتوں سے تشنہ اور تشنہ کام تھے لہذا ان کا ٹوٹ پڑنا حق بجانب تھا۔ اس ایک تشبیہ سے ماضی اور حال دونوں کا مکمل اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ !

۵۵

وَمِنْ كَلَامِهِ ﷺ

وَقَدْ اسْتَبْطَأَ أَصْحَابَهُ إِذْنَهُ لَمْ فِي الْقِتَالِ بِصَفِينِ
أَمَّا قَوْلُكُمْ: أَكُلَ ذَلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ؟ قَوْلُ اللَّهِ مَا أَبَايَ، دَخَلْتُ (ادخلت)
إِلَى الْمَوْتِ أَوْ خَرَجَ الْمَوْتُ إِلَيَّ. وَأَمَّا قَوْلُكُمْ شَكَا فِي أَهْلِ الشَّامِ قَوْلُ اللَّهِ مَا دَفَعْتُ الْحَرْبَ
يَوْمًا إِلَّا وَأَنَا أَطْعَمُ أَنْ تَلْحَقَ بِي طَائِفَةٌ فَتَهْتَدِيَ بِي، وَتَعُشُوا إِلَيَّ ضَوْفِي، وَذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ
أَنْ أَقْتُلَهَا عَلَى ضَلَالَتِهَا (ضلالتها)، وَإِنْ كَانَتْ تَبْوِي بِأَنَامِيهَا. ﷺ

۵۶

وَمِنْ كَلَامِهِ ﷺ

يُصِفُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ وَذَلِكَ يَوْمَ صَفِينِ حِينَ أَمَرَ النَّاسَ بِالصَّلَاحِ
وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: نَقْتُلُ آبَاءَنَا وَأَبْنَاؤَنَا
وَإِخْوَانَنَا وَأَغْنِيَانَا: مَا يَزِيدُنَا ذَلِكَ إِلَّا إِيْمَانًا وَتَسْلِيمًا،
وَمُخِيَّتًا عَلَى اللَّفْمِ، وَصَبْرًا عَلَى مَضْضِ الْأَلَمِ، وَجِدًّا فِي جِهَادِ
الْعَدُوِّ، وَلَقَدْ كُنَّا الرِّجْلُ يَمْنًا وَالْآخِرُ مِنْ عَدُوِّنَا يَسْتَصَاوِلَانِ
تَصَاوُلَ الْفَعْلَيْنِ، يَسْتَحَالَتَانِ أَنْفُسُهُمَا: أَيُّهَا يَنْشِقِ صَاحِبَتُهُ نَاسِ
الْمُؤْنِ، قَسْرَةً لَنَا مِنْ عَدُوِّنَا، وَمَسْرَةً لِعَدُوِّنَا يَمْنًا، فَلَمَّا رَأَى اللَّهُ
جِدْقَنَا أَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَتِبَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا النُّصْرَ، حَتَّى اسْتَقَرَّ
الْإِسْلَامُ مُلْقِيًا جِرَانَهُ، وَمُتَبَوِّئًا (تَبَوَّيَا) أَوْ طَائِفَةً، وَلَعَنَرِي لَوْ
كُنَّا نَأْتِي مَا أَتَيْتُمْ، مَا قَامَ لِلدِّينِ عَمُودٌ، وَلَا أَخْضَرَّ لِلْإِيْمَانِ عُودٌ.
وَأَيْمُ اللَّهِ لَتَخْتَلِيَنَّهَا دِمَاءٌ، وَتَشْتَبِهَنَّهَا نَدْمًا

۵۷

وَمِنْ كَلَامِهِ ﷺ

فِي صِفَةِ رَجُلٍ مَذْمُومٍ، ثُمَّ فِي فَضْلِهِ ﷺ
أَمَّا إِنَّهُ سَيُظْهِرُ عَلَيْكُمْ بِسُفْدِي رَجُلٌ رَحْبُ الْبَلْعُومِ، مُنْذِرٌ

تَعُشُوا إِلَى ضَوْفِي - چند صائی ہوں
آنکھ سے روشنی کی طرف دیکھنا
آشام - گناہ
لقم - شاپراہ
مضض الم - درد کی شدت
تصاول - ایک دوسرے پر حملہ کرنا -
تخالس - ایک دوسرے کی جان کے
دروپے ہو جانا
کبت - ذلت

جران البعیر - اونٹ کے سارے کا سار
احتلاب - دودھ دھونا
① امام علیہ السلام نے اس حقیقت
کا اعلان کیا ہے کہ اسلام میں جنگ کوئی
مقصود نہیں ہے بلکہ صرف ایک وسیلہ ہے
اور اس وسیلہ کو قطع فساد کے لئے اس وقت
استعمال کیا جاتا ہے جب ہدایت کے تمام
امکانات ختم ہو جاتے ہیں ورنہ اس کے
بغیر جنگ ایک غارتگری ہے ہمارا نہیں ہے -
خدا جانتا ہے کہ اس دینا ستاری سے
کام کرنے والا تاریخ بشریت میں نہیں
پیدا ہوا ہے جو جنگ چھیڑنے کے لئے
ہدایت کے آخری امکانات کا انظار کرے
اور جنگ چھیڑ جانے کے بعد بھی توار پلانے
میں نسلوں کا جائزہ لے کر اٹھائے اور
اگر، پشت میں کوئی عرصہ پیدا ہونے والا
ہے تو ایک صاحب ایمان کی خاطر ۶۹
پشت کے بن فہین و کفار کے ظالم برداشت
کرنے کے لئے تیار ہو جائے - روحی وار ولاح
العالمین لرا الفداور

مصادر خطبہ ۵۵ کتاب صفین ص ۲۵، تاریخ طبری ۴ ص ۱۳۳
مصادر خطبہ ۵۶ کتاب صفین ص ۲۵، تاریخ الامم و الملوک جلد دوم، الفارات ابن ہلال ثقفی، کتاب الجمل و القدی، ارشاد مفید ص ۱۱۳ کتاب
سلم بن قیس ص ۴، تذکرہ ابن الجوزی ص ۱۱۵
مصادر خطبہ ۵۷ کتاب الفارات - اصول کافی - تفسیر عیاشی آیت ۱۱ سورہ نحل، قرب الاسناد حمیری - انساب الاشراف ۲ ص ۱۱۹، مستدرک حکم ۲ ص ۳۸۵
امالی طوسی ص ۱۲۸، ارشاد مفید ص ۱۵۱، الملاحم و الفتن ابن طاووس ص ۵۴، کتاب الفتن نعیم بن حاد - کتاب الرجال کشی ص ۱۲۰

۵۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ کے اصحاب نے یہ اظہار کیا کہ اہل صفین سے جہاد کی اجازت میں تاخیر سے کام لے رہے ہیں) تمہارا یہ سوال کہ کیا یہ تاخیر موت کی ناگوار سی سے ہے تو خدا کی قسم مجھے موت کی کوئی پروا نہیں ہے کہ میں اس کے پاس آؤں اور ہوجاؤں یا وہ میری طرف نکل کر آجائے۔ اور تمہارا یہ خیال کہ مجھے اہل شام کے باطل کے بائے میں کوئی شک ہے۔ تو خدا گواہ ہے کہ میں نے ایک دن بھی جنگ کو نہیں ٹالا ہے مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی گروہ مجھ سے ملحق ہو جائے اور ہدایت پا جائے اور میری روشنی میں اپنی کمزور آنکھوں کا علاج کر لے کہ یہ بات میرے نزدیک اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ میں اس کی گمراہی کی بنا پر اسے قتل کر دوں اگرچہ اس قتل کا گناہ اسی کے ذمہ ہوگا۔

۵۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اصحاب رسولؐ کو یاد کیا گیا ہے اس وقت جب صفین کے موقع پر آپؐ نے لوگوں کو صلح کا حکم دیا تھا)۔ ہم رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے خاندان کے بزرگ، بچے، بھائی، بند اور چچاؤں کو بھی قتل کر دیا کرتے تھے اور اس گناہ سے ایمان اور جذبہ تعلیم میں اضافہ ہی ہوتا تھا اور ہم برابر سیدھے راستے پر بڑھتے ہی جا رہے تھے اور مصیبتوں کی سختیوں پر صبر ہی کرتے جا رہے تھے اور دشمن سے جہاد میں کوشش ہی کرتے جا رہے تھے۔ ہمارا سپاہی دشمن کے سپاہی سے اس طرح مقابلہ کرتا تھا جس طرح مردوں کا مقابلہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جائیں اور ہر ایک کو یہی فکر ہو کہ دوسرے کو موت کا جام پلا دیں۔ پھر کبھی ہم دشمن کو مار لیتے تھے اور کبھی دشمن کو ہم پر غلبہ ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد جب خدا نے ہماری صداقت کو آزمایا تو ہمارے دشمن پر ذلت نازل کر دی اور ہمارے اوپر نصرت کا نزول فرما دیا یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ جم گیا اور اپنی منزل پر قائم ہو گیا۔ میری جان کی قسم اگر ہمارا کردار بھی تمہیں جیسا ہوتا تو نہ دین کا کوئی ستون قائم ہوتا اور نہ ایمان کی کوئی شاخ ہری ہوتی۔ خدا کی قسم تم اپنے کرم سے دودھ کے بدلے خون دھو گے اور آخر میں پھٹاؤ گے۔

۵۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ایک قابل مذمت شخص کے بارے میں)

آنگاہ ہو جاؤ کہ عنقریب تم پر ایک شخص مسلط ہو گا جس کا خلق کشادہ اور پیٹ بڑا ہوگا۔

اے حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن عامر حضرمی کو بھروسے میں دوبارہ فساد پھیلانے کے لئے بھیج دیا۔ وہاں حضرت کے والی ابن عباسؓ تھے اور وہ کھڑکی تعزیت کے لئے کوڑا لگائے تھے۔ زیاد بن عبیدان کے نائب تھے۔ انھوں نے حضرت کو اطلاع دی۔ آپؓ نے بھروسے بنی تمیم کا عثمانی رحمان دیکھ کر کوڑے بنی تمیم کو مقابلہ پر بھیجا چاہا لیکن ان لوگوں نے بزدلی سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت نے اپنے دورِ قدیم کا حوالہ دیا کہ اگر رسول اکرمؐ کے ساتھ ہر لوگ بھی قبائلی تعصب کا شکار ہو گئے ہوتے تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ اسلام حق و صداقت کا مذہب ہے اس میں قوی اور قبائلی رجحانات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اے یہ ایک عظیم حقیقت کا اعلان ہے کہ پروردگار اپنے بندوں کی بہر حال مدد کرتا ہے۔ اس نے عاف کہہ دیا ہے کہ "کان حقنا نصر المومنین" (مومنین کی مدد ہماری ذمہ داری ہے)۔ "ان الله مع الصابرين" (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ لیکن اس سلسلے میں اس حقیقت کو بہر حال سمجھ لینا چاہئے کہ یہ نصرت ایمان کے اظہار کے بعد اور بیعتِ صبر کے بعد ملنے آتی ہے جب تک انسان اپنے ایمان و صبر کا ثبوت نہیں دیتا، خدا کی امداد کا نزول نہیں ہوتا ہے۔ "ان تنصروا الله ينصركم" (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ نصرت الہی تمہیں ہے مجاہدات کا انعام ہے۔ پہلے مجاہدہ نفس اس کے بعد انعام!)۔

الْبَطْنِ، يَأْكُلُ مَا يَجِدُ، وَيَطْلُبُ مَا لَا يَجِدُ، فَاقْتُلُوهُ، وَلَنْ تَقْتُلُوهُ، أَلَا
وَإِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ بِسَيِّئٍ وَالْبَرَاءَةُ مِنِّي، فَأَمَّا السَّبُّ فَسُبُّي، فَإِنَّهُ لِي
رُكْسَةٌ، وَلَكُمْ نَجَاءٌ، وَأَمَّا الْبَرَاءَةُ فَلَا تَتَّبِعُوا مِنِّي، فَإِنِّي وَلَدْتُ
عَلَى الْفِطْرَةِ، وَسَبَقْتُ إِلَى الْإِيمَانِ وَالْهِجْرَةِ.

۵۸

و من کلام له ﷺ

کلم به الخوارج حين اعتزلوا الحكومة وتنادوا: ان لا حكم الا لله
أَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَلَا بَقِيَّ مِنْكُمْ أَثَرٌ (أَبْر). أَبْعَدُ إِنِّي بِاللهِ، وَجِهَادِي
مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ، أَشْهَدُ عَلَى نَفْسِي بِالْكَفَرِ «لَقَدْ ظَلَلْتُ إِذَا
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ» فَأَوْسُوا شَرَّ مَا بِي، وَأَزْجِعُوا عَلَى أَثَرِ الْأَعْقَابِ.
أَمَّا إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي ذُلًّا شَامِلًا، وَسَيْفًا قَاطِعًا وَأَثَرَةً يَتَّخِذُهَا
الظَّالِمُونَ فِيكُمْ سُنَّةً.

قال الشريف: قوله ﷺ «ولا باقى منكم آثر» يروى على ثلاثة أوجه:
أحدها أن يكون كما ذكرناه: «آثر» بالراء، من قولهم للذى يأبى النخل - أي:
بصلحه - يروى «آثر» وهو الذى يأثر الحديث و يرويه أى يحكيه، وهو أصح الوجوه
عندي، كأنه ﷺ قال: لا باقى منكم مخبراً و يروى «آثر» بالزاي المعجمة - وهو
الوائب. والهاك أيضاً يقال له: آثر.

۵۹

و قال ﷺ

لما عزم على حرب الخوارج، وقيل له:

إن القوم عبر واجسر النهر وان!

مَضَارِعُهُمْ دُونَ النَّطْقَةِ، وَاللَّهُ لَا يَقْلِتُ مِنْهُمْ عَشْرَةً، وَلَا يَهْلِكُ مِنْكُمْ عَشْرَةٌ.

قال الشريف، يعني بالنطفة ماء النهر، وهي أفصح كناية عن الماء
وإن كان كثيراً جداً. وقد أشرنا إلى ذلك فيما تقدم عند مضي ما أشبهه.

سند حق - جس کا پیٹ بڑا ہوا
حاصب - تیز آمدی
آثر - داستان کا بیان کرنے والا
اوپر اشر آب - بدترین واپسی کے ساتھ
پیٹ جاؤ

اثرۃ - سرکاری فوائد کو مخصوص کر لینا
بعض بنی امیہ کے ہوا خواہوں نے
اس بیان کا رخ زیادہ، حجاج اور غیر
بن شعبہ کی طرف مڑنا چاہا ہے حالانکہ
اس کے خصوصیات بایک دہل اعلان
کر رہے ہیں کہ اس سے مراد معاویہ ہے
اسی کا علیہ بیان کیا گیا ہے اور اس
کو پیٹ نہ بھرنے کی سرکاز نے بد دعا
دی تھی اور اسی نے آپ پر لعنت کا
حکم دیا تھا ورنہ اس کے علاوہ کسی نے
اس جبارت کی جہت نہیں کی ہے -
معاویہ کے قتل کا حکم بھی سرکار
دو عالم ہی نے دیا تھا جب فرمایا تھا کہ
جب بھی وہ منبر پر نظر آئے اسے قتل
کر دینا - میزان الاعتدال
تذیب التہذیب - سحر افسوس کہ
مسلمانوں نے مادی مصالح کے پیچھے
سرکار کے کسی ارشاد کا کوئی احترام
نہیں کیا -

وضوح رہے کہ اس برائت سے مراد
قلبی بیزاری ہے ورد لفظ بیزاری کا
اعلان اسی طرح جائز ہے جس طرح کہ
سب و شتم کے الفاظ کا استعمال ہے
اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت
نے فطرت اسلام پر پیدا کش کا حوالہ دیا
ہے اور مکمل ہوئی بات ہے کہ فطرت اسلام
برأت واقعی سے روک سکتی ہے کہ
اس طرح انسان اسلام سے بیزار
ہو جائے گا ورنہ لفظ بیزاری کے استعمال میں اسلام پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے -

مصادر و خطبہ ۵۵ تاریخ طبری الامات والسیاست ۱۳۳۱، تذکرۃ الخواص منشا، المسترشد طبری امامی ص ۱۶۱، شایہ ابن اشیر کلزہ انساب الاشراف
بلاذری ۲ ص ۳۶۹، کامل ۲ ص ۱۳۱
مصادر و خطبہ ۵۹ محاسن بیتی ۱ ص ۳۱۵، مروج الذهب ۲ ص ۲۱۶، کامل مبرد ۲ ص ۱۳۱، کتاب الخوارج دلائل، ارشاد مفید ص ۱۵۱

جو چاہئے گا کھا جائے گا اور جو نہ پائے گا اس کی جستجو میں رہے گا۔ تمہاری ذمہ داری ہوگی کہ اسے قتل کر دو مگر تم ہرگز قتل نہ کرو گے۔
 خیر۔ (۵۷) وہ عنقریب تمہیں سمجھ گالیاں دینے اور مجھے بیزاری کرنے کا بھی حکم دے گا۔ تو اگر گالیوں کی بات ہو تو مجھے برا بھلا
 کہہ لینا کہ یہ میرے لئے پاکیزگی کا سامان ہے اور تمہارے لئے دشمن سے نجات کا۔ لیکن خبردار مجھ سے برا مت نہ کرنا کہ میں فطرتِ اسلام پر
 پیدا ہوا ہوں اور میں نے ایمان اور ہجرت دونوں میں سبقت کی ہے۔

۵۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس کا مخاطب ان خوارج کو بنایا گیا ہے جو تکلم سے کنارہ کش ہو گئے اور "لا حکم الا للہ" کا نعرہ لگانے لگے)
 خدا کرے۔ تم پر سخت آندھیاں آئیں اور کوئی تمہارے حال کا اصلاح کرنے والا نہ رہ جائے۔ کیا میں پروردگار پر ایمان لانے
 نہ رہ جاؤں گا۔ جاؤ پلٹ جاؤ اپنی بدترین منزل کی طرف اور واپس چلے جاؤ اپنے نشانات قدم پر۔ مگر آگاہ رہو کہ میرے بعد تمہیں ہمہ گیر
 ذلت اور کاٹنے والی تلوار کا سامنا کرنا ہو گا اور اس طریقہ کار کا مقابلہ کرنا ہو گا جسے ظالم تمہارے بارے میں اپنی سنت بنائیں گے یعنی
 ہر چیز کو اپنے لئے مخصوص کر لینا۔

سید رضیؒ۔ حضرت کا ارشاد "لا بقی منکم آبر" تین طریقوں سے نقل کیا گیا ہے:

آبر۔ وہ شخص جو درخت خرم کو کاٹ چھانٹ کر اس کی اصلاح کرتا ہے۔

آشر۔ روایت کرنے والا۔ یعنی تمہاری خبر دینے والا بھی کوئی نہ رہ جائے گا۔ اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

آبر۔ کو دینے والا یا ہلاک ہونے والا کہ مزید ہلاکت کے لئے بھی کوئی نہ رہ جائے گا۔

۵۹۔ آپ نے اس وقت ارشاد فرمایا

جب آپ نے خوارج سے جنگ کا عزم کر لیا اور نہروان کے پل کو پار کر لیا۔

یاد رکھو! دشمنوں کی قتل گاہ دریا کے اُس طرف ہے۔ خدا کی قسم نہ ان میں کے دس باقی بچیں گے اور نہ تمہارے دس ہلاک ہو سکیں گے
 سید رضیؒ۔ نطق سے مراد نہر کا شفاف پانی ہے۔ جو بہترین کناریہ ہے پانی کے بارے میں چلے اس کی مقدار کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

لے جب امیر المومنین کو یہ خبر دی گئی کہ خوارج نے سارے ملک میں فساد پھیلانا شروع کر دیا ہے۔ جناب عبداللہ بن خطاب بن الارت کے ان کے
 گھر کی عورتوں سمیت قتل کر دیا ہے اور لوگوں میں مسلسل دہشت پھیلا رہے ہیں تو آپ نے ایک شخص کو بھانپنے کے لئے بھیجا۔ ان ظالموں نے اسے
 بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد جب حضرت عبداللہ بن خطاب کے قاتلوں کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو صاف کہہ دیا کہ ہم سب قاتل ہیں۔ اس کے بعد
 حضرت نے بنفس نفیس توبہ کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے اسے بھی ٹھکرا دیا۔ آخر ایک دن وہ آگیا جب لوگ ایک لاش کو لے کر آئے
 اور سوال کیا کہ سرکار اب فرمائیے اب کیا حکم ہے؟ تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند کر کے جہاد کا حکم دے دیا اور پروردگار کے دئے ہوئے علم غیب
 کی بناء پر انجام کار سے بھی باخبر کر دیا جو بقول ابن الحدید صد فیصد صحیح ثابت ہوا اور خوارج کے صرف نو افراد بچے اور حضرت کے ساتھیوں میں
 صرف آٹھ افراد شہید ہوئے۔

۶۰

و قال ﴿۱۰﴾

لما قتل الخوارج قذيل له: يا أمير المؤمنين، هلك القوم بجمعهم
كسلاً والله، إنهم نطفت في أصلاب الرجال، وقرارات النساء، كلنا نجتمع منهم
قرن قطع، حتى يكون آخرهم لصواً سلابين.

۶۱

و قال ﴿۱۱﴾

لَا تُقَاتِلُوا الْخَوَارِجَ بِسُيُوفِي؛ فَلَيْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَأَخْطَأَ
(فاعطى)، كَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَأَدْرَكَهُ ۝
قال الشريف: يعني معاوية وأصحابه.

۶۲

و من كلام له ﴿۱۲﴾

لما خوف من القبلة

وَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ اللَّهِ جُنَّةَ حَصِينَةٍ، فَإِذَا جَاءَ يَزِيدُ أَنْفَرَجَتْ عَنِّي
وَأَسْلَمْتَنِي، فَحِينَئِذٍ لَا يَطِيشُ الشَّيْءُ، وَلَا يَبْرَأُ الْكَلْمُ. ۝

۶۳

و من خطبة له ﴿۱۳﴾

يحذر من فتنة الدنيا

أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا دَاوْلٌ لَا يُسَلَّمُ مِنْهَا إِلَّا فَيْتًا (بالذمة)، وَلَا يُنَجَّى
بِشَيْءٍ كَانَ لَهَا؛ أَيْتَلِي النَّاسُ بِهَا فَيْتَةً، قَسَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لَهَا
أَخْرَجُوا مِنْهُ وَحُوسِبُوا عَلَيْهِ، وَمَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لِيُغَيِّرَهَا قَدِمُوا عَلَيْهِ
وَأَقَامُوا فِيهِ؛ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ ذَوِي الْعُقُولِ كَفَى فِي الظِّلِّ، بَيْتًا تَرَاهُ سَابِقًا
حَتَّى قَلَصَ، وَزَانِدًا حَتَّى نَقَصَ.

۶۴

و من خطبه له ﴿۱۴﴾

في المبادرة إلى صالح الأعمال

فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ، وَبَادِرُوا أَجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ، وَأَيْتَاعُوا
مَا يَبْقَى لَكُمْ بِمَا يَزُولُ عَنْكُمْ، وَتَرَحَّلُوا فَقَدْ جُدَّ بِكُمْ،
وَأَسْتَعِدُّوا لِلْمَوْتِ فَقَدْ أَظْلَمَ لَكُمْ، وَكُونُوا قَوْمًا صَبَحَ بِهِمْ فَاتَّبَعُوا.

اسے در دنیا کر سکھے گایا دوا بنا کر اس کے ذریعہ درد آخرت کا علاج کرے گا۔

① خوارج کی تاریخ دیکھی جائے تو
امیر المؤمنین کے اس ارشاد کی صداقت
کا اندازہ ہوگا کہ ہر دور میں ان کا نہیں
حکومتوں کے ہاتھوں نہ تیغ بھی کیا گیا ہے
اور علی سے غداری کرنے والوں پر کسی
نے بھی اعتبار نہیں کیا جو امام معصوم سے
غداری کا واقعی انجام ہے۔

② آپ کو معلوم تھا کہ میرے بعد اقتدار
معاویہ کے ہاتھوں میں ہوگا اور وہ لوگوں
کو خوارج سے جنگ پر آمادہ کرے گا
حالانکہ خود بھی کسی خارجی سے کم نہیں
ہوگا بلکہ ان سے بدتر ہوگا کہ وہ تلاش
حق میں گمراہ ہو گئے تھے اور یہ تلاش باطل
میں منزل تک پہنچ گیا ہے تو اگر معاویہ
کے اعمال کی تاویل ہو سکتی ہے اور
انھیں خطائے اجتہادی قرار دیا جاسکتا
ہے تو خوارج کے اعمال کی تاویل کیوں
نہیں ہو سکتی ہے۔

③ یہ موت کے بارے میں امیر المؤمنین
کا بلند ترین نظریہ ہے کہ موت ہی سب سے
قاطع ہے جو رشتہ حیات کو قطع کر دیتی
ہے اور یہی جنت و اقیہ ہے جو انسان
کا تحفظ کرتی ہے کہ جب تک اس کی وقت
نہ آجائے کوئی طاقت کچھ بگاڑ نہیں
سکتی ہے۔

④ حقیقت امر یہ ہے کہ اس دنیا کے
درد کا علاج دنیا ہی ہے اور یہ مسئلہ
انتہائی واضح ہے کہ دنیا کو بہت اور
مقصد بنایا جاتا ہے تو درد بن جاتی
ہے اور اسے وسیلہ اور ذریعہ بنایا
جاتا ہے تو دوا بن جاتی ہے۔ اب یہ
انسان کی عقل کو فیصلہ کرنا ہے کہ وہ

مصادر خطبہ ۱۱۱ (بعینہ مصادر خطبہ ۵۹)

مصادر خطبہ ۱۱۱ محاسن بقیہ ۳۸۵، مروج الذهب ۲ ص ۲۱۱، کامل بسیرہ ۲ ص ۳۱۱، علل الشرائع ص ۲۱۱، تہذیب شیخ طوسی ۲ ص ۳۸۵

مصادر خطبہ ۱۱۱ البدایہ والنہایہ ۸ ص ۳۱۱، کتاب القدر ابو داؤد ابن اسحاق السجستانی (المتوفی قبل الرضی) ۱۳۱ عام (غیر الحکم آمدی ص ۸۹)
ریج الابراہیم نخعی بابا لقتل والشہادۃ، کتاب صفین ص ۱۲۸

مصادر خطبہ ۱۱۱ غرر الحکم آمدی حوت الف ۱۱۱

مصادر خطبہ ۱۱۱ الفرد والود آمدی، تذکرۃ الخواص سبط بن ابی جوزی ص ۱۲۵

۶۰۔ آپ نے فرمایا

(اس وقت جب خوارج کے قتل کے بعد لوگوں نے کہا کہ اب تو قوم کا خاتمہ ہو چکا ہے) ہرگز نہیں۔ خدا گواہ ہے کہ یہ ابھی مردوں کے صلب اور عورتوں کے رحم میں موجود ہیں اور جب بھی ان میں کوئی سرنکلے گا اسے کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں صرف لیبرے اور چور ہو کر رہ جائیں گے۔

۶۱۔ آپ نے فرمایا

خبردار میرے بعد خروج کرنے والوں سے جنگ نہ کرنا کہ حق کی طلب میں نکل کر بہک جانے والا اس کا جیسا نہیں ہوتا ہے جو باطل کی تلاش میں نکلے اور حاصل بھی کر لے۔
میدر رضیؓ۔ آخری جملہ سے مراد معاویہ اور اس کے اصحاب ہیں۔

۶۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ کو اچانک قتل سے ڈرایا گیا)

یاد رکھو میرے لئے خدا کی طرف سے ایک مضبوط و مستحکم سپر ہے۔ اس کے بعد جب میرا دن آجائے گا تو یہ سپر مجھ سے الگ ہو جائے گا اور مجھے موت کے حوالے کر دے گی۔ اس وقت نہ تیر خطا کرے گا اور نہ زخم مندمل ہو سکے گا۔
۶۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا کے فتنوں سے ڈرایا گیا ہے)

آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دنیا ایسا گھر ہے جس سے سلامتی کا سامان اسی کے اندر سے کیا جاسکتا ہے اور کوئی ایسی شے وسیلہ نجات نہیں ہو سکتی ہے جو دنیا ہی کے لئے ہو۔ لوگ اس دنیا کے ذریعہ آزمائے جاتے ہیں۔ جو لوگ دنیا کا سامان دنیا ہی کے لئے حاصل کرتے ہیں وہ اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور پھر حجاب بھی دینا ہوتا ہے اور جو لوگ یہاں سے وہاں کے لئے حاصل کرتے ہیں وہ وہاں جا کر پالیتے ہیں اور اسی میں مقیم ہو جاتے ہیں۔ یہ دنیا درحقیقت صاحبان عقل کی نظر میں ایک سایہ جیسی ہے جو دیکھتے دیکھتے سمٹ جاتا ہے اور پھیلے پھیلے کم ہو جاتا ہے۔

۶۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(نیک اعمال کی طرف سبقت کے بارے میں)

بندگانِ خدا! اللہ سے ڈرو اور اعمال کے ساتھ اجل کی طرف سبقت کرو۔ اس دنیا کے فانی مال کے ذریعہ باقی رہنے والی آخرت کو خرید لو اور یہاں سے کوچ کر جاؤ کہ تمہیں تیزی سے لیجا یا جا رہا ہے اور موت کے لئے آمادہ ہو جاؤ کہ وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ اس قوم جیسے ہو جاؤ جسے پکارا گیا تو فوراً ہوشیار ہو گئی

لے انسان کے قدم موت کی طرف بلا اختیار پڑھتے جا رہے ہیں اور اسے اس امر کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دن موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اور دائمی خسارہ اور عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے لہذا فاضلے عقل و دانش یہی ہے کہ اعمال کو ساتھ لے کر آگے بڑھے گا تا کہ جب موت کا سامنا ہو تو اعمال کا سہارا رہے اور عذاب الیم سے نجات حاصل کرنے کا وسیلہ ہاتھ میں رہے۔!

مصادر خطبہ ۶۴: الخزرد اللہ ر آدمی، تذکرۃ النواص بسط ابن الجوزی ص ۱۴۵

وَعَلِمُوا أَنَّ الدُّنْيَا لَبِيسٌ لَّهُمْ بَدَارٌ فَاسْتَبَدُّوا، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَاً وَ لَمْ يَتَرَكْكُمْ سُدىً، وَ مَا بَيْنَ أَحَدِكُمْ وَ بَيْنَ الْجَنَّةِ أَوْ النَّارِ إِلَّا أَلْوَتْ أَنْ يَنْزِلَ بِهِ. وَإِنْ غَايَةً تَنْقُصُهَا اللَّخْطَةُ، وَ تَعْدِمُهَا السَّاعَةُ، لَجْدِيرَةٌ بِقِصْرِ الْمَدَّةِ. وَإِنْ غَايَةً يَحْدُوهُ الْجَدِيدَانِ: اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ، لَحَرِيٌّ بِسُرْعَةِ الْأَوْتَةِ. وَإِنْ قَادِمًا يَسْقُدُ بِالْفَوْزِ أَوْ الشَّقْوَةِ لَمَسْتَحِقٌّ لِأَفْضَلِ الْعُدَّةِ. فَتَزَوَّدُوا فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا، مَا تَحْمُزُونَ (تجوزون) بِهِ أَنْفُسَكُمْ غَدًا. فَاتَّقِ عَبْدُ رَبِّهِ، نَصَحَ نَفْسَهُ، وَ قَدَّمَ تَوْبَتَهُ، وَ غَلَبَ شَهْوَتَهُ، فَإِنْ أَجَلُهُ مَسْتَوْرِعُهُ، وَ أَمَلُهُ خَادِعٌ لَهُ، وَ الشَّيْطَانُ مُوَكَّلٌ بِهِ، يُزَيِّنُ لَهُ الْغَصِيَّةَ لِيَرْكَبَهَا، وَ يَمْنِيهِ التَّوْبَةَ لِيُسَوِّفَهَا، إِذَا هَجَمَتْ مَبِيتُهُ عَلَيْهِ أَغْفَلَ مَا يَكُونُ عَنْهَا. فَيَا لَهَا حَسْرَةً عَلَى كُلِّ ذِي غَفْلَةٍ أَنْ يَكُونَ عُمْرُهُ عَلَيْهِ حُجَّةً. وَ أَنْ تُؤَدِّيَهُ أَيَّامُهُ إِلَى الشَّقْوَةِ! نَسَأَلُ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَجْعَلَنَا وَ إِيَّاكُمْ مِنْ لَا تُبْطِرُهُ نِعْمَةٌ. وَ لَا تُقْصِرُ (تقتصر) بِهِ عَنْ طَاعَةِ رَبِّهِ غَايَةً. وَ لَا تَحُلُّ بِهِ بَعْدَ أَلْوَتْ نَدَامَةً وَ لَا كَابَةً.

۶۵

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ (ع)

وَفِيهَا مِبَاحَثُ لَطِيفَةٍ مِنَ الْعِلْمِ الْإِلَهِيِّ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ تَشْبِقْ لَهُ حَالٌ حَالًا، فَيَكُونُ أَوَّلًا قَبْلُ أَنْ يَكُونَ آخِرًا. وَ يَكُونُ ظَاهِرًا قَبْلُ أَنْ يَكُونَ بَاطِنًا، كُلُّ مُسَمًّى بِالْوَحْدَةِ غَيْرُهُ قَلِيلٌ، وَ كُلُّ عَزِيزٍ غَيْرُهُ ذَلِيلٌ، وَ كُلُّ قَوِيٍّ غَيْرُهُ ضَعِيفٌ، وَ كُلُّ مَالِكٍ غَيْرُهُ تَمْلُوكٌ، وَ كُلُّ عَالِمٍ غَيْرُهُ مُسْتَعْلَمٌ، وَ كُلُّ قَادِرٍ غَيْرُهُ يَقْدِرُ وَ يَعْجَزُ، وَ كُلُّ شَيْعٍ غَيْرُهُ يَصْمُ عَنْ لَطِيفِ الْأَصْوَاتِ، وَ يُصِئُهُ كَبِيرُهَا، وَ يَذْهَبُ عَنْهُ مَا بَعْدَ مَبْنَاهَا، وَ كُلُّ بَصِيرٍ غَيْرُهُ يَقْنَمُ عَنْ خَفِ الْأَلْوَانِ وَ لَطِيفِ الْأَجْسَامِ، وَ كُلُّ ظَاهِرٍ غَيْرُهُ بَاطِنٌ، وَ كُلُّ بَاطِنٍ غَيْرُهُ ظَاهِرٌ. لَمْ يَخْلُقْ مَا خَلَقَهُ لِتَشْدِيدِ سُلْطَانِ، وَ لَا تَخَوُّفٍ مِنْ

سعدی - محل اور بے قیود بند

یکدوا - ڈھکیل رہے ہیں

حری - لائق، سزاوار

ادبہ - واپسی - مراد آدم ہے

تسویف - تاخیر

بطر - مغرور بنا دینا

صم - بہرہ بین

(۱) دنیا کے منزل نہ ہونے کی سب سے

بڑی دلیل یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی

انتہائی درجہ مختصر ہے اور اس کا سامان

زندگی بے پناہ ہے۔ اور یہ علامت ہے

کہ یہ فقط زادراہ فراہم کرنے کے کام

آتی ہے اور منزل آگے ہے جہاں مسافر

کو ہر حال میں جانا ہے اور سامان کو

دوسرے آنے والوں کے لئے چھوڑ کر

جانا ہے جو اپنے بعد والوں کے لئے

چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اسی طرح یہ

سلسلہ جاری رہے گا۔

(۲) یہ زادراہ کی تفسیر ہے کہ آخرت

کے لئے زادراہ سامان دنیا نہیں

ہے بلکہ یہ زادراہ درحقیقت تقویٰ،

اخلاص، توبہ اور خواہشات پر غلبہ

ہے جس کے بغیر آخرت کے سفر میں

کامیابی ناممکن ہے۔ مقابلہ شیطان کا

ہے اور موت کا نزول اچانک ہونے

والا ہے لہذا یہ زادراہ ہر وقت تیار

رہنا چاہئے اور انسان کو کسی وقت

بھی اس سے غافل نہ ہونا چاہئے یعنی

پاکر مغرور نہ ہو جائے اور اطاعت پروردگار میں کوتاہی نہیں کرنا چاہئے۔

اور اس نے جان لیا کہ دنیا اس کی منزل نہیں ہے تو اسے آخرت سے بدل لیا۔ اس لئے کہ پروردگار نے تمہیں بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور نہ ہمل چھوڑ دیا ہے اور یاد رکھو کہ تمہارے اور جہنم کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہے کہ موت نازل ہو جائے اور انجام ملنے آجائے اور وہ مدت حیات جسے ہر لحظہ کم کر رہا ہو اور ہر ساعت اس کی عمارت کو منہدم کر رہی ہو وہ قصیر المدة ہی سمجھنے کے لائق ہے اور وہ موت جسے دن و رات دھکیل کر آگے لا رہے ہوں اسے بہت جلد آنے والا ہی خیال کرنا چاہئے اور وہ شخص جس کے سامنے کامیابی یا ناکامی اور بد بختی آنے والی ہے اسے بہترین سامان جیسا ہی کرنا چاہئے۔ لہذا تم دنیا میں رہ کر دنیا سے زائد راہ حاصل کرو جس سے کل اپنے نفس کا تحفظ کر سکو۔ اس کا راستہ یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے ڈرے۔ اپنے نفس سے اخلاص رکھے، توبہ کو مقدم کرے۔ خواہشات پر غلبہ حاصل کرے اس لئے کہ اس کی اجل اس سے پوشیدہ ہے اور اس کی خواہش اسے مسلسل دھوکہ دینے والی ہے اور شیطان اس کے سر پر سوار ہے جو مصیبتوں کو آراستہ کر رہا ہے تاکہ انسان مرتکب ہو جائے اور توبہ کی امیدیں دلاتا ہے تاکہ اس میں تاخیر کرے یہاں تک کہ غفلت اور بے خبری کے عالم میں موت اس پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ ہائے کس قدر حسرت کا مقام ہے کہ انسان کی عمر ہی اس کے خلاف حجت بن جائے اور اس کا روزگار ہی اسے بد بختی تک پہنچا لے۔ پروردگار سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں قرار دے جنہیں نعمتیں مغرور نہیں بناتی ہیں اور کوئی مقصد اطاعت خدا میں کوتاہی پر آمادہ نہیں کرتا ہے اور موت کے بعد ان پر ندامت اور رنج و غم کا نزول نہیں ہوتا ہے۔

۶۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں علم الہی کے لطیف ترین مباحث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس کے صفات میں تقدم و تاخر نہیں ہوتا ہے کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اول رہا ہو اور باطن بننے سے پہلے ظاہر رہا ہو۔ اس کے علاوہ جسے بھی واحد کہا جاتا ہے اس کی وحدت قلت ہے اور جسے بھی عزیز سمجھا جاتا ہے اس کی عزت ذلت ہے۔ اس کے سامنے ہر قوی ضعیف ہے اور ہر مالک مملوک ہے، ہر عالم متعلّم ہے اور ہر قادر عاجز ہے، ہر مہربان و لایطیف آوازوں کے لئے مہربان ہے اور ادب و نجی آوازیں بھی اسے پہرہ بنا دیتی ہیں اور دوز کی آوازیں بھی اس کی حد سے باہر نکل جاتی ہیں اور اسی طرح اس کے علاوہ ہر دیکھنے والا مخفی رنگ اور لطیف جسم کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ظاہر غیر باطن ہے اور ہر باطن غیر ظاہر۔ اس نے مخلوقات کو اپنی حکومت کے استحكام یا زمانہ کے بتا جانے کے خوف سے نہیں پیدا کیا ہے۔

لے یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ پروردگار کے صفات کمال میں ذات ہیں اور ذات سے الگ کوئی شے نہیں ہیں۔ وہ علم کی وجہ سے عالم نہیں ہے۔ بلکہ عین حقیقت علم ہے اور قدرت کے ذریعہ قادر نہیں ہے بلکہ عین قدرت کا ملکہ ہے اور جب یہ سارے صفات عین ذات ہیں تو ان میں تقدم و تاخر کا کوئی سوال ہی نہیں ہے وہ جس لحظہ اول ہے اسی لحظہ آخر بھی ہے اور جس انداز سے ظاہر ہے اسی انداز سے باطن بھی ہے۔ اس کی ذات اقدس میں کسی طرح کا تغیر قابل تصور نہیں ہے۔ حد یہ ہے کہ اس کی سماعت و بصارت کی سماعت و بصارت سے بالکل الگ ہے۔ دنیا کا ہر سمیع و بصیر کسی شے کو دیکھتا اور سنتا ہے اور کسی شے کے دیکھنے اور سننے سے قلمرو ہوتا ہے لیکن پروردگار کی ذات اقدس ایسی نہیں ہے وہ مخفی ترین مناظر کو دیکھ رہا ہے اور لطیف ترین آوازوں کو سُن رہا ہے۔ وہ ایسا ظاہر ہے جو باطن نہیں ہے اور ایسا باطن ہے جو کسی عقل و فہم پر ظاہر نہیں ہو سکتا ہے!

عَوَاقِبَ زَمَانٍ، وَلَا أَشْتَعَانِي عَلَى نِدِّ مُنَادٍ، وَلَا شَرِيكَ مُكَائِرٍ،
وَلَا ضِدَّ مُتَافِرٍ، وَلَكِنْ خَلَائِقُ مَرْبُوبُونَ، وَعِبَادُ دَاخِرُونَ، لَمْ
يَخْلُقْ فِي الْأَنْشِيَاءِ قِيَمًا، هُوَ كَائِنٌ، وَلَمْ يَنْشَأْ عَنْهَا قِيَمًا،
هُوَ يَنْهَى بَائِنٌ، لَمْ يَكُودْ خَلْقٌ مَا أَبْتَدَأَ، وَلَا تَذِيرُ مَا ذَرَأَ،
وَلَا وَقَفَ بِهِ عَجْزٌ عَمَّا خَلَقَ، وَلَا وَلَجَتْ عَلَيْهِ شُبُهَةٌ فِيمَا قَطَعَتْ
وَقَسَدَتْ، بَلْ قَضَاءُ مُسْتَقَرٍّ، وَعِلْمٌ مُحْكَمٌ، وَأَمْرٌ مُبْرَمٌ، أَلَمْ أَتُوسَّلْ
مَعَ النَّعَمِ، أَلَمْ تَرْهَبْ مَعَ النَّعَمِ!

۶۶

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

في تعليم الحرب والمقاتلة

مَعَايِرَ الْمُسْلِمِينَ: أَنْتَشِعُوا الْخَشْيَةَ، وَتَحْلَبُوا الشَّكِيَّةَ،
وَعَضُّوا عَلَى التَّوَاجِيذِ، فَإِنَّهُ أَتَى لِسُلَيْمَانَ عَنِ الْمَلِكِ
وَأَتَى سُلَيْمَانَ الْأَمْسِيَّةَ، وَقَالُوا الشُّيُوفُ فِي أَغْصَانِهَا قَبْلَ
سَلْهَا وَالْمَطْطَا الْخَزَزَ، وَاطْمَئِنُّوا الشُّزْرَ، وَتَأَيَّعُوا بِالسُّطْبِ،
وَصَلُّوا الشُّيُوفَ بِالسُّطْبِ، وَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ بِغَيْنِ اللَّهِ، وَمَعَ آيِنِ
عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَعَادُوا الْكُرَّ،
وَأَسْتَحْيُوا مِنَ الْفَرِّ، فَإِنَّهُ عَارِ فِي الْأَغْصَابِ، وَنَارَ يَوْمِ
الْحِسَابِ، وَطَبَّيُوا عَنْ أَتْفِكُمْ نَفْسًا، وَأَنْشَأُوا إِلَى الْمَوْتِ مَشْيًا
سُجْعًا، وَعَلَيْكُمْ بِهَذَا السُّوَادِ الْأَعْظَمِ، وَالرَّوَاقِ الْمُسْتَطَبِّ،
فَاضْعَبُوا نَجَبَهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ كَائِنٌ فِي كِسْرِهِ، وَقَدْ قَدَّمَ

نید۔ مثل و نظیر (مقابل)

مشار۔ محارب

شریک مکاشفہ۔ وہ انسان جسے اپنی

کثرت پر ناز ہو

ضد منافق۔ بلندی میں مقابلہ کرنے والا

مقابل

مربوب۔ جس کی پرورش کی جائے۔

داخر۔ عاجز و ذلیل

لم یبدأ۔ جس کی اعتبار سے الگ ہونا

بائن۔ منفصل

ذرا۔ خلق کیا

وج۔ داخل ہونا

مبسم۔ محکم

شعار۔ وہ لباس جو بدن سے متصل ہو

جلباب۔ وہ چادر جو اوپر سے اوڑھی

جائے

نواخذہ۔ دائرہ کا آخری حصہ

انبا۔ دورتر

ہام۔ ہاس کی جگہ۔ سر۔ بدن

لاسر۔ زرد۔ آلات جنگ

قلقلہ۔ حرکت دینا

اغداد۔ غم کی جمع ہے۔ نیام

خزر۔ گوشہ چشم سے غضب آلود

نگاہ کرنا

شزر۔ داپنے بالیں نیزہ سے حکم کرنا

منافحہ۔ مقابلہ و مضاربہ

عبا۔ نلبہ کی جمع ہے ستوار

وصل الخلل۔ قدم بڑھا کر تلوار سے

دار کرنا

اعقاب۔ اولاد

سج۔ سکون و اطمینان

رواق۔ خیمہ

مطنب۔ کتاب دار

شیج۔ وسط

کسر۔ غمزدہ

مصادر خطبہ ۱۱۱ کتاب صفین، عیون الاخبار ۱ ص ۱۱۱، البیان والتبیین ۲ ص ۲۳، المحاسن والسادی ۲ ص ۲۳، بشارة المصطفیٰ بن القاسم الطبری ۱۲۲
دستور معالم الحكم القاضي القضاعی ۱۲۳، تاریخ دمشق، مروج الذهب ۲ ص ۳۳، نایب ابن اثیر و دشب

نہ اسے کسی برابر والے حملہ آور یا صاحب کثرت شریک یا ہلکارنے والے بمقابل کے مقابلہ میں مدد لینا تھی۔ یہ ساری مخلوق اسی کی پیدا کی ہوئی اور بانی ہوئی ہے اور یہ سارے بندے اسی کے سامنے تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ اس نے اشیاء میں ملول نہیں کیا ہے کہ اسے کسی کے اندر سرمایہ ہوا کہا جائے اور نہ اتنا دور ہو گیا ہے کہ الگ تھلگ خیال کیا جائے۔ مخلوقات کی خلقت اور مصنوعات کی تدبیر اسے تھکا نہیں سکتی ہے اور نہ کوئی تخلیق اسے عاجز بنا سکتی ہے اور نہ کسی قضا و قدر میں اسے کوئی شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر فیصلہ حکم اور اس کا ہر علم متقن اور اس کا ہر حکم مستحکم ہے۔ ناراضگی میں بھی اس سے امید وابستہ کی جاتی ہے اور نعمتوں میں بھی اس کا خوف لاحق رہتا ہے۔

۶۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(تعلیم جنگ کے بارے میں)

مسلمانو! خوفِ خدا کو اپنا شعار بناؤ۔ سکون و وقار کی چادر اوڑھ لو۔ دانتوں کو بھیچ لو کہ اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جاتی ہیں۔ ذرہ پوشی کو مکمل کر لو۔ تلواروں کو نیام سے نکالنے سے پہلے نیام کے اندر حرکت دے لو۔ دشمن کو ترچھی نظر سے دیکھتے رہو اور نیزوں سے دونوں طرف وار کرتے رہو۔ اسے اپنی تلواروں کی بازو پر رکھو اور تلواروں کے حملے قدم آگے بڑھا کر کرو اور یہ یاد رکھو کہ تم پروردگار کی نگاہ میں اور رسول اکرمؐ کے ابنِ عم کے ساتھ ہو۔ دشمن پر مسلسل حملے کرتے رہو اور فرار سے شرم کرو کہ اس کا عار نسلوں میں رہ جاتا ہے اور اس کا انجام جہنم ہوتا ہے۔ اپنے نفس کو ہنسی خوشی خدا کے حوالے کر دو اور موت کی طرف نہایت درجہ سکون و اطمینان سے قدم آگے بڑھاؤ۔ تمہارا نشانہ ایک دشمن کا عظیم لشکر اور طناب دار خیمہ ہونا چاہئے کہ اسی کے وسط پر حملہ کرو کہ شیطان اسی کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس نے ایک قدم حملہ کے لئے آگے بڑھا دیکھا ہے۔

لے ان تعلیمات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ ایک مردِ مسلم کے جہاد کا انداز کیا ہونا چاہئے اور اسے دشمن کے مقابلہ میں کس طرح جنگ آزما ہونا چاہئے۔ ان تعلیمات کا مختصر خلاصہ یہ ہے:

- ۱۔ دل کے اندر خوفِ خدا ہو، ۲۔ باہر سکون و اطمینان کا مظاہرہ ہو، ۳۔ دانتوں کو بھیچ لیا جائے، ۴۔ آلاتِ جنگ کو مکمل طور پر ساتھ رکھا جائے، ۵۔ تلوار کو نیام کے اندر حرکت دے لی جائے کہ بروقت نکالنے میں زحمت نہ ہو، ۶۔ دشمن پر غیظ آلود نگاہ کی جائے، ۷۔ نیزوں کے حملے ہر طرف ہوں، ۸۔ تلوار دشمن کے سامنے رہے، ۹۔ تلوار دشمن تک نہ پہنچے تو قدم بڑھا کر حملہ کرے، ۱۰۔ فرار کا ارادہ نہ کرے، ۱۱۔ موت کی طرف سکون کے ساتھ قدم بڑھائے، ۱۲۔ جان جانِ آفریں کے حوالے کر دے، ۱۳۔ ہدف اور نشانہ پر نگاہ رکھے، ۱۴۔ یہ اطمینان رکھے کہ خدا ہمارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور پیغمبرؐ کا بھائی ہماری نگاہ کے سامنے ہے۔

ظاہر ہے کہ ان آداب میں بعض آداب، تقویٰ، ایمان، اطمینان وغیرہ دائمی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض کا تعلق نیزہ و شمشیر کے دور سے ہے لیکن اسے بھی ہر دور کے آلاتِ حرب و ضرب پر منطبق کیا جاسکتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

لَوْثِيَّةٌ يَدَا وَأَخْرَجَ لِنُكُوصِ رَجُلًا قَصْدًا صَدْدًا حَتَّى
يَسْتَجْلِي لَكُمْ عُمُودُ الْحَقِّ «وَأَنْتُمْ الْأَغْلَوْنَ، وَاللَّهُ مَعَكُمْ
وَلَنْ يَزِيْرَكُمْ أَعْمَالُكُمْ»

۶۷

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

قالوا: لما انتهت إلى أمير المؤمنين ﷺ أنباء السقيفة بعد وفاة رسول الله ﷺ، قال ﷺ: ما قالت الأنصار؟ قالوا: قالت: منا أمير ومنكم أمير، قال ﷺ: فها أنا أختبجهم عنهم بأن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وصي بأن يخلصن إلى محبينهم، ويستجاوز عن مبينهم؟ قالوا: وما في هذا من الحجة عليهم؟ فقال ﷺ:

لَوْ كَانَتِ الْأُمَمَةُ (الامارة) فيهم لم تكن الوصية بهم، ثم قال ﷺ:

فَإِذَا قَالَتْ قُرَيْشٌ؟ قالوا: احتججت بانها شجرة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم، فقال ﷺ: اخرجوا بالشجرة، وأضاعوا الشجرة.

۶۸

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

لما قتل محمد بن أبي بكر مصر فلكت عليه و قتل

وَقَدْ أَرَدْتُ ثَوْبِيَّةَ مَصْرَ هَاشِمِ بْنِ عُثْمَةَ، وَلَوْ وَلَّيْتُهِ
إِنَّمَا هَا أَهْلٌ لَمْ أَلْزَمُ الْقَرْصَةَ، وَلَا أَتَمَّزُهُمُ الْقَرْصَةَ،
بَلَا ذِمَّةَ لِحَقِّهِ بَنِي أَبِي بَكْرٍ، وَلَقَدْ كَانَ إِلَيَّ حَيًّا
وَكُنَّا لِي رِبِيًّا

۱۲۱) کتنا حسین اور جابر تبصرہ ہے صورت حال پر۔ کہ حضرات شیخین کو سات پشت پہلے یا نو پشت پہلے شجرہ رسول میں شرکت تو یاد رہ گئی لیکن جو واقعات پیغمبر کا بھائی ہے اور جسے آیہ سبیلہ نے نفس رسول قرار دیا ہے۔ اس کی قربت اور قرابت یاد نہ آئی اور اسے اس کے واقعی حق سے محروم کر دیا گیا۔

مصادر خطبہ ۶۷: نہایت الاراب نویری ۸، مش ۱۹، غرر الحکم آمدی ۳۲۶، التعجب کراچی ۱۳، کتاب السقیفہ جوہری - تاریخ طبری ۶، مش ۲۱، استیعاب حالات عت بن ۳۱۸، مروج الذهب البصائر توحیدی المتوفی ۳۳۷

مصادر خطبہ ۶۸: الفارات ابن ہلال الشافعی، تاریخ طبری ۶، مش ۱۳، انساب الاشراف بلاذری ۲، مش ۱۳۰۳

محمد اصمدا۔ اپنے ارادہ پر ڈٹے رہو
لن یشکرکم۔ کم اور ضائع نہیں کرے گا۔
عرصہ صحیح فائدہ اور ہر میدان عمل
۱) سعادی کی بے حیائی اور بے دینی کا
بہترین نقشہ ہے کہ اولاً تو میدان میں
خود نہیں آتا ہے اور غریب جاہل عوام
کو آگے بڑھا کر خود خیمہ کے گوشہ میں
چھپا بیٹھا ہے

اس کے بعد خیمہ کے اندر بھی سکون
نہیں ہے۔ ایک قدم میدان کی طرف ہے
تاکہ فوجوں کو آگے بڑھاتا رہے اور انہیں
حوصلہ دلا کر ان کی گردنیں کٹواتا رہے اور
ایک قدم پیچھے کی طرف ہے تاکہ سیرت قدیم
کا حق ادا کرنے اور فرائض کرنے کیلئے تیار رہے۔
سیرت انیز بات یہ ہے کہ اسلام میں
ہر دور میں ایسے ہی افراد کو حکومت کرنے کا
شوق رہا ہے جن کا طرہ امتیاز میدان جنگ
سے فزاد رہا ہے اور کسی ایک کو بھی اس
بات کی شرم کا احساس نہیں رہا ہے کہ
جن لوگوں نے کل میدان میں یہ طرز عمل
دیکھا ہے ان کے دلوں میں محبت اور جذبہ
اطاعت کے پیدا ہونے کا کیا امکان ہے۔
بات صرف یہ ہے کہ جب حکومت
بزدور طاقت، بولی ہے تو شرم و حیا کی ضرورت
نہیں رہ جاتی ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے
کہ اطاعت اطاعت ہے اور اس میں
قلب و دماغ کی ہم آہنگی شامل رہے
اور یہ کام حسن عمل اور کردار نیک کے بغیر
نہیں ہو سکتا چاہی لے اس نے حکومت
میں عدالت و عصمت کی شرط لگائی تھی
لیکن اہل دنیا نے اسلامی خلافت کو بھی
کا فرائض حکومت کا رنگ دیدیا اور اسلام
اپنی قداسمت و منویت سے محروم ہو گیا۔

ادرا
مطہ

۱

سوال
استد

موقع

لہ انا

لہ بندہ

اور بعینہ

اور فی

تاریخ

اور خلا

لہ ہاشم

لہ محمد

ابوبکر

جبر

کمال

اور ایک بھاگنے کے لئے پیچھے کر رکھا ہے (۱۷) لہذا تم مضبوطی سے اپنے ارادہ پر جمے رہو یہاں تک کہ حق صبح کے اُجلے کی طرح واضح ہو جائے اور مطمئن رہو کہ بلندی تمہارا حصہ ہے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کر سکتا ہے۔

۶۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب رسول اکرمؐ کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ کی خبریں پہنچیں اور آپؐ نے پوچھا کہ انصار نے کیا احتجاج کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ایک امیر ہمارا ہو گا اور ایک تمہارا۔ تو آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں نے ان کے خلاف یہ استدلال کیوں نہیں کیا کہ رسول اکرمؐ نے تمہارے نیک کرداروں کے ساتھ حسن سلوک اور خطا کاروں سے درگزر کرنے کی وصیت فرمائی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس میں کیا استدلال ہے؟

فرمایا کہ اگر امامت و امارت ان کا حصہ ہوتی تو ان سے وصیت کی جاتی نہ کہ ان کے بارے میں وصیت کی جاتی۔ اس کے بعد اپنے سوال کیا کہ قریش کی دلیل کیا تھی؟ لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے کہ رسول اکرمؐ کے شجرہ میں ثابت کر رہے تھے۔ فرمایا کہ افسوس شجرہ سے استدلال کیا اور شجرہ کو ضائع کر دیا (۱۸)

۶۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپؐ نے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کی ذمہ داری حوالہ کی اور انھیں قتل کر دیا گیا) میرا ارادہ تھا کہ مصر کا حاکم ہاشم بن عقبہؓ کو بناؤں اور اگر انھیں بنا دیتا تو ہرگز میدان کو مخالفین کے لئے خالی نہ چھوڑتا اور انھیں موقع سے فائدہ نہ اٹھانے دیتے (لیکن حالات نے ایسا نہ کرنے دیا)۔ اس بیان کا مقصد محمد بن ابی بکرؓ کی خدمت نہیں ہے اس لئے کہ وہ مجھے عزیز تھا اور میرا ہی پروردہ تھا۔

لے استاد احمد حسن یعقوبیؒ کتاب نظریہ عدالت صحابہ میں ایک مفصل بحث کی ہے کہ سقیفہ میں کوئی قانونی اجتماع انتخاب خلیفہ کے لئے نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی اس کا ایجنڈہ تھا اور نہ سوال کا صحابہ کی سمت میں سے دس بیس ہزار افراد جمع ہوئے تھے بلکہ سعد بن عبادہ کی بیماری کی بنا پر انصار عیادت کے لئے جمع ہوئے تھے اور بعض مہاجرین نے اس اجتماع کو دیکھ کر یہ محسوس کیا کہ کہیں خلافت کا فیصلہ نہ ہو جائے، تو بروقت پہنچ کر اس قدر کام کیا کہ انصار میں پھوٹ پڑ گئی اور فی الفور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا اور ساری کارروائی لمحوں میں یوں مکمل ہو گئی کہ سعد بن عبادہ کو پامال کر دیا گیا اور حضرت ابو بکرؓ "تاج خلافت" سرور رکھے ہوئے سقیفہ سے برآمد ہو گئے۔ اس شان سے کہ اس عظیم مہم کی بنا پر جنازہ رسولؐ میں شرکت سے بھی محروم ہو گئے اور خلافت کا پہلا اثر سامنے آ گیا۔

لے ہاشم بن عقبہؓ صغیر بن عبد اللہ بن امیہ بن المطلب تھے۔ بر قال ان کا لقب تھا کہ نہایت تیز رفتاری اور چابکدستی سے حملہ کرتے تھے۔ لے محمد بن ابی بکرؓ اس وقت عیسٰی کے بطن سے تھے۔ جو پہلے جناب جعفر طیارؓ کی زوجہ تھیں اور ان سے عبد اللہ بن جعفر پیدا ہوئے تھے اسکے بعد ان کی شہادت کے بعد ابو بکرؓ کی زوجیت میں آ گئیں جن سے محمد پیدا ہوئے اور ان کی وفات کے بعد مولائے کائنات کی زوجیت میں آئیں اور محمدؐ نے آپؐ کے زیر اثر تربیت پائی یہ اور بات ہے کہ جب عمرو عامر نے چار ہزار کے لشکر کے ساتھ مصر پر حملہ کیا تو اپنے آبائی اصول جنگ کی بنا پر میدان سے فرار اختیار کیا اور با آغوش قتل ہو گئے اور لاش کو گرہے کی کھال میں رکھ کر جلادیا گیا یا برداشتے زندہ ہی جلادئے گئے (اور معاویہؓ نے اس خبر کو سن کر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ (مروج الذهب) امیر المومنینؑ نے اس موقع پر ہاشم کو اسی لئے یاد کیا تھا کہ وہ میدان سے فرار نہ کر سکتے تھے اور کسی گھر کے اندر پناہ لینے کا ارادہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

و من کلام له

في توبيخ بعض اصحابه

كُنْتُمْ أَذَارِيكُمْ كَمَا تُذَارَى الْبِكَارُ الْقَعِيدَةُ، وَالْثِيَابُ
الْمُتَدَاعِيَةُ كُلَّمَا حِيضَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهْتَكُ مِنْ آخَرٍ،
كُلَّمَا أَطْلُ عَلَيْنَكُمْ مَنِيرٌ مِنْ مَنَائِيرِ أَهْلِ الشَّامِ أَغْلَقَ
كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بَابَهُ، وَأَنْجَحَرَ أَنْجَحَارَ الضَّبِّ فِي جُحْرِهَا،
وَالضَّبُّ فِي وَجَارِهَا، الذَّلِيلُ وَاللَّيْلُ وَاللَّهُ مَنْ نَصَرْتُمُوهُ، وَمَنْ رُئِيَ
بِكُكُمْ فَقَدْ رُئِيَ بِأَقْوَى نَاصِلٍ، إِنَّكُمْ - وَاللَّهُ - لَكَثِيرٌ
فِي الْبَوَاحِشِ، قَلِيلٌ تَحْتَ الرِّايَاتِ، وَإِنِّي لَعَالَمٌ بِمَا
يُضِلُّكُمْ، وَيُضِلُّكُمْ أَوْ ذُكُّكُمْ، وَلَكِنِّي لَا أَرَى إِضْلَاحَكُمْ
بِإِفْسَادٍ (فسادی) نَفْسِي، أَخْرَجَ اللَّهُ خُذُودَكُمْ، وَأَثَمَسَ
جُذُودَكُمْ، لَا تَعْرِفُونَ الْحَقَّ كَعَرَفْتُمْ الْبَاطِلَ،
وَلَا تُبْطِلُونَ الْبَاطِلَ كَمَا يُبْطِلُكُمْ الْحَقُّ!

وقاله

في سحرة اليوم الذي ضرب فيه

مَلَكْتَنِي عَيْنِي وَأَنَا جَالِسٌ، فَسَجَّ لِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،
مَاذَا لَقِيتَ مِنْ أُمَّتِكَ مِنَ الْأَوْدِ وَاللَّدَدِ؟ فَقَالَ:
«أَدْعُ عَنِّيهِمْ» فَقُلْتُ: أَتُبْذَلْنِي اللَّهُ بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ،
وَأُبْذَلُهُمْ فِي شَرِّ أُمَّتِي.

کم کہیں کثرت کے معنی میں جوتا ہے اور
کم کہیں استفہام کے لئے۔ اس مقام
پر اس سے مراد الی متی ہے

بکار۔ جمع بحر۔ جوان اونٹ

عمرہ۔ جس کا وہاں اندر سے کھوکھلا
ہو جائے اور باہر سے ٹھیک ہے

متداعیہ۔ پٹا پرانا

حیضت۔ سیا جائے

تھکت۔ بھٹ جائے

منسہ۔ لشکر کا وہ دستہ جو آگے

چلتا ہے

انجحر۔ سوراخ (میں گھسن گی)

وجار۔ گروہ کا سوراخ

أقوى جس تیر کا سرد ہو

ناصل جس تیر میں دھار نہ ہو

باحت۔ صحن خانہ

اور۔ کجی

حدود۔ حصے

نفس۔ ہلاکت

سحر۔ ہنگام سحر

۱۔ خدا اس راہنمائی اور کرب جس کی

قوم بوسیدہ کیڑے کے مانند ہو جائے کہ

جب ایک طرف سے درست کرنے کا

ارادہ کرے تو دوسری طرف سے بھٹ

جائے اور سارا وقت خالی لباس دہشت

کرنے میں گزر جائے۔ پسنے کی نوبت ہی

نہ آئے بیونا اور بے حیا قوم کی اس سے

بہتر کوئی تشبیہ ممکن نہیں ہے اور اس کی

اندازہ صرف اس رہنما کو ہو سکتا ہے جو

ایسی قوم سے دوچار ہو جائے ورنہ ہر

شخص اس درد کا اندازہ نہیں کر سکتا

ہے۔

۲۔ بعض اہل قلم نے اس کی بہتر تعبیر

کی ہے کہ مال دنیا معاویہ کے ہاتھ میں

قوم کو ہتھیانے کا جو تھا اور علی کے ہاتھ میں قوم کی مخالفت اور بغاوت کا سبب تھا کہ آپ اپنی آخرت خراب کر کے لوگوں کی دنیا بنانے کے قائل نہیں تھے اور

معاویہ کی نگاہ میں آخرت کا کوئی تصور نہیں تھا۔

مصادر خطبہ ۶۹، انساب الاشراف ۲ ص ۳۳۸، تاریخ ابن و اضع ۲ ص ۱۸۷، غارات ابن ہلال، تاریخ طبری حوادث ۳۹ ص ۳۹، ارشاد مفید ۱۲۵

مصادر خطبہ ۷۰، طبقات ابن سعد ۳ ص ۳۷۱، مقاتل الطالبیین ص ۱۱۱، العقد الفرید ۲ ص ۲۹۷، ذیل المال اہل علی ص ۱۱۱، الامتہ والسیاستہ اصناف

الفتاویٰ محمد بن حبیب بغدادی، استیعاب ۳ ص ۲۱، ارشاد مفید ص ۱۱۱، الفرود والدرر الرضی ۳ ص ۷۷، انساب الاشراف

۲ ص ۲۹۷، تذکرہ خواص الامتہ ص ۱۵۱، ذخائر العقبیٰ طبری ص ۱۱۳

۶۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنے اصحاب کو سرزنش کرتے ہوئے)

کب تک میں تمہارے ساتھ وہ نرمی کا برتاؤ کروں جو بیمار اونٹ کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کا کوہان اندر سے کھوکھلا ہو گیا ہو یا اس بیدہ پرے کے ساتھ کیا جاتا ہے جسے ایک طرف سے بیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتا ہے۔ جب بھی شام کا کوئی دستہ تمہارے کسی دستہ کے سامنے آتا ہے تو تم میں سے ہر شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیتا ہے اور اس طرح چھپ جاتا ہے جیسے سودا خان میں گودہ یا بھٹ میں بٹور۔ خدا کی قسم ذلیل وہی ہو گا جس کے تم جیسے مددگار ہوں گے اور جو تمہارے ذریعہ تیر اندازی کرے گا گویا وہ سونا و شکستہ اور پیکانِ مراثی تیر سے نشانہ لگائے گا۔ خدا کی قسم تم صحنِ خانہ میں بہت دکھائی دیتے ہو اور پرچمِ لشکر کے زیرِ سایہ بہت کم نظر آتے ہو۔ میں تمہاری اصلاح کا طریقہ جانتا ہوں اور تمہیں بیدار کر سکتا ہوں لیکن کیا کروں اپنے دین کو برباد کر کے تمہاری اصلاح نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تمہارے چہروں کو ذلیل کرے اور تمہارے نصیب کو بد نصیب کرے۔ تم حق کو اس طرح نہیں پہچانتے ہو جس طرح باطل کی معرفت رکھتے ہو اور باطل کو اس طرح باطل نہیں قرار دیتے ہو جس طرح حق کو غلط ٹھہراتے ہو۔

۷۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اس سحر کے هنگام جب آپ کے سر مقدس پر ضربت لگائی گئی)

ابھی میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک آنکھ لگ گئی اور ایسا محسوس ہوا کہ رسول اکرمؐ سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کی کہ میں نے آپ کی امت سے بے پناہ کج روی اور دشمنی کا شاہدہ کیا ہے۔ فرمایا کہ بد دعا کرو؟ تو میں نے یہ دعا کی۔ خدایا مجھے ان سے بہتر قوم دیدے اور انہیں مجھ سے سخت تر رہنا دیدے۔

لے یہ بھی روئے صادق کی ایک قسم ہے جہاں انسان واقف یاہ دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے جیسے خواب کی باتوں کو بیداری کے عالم میں دیکھ رہا رسول اکرمؐ کا خواب میں آنا کسی طرح کی تردید اور تشکیک کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے لیکن یہ مسئلہ بہر حال قابلِ غور ہے کہ جس وحی نے اتنے سارے معائب و رذائل کو لے کر اور اُفت تک نہیں کی اس نے خواب میں رسول اکرمؐ کو دیکھتے ہی فریاد کیوں شروع کر دی اور جس نبی نے ساری زندگی مظالم و مصائب کا سامنا کیا اور بد دعا نہیں کی، اس نے بد دعا کرنے کا حکم کس طرح دے دیا؟

حقیقت امر یہ ہے کہ حالات اس منزل پر تھے جس کے بعد فریاد بھی برحق تھی اور بد دعا بھی لازم تھی۔ اب یہ مولائے کائنات کا کال کر دار ہے کہ براہِ راست قدم کی تباہی اور بربادی کی دعا نہیں کی بلکہ انہیں خود انہیں کے نظریات کے حوالہ کر دیا کہ خدایا! یہ میری نظر میں مجھ سے ہیں تو مجھے ان سے بہتر اصحاب دیدے اور میں ان کی نظر میں بُرا ہوں تو انہیں مجھ سے بدتر حاکم دیدے تاکہ انہیں اندازہ ہو کہ بُرا حاکم کیا ہوتا ہے۔

مولائے کائنات کی یہ دعائی الفور قبول ہو گئی اور خدائے عباد کو معلوم ہو گا کہ خدا کا جوارِ حاصل ہو گیا اور شریر قوم سے نجات مل گئی۔

قال الشريف: يعنى بالأود الاعوجاج، وباللد الخصام. وهذا من أفصح الكلام.

۷۱

و من خطبة له ﴿١﴾

في ذم أهل العراق

وفيهما يؤخهم على ترك القتال والنصر بكدبهم، ثم تكذيبهم له
أَنَا بَعْدُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، فَإِنَّمَا أَنتُمْ كَالْمُرَاوِ
الْمُحَامِلِ، حَمَلْتُمْ فَلَمْ أَتَمْ أَهْلَصْتُمْ وَمَاتَ قَسِيمُهَا،
وَطَالَ تَأْيِيْمُهَا، وَوَرَّثَهَا أَبْنَعْدُهَا. أَمَا وَاللَّهِ مَا
أَتَيْتُكُمْ أَخْبِتَارًا، وَلَكِنْ جِئْتُ إِلَيْكُمْ (اتيتكم) سَوْفًا،
وَلَقَدْ بَلَّغْتَنِي أَنْتُمْ تَقُولُونَ: عَلَيَّ يَكْذِبُ،
فَأَتَلَّكُمْ اللَّهُ تَعَالَى! فَعَلَى مَنْ أَكْذَبُ؟ أَعَلَى اللَّهِ؟
فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ أُمِّ عَلِيٍّ نَبِيِّهِ؟
فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ أَكْثَرُ النَّاسِ وَاللَّهُ لَكِنَّهَا هُجْرَةٌ
غَيْبَتْ عَنْهُمْ، وَلَمْ تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهَا. وَنَزَلَ أَمْرُ
كَبَلَاءَ بِغَيْرِ نَمْنٍ لَوْ كَانَ لَهُ وَعَاءٌ. «وَلَسْتَغْلَمُنَّ
نَبَاهَهُ بَعْدَ حِينٍ».

۷۲

و من خطبه له ﴿٢﴾

علم فيها الناس الصلاة على النبي صلى الله عليه وآله

وفيهما بيان صفات الله سبحانه وصفة النبي والدعاء له

صفات الله

اللَّهُمَّ دَاخِي أَلْمَذْخُوتَاتِ، وَدَاعِي أَلْمُسْتَوْكَاتِ،
وَجَائِلِ أَلْقُلُوبِ عَلَيَّ فِطْرَتَهَا، تَشْقِيَّتَهَا وَسَمِيدَتَهَا.

دور میں بھی جاہل تھی اور اس دور میں بھی نا فہم تھی اور ایسی قوم سے ایسے ہی بیانات کی توقع کی جاسکتی ہے

المصمت - سچ کا اسقاط کر دیا

تایم - قیام

دلیہ - اس کی ماں کے لئے دیں ہے

لہجہ - وہ کلام جو لوگوں کی سمجھ سے

بالا تر ہو

مدحوات - زمینیں

مسمو کات - ہندیوں - آسمان

جاہل - جبلت قرار دینے والا

قطرہ - پیدائش کے بعد کی ابتدائی

کیفیت

اہل عراق کی حالت کے لئے عجیب

و غریب تفسیر ہے۔ گویا ایک عورت

ہے جو بانجھ نہیں تھی بلکہ حاملہ ہوئی۔ پھر

۹ ماہ تک مشقت بھی برداشت کی۔

اور جب ولادت کا وقت آیا تو اسقاط کر دیا

یعنی زندگی کا سہارا ہاتھ سے دیدیا۔

پھر شوہر بھی مر گیا اور ایک مدت تک

دوسرا شوہر بھی نصیب نہیں ہوا اور

وارث بننے والا پسٹہ ہی ساقط ہو چکا ہے

تو اب اس کی میراث بھی باہر والے

ہی لے گئے

کہاں وہ انسان ہے باہر نہ لے لیں

اور نفس رسول بنایا گیا ہو اور کہاں

وہ قوم جو رد و زاول سے ان پرچہ ہوا اور

آخر تک جاہل رہ جائے۔ ایسے انسان

کا کلام سمجھنے کے لئے ایسے ہی سامعین

درکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نا فہم

آپ پر جھوٹ کا الزام لگا دیتے تھے

جس طرح رسول اکرم کو بھی سارے کذاب

کا لقب دیدیا کرتے تھے لیکن نہ پیغمبر

کا ذب تھا اور نہ نفس پیغمبر۔ قوم اس

دور میں بھی جاہل تھی اور اس دور میں بھی نا فہم تھی اور ایسی قوم سے ایسے ہی بیانات کی توقع کی جاسکتی ہے

مصادر خطبہ ۱: اختصاص ابن داب ص ۱۵۵، ارشاد مفید ص ۱۲۱، احتجاج طبرسی ص ۲۵۳، کافی ص ۲۳۶، عیون الاخبار ابن قتیبة، ص ۳۰۱،
الجالس مفید ص ۱۰۵، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۲، مجمع الاشغال میدانی ص ۲۳۳
مصادر خطبہ ۲: غریب الحدیث ابن قتیبة، الفارات، بحار الانوار مجلسی، ذیل الامالی ابو علی القالی ص ۱۱۹، تنذیب اللغۃ از ہری،
نہایت ابن اثیر، دستور عالم احکم قضاعی ص ۱۱۹، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۲، الصحیفۃ العلویۃ الساہبی ص ۳

۷۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(اہل عراق کی مذمت کے بارے میں)

اما بعد۔ اے اہل عراق! بس تمہاری مثال اس حاملہ عورت کی ہے جو ۹ ماہ تک بچہ کو شکم میں رکھے اور جب ولادت کا وقت آئے تو ساقط کر دے اور پھر اس کا شوہر بھی مر جائے اور بیوگی کی مدت بھی طویل ہو جائے کہ قریب کا کوئی وارث نہ رہ جائے اور دور والے وارث نہ ہو جائیں (۷۱)

خدا گواہ ہے کہ میں تمہارے پاس اپنے اختیار سے نہیں آیا ہوں بلکہ حالات کے جبر سے آیا ہوں اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم لوگ بھڑکھڑکا کر الزام لگاتے ہو۔ خدا تمہیں غارت کرے۔ میں کس کے خلاف غلط بیانی کروں گا؟ (۷۲)

خدا کے خلاف؟ جب کہ میں سب سے پہلے اس پر ایمان لایا ہوں۔

یا رسول خدا! کے خلاف؟ جب کہ میں نے سب سے پہلے ان کی تصدیق کی ہے۔

ہرگز نہیں! بلکہ یہ بات ایسی تھی جو تمہاری سمجھ سے بالاتر تھی اور تم اس کے اہل نہیں تھے۔ خدا تم سے سمجھے۔ میں تمہیں جو اس پر پاد ناپ ناپ کر دے رہا ہوں اور کوئی قیمت نہیں مانگ رہا ہوں۔ مگر لے کاش تمہارے پاس اس کا ظرف ہوتا! اور عنقریب تمہیں اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

۷۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کو صلوات کی تعلیم دی گئی ہے اور صفات خدا اور رسول کا ذکر کیا گیا ہے)

اے خدا! اے فرش زمین کے پچھلے والے اور بلند ترین آسمانوں کو روکنے والے اور دلوں کو ان کی نیک بخت یا بد بخت فطرتوں پر پیدا کرنے والے،

لے دو الارض کے بارے میں دو طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ زمین کو آفتاب سے الگ کر کے فضائے بیضا میں ڈھکا دیا گیا اور اسی کا نام دحو الارض ہے اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ دحو کے معنی فرش پچھلے کے ہیں۔ گویا کہ زمین کو ہوا بنا کر قابل سکونت بنا دیا گیا اور یہی دحو الارض ہے۔ بہر حال روایات میں اس کی تاریخ ۲۵ ذی قعدہ بتائی گئی ہے جس تاریخ کو سرکارِ دو عالم حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے برآمد ہوئے تھے اور تخلیقِ ارض کی تاریخ تقصد تخلیق سے ہم آہنگ ہو گئی تھی۔ اس تاریخ میں روزہ رکھنا بے پناہ ثواب کا حامل ہے اور یہ تاریخ سال کے ان چار دنوں میں شامل ہے جس کا روزہ اجر بے حساب رکھنا ہے۔

۲۵ ذی قعدہ - ۱۷ ربیع الاول - ۲۷ رجب - ۱۸ ذی الحجہ

غور کیجئے تو یہ نہایت درجہ حسین انتخاب قدرت ہے کہ پہلا دن وہ ہے جس میں زمین کا فرش پچھایا گیا۔ دوسرا دن وہ ہے جب تقصد تخلیق کائنات کو زمین پر بھیجا گیا۔ تیسرا دن وہ ہے جب اس کے منصب کا اعلان کر کے اس کا کام شروع کرایا گیا اور آخری دن وہ ہے جب اس کا کام مکمل ہو گیا اور صاحبِ منصب کو "اکملت لکم دینکم" کی سند ملی گئی۔

صفۃ النبی ﷺ

أَجْمَلَ شَرِيفَ صَلَواتِكَ، وَنَوَاسِي بِرَكَاتِكَ،
عَلَيَّ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَاسِمِ الْإِسْمَ السَّابِقِ،
وَالْفَاتِحِ الْإِسْمَ الْفَلَقِ، وَالْمُفْلِحِ الْمَسْقِي بِالْحَقِّ،
وَالدَّافِعِ جَنَاسَاتِ الْأَبْطَالِ، وَالْمُدْأَمِغِ صَوْلَاتِ
الْأَضْغَالِ، كَمَا مُمِلَ فَاَضْطَلَعَ، قَائِمًا بِأَمْرِكَ،
مُسْتَوِزًا فِي مَرْضَاتِكَ، غَيْرَ تَاكِلٍ عَنْ قُدَمٍ،
وَلَا وَاقٍ فِي عَزَمٍ، وَإِعْيَا بِوَحْيِكَ، حَافِظًا لِعَهْدِكَ،
مُضَايَا عَلَى تَفَادٍ أَمْرِكَ، حَتَّى أَوْزَى قَبَسِ الْقَابِسِ،
وَأَضَاءَ الطَّرِيقِ لِلْخَاطِبِ، وَهُدَيْتَ بِهِ الْقُلُوبَ بَعْدَ
خَوَاصَاتِ السُّفُوفِ وَالْأَتْسَامِ، وَأَقَامَ بِمَوْضِعَاتِ الْأَعْلَامِ،
وَنَصَرَاتِ الْأَخْكَامِ، فَهُوَ أَمِيرُكَ الْمَأْمُونُ،
وَحَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُونِ، وَشَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ،
وَبَشِيرُكَ بِالْحَقِّ، وَرَسُولُكَ إِلَى الْخَلْقِ.

الدعاء للنبي ﷺ

اللَّهُمَّ أَفْنَحْ لَكَ مَفْصَعًا فِي ظِلِّكَ، وَأَجْزِدْ
مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنِّي فَضْلِكَ، اللَّهُمَّ
وَاعْلَمْ عَلَيَّ بِبِنَاءِ الْبَنَانِ بِبِنَاءِ
وَأَنْصَرِمَ لَدَيْكَ مَزْلَتُهُ، وَأَتِمِّمْ لَكَ
نُصُورَهُ، وَأَجْزِدْ مِنِّي أَبْنِيَّتَكَ لَكَ مَقْبُولِ
الشَّهَادَةِ، مَرْضِيَّيَ الْقَالَةِ، ذَا مَنْطِقِي عَدَلِ،
وَحُطْبِيَّةِ فَضْلِي، اللَّهُمَّ أَجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَتَهُ
فِي بَرْزِ الْأَمْنِ، وَتَرَارِ النِّعَةِ، وَمُنَى الشَّهَوَاتِ،
وَأَهْوَاءِ اللَّذَاتِ، وَرَحَاءِ الدَّعَاةِ، وَمُنْتَهَى الطَّمَانِينَةِ،
وَتَحْتِ الْكَرَامَةِ.

شریف - شریف کی جمع ہے۔ پاکیزہ ترین
نواسی - مسلسل بڑھنے والی
ما سبق - گذشتہ باتیں
ما انفلق - دلوں اور عقول کے
بند دروازے

جیشات - جیش کی جمع ہے۔ تپیل
کا اباں

ابطال - باطل کی جمع ہے (غیر حق)
صولات - صول کی جمع ہے

دامغ - دامغ پر وارد ہونے والی
ضرب

اضطلع - مضبوطی کے ساتھ قیام کیا
مستوفز - تیز رفتاری سے کام کرنے والا

ناکل - پیچھے ہٹ جانے والا
قدم - میدان جنگ کی طرف بوقت

واہی - کردار
وامعی - محافظ

قبس القابس - ہلکے کا شدید جو
سافر کے لئے روشن کیا جاتا ہے

خابط - جرات کے وقت غلط راستہ
پر چلا جاتا ہے

خوصات - خوصہ کی جمع - ڈوب جانا
اعلام - علم کی جمع ہے جس نشان سے

راستہ دریافت کیا جاتا ہے
علم مخزون - جو علم پروردگار نے خاص

بندوں کو عطا کیا ہے
شہید - گواہ

بعیث - مبعوث
اسج - وسعت عطا فرما

مضاعفات الخیر - نیکیوں کے درجات
قرار النعمہ - منزل نعمت

منی الشهوات - جمع منیہ تمنائیں و
خواہشات

رفاء الدرع - سکن نفس کی فارغ اہالی
تحت الکرامۃ - جو تحفہ احتراماً دیئے جاتے ہیں

اپنی پاکیزہ ترین اور مسلسل بڑھنے والے برکات کو اپنے بندہ اور رسول حضرت محمد پر قرار دے جو سالہ نبوتوں کے ختم کرنیوالے، دل و دماغ کے بند دروازوں کو کھولنے والے، حق کے ذریعہ حق کا اعلان کرنے والے، باطل کے جوش و خروش کو دفع کرنے والے اور مگر ایسوں کے حملوں کا سر کچلنے والے تھے۔ جو بار جس طرح ان کے حوالہ کیا گیا انھوں نے اٹھالیا۔ تیرے امر کے ساتھ قیام کیا۔ تیری مرضی کی راہ میں تیز قدم بڑھاتے رہے۔ نہ آگے بڑھنے سے انکار کیا اور نہ ان کے ارادوں میں کمزوری آئی۔ تیری وحی کو محظوظ کیا۔ تیرے عہد کی حفاظت کی۔ تیرے حکم کے نفاذ کی راہ میں بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ روشنی کی جستجو کرنے والوں کے لئے آگ روشن کر دی ورنہ گم کردہ راہ کے لئے راستہ واضح کر دیا۔ ان کے ذریعہ دلوں نے فتنوں اور گناہوں میں غرق نہ ہونے کے بعد بھی ہدایت پالی اور انھوں نے راستہ دکھانے والے نشانے اور واضح احکام قائم کر دیے۔ وہ تیرے امتداد بندہ، تیرے پوشیدہ علوم کے خزانہ دار، دوز قیامت کے لئے تیرے آہ، حق کے ساتھ بھیجے ہوئے اور مخلوقات کی طرف تیرے نائندہ تھے۔

خدا یا ان کے لئے اپنے سایہ رحمت میں وسیع ترین منزل قرار دیدے اور ان کے خیر کو اپنے فضل سے دگنا چوگنا کر دے۔ خدا یا ان کی عمارت کو تمام عمارتوں سے بلند تر اور ان کی منزل کو اپنے پاس بزرگ تر بنا دے۔ ان کے نور کی تکمیل فرما اور اپنی رسالت کے صلہ میں انھیں مقبول شہادت اور پسندیدہ اقوال کا انعام عنایت کر کہ ان کی گفتگو ہمیشہ عادلانہ اور ان کا فیصلہ ہمیشہ حق و باطل کے درمیان حد فاصل رہے۔

خدا یا ہمیں ان کے ساتھ خوشگوار زندگی، نعمات کی منزل، خواہشات و لذات کی تکمیل کے مرکز، آرائش و طہارت کے مقام اور کرامت و شرافت کے تحفوں کی منزل پر جمع کر دے۔

لے یہ اسلام کا مخصوص فلسفہ ہے جو دنیا داری کے کسی نظام میں نہیں پایا جاتا ہے۔ دنیا داری کا مشہور و معروف نظام و اصول یہ ہے کہ مذہب ذریعہ کو جائز بنا دیتا ہے۔ انسان کو فقط یہ دیکھنا چاہئے کہ مقصد صحیح اور بلند ہو۔ اس کے بعد اس مقصد تک پہنچنے کے لئے کوئی بھی راستہ اختیار کر لے اس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے لیکن اسلام کا نظام اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہ دنیا میں مقصد اور مذہب دونوں کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اس نے "ان الدین" کہہ کر اعلان کیا ہے کہ اسلام طریقہ معیات ہے اور "عند اللہ" کہہ کر واضح کیا ہے کہ اس کا ہدف حقیقی ذات پروردگار ہے۔ لہذا وہ نہ غلط مقصد کو مقصد قرار دینے کی اجازت دے سکتا ہے اور نہ غلط راستہ کو راستہ قرار دینے کی۔ اس کا منشا یہ ہے کہ اس کے ماننے والے صحیح راستہ پر چلیں اور اسی راستہ کے ذریعہ منزل تک پہنچیں۔ چنانچہ مولا نے کائنات نے سرکار دو عالم کی اسی فضیلت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ نے جاہلیت کے نقار خانہ میں آواز حق بلند کی ہے لیکن اس آواز کو بلند کرنے کا طریقہ اور راستہ بھی صحیح اختیار کیا ہے ورنہ جاہلیت میں آواز بلند کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اس قدر شور مچاؤ کہ دوسرے کی آواز نہ سنائی دے۔ اسلام ایسے احمقانہ انداز فکر کی حمایت نہیں کر سکتا ہے۔ وہ اپنے فاتحین سے بھی یہی مطالبہ کرتا ہے کہ حق کا پیغام حق کے راستے سے پہنچاؤ غارت گری اور لوٹ مار کے ذریعہ نہیں۔ یہ اسلام کی پیغام رسانی نہیں ہے۔ خدا و رسول کے لئے ایذا رسانی ہے جس کا جرم انتہائی سنگین ہے اور اس کی سزا دنیا و آخرت دونوں کی لعنت ہے۔

۷۳

و من کلام له

قاله مروان بن الحكم بالبصرة

قالوا: أخذ مروان بن الحكم أسيراً يوم الجمل، فاستشفع
الحسن والحسين عليهما السلام إلى أمير المؤمنين (عليه السلام)،
فكلماه فسيه، فدخل سبيته، فقتلناه له: يسابعك
يا أمير المؤمنين؟ فقال (عليه السلام):
أَوَلَمْ يُبَايِعْنِي بِفَدَقِ ثَمَلٍ عُمَانٌ؟ لَا حَاجَةَ
لِي فِي بَيْعَتِهِ إِذْ هِيَ كَفَتْ لِي مَوَدَّةً، لَوْ بَايَعْتَنِي
بِكُفَّةٍ لَفَدَّرَ بِسُيُوفِي. أَمَّا إِنْ لَمْ يَنْصُرْ كَلْفَةً
الْكَلْبِ أَنْصَفَهُ، وَهُوَ أَبُو الْأَكْبَسِ الْأَزْدِيُّ،
وَسَلَقَ الْأَمَّةَ مِنْهُ وَمِنْ وَلَدِهِ يَوْمًا (مونا) أَمَرًا

۷۴

و من خطبة له

لما عزمو على بيعة عثمان

لَقَدْ عَلِمْتُ أَنِّي أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا مِنْ غَيْرِي،
وَاللَّهِ لَأَنْتُمْ لِمَا سَلِمْتُ أُمُورَ النَّبِيِّينَ
وَلَمْ يَكُنْ فِيهَا جَوْرٌ إِلَّا عَلَيَّ خَاصَّةً، أَلَسْتُ
لِأَجْرٍ ذَلِكَ وَقَضِيهِ، وَزَهْدًا فِيمَا تَنَا قَسَمُوهُ
مِنْ زُخْمِ رُفْدِهِ وَزَيْبِ رِجْدِهِ

۷۵

و من کلام له

لما بلغه اتهام بني أمية له بالمشاركة في دم عثمان

أَوَلَمْ يَكُنْ بَيْنِي أُمَّيَّةٌ عِلْمُهَا بِي عَنْ قَرْفِي؟
أَوْ مَا وَزَعَ الْجُمُهَا لَسَابِقَتِي عَنْ تَهْمَتِي
وَأَسَا وَعَظَّمَهُ اللَّهُ بِهِ أَبْلَغَ مِنْ لِسَانِي. أَنَا حَاجِبٌ

۱) اور مثل سنا ناز ہوتا ہے کہ یہودیت
کا کردار روز اول سے ظہاری اور
سکاری کا کردار تھا اور اس کی جملہ ترین
وسائل استعمال کیا کرتے تھے۔

۲) فقط تفسیر نہیں ہے۔ مروایت
کا واقعہ کو دار سے اور اس کا گزارا
غیبت چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز
پر نہیں ہو سکتا ہے۔

۳) اس سے مراد افراد خاندان عبداللہ
سیدان زید اور ہشام ہی ہو سکتے ہیں
جنہیں خلافت ملی ہے اور اس کے
اپنے فرزند عبداللہ، بشر عبداللہ
اور محمد بھی ہو سکتے ہیں جن میں سے
عبداللہ خلیفہ ہوا ہے اور باقی محنت
علاقوں کے حامل رہے ہیں۔

واضح رہے کہ مروان کا باپ حکم
رسول اکرم کے زمانہ ہی سے مدینہ سے
مکمل دیا گیا تھا اور آپ نے اس پر
لعنت بھی کی تھی اور پھر باپ بیٹے کا
کا وادہ مدینہ میں بند کر دیا تھا لیکن
عثمان نے اپنے دروغت میں واپس
ہلا کر سارے اس پر مصلحت کا الٹ مختار
بنادیا کہ یہ ان کا دادا بھی تھا اور رشتہ
کا بھائی بھی اور سی بات درحقیقت ہمد
میں قاتل بن ثابت ہو کر اگر اس کی
الانقیار شامل نہ ہوتیں تو شاید انہیں
کچھ دلوں اور حکومت کرنے کا موقع مل
جاتا لیکن اس کی زیادتیوں نے قوم کا
بیاد میں سرخ کر دیا اور بالآخر خلیفہ کا قتل
ایق ہو گیا اور جنازہ کو بھی مسلمانوں کے
برستان میں دفن ہونا نصیب نہ ہو سکا
درست یہودی نے یہودیوں کے قبرستان
میں سپرد خاک کر دیا۔

صادر خطبہ ۲۵۷ طبقات ابن سعد (حالات مروان) انساب الاشراف ۲ ص ۳۶۱، ریح الابرار زحطی، تذکرۃ النحاص ص ۵۷، نہایت ابن اثیر ص ۵۷

صادر خطبہ ۲۵۷ تاریخ طبری حوادث ۲۳۳، تنذیب اللغة از ہری ص ۳۱۱، مجمع بین الفریقین المردی، تنبیہ الخواطر الشیخ ورام، نہایت ابن اثیر
صادر خطبہ ۲۵۷ نہایت ابن اثیر (مادہ قرن) مجمع البحرین طبری (مادہ قرن)

۷۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو مروان بن الحکم سے بصرہ میں فرمایا)

کہا جاتاہے کہ جب مروان بن الحکم جنگ جمل میں گرفتار ہو گیا تو امام حسن و حسینؑ نے امیر المومنینؑ سے اس کی سفارش کی اور آپ نے اسے آزاد کر دیا تو دونوں حضرات نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ! یہ اب آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا اس نے قتل عثمانؓ کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی۔؟ مجھے اس کی بیعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک یہودی قسم کا ہاتھ ہے۔ اگر ہاتھ سے بیعت کر بھی لے گا تو ایک طریقہ سے اسے توڑ ڈالے گا۔ یاد رکھو اسے بھی حکومت ملے گی مگر صرف اتنی دیر جتنی دیر میں کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ چار میٹوں کا باپ بھی ہے اور امت اسلامیہ اس سے اور اس کی اولاد سے بدترین دن دیکھنے والی ہے۔

۷۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب لوگوں نے عثمانؓ کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا)

تمہیں معلوم ہے کہ میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خلافت کا حقدار ہوں اور خدا گواہ ہے کہ میں اس وقت تک حالات کا ساتھ دیتا رہوں گا جب تک مسلمانوں کے مسائل ٹھیک رہیں اور ظلم صرف میری ذات تک محدود رہے تاکہ میں اس کا اجر و ثواب حاصل کر سکوں اور اس ذریعہ زینت دنیا سے اپنی بے نیازی کا اظہار کر سکوں جس کے لئے تم سب مرے جا رہے ہو۔

۷۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ کو خبر ملی کہ بنی امیہ آپ پر خون عثمانؓ کا الزام لگا رہے ہیں)

کیا بنی امیہ کے واقعی معلومات انھیں مجھ پر الزام تراشی سے نہیں روک سکے اور کیا جاہلوں کو میرے کارنامے اس اتہام سے باز نہیں رکھ سکے؟ یقیناً پروردگار نے تمہمت و افرا کے خلاف جو نصیحت فرمائی ہے وہ میرے بیان سے کہیں زیادہ مبلغ ہے میں پہچان ان بیداروں پر حجت تمام کرنے والا،

اے آل محمدؐ کے اس کردار کا تاریخ کائنات میں کوئی جواب نہیں ہے۔ انھوں نے ہمیشہ فضل و کرم سے کام لیا ہے۔ حد یہ ہے کہ اگر معاذ اللہ امام حسن و امام حسینؑ کی سفارش کو مستقبل کے حالات سے ناواقفیت بھی تصور کر لیا جائے تو امام زین العابدینؑ کے طرز عمل کو کیا کہا جاسکتا ہے جنھوں نے واقعہ کربلا کے بعد بھی مروان کے گھر والوں کو پناہ دی ہے اور اس بے حیائے حضرت سے پناہ کی درخواست کی ہے۔

درحقیقت یہ بھی یہودیت کی ایک شاخ ہے کہ وقت پڑنے پر ہر ایک کے سامنے ذلیل بن جاؤ اور کام نکلنے کے بعد پروردگار کی نعمتوں کی بھی پرواہ نہ کرو۔ اللہ دین اسلام کو ہر دور کی یہودیت سے محفوظ رکھے۔

۷۶۔ امیر المومنینؑ کا مقصد یہ ہے کہ خلافت میرے لئے کسی بدن اور مقصد حیات کا مرتبہ نہیں رکھتی ہے۔ یہ درحقیقت عام انسانیت کے لئے سکون و اطمینان فراہم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ لہذا اگر یہ مقصد کسی بھی ذریعہ سے حاصل ہو گیا تو میرے لئے سکوت جائز ہو جائے گا اور میں اپنے آپ کو ظلم کو برداشت کر لوں گا۔

دوسرا فقرہ اس بات کی دلیل ہے کہ باطل خلافت سے مکمل عدل و انصاف اور سکون و اطمینان کی توقع محال ہے لیکن مولائے کائنات کا منشا یہ ہے کہ اگر ظلم کائنات میں میری ذات ہوگی تو برداشت کر لوں گا لیکن عوام ان اس ہول کے اور میرے پاس مادی طاقت ہوگی تو ہرگز برداشت نہ کروں گا کہ یہ عہد الہی کے خلاف ہے۔

بارقین - دین سے نکل جانے والے (خارج)
ناکشین - بیت توڑ دینے والے -
امثال - مشتبہ معاملات

حکم - حکمت

وعی - محفوظ کر لیا

دنا - ہدایت سے قریب تر ہو گیا

حجرہ - بند کر

الکلب مدخورا - وہ ثواب حاصل

کر لیا جو ذخیرہ کرنے کے قابل ہے

کا برہواہ - خواہشات پر غالب آیا

محجہ - شاہراہ

غرا - روشن

جل - مدت جات

علی القلب - لفظ کو الٹ کر سمجھا جائے

حزۃ - محروم

① حقیقت شناسی کا بہترین معیار

کتاب خدا ہے۔ اگر نبی امیر واقعات

سے باخبر ہونا چاہتے ہیں تو کردار عثمانؓ

کو کتاب خدا سے ملا کر دیکھ لیں کہ ایسے

انسان کا انجام کیا ہونا چاہئے۔ پھر

مخالفین کے اعمال کا جائزہ لیں کہ انہیں

ان حالات میں کیا کرنا چاہئے تھا۔

اس کے بعد جب ثواب و عذاب

کا دار و مدار نیت پر ہے تو جب تک کسی

کی نیت کا علم نہ ہو جائے اس پر تنقید

کرنا اور الزام تراشی کرنا کسی قیمت پر جائز

نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ بنیامیہ

کو ان حقائق سے کیا تعلق ہے اور

ان کے لئے کتاب خدا کس دن غیباً

زندگی نبی تھی۔

لَارِقِينَ، وَ خَصِيمِ الثَّائِبِينَ الْمُسْرِتَيْنِ، وَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ
تُفَرِّضُ الْأَمْثَالَ، وَ يَمَافِي الصُّدُورِ تُجَارِى الْعِبَادَا

۷۶

و من خطبة له ﴿﴾

في الحث على العمل الصالح

بِحَمْدِ اللَّهِ أَمْرًا (عبدًا) سَمِعَ حُكْمًا قَوِيًّا، وَ دُعَايَ إِلَى رَشَادٍ
قَدْ نَزَّ، وَ أَخَذَ بِحُزْرَةٍ هَادٍ فَتَجَا. رَاقِبَ رَبِّهِ، وَ خَانَ ذَنْبَهُ، قَدَّمَ
خَالِصًا، وَ عَمِلَ صَالِحًا (نَاصِحًا). أَكْتَسَبَ مَذْخُورًا، وَ اجْتَسَبَ مَذْذُورًا، وَ رَمَى
غَرَضًا، وَ أَحْزَرَ عِوَضًا. كَايَرَ هَوَاهُ، وَ كَذَّبَ مُنَاهُ. جَعَلَ الصَّبْرَ مَطِيَّةَ
تَجَاتِهِ، وَ الثَّقُفَى عُدَّةَ وَقَاتِهِ. رَكِبَ الطَّرِيقَةَ الْغَرَاءَ، وَ لَزِمَ الْمَحْجَةَ
الْبَيْضَاءَ. أَغْنَمَ الْهَلَّ، وَ بَادَرَ الْأَجَلَ، وَ تَزَوَّدَ مِنَ الْقَتْلِ.

۷۷

و من كلام له ﴿﴾

و ذلك حين منعه سعيد بن العاص حقه

إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ لَيَفْقُوْنَنِي ثَرَاتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ
وَسَلَّمَ تَفْوِيقًا، وَ اللَّهُ لَنَزِّنَ بَقِيَّتَهُمْ لَأَنْفُسُهُمْ نَفْضَ السَّحَابِ
الْوِزَامِ التَّرِيْبَةِ!

قال الشريف: و يروى: الثراب الوِزْمَةُ، و هو على القلب.

قال الشريف: و قوله ﴿﴾ لَيَفْقُوْنَنِي أَي: يعطونني من المال

قليلاً كخفوق الناقة. و هو الحيلة الواحدة من لبسها. و الوِزَامُ: جمع

وِزْمَةٍ، و هي الحُزْرَةُ من الكرش أو الكبد تقع في الثراب فتتنفس.

۷۸

و من دعاء له ﴿﴾

من كلمات كان. ﴿﴾، يدعو بها

اللَّهُمَّ اغْنِزْ لِي مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ يَسِّي، فَإِنْ عُدْتُ فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ.

مصادر خطبة نمبر ۸۹: تحت العقول حرائق ۱۵۱، كنز الفوائد کراچی ۱۶۲، مطالب السؤل شافعی ۵۹، عیون الکلم والمواعظ ابن شاکر، ربيع الابرار

زمخشري جلد اول ۲۳۱، زهر الادب المحصری ۳۲، غرر الکلم آمدی، تذکرة الخواص ۱۳۵، روضه کافی ۱۴۱،

مصادر خطبة نمبر ۸۸: اغانی ۱۱۵، تہذیب اللغه ۱۵۵، غریب الحدیث قاسم بن سلام، الموتف والمختلف ابن درید، الجمع بین التفسیرین،

نہایت ابن اثیر، جہرۃ الامثال ابو ہلال عسکری ۱۶۵،

مصادر خطبة نمبر ۸۷: المائتۃ المختارہ ابو عثمان الباجا، النقب الخوارزمی ۲۴۲

ان عمر
دوں

راہنہ
نیکل
اہل
ہملت

جس

ہوا

لہ
چلتا
رحم
ان

ان عہد شکن مبتلائے تشکیک افراد کا دشمن ہوں۔ اور تمام مشتبہ معاملات کو کتاب خدا پر پیش کرنا چاہئے اور روز قیامت بندوں کا حساب ان کے دلوں کے مضمرات (نیوتوں) ہی پر ہوگا۔

۷۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں عمل صالح پر آمادہ کیا گیا ہے)

خدا رحمت نازل کرے اس بندہ پر جو کسی حکمت کو مٹے تو محفوظ کر لے اور اسے کسی ہدایت کی دعوت دی جائے تو اس کے قریب تر ہو جائے اور کسی راہنڈے وابستہ ہو جائے تو نجات حاصل کر لے۔ اپنے پروردگار کو ہر وقت نظر میں رکھے اور گناہوں سے ڈرتا رہے۔ خالص اعمال کو آگے بڑھائے اور نیک اعمال کرتا رہے۔ قابل ذخیرہ ثواب حاصل کرے۔ قابل پرہیز چیزوں سے اجتناب کرے۔ مقررہ گناہوں میں رکھے۔ اہمیت ملے خواہشات پر غالب آجائے اور تمناؤں کو چھٹکائے۔ صبر کو نجات کا مرکب بنائے اور تقویٰ کو وفات کا ذخیرہ قرار دے لے۔ روشن راستہ پر چلے اور واضح شاہراہ کو اختیار کر لے۔ بہت حیات کو غنیمت قرار دے اور موت کی طرف خود بسطت کرے اور عمل کا زار راہ لے کر آگے بڑھے۔

۷۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب سعید بن العاص نے آپ کو آپ کے حق سے محروم کر دیا)

یہ بنی امیہ مجھے میرا شہر پیغمبر کو بھی تھوڑا تھوڑا کر کے دے رہے ہیں حالانکہ اگر میں زندہ رہ گیا تو اس طرح جھاڑ کر پھینک دوں گا جس طرح قصاب گوشت کے ٹکڑے سے مٹی کو جھاڑ دیتا ہے۔

سید رضیؒ۔ بعض روایات میں تو ذام ترہ کے بجائے تراب الذمہ ہے جو معنی کے اعتبار سے مکوس ترکیب ہے۔

”لیفو قوننی“ کا مفہوم ہے مال کا تھوڑا تھوڑا کر کے دینا جس طرح کہ اونٹ کا دودھ نکالا جاتا ہے۔ فواق اونٹ کا ایک مرتبہ کا دودھا ہوا دودھ ہے اور ذام و ذمہ کی جمع ہے جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں یعنی جگر یا آنتوں کا وہ ٹکڑا جو زمین پر گر جائے۔

۷۸۔ آپ کی دعا

(جسے برابر تکرار فرمایا کرتے تھے)

خدا یا میری خاطر ان چیزوں کو صحت کئے جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے اور اگر پھر ان امور کی تکرار ہو تو تو بھی مغفرت کی تکرار فرما۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رحمت الہی کا دائرہ محدود وسیع ہے اور مسلم و کافر۔ دین دار و بے دین سب کو شامل ہے۔ یہ ہمیشہ غضب الہی سے آگے آگے چلتی ہے۔ لیکن روز قیامت اس رحمت کا استحقاق آسان نہیں ہے۔ وہ حساب کا دن ہے اور خدائے واحد قہار کی حکومت کا دن ہے۔ لہذا اس دن رحمت خدائے استحقاق کے لئے ان تمام چیزوں کو اختیار کرنا ہو گا جن کی طرف مولائے کائنات نے اشارہ کیا ہے اور ان کے بغیر رحمۃ للعالمین کا کلمہ اور ان کی محبت کا دعویٰ بھی کام نہیں آسکتا ہے۔ دنیا کے احکام الگ ہیں اور آخرت کے احکام الگ ہیں۔ یہاں کا نظام رحمت الگ ہے اور وہاں کا نظام حکافات و مجازات الگ۔

اے کتنی حسین تشبیہ ہے کہ بنی امیہ کی حیثیت اسلام میں مذکر کی ہے زمرہ کی اور مذکر کے ٹکڑے کی۔ یہ وہ گرد ہیں جو الگ ہو جانے والے کپڑے سے چپک جاتی ہے لیکن گوشت کا استعمال کرنے والا اسے بھی برداشت نہیں کرتا ہے اور اسے جھاڑنے کے بعد ہی خریدار کے حوالے کرتا ہے تاکہ دکان بدنام نہ ہونے پائے اور تاجر ناجربہ کار اور بد ذوق نہ کہا جاسکے۔!

دایت - میں نے وعدہ کیا
الحاظ - جمع لحظہ - آنکھ کا باطنی حصہ
رمزات - اشارے
سقطات - لغو
ہفوات - لغزشیں
جان - قلب
شہوات - خواہشات
حاق بہ - گھیر لیا

کاہن - علم غیب کا بیان کرنے والے
یو ایک الحمد - قابل تعریف قرار دی
(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ
کل کائنات ایک خالق کی ایک
مخلوق ہے اور اس کے تمام اجزائیں
مکمل ارتباط و اتحاد پائے جاتے ہیں۔ زمین
کا کوئی ذرہ آسمان کے کسی ستارہ سے
بے تعلق نہیں ہے اور آسمان کی کوئی کڑی
زمین کے تغیر سے بے گناہ نہیں ہے۔ لیکن
یہ رابطہ کیا ہے اور یہ تعلق کیسا ہے؟
اس کا علم سوائے پروردگار کے کسی
کو نہیں ہے وہ کسی بندہ کو ان حقائق
سے باخبر کر دے تو اوہ باتیں درجہ بندہ
براہ راست ان حقائق سے کسی قیمت
پر باخبر نہیں ہو سکتا ہے علم نجوم کی
کمزوری یہی ہے کہ انسان اس
امر کا بھی گڑا ہے کہ وہ ستاروں کی
حرکات کے اثرات سے باخبر ہے اور
پھر انھیں اثرات کو حتمی اور یقینی بنا
دیتا ہے اور پروردگار کی قدرت

۷۹

و من کلامہ ﴿۷۹﴾

قالہ لبعض أصحابہ لما عزم علی المسیر إلی الخوارج، وقد قال لہ: إن سرت یا أمیر المؤمنین،
فی هذا الوقت، خشیت ألا نظفر بمراءک، من طریق علم النجوم

فقال ﴿۷۹﴾

أَتَزْعَمُ أَنَّكَ تَهْدِي إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي مِنْ سَارَ فِيهَا صُرِفَ عَنْهُ الشُّؤْءُ؟
وَتُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِي مِنْ سَارَ فِيهَا حَاقَ بِهِ الضَّرُّ؟ قُلْ صَدَقَ بِهَذَا
فَقَدْ كَذَّبَ الْقُرْآنُ، وَأَسْتَفْنَى عَنِ الْإِسْتِغْنَاءِ بِاللهِ فِي نَيْلِ الْمَحْذُوبِ
وَدَفْعِ الْكَرُودِ؛ وَتَبْنِي فِي قَوْلِكَ لِمُعَاوِلِ بِأَمْرِكَ أَنْ يُؤَلِّكَ
الْحَسَنُ دُونَ رَبِّهِ، لِأَنَّكَ - بِرِزْقِكَ - أَنْتَ هَدَيْتَهُ إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي
نَالَ فِيهَا النُّفْعَ، وَأَمِنَ الضَّرَّ!

ثم أقبل ﴿۸۰﴾ علی الناس فقال:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِسْأَلُكُمْ وَتَعَلَّمُوا النُّجُومَ، إِلَّا مَا يُهْتَدَى بِهِ فِي بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ،
فَلَا يَأْتِيَنَّ تَدْعُو إِلَى الْكُفَّاتِ، وَالنَّجْمُ كَالْكَاهِنِ، وَالْكَاهِنُ كَالشَّاحِرِ،
وَالشَّاحِرُ كَالْكَافِرِ! وَالْكَافِرُ فِي الشَّارِ سَيُرَوَّ عَلَى أَسْمِ اللهِ.

۸۰

و من خطبہ لہ ﴿۸۰﴾

بعد فراغه من حرب الجمل: فی ذم النساء بیان نقصہن
سَعَائِرُ النَّاسِ، إِنَّ النِّسَاءَ نَوَاقِصُ الْإِيمَانِ، نَوَاقِصُ الْمَطْوَظِ،

سے یکسر غافل ہو جاتا ہے جو بات انسان کو کسی نہ کسی وقت کفر کی سرحد تک پہنچا دیتی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۹ کتاب فیض ابراہیم بن الحسن بن ریزیل الحدیث، عیون اخبار الرضا صدوق، ۱۱۱، الی صدوق ۲۳۹، عیون الجواہر صدوق،
فرج البہوم فی تاریخ علماء النجوم ۵۵ - ۵۹، انساب الاشراف بلاذری ۳۲۳، تذکرۃ الخواص ۱۵۸، احتجاج طبرسی ۳۵۴
مصادر خطبہ ۲۰ تذکرۃ الخواص، قوت القلوب ۱۵۸۲، فروع الکافی، المسترشد الطبری الامامی ۱۵۸

خدا
میں

کے

سُف

پر

اور

اور

ہے

لہ

بیا

پیدا

اور

خدا یا ان وعدوں کے بارے میں بھی مغفرت فرما جن کا تجھ سے وعدہ کیا گیا لیکن انھیں وفانہ کیا جاسکا۔ خدا یا ان اعمال کی بھی مغفرت فرما جن میں زبان سے تیری قربت اختیار کی گئی لیکن دل نے اس کی مخالفت ہی کی۔

خدا یا آنکھوں کے طنز یا اشاروں۔ دہن کے ناشائستہ کلمات۔ دل کی بیجا خواہشات اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو بھی معاف فرمائے۔

۷۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب جنگ خوارج کے لئے نکلے وقت بعض اصحاب نے کہا کہ امیر المؤمنینؑ اس سفر کے لئے کوئی دوسرا وقت اختیار فرمائیں۔ اس وقت کامیابی کے امکانات نہیں ہیں کہ علم نجوم کے حسابات سے یہی اندازہ ہوتا ہے)

کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ تمہیں وہ ساعت معلوم ہے جس میں نکلنے والے سے بلائیں مل جائیں گی اور تم اس ساعت سے ڈرا جا رہے ہو جس میں سفر کرنے والا نقصانات میں گھر جائے گا؟ یاد رکھو جو تمہارے اس بیان کی تصدیق کرے گا وہ قرآن کی تکذیب کرنے والا ہوگا اور محبوب اشیاء کے حصول اور ناپسندیدہ امور کے دفع کرنے میں مدد خدا سے بے نیاز ہو جائے گا۔ کیا تمہاری خواہش یہ ہے کہ تمہارے افعال کے مطابق عمل کرنے والا پروردگار کے بدلے تمہاری ہی تعریف کرے؟ اس لئے کہ تم نے اپنے خیال میں اسے اس ساعت کا پتہ بتا دیا ہے جس میں منفعت حاصل کی جاتی ہے اور نقصانات سے محفوظ رہا جاتا ہے۔

ایہا الناس! خبردار نجوم کا علم ^(۱) حاصل کرو مگر اتنا ہی جس سے بردہ میں راستے دریافت کئے جاسکیں۔ کہ یہ علم کہانت کی طرف لہجہ ہے اور نجوم بھی ایک طرح کا کاہن (غیب کی خبر دینے والا) ہو جاتا ہے جب کہ کاہن جادو گر جیسا ہوتا ہے اور جادو گر کافر جیسا ہوتا ہے اور کافر کا انجام جہنم ہے۔ چلو نام خدا لے کر نکل پڑو۔

۸۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جنگ جمل سے فراغت کے بعد عورتوں کی خدمت کے بارے میں)

لوگو! یاد رکھو کہ عورتیں ایمان کے اعتبار سے، میراث کے حصہ کے اعتبار سے اور عقل کے اعتبار سے ناقص ہوتی ہیں۔

لے واضح رہے کہ علم نجوم حاصل کرنے سے مراد ان اثرات و نتائج کا معلوم کرنا ہے جو ستاروں کی حرکات کے بارے میں اس علم کے مدعی حضرات نے بیان کئے ہیں ورنہ اصل ستاروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا کوئی عیب نہیں ہے۔ اس سے افسان کے ایمان اور عقیدہ میں بھی استحکام پیدا ہوتا ہے اور بہت سے دوسرے مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں۔ اور ستاروں کا وہ علم جو ان کے حقیقی اثرات پر مبنی ہے ایک فضل و شرف ہے اور علم پروردگار کا ایک شعبہ ہے وہ جسے چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے۔

امام علیہ السلام نے اولاً علم نجوم کو کہانت کا ایک شعبہ قرار دیا کہ غیب کی خبر دینے والے اپنے اخبار کے مختلف مآخذ و مدارک بیان کرتے ہیں جن میں سے ایک علم نجوم بھی ہے۔ اس کے بعد جب وہ غیب کی خبریں بیان کرتے ہیں تو انھیں خبروں کے ذریعہ انسان کے دل و دماغ پر مسلط ہو جانا چاہتے ہیں جو جادوگری کا ایک شعبہ ہے اور جادوگری انسان کو یہ محسوس کرانا چاہتی ہے کہ اس کائنات میں عمل دخل ہمارا ہی ہے اور اس جادو کا چڑھانا اور اتارنا ہمارے ہی ہنر کا کام ہے، دوسرا کوئی یہ کارنامہ انجام نہیں دے سکتا ہے اور اسی کا نام کفر ہے۔

تورع - شہادت میں پرہیز کرنا
عرب عینکم - دور ہو جائے
اعذر - تمام عذر کا سلسلہ ختم کر دیا
بارزۃ العذر - جس کا عذر واضح ہو
عنا - رنج و تعب
(۱) ناقص الایمان ہونے کے لئے عمل کا
حوالہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان
میں عمل کا بہت بڑا دخل ہے اور ظاہر
ہے کہ اگر عورت کو حکم خدا کی بنا پر نماز
روزہ چھوڑ دینے سے ناقص الایمان
کہا جاسکتا ہے تو بے نازی اور روزہ
مرد کو مکمل طور پر بے ایمان ہی کہا جائیگا۔
(۲) عورت کے مزاج کا خاصہ یہ ہے
کہ واقعات کے بیان میں جذبات کو
ضرور شامل کر دیتی ہے اور یہی چیز
گواری میں نقص پیدا کر دیتی ہے ورنہ
وہ شعور و ادراک کے اعتبار سے ناقص
نہیں ہوتی ہے۔ اس کا نقص عقل پر
جذبات کے غلبہ سے ظاہر ہوتا ہے اور
یہی وہ چیز ہے جو مرد کو بھی ناقص العقل
بناسکتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں اگر
مرد اپنے فسق کی بنا پر قابل شہادت
نہ رہ جائے تو اس کا شمار بھی ناقص العقل
افراد ہی میں ہوگا کہ فسق کی تعلیم جذبات
و خواہشات نے دی ہے پھل نے نہیں
دی ہے۔
(۳) واضح رہے کہ یہ مصلحت میں بھائی
کی میراث تک محدود ہے کمرے والے
کی اولاد میں بھائی کا حصہ زیادہ ہوتا ہے
اور میں کا کم۔ ورنہ دیگر مسائل میں ایسا
کوئی قانون نہیں ہے اور بعض اوقات تو
عورت کا حصہ مرد سے بھی زیادہ ہو سکتا
ہے

نَوَاقِصُ الْمُتَّقُولِ: فَأَمَّا نُقْصَانُ إِيْمَانِهِمْ فَفَعُولُهُنَّ عَنِ الصَّلَاةِ
وَالصَّيَامِ فِي أَيَّامٍ حَيَضِهِنَّ، وَأَمَّا نُقْصَانُ عَقُولِهِنَّ فَشَهَادَةُ
أَمْرَائَتَيْنِ كَشَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ، وَأَمَّا نُقْصَانُ حُطُوبِهِنَّ
فَوَارِيهِنَّ عَلَى الْأَنْصَافِ مِنْ مَوَارِيثِ الرِّجَالِ. فَاتَّقُوا
شِرَازَ النِّسَاءِ، وَكُونُوا مِنْ خِيَارِهِنَّ عَلَى حَذَرٍ، وَلَا تُطِيعُوهُنَّ
فِي الْكَرْمِ وَفِي حَتَّى لَا يَطْغَنَ فِي الْتَنَكْرِ.

۸۱

و من کلام لہ ﴿۸۱﴾

فی الزہد

أَيُّهَا النَّاسُ، الزَّهَادَةُ قِصَرُ الْأَمَلِ، وَالشُّكْرُ عِنْدَ (عَنِ) النِّعَمِ،
وَالْوَرَعُ عِنْدَ الْفِتَنِ، فَإِنْ عَزَبَ ذَلِكَ عَنْكُمْ فَلَا يَغْلِبُ
الْحَرَامُ صَبْرَكُمْ، وَلَا تَتَّقُوا عِنْدَ النِّعَمِ شُكْرَكُمْ، فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ
إِلَيْكُمْ بِحُجَجٍ مُسْتَفْرَظَةٍ ظَاهِرَةٍ، وَكُتِبَ بَارِزَةُ الْعُذْرِ وَاضِحَةً.

۸۲

و من کلام لہ ﴿۸۲﴾

فی ذم صفة الدنيا

مَا أَصْفَ مِنْ دَارٍ أَوْلَهَا عَنَاءً، وَأَخْرَهَا فَنَاءً فِي حَلَالِهَا حِسَابًا،
وَفِي حَرَامِهَا عِقَابًا، مَنْ أَسْتَقْنَى فِيهَا فِتْنًا، وَمَنْ أَفْتَقَرَ فِيهَا حَزَنًا،
وَمَنْ سَاعَاَهَا فَاتَتْهُ، وَمَنْ قَعَدَ عَنْهَا وَاتَتْهُ، وَمَنْ أَبْصَرَ بِهَا بَصْرَتَهُ،
وَمَنْ أَبْصَرَ إِلَيْهَا أَعْمَتَهُ.

قال الشريف: أقول: وإذا تأمل المتأمل قوله ﴿وَمَنْ أَبْصَرَ بِهَا بَصْرَتَهُ﴾ وجد
نحته من المعنى العجيب، والغرض البعيد، ما لا تبلغ غايته ولا يدرك غوره، لا سيما إذا
قرن إليه قوله: ﴿وَمَنْ أَبْصَرَ إِلَيْهَا أَعْمَتَهُ﴾ فإنه يجد الفرق بين «أبصر بها» و «أبصر إليها»
واضحاً نيراً، و عجيباً باهراً! صلوات الله وسلامه عليه.

مصادر خطبة ۱۵۱، معانی الاخبار صدوق ۲۵۱، خصال صدوق ۱۵۱، محاسن بروج ۲۲۳، غرر الحکم آدمی ۱۱۹، روضہ الواعظین قتال ۳۳۳، مشکوٰۃ الانوار
طبرسی ۱۵۱، تحت القول ابن شبہ الحزانی ۱۵۱، ۱۳۸
مصادر خطبة ۱۵۲، کمال مبردا ۱۵۲، امالی قال ۲ ۱۵۱، المجتبیٰ ابن درید ۳۱، تحت القول حزانی ۱۳۸، العقد الفرید ۳ ۱۵۲، امالی سید مرتضیٰ ۱۵۳
مذکرة الخواص ۱۳۱، مشکوٰۃ الانوار ۲۲۳، غرر الحکم ۱۵۲، کنز الفوائد کراچلی ۱۱۷، روح الذهب ۲ ۳۳۳، اختصاص مفید
۱۵۱، مناقب خوانساری، کمال مبردا ۱۵۲

ایمان
ہے کہ
تم بڑے
کام کامشکل
نہایتغنی ہو
بچھڑےکرتے
بھا ۱۰

لے اس

یعنی یہ

ہوا اور

جس میں

ہو۔ تو

صرف

کے

چلتا

کے

ایمان کے اعتبار سے ناقص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایام حیض میں نماز روزہ سے بچھ جاتی ہیں اور عقول کے اعتبار سے ناقص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ حصہ کی کمی یہ ہے کہ انھیں میراث میں حصہ مردوں کے آدھے حصہ کے برابر ملتا ہے۔ لہذا تم بدترین عورتوں سے بچتے رہو اور بہترین عورتوں سے بھی ہوشیار رہو اور خبردار نیک کام بھی ان کی اطاعت کی بنا پر انجام نہ دینا کہ انھیں نیک کام کا حکم دیے کا خیال پیدا ہو جائے۔

۸۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(زہد کے بارے میں)

ایسا الناس باز پیدا میدوں کے کم کرنے، نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے اور محرمات سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ اب اگر یہ کام تمھارے لئے مشکل ہو جائے تو کم از کم اتنا کرنا کہ حرام تمھاری قوت برداشت پر غالب آنے پائے اور نعمتوں کے موقع پر شکریہ کو فراموش نہ کر دینا کہ پروردگار نے نہایت درجہ واضح اور روشن دلیلوں اور حجت تمام کرنے والی کتابوں کے ذریعہ تمھارے ہر عذر کا خاتمہ کر دیا ہے۔

۸۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(دنیا کے صفات کے بارے میں)

میں اس دنیا کے بارے میں کیا کہوں جس کی ابتدا رنج و غم اور انتہا فنا و نیستی ہے۔ اس کے حلال میں حساب میں ہے اور حرام میں عقاب۔ جو اس میں غنی ہو جائے وہ آزمائشوں میں مبتلا ہو جائے اور جو فقیر ہو جائے وہ رنجیدہ و افسردہ ہو جائے۔ جو اس کی طرف دوڑ لگائے اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور جو بچھیر کر بچھ لے اس کا پس منظر ہو جائے۔ جو اس کو ذریعہ بنا کر لگے دیکھے اسے میرا بنائے اور جو اس کو منظور نظر بنالے اسے اندھا بنائے۔ میری فریاد۔ اگر کوئی شخص حضرت کے اس ارشاد گرامی "من ابصر الیہا بصیرتہ" میں غور کرے تو عجیب و غریب معافی اور دور رس حقانی کا ادراک کر لے گا جس کی بلندیوں اور گہرائیوں کا ادراک ممکن نہیں ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اگر دوسرے فقرہ "من ابصر الیہا اعتنتہ" کو لایا جائے تو ابھی بھلا "اور ابصر الیہا" کا فرق اور نمایاں ہو جائے گا اور عقل مدہوش ہو جائے گی۔

اے اس خطبہ میں اس نکتہ پر نظر رکھنا ضروری ہے کہ یہ جنگ جمل کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے اور اس کے مضامین میں کلیات کی طرح صورت حال اور تجربات کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ کوئی لازم نہیں ہے کہ اس کا اطلاق ہر عورت پر ہو جائے۔ دنیا میں ایسی خاتون بھی ہو سکتی ہے جو نسوانی عوارض سے پاک ہو۔ اس کی گواہی نہیں قرآن تھا قابل قبول ہو اور وہ اپنے باپ کی تنہا وارث ہو۔ ظاہر ہے کہ اس خاتون میں کسی طرح کا نقص نہیں پایا جاتا ہے جیسے جناب فاطمہؑ۔ اور ایسی عورت بھی ہو سکتی ہے جس میں سارے نقص پائے جلتے ہوں اور ان فطری نقصان کے ساتھ کرداری اور ایمانی نقصان بھی ہوں کہ یہ عورت ہر اعتبار سے قابل لعنت و مذمت ہو۔ قوانین کا دار و مدار نہ قسم اول پر ہو سکتا ہے اور نہ قسم دوم پر۔ قوانین کا اطلاق دو میان قسم پر ہوتا ہے جس میں کسی طرح کا امتیاز نہ پایا جاتا ہو اور صرف فطرت نسوانی کی کار فرمائی ہو اور امیر المؤمنینؑ نے اسی قسم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے ورنہ اگر صرف جنگ جمل کی بنا پر یہ غیظ و غضب ہوتا تو مردوں کے خلاف بھی بیان دیتے جنھوں نے ام المؤمنین کی اطاعت کی تھی یا انھیں بھڑکایا تھا۔ پھر امیر المؤمنینؑ امام معصوم ہیں کوئی جذباتی انسان نہیں ہیں اور ان کے پیچھے رسول اکرمؐ بھی یہی بات فرما چکے ہیں۔

البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس اعلان کے لئے ایک مناسب موقع ہاتھ آگیا جہاں اپنی بات کو بخوبی واضح کیا جاسکتا ہے اور عورت کے اتباع کے نتائج سے باخبر کیا جاسکتا ہے۔

و من خطبة له ؑ

وهي الخطبة العجبية وتسمى «الفراء»

وفيهما نعوت الله جل شأنه، ثم الوصية بتقواه ثم التنفير من الدنيا، ثم ما يلحق من دخول
القيامة، ثم تنبيه الخلق إلى ما هم فيه من الاعراض، ثم فضله ؑ في التذكير

صفته جل شأنه

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلَّاهُ بِحَوْلِهِ، وَدَنَا بِطَوْلِهِ، مَانَحَ كُلَّ غَنِيَّةٍ
وَفَضَّلَ، وَكَأَنَّ كُلَّ عَظِيمَةٍ وَأَزَلَّ، أَحْمَدُهُ عَلَى عَوَاطِفِ كَرَمِهِ،
وَسَوَابِغِ نِعَمِهِ، وَأَوْمِنُ بِهِ أَوَّلًا بِأَدِيًّا، وَأَشْتَدُّ بِهِ قَرِيبًا هَادِيًّا،
وَأَشْتَعِنُهُ قَاهِرًا قَادِرًا، وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ كَافِيًا نَاصِرًا، وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ لِإِنْفَاقِ أَمْرِهِ،
وَأَنْهَاءِ عُنْدِهِ وَتَقْدِيمِ نُذْرِهِ.

الوصية بالتقوى

أَوْصِيَكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ الَّذِي ضَرَبَ الْأَمْثَالَ، وَوَقَّتَ لَكُمْ
الْأَجَالَ، وَأَلْبَسَكُمْ الرِّيشَ، وَأَرْفَعَكُمْ لَكُمْ الْمَعَاشَ، وَأَحَاطَ (احاطكم)
بِكُمُ الْأَخْصَاةَ، وَأَرْصَدَ لَكُمْ الْجَزَاءَ، ثُمَّ بِالنِّعَمِ السَّوَاعِغِ،
وَالرَّقْدِ الزَّوَافِغِ، وَأَنْذَرَكُمْ بِالْمُجْتَمِعِ الْيَوَالِغِ الْخِصَاكُمُ عَنَّا،
وَوَظَّفَ لَكُمْ مُدَدًا، فِي قَرَارِ خَيْرَةٍ، وَدَارِ عِبْرَةٍ، أَسْمَ غَتَبَرُونَ
فِيهَا، وَتَحْسَبُونَ عَلَيْهَا.

التنفير من الدنيا

فَإِنَّ الدُّنْيَا رَزَقٌ مَشْرُئُهُ، رَدْعٌ مَشْرُئُهُ، يُسَوِّقُ مَنْظَرَهَا،

حول - طاقت و قدرت

طول - عطاء و کرم

ازل - تنگی و شدت

سوانح - کمال

یادوی - ظاہر

انتہا و عذر - دلائل کا تمام کر دینا

نذر - نذیر کی جمع ہے - ڈرانے والی

خبریں

امثال - مثالیں

آجال - مدت حیات

ریاش - ظاہری لباس

ارفع - وسیعتر بنایا

ارصد - ہیا کیا

رفہ - معیہ

جمع بوالغ - واضح و دلائل

وظف کمداد - تھارے لئے مدت

مقرر کر دی ہے

قرار خبرہ - دور امتحان

رنق - گندہ

ردغ - گل آلود

مشرع - پانی پینے کا گھاٹ

یونق - خوبصورت معلوم ہوتا ہے

یوں تو پروردگار نے ہر مخلوق کو

سر و کرم زمانہ سے بچانے کے لئے

فطری لباس بھی عنایت کیا ہے مگر اسے

باہر سے بھی ستر پوش کئے لئے لباس

فراہم کر دیا ہے ورنہ یہ بھی رخت عریانی

ہی پرگندہ کرتا اور اسی لباس میں زندگی گزار دیتا ہے اس کی حکیم و تشریف کا تقاضا تھا کہ اسے مزید لباس سے آراستہ کر دیا گیا۔ کاش انسان اس
لباس کی بھی قدر کرتا اور اس کو اس کے مقصد کے اعتبار سے استعمال کرتا؟

مصادر خطبہ ۵۳، تحت العقول الخرافی ۱۳۶، دستور معالم الحکم قضای ۵۹، غر الحکم آدمی، عیون الحکم والمواظباتین شاکر الیشی، حلیۃ الاولیاء ۱
۵۳، نہایت ابن اثیر ۱۳۶ ۲ ۲۸۴، تذکرۃ الخواص ۱۳۱، الحکمت الخالده ابن مسکویہ ۱۱۲، القدر الفرید ۲ ۱۳۳،
مجمع الامثال میدانی ۲ ۲۹، المستقصی زنجشیری ۱۳۲

۸۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

اس عجیب و غریب خطبہ کو خطبہ "غز" کہا جاتا ہے

اس خطبہ میں پروردگار کے صفات، تقویٰ کی نصیحت، دنیا سے بیزاری کا سبق، قیامت کے حالات، لوگوں کی بے رخی پر تنبیہ اور پھر یاد خدا دلانے میں اپنی فیصلت کا ذکر کیا گیا ہے۔

ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو اپنی طاقت کی بنا پر بلند اور اپنے احسانات کی بنا پر بندوں سے قریب تر ہے۔ وہ ہر فائدہ اور فضل کا عطا کرنے والا اور ہر مصیبت اور رنج کا ٹالنے والا ہے۔ میں اس کی کرم نوازیوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بنا پر اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہی اول اور ظاہر ہے اور اسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں کہ وہی قریب اور ہادی ہے۔ اسی سے مدد چاہتا ہوں کہ وہی قادر اور قاهر ہے۔ اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں کہ وہی کافی اور ناصر ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھیں پروردگار نے اپنے حکم کو نافذ کرنے، اپنی حجت کو تمام کرنے اور عذاب کی خبریں پیش کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

بندگان خدا! میں تمھیں اس خدا سے ڈرنے کی دعوت دیتا ہوں جس نے تمھاری ہدایت کے لئے مثالیں بیان کی ہیں۔ تمھاری زندگی کے لئے مدت معین کی ہے تمھیں مختلف قسم کے لباس پہنائے ہیں۔ تمھارے لئے اسباب معیشت کو فراوان کر دیا ہے۔ تمھارے اعمال کا مکمل احاطہ کر رکھا ہے اور تمھارے لئے جو ان انتظام کر دیا ہے۔ تمھیں مکمل نعمتوں اور وسیع تر عطیوں سے نوازا ہے اور موت و دیلوں کے ذریعہ عذاب آخرت سے ڈرایا ہے۔ تمھارے اعداؤ کو شمار کر لیا ہے اور تمھارے لئے اس امتحان گاہ اور مقام عمرت میں مدتیں معین کر دی ہیں۔ یہیں تمھارا امتحان لیا جائے گا اور اسی کے اقوال و اعمال پر تمھارا حساب کیا جائے گا۔

یاد رکھو اس دنیا کا سرچشمہ گندہ اور اس کا گھاٹ بھل آلود ہے۔ اس کا منظر خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔

لے یوں تو امیر المؤمنینؑ کے کسی بھی خطبہ کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ یہ خطبہ "خطبہ غز" کہے جانے کے قابل ہے جس میں اس قدر حقائق و معارف اور معانی و مفہیم کو جمع کر دیا گیا ہے کہ ان کا شمار کرنا بھی طاقت بشری سے بالاتر ہے۔

آغاز خطبہ میں مالک کائنات کے بظاہر دو متضاد صفات و کمالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی طاقت کے اعتبار سے انتہائی بلند تر ہے لیکن اس کے بعد بھی بندوں سے دور نہیں ہے اس لیے کہ ہر آن اپنے بندوں پر ایسا کرم کرتا رہتا ہے کہ یہ کرم اسے بندوں سے قریب تر بنائے ہوئے ہے اور اسے دور نہیں ہونے دیتا ہے۔ لفظ "بحولہ" میں اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی بلندی کسی وسیلہ اور ذریعہ کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ یہ اپنی ذاتی طاقت اور قدرت کا نتیجہ ہے ورنہ اس کے علاوہ ہر ایک کی بلندی اس کے فضل و کرم سے وابستہ ہے اور اس کے بغیر بلندی کا کوئی اسکان نہیں ہے۔ وہ اگر چاہے تو بندہ کو قاب و قبین کی منزلوں تک بلند کر دے "اسریٰ بعبدہ" اور اگر چاہے تو "صاحب معراج" کے مانند صول پر بلند کر دے "وعلیٰ واضع اقدامہ۔ فی محلّ وضع اللہ یدہ"۔

اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کے تین بنیادی مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس بعثت کا اصل مقصد یہ تھا کہ الہی احکام نافذ ہو جائیں۔ بندوں پر رحمت تمام ہو جائے اور انھیں قیامت میں پیش آنے والے حالات سے قبل از وقت باخبر کر دیا جائے کہ یہ کام نائنوہؑ پروردگار کے علاوہ کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا ہے اور یہ خدائی نائنوہؑ کے فوائد میں سب سے عظیم تر فائدہ ہے جس کی بنا پر انسان رسالت الہیہ سے کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔

وَيُوبِقُ نَجْرَهَا. غُرُورَ حَائِلٍ، وَضَوْءَ أَفْلٍ، وَظِلَّ زَائِلٍ،
وَسِنَادَ مَائِلٍ، حَتَّى إِذَا أُنِيسَ نَافِرُهَا، وَأَطْمَأَنَّ نَاجِرُهَا،
قَصَصَتْ بِأَرْجُلَيْهَا، وَقَصَصَتْ بِأُخْبِلَيْهَا (اجبلها)، وَأَقْصَدَتْ
بِأَسْنُهَا، وَأَعْلَقَتْ أَلَمَ أَوْهَانِ الْمَنِيَّةِ قَائِدَةً لَهَا
إِلَى ضَنْكِ الْمَضْجَعِ، وَخَشَعَتِ الْمَرْجِعِ، وَمُعَايِنَةِ الْمَمْعَلِ
وَنَوَابِ الْمَعْمَلِ، وَكَذَلِكَ الْخَلْفُ بِمَعْقِبِ السَّلَفِ، لَا تُفْلِعُ
الْمَنِيَّةُ أَخْبِرَامًا وَلَا يَرْعَوِي الْبَاقُونَ أَجْبِرَامًا، يَخْذُلُونَ
وَيَسْتَأْلُونَ، وَيَسْطُونَ أَرْسَالًا، إِلَى غَايَةِ الْأَنْتَهَاءِ،
وَصَيُورِ الْفَنَاءِ.

بعد الموت البعث

حَتَّى إِذَا تَصَرََّتْ الْأُمُورُ، وَتَقَطَّصَتِ الدُّهُورُ، وَأَرَفَتْ
النُّشُورُ، أَخْبَرَ رَجُلُهُمْ مِنْ ضَرَائِجِ الْقُبُورِ، وَأَوْكَسَارِ
الطُّيُورِ، وَأَوْجَرَ رَمَّةَ الشُّبَاعِ، وَمَطَارِحِ الْمَهَالِكِ، سِرَاعًا
إِلَى أَمْرِهِ، مُطِيعِينَ إِلَى مَقَادِرِهِ، رَعِيلًا صُمُوتًا، وَنِيَامًا
صُفُوفًا، يَسْتَفْذُهُمُ الْبَحْرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، عَلَيْهِمْ
لَبُوسُ الْإِنْسَانِيَّةِ، وَضَرْعُ الْإِنْسَانِيَّةِ، وَالذَّلَالَةُ
قَدْ ضَلَّتْ الْحَبِيلُ، وَأَنْقَطَعَ الْأَمَلُ، وَمَوْتَ الْأَفْنِدَةُ كَاطِمَةٌ،

یوبق - ہلاک کرنے والا
حائل - فنا ہو جانے والا
آفل - بکھ جانے والا
سناد - سہارا - ٹکیہ
ناکر - نہ پہچانتے والا
قصص - دونوں پہراٹھا کر ٹپک دیا
قصص - شکار
اجل - جال
غلقت - گردن میں پھندہ ڈال دیا
ضنک مضجع - تنگ مرقد
معاینہ المحل - ثواب و عذاب کی منزل
نواب المل - معاوضہ عمل (جزایا سزا)
خلعت - بعد میں آنے والے
سلف - پہلے جانے والے
اجترام - زندوں کو کیسے تباہ کر دینا
لایر عوی - باز نہیں آتے ہیں
اجترام - گناہ کرنا
یختزون مثالا - انھیں کے نقش قدم
پر چل رہے ہیں
ارسال - رسل کی جمع ہے - جانوروں
کا کلمہ
صیور - انجام
نشور - قبروں سے اٹھنا
ضرائج - جمع ضریح - گوشہ قبر
اوجره - جمع دجار - سوراخ
مطیعین - تیزی سے بڑھتے ہوئے -
رعیل - گھوڑوں کی ایک جماعت
یستفذهم البصر - نگاہ ان پر جا رہی ہے
لبوس - لباس
استکانہ - خضوع
ضرع - کمزوری
ہوت الافندہ - امیدوں سے دل
خالی ہو گئے
کاظمہ - ساکت و صامت

لیکھ
اد
کا
اع
سے
قبر
سے
کی

لے آیا
ایک
دنیا
انسان

اور ہر

سنگ

ان

سے

لیکن اندر کے حالات انتہائی درجہ خطرناک ہیں۔ یہ دنیا ایک مٹ جانے والا دھوکہ۔ ایک بجھ جانے والی روشنی۔ ایک ڈھل جانے والا سایہ اور ایک گر جانے والا سہارا ہے۔ جب اس سے نفرت کرنے والا مانوس ہو جاتا ہے اور اسے برا سمجھنے والا مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ لپٹا ہوا اپنے پیروں کو پٹکتے لگتی ہے اور عاشق کو اپنے جال میں گرفتار کر لیتی ہے اور پھر اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے۔ انسان کی گردن میں موت کا پھندہ ڈال دیتی ہے اور اسے کھینچ کر تنگی مرقد اور وحشت منزل کی طرف لے جاتی ہے جہاں وہ اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے اور اپنے اعمال کا معاوضہ حاصل کر لیتا ہے اور یوں ہی یہ سلسلہ نسلوں میں چلتا رہتا ہے کہ اولاد بزرگوں کی جگہ پر آ جاتی ہے۔ نہ موت چہرہ دستیوں سے باز آتی ہے اور نہ آنے والے افراد گناہوں سے باز آتے ہیں۔ پُرانے لوگوں کے نقش قدم پر چلتے رہتے ہیں اور تیزی کے ساتھ اپنی آخری منزل انتہاء و فنا کی طرف بڑھتے رہتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے اور تمام زمانے بیت جائیں گے اور قیامت کا وقت قریب آجائے گا تو انہیں قبروں کے گوشوں۔ پرندوں کے گھونسلوں۔ درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت کی منزلوں سے نکالا جائے گا۔ اس کے امر کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے اور اپنی وعدہ گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے۔ گردہ در گردہ۔ خاموش۔ صفت بستہ اور استادہ۔ نگاہ قدرت ان پر حاوی اور داعی الہی کی آوازاں کے کانوں میں۔ بدن پر بیچارگی کا لباس اور خود سپردگی و ذلت کی کمزوری غالب۔ تہمیریں گم۔ امیدیں منقطع۔ دل مایوس کن خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے

لے ایک ایک لفظ پر غور کیا جائے اور دنیا کی حقیقت سے آشنائی پیدا کی جائے۔ صورت حال یہ ہے کہ یہ ایک دھوکہ ہے جو رہنے والا نہیں ہے ایک روشنی ہے جو بجھ جانے والی ہے۔ ایک سایہ ہے جو ڈھل جانے والا ہے اور ایک سہارا ہے جو گر جانے والا ہے۔ انھان سے بناؤ کیا ایسی دنیا بھی دل لگانے کے قابل اور اعتبار کرنے کے لائق ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ دنیا سے عشق و محبت صرف جہالت اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ انسان اس کی حقیقت و یوفائی سے باخبر ہو جائے تو طلاق دے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

قیامت یہ ہے کہ انسان دنیا کی یوفائی۔ موت کی چہرہ دہشت کا برابر شاہدہ کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی عبرت حاصل کرنے والا نہیں ہے اور ہر آنے والا دو دو گزشتہ دور کا انجام دیکھنے کے بعد بھی اسی راستہ پر چل رہا ہے۔

یہ حقیقت عام انسانوں کی زندگی میں واضح نہ بھی ہو تو ظالموں اور مستکروں کی زندگی میں صبح و شام واضح ہوتی رہتی ہے کہ ہر سنگر اپنے پہلے والے سنگروں کا انجام دیکھنے کے بعد بھی اسی راستہ پر چل رہا ہے اور ہر مسلک حیات کا مل ظلم و ستم کے علاوہ کسی اور چیز کو نہیں قرار دیتا ہے۔ خدا جانے ان ظالموں کی آنکھیں کب کھلیں گی اور یہ اندھا انسان کب بینا بنے گا۔

مولائے کائنات ہی نے سچ فرمایا تھا کہ ”سارے انسان سو رہے ہیں جب موت آجائے گی تو بیدار ہو جائیں گے۔“ یعنی جب تک آنکھ کھلی رہے گی بند رہے گی اور جب بند ہو جائے گی تو کھل جائے گی۔ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ

وَحَشَمَتِ الْأَرْضُ مَوَاتٍ مُّهِينَةً، وَالْجَبَلُ مِمَّ الْقَمَرِيُّ،
وَعَظُمَ الشُّفْقُ، وَأَزْعَجَتِ الْأَشْيَاعُ لِزُبْرَةِ الدَّاعِي
إِلَى قَسْطِ الْحِطَّابِ، وَمُسْقَايَضَةِ الْجَزَاءِ، وَتَكْثَالِ
السَّيْقَابِ، وَتَسْوَالِ الثَّوَابِ.

تنبيه الخلو

عِبَادُ عَنَّا لَوْ قَوْنُ أَفْسَادًا، وَمَرْبُوبُونَ أَفْسَادًا،
وَمَرْبُوضُونَ أَخْسَارًا، وَمُضْطَّوْنُونَ أَجْسَادًا،
وَكَسَائِنُونَ رُقَانًا وَمَرْبُوتُونَ أَفْرَادًا وَمَسْذِيُونُونَ
جَزَاءً، وَمُتَمِّزُونَ حَسَابًا قَدْ أَهْلُوا فِي طَلَبِ
الْمُخْرَجِ، وَمُتَدَوِّسِينَ الْمَنْجِ وَعُمُرُوا مَهْلَ
الْمُسْتَعْتَبِ، وَكُثِفَتْ عَنْهُمْ سُودَةُ الرَّيْبِ
وَحُلُولُ الْمِضْمَارِ الْجَبِيْدِ (الخيار) وَرَوِيَّةُ الْأَرْتِيَادِ،
وَأَنَاءُ الْمُقْتَبِسِ (المقتبين) الْإِرْتَادِ (المستقين)،
فِي مُدَّةِ الْأَجَلِ، وَمُضْطَرَبِ الْهَلِ.

فضل التذخير

فَيَا لَهَا أَشْنَاءَ صَائِيَّةً، وَمَوَاعِظَ شَائِيَّةً، نَوَاصِدَتْ
قُلُوبًا زَائِيَّةً، وَأَسْمَاعًا وَاعِيَّةً، وَأَرْأَةً عَازِمَةً،
وَالسَّبَابَ حَازِمَةً فَاتَّقُوا اللَّهَ ثَبِيَّةً مِّنْ سَمِيعٍ
فَخَشَعَتْ، وَأَقْرَفَتْ فَاعْتَرَفَتْ، وَوَجَلَّ فَقَوْلُ،

اناء المقتبس المرتاد - اس شخص جیسا موقع جو ہاتھ میں روشنی لے کر اپنے گمشدہ مقصد کو تلاش کر رہا ہو۔

ہینہ - مخفی اور پوشیدہ
انجم العرق - اتنا ہینہ بہا کر گویا نہ
تک آگیا

شفق - خوف

ارعدت - لرزائے

زبرة الداعی - پھارنے والے کی

گر جدار آواز

فصل الخطاب - آخری فیصلہ

مقایضہ - معاوضہ

تکال - عذاب

مربوبون - ملوک

اقتسار - قہر و غلبہ

اختصار - وقت حضور ملا کہ

اجداث - جمع جدت (قبر)

رفات - خاک کا ڈھیر

مدین - جسے بدلہ دیا جائے

میزون منزل حاسب لنگ لنگ یا جان

منج - واضح راستہ

مئل المستعقب - اتنی ہلکت

جس میں راضی کرنے والا نہیں ہے

سدف - حج سدف - تاریکی

ریب رجب ریبہ - شبہ

مضمار الجیاد - وہ میدان عمل جہاں

مقصد کے حصول کیلئے دوڑ لگانے جاتے ہیں

رویت الارتیاد - مقصد و ملکہ کے حاصل

کرنے کیلئے غور و فکر سے کام لینا

اناء المقتبس المرتاد - اس شخص جیسا موقع جو ہاتھ میں روشنی لے کر اپنے گمشدہ مقصد کو تلاش کر رہا ہو۔

مضطرب - حرکت عمل کی مدت

صابہ - درست اور صحیح

اقتساب - اکتساب

وجل - خوف

اور آوازیں دب کر خاموش ہو جائیں گی۔ پسینہ منہ میں لگام لگا دے گا اور خوفِ عظیم ہو گا۔ کان اس پکارنے والے کی آواز سے لرز اٹھیں گے جو آخری فیصلہ منائے گا اور اعمال کا معاوضہ دینے اور آخرت کے عقاب یا ثواب کے حصول کے لئے آواز دے گا۔

تم وہ بندے ہو جو اس کے اقتدار کے اظہار کے لئے پیدا ہوئے ہو اور اس کے غلبہ و تسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے۔ نزع کے ہنگام ان کی روض قبض کرنی جائیں گی اور انھیں قبروں کے اندر چھپا دیا جائے گا۔ یہ خاک کے اندر مل جائیں گے اور پھر الگ الگ اٹھائے جائیں گے۔ انھیں اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور حساب کی منزل میں الگ الگ کر دیا جائے گا۔ انھیں دنیا میں عذاب سے بچنے کا راستہ تلاش کرنے کے لئے مہلت دی جا چکی ہے اور انھیں روشن راستہ کی ہدایت کی جا چکی ہے۔ انھیں مرضی خدا کے حصول کا موقع بھی دیا جا چکا ہے اور ان کی نگاہوں سے شک کے پردے بھی اٹھائے جا چکے ہیں۔ انھیں میدانِ عمل میں آزاد بھی چھوڑا جا چکا ہے تاکہ آخرت کی دوڑ کی تیاری کر لیں اور سوچ سمجھ کر منزل کی تلاش کر لیں اور اتنی مہلت پالیں جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور آئندہ منزل کا سامان جیا کر سنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

ہائے یہ کس قدر صحیح مثالیں اور شفا بخش نصیحتیں ہیں اگر انھیں پاکیزہ دل، سننے والے کان، مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہو جائیں۔ لہذا اللہ سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے نصیحتوں کو سنا تو دل میں خشوع پیدا ہو گیا اور گناہ کی توفورِ اعتراف کر لیا اور خوفِ خدا پیدا ہوا تو عمل شروع کر دیا۔

اے انسان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس کی تخلیق اتفاقات کا نتیجہ ہے اور نہ اس کی زندگی اختیارات کا مجموعہ۔ وہ ایک خالقِ قدرت کی قیادت کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے اور ایک حکیمِ خیر کے اختیارات کے زیر اثر زندگی گزار رہا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب فرشتہ موت اس کی روح قبض کر لے گا اور اسے زمین کے اوپر سے زمین کے اندر پہونچا دیا جائے گا اور پھر ایک دن تنہا قبر سے نکال کر منزلِ حساب میں لا کر کھڑا کر دیا جائے گا اور اسے اس کے اعمال کا مکمل معاوضہ دے دیا جائے گا اور یہ کام غیر عادلانہ نہیں ہو گا اس لئے کہ اسے دنیا میں عذاب سے بچنے اور بھلے خدا حاصل کرنے کی مہلت دی جا چکی ہے۔ اسے توبہ کا راستہ بھی بتایا جا چکا ہے اور عمل کے میدان کی بھی نشاندہی کی جا چکی ہے اور اس کی نگاہوں سے شک کے پردے بھی اٹھائے جا چکے ہیں اور اسے میدانِ عمل میں دوڑنے کا موقع بھی دیا جا چکا ہے۔ اے اس انسان جیسی مہلت بھی دی جا چکی ہے جو روشنی میں اپنے مدعا کا تلاش کرتا ہے کہ ایک طرف یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ تیز رفتاری میں مقصد سے آگے نہ نکل جائے اور ایک طرف یہ بھی احساس رہتا ہے کہ کہیں چراغ بجھ نہ جائے اور اس طرح اس کی روشنی انتہائی محتاط ہوتی ہے۔

اے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مالکِ کائنات کی بیان کی ہوئی مثالیں صائب و صحیح اور اس کی نصیحتیں صحت مند اور شفا بخش ہیں لیکن شکل یہ ہے کہ کوئی نسو شفا صرف نسو کی حد تک کارآمد نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا استعمال کرنا اور استعمال کے ساتھ پرہیز کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور انسانوں میں اسی شرط کی کمی ہے۔ نصیحتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے چار عناصر کا ہونا لازمی ہے۔ سننے والے کان ہوں۔ طیب و ظاہر دل ہوں۔ رائے میں استحکام ہو اور فکر میں ہوشیاری ہو۔ یہ چاروں عناصر نہیں ہیں تو نصیحتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اور عالمِ بشریت کی کمزوری یہی ہے کہ انہیں عناصر میں سے کوئی نہ کوئی عنصر کم ہو جاتا ہے اور وہ مواعظ و نصائح کے اثرات سے محروم رہ جاتا ہے۔

بآذر۔ عمل کی طرف سبقت کی
اعتر۔ عبرت حاصل کی
ازوجہ۔ برائیوں سے رک گیا
اناب۔ متوجہ ہو گیا
استنظر۔ ہیا کیا
کنہ۔ آخری حصہ

میعاد۔ وعدہ

معاد۔ قیامت

ماعتا۔ ضروری اور اہم امور
جلال۔ آئینہ پھیل کرنا۔ روشن
کرنا

عشا۔ اندھا پن

اشلاء۔ شکوک جمع ہے اعضا و

اطراف بدن

اخاء۔ جن کو جمع ہے۔ بدن کے

بیچ و خم

ارفاق۔ نرمی

راہدہ۔ ہادی

مجللات۔ عظیم نعمتیں

خلاق۔ نصیب

ارتقائہ۔ نورانی کردیا

شہبہم۔ دور کر دیا

انفت۔ ابتدا

بضاضہ۔ نرمی اور تازگی

حوالی۔ جن کو جمع ہے۔ کبھی

غضارہ۔ وسعت و راحت

آؤنہ۔ آزمائش (جمع اوان)

زیال۔ فراق

ازوون۔ قرب

وَحَادَرَ قَبَادَرَ وَأَبْنَقْنَ فَأَخْسَنَ وَغُيِّرَ فَاعْتَبَرَ
وَحُدِّرَ فَاحْذَرُ، وَرُجِرَ فَازْدَجَرَ وَأَجَابَ فَأَنَابَ،
وَرَاَجَعَ (رجع) فَاتَّابَ، وَأَقْنَعَتْ فَاسْتَعْنَى، وَأُرِيَ فَارَأَى،
فَأَنْشَرَ طَلَالِيًا وَنَجَّاهَا هَارِبًا فَأَقَادَ ذَخِيرَةً وَأَطَابَ
سَرِيرَةً، وَعَسَّرَ مَعَادًا وَاسْتَظْهَرَ زَادًا، لِيُؤْمِرَ رَجُلِيهِ
وَوَجْهِهِ سَبِيلَهُ وَحَالِ حَاجَتِهِ، وَمَسْوَطِيهِ فَاقْتَبَهُ،
وَقَدَّمَ أَمَامَهُ لِيُدَارِ مُقَامِهِ، فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ
جِهَةً مَا خَلَقَكُمْ لَهُ، وَأَخَذُوا مِنْهُ كُنْفَةً مَا حَدَّرَكُمْ
مِنْ نَفْسِهِ، وَأَسْتَجِيقُوا مِنْهُ مَا أَعَدَّ لَكُمْ بِالنَّجْوَى
لِيُصِدِّقَ مِيعَادِهِ، وَالْمَذَرِ مِنْ هَؤُلَاءِ مَعَادِهِ.

التفخیر بظروب النعم

وَمِنْهَا: جَمَلٌ لَكُمْ أَشْهَاءُ لَتَعِيَ مَا عَنَّاها، وَأَبْصَارٌ
لِيَسْتَجْلُو عَنْ عَنَّاها، وَأَشْهَاءُ جَامِعَةٌ لِأَغْضَانِها، مُلَاحِظَةٌ
لِأَخْسَانِها فِي تَرْكِيبِ صُورِها، وَتُدَوِّعُ عُمْرَها، بِأَبْصَانِ
قَائِمَةٍ بِأَرْوَاقِها، وَقُلُوبٍ رَائِدَةٍ (بائدة) لِأَرْوَاقِها،
فِي مَجَلَّاتِ نَسَمِها، وَمُسَوِّجَاتِ يَمِينِها، وَخَوَاجِزِ (جوانر) عَافِيَتِها،
وَقَدَّرَ لَكُمْ أَغْشَاءَ سَتَرِها عَنْكُمْ، وَخَلَفَ لَكُمْ عِبراً مِنْ أَمَارِ
الْمَاضِينَ قَبْلَكُمْ، وَمِنْ مُسْتَفْتَحِ خَلْقِهم وَمُسْتَفْتَحِ خَلْقِهم،
أَرْهَقْتَهُمُ الْكَلَامَ دُونَ الْإِمَالِ، وَشَدَّ بِهِمْ عُنُقَهُمُ الْآجَالِ،
لَمْ يَتَمَهَّدُوا فِي سَلَامَةِ الْأَبْدَانِ، وَلَمْ يَسْتَعْبِرُوا فِي أَسْفِ الْأَوَانِ،
فَمَهْلٌ يَسْتَنْظِرُ أَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ إِلَّا حَوَالِي الْمَرْمِ؟
وَأَهْلُ غَضَارَةِ الصُّحَّةِ إِلَّا نَوَازِلَ السَّقَمِ؟ وَأَهْلُ مُدَّةِ الْبَقَاءِ
إِلَّا أَوْنَسَةَ (اوبسة) الْفَتَاوِ؟ مَعَ قُرْبِ الرِّيَالِ (زوال) وَأُزُونِ

آخرت
دلایا
کی قہ
کرلی
جن
کے

اس
پورا

حصہ

اعتر

بر

قر

ای

اجا

اف

کی

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

س

آخرت سے ڈرا تو عمل کی طرف بے وقت کی۔ قیامت کا یقین پیدا کیا تو بہترین اعمال انجام دے۔ عبرت دلائی گئی تو عبرت حاصل کر لی۔ خوف دلا یا گیا تو ڈر گیا۔ روکا گیا تو رک گیا۔ سدائے حق پر لبیک کہی تو اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور مڑ کر آگیا تو توبہ کر لی۔ بزرگوں کی اقتدا کی تو ان کے نقش قدم پر چلا منظر حق دکھایا گیا تو دیکھ لیا۔ طلب حق میں تیر رفتار سے بڑھا اور باطل سے فرار کر کے نجات حاصل کر لی۔ اپنے لئے ذخیرہ آخرت جمع کر لیا اور اپنے باطن کو پاک کر لیا۔ آخرت کے گھر کو آباد کیا اور زاد راہ کو جمع کر لیا اس دن کے لئے جن دن یہاں سے کوچ کر رہے اور آخرت کا راستہ اختیار کر رہے اور اعمال کا محتاج ہونا ہے اور عمل فقر کی طرف جانا ہے اور ہمیشہ کے گھر کے لئے سامان آگے آگے بھیج دیا۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اس جہت کی غرض سے جس کے لئے تم کو پیدا کیا گیا ہے اور اس کا خوف پیدا کرو اس طرح جس طرح اس نے تمہیں اپنے عظمت کا خوف دلا ہے اور اس ابو کا استحقاق پیدا کرو جس کو اس نے تمہارے لئے بھیجا ہے اس کے سچے بندہ کے پورا کرنے اور قیامت کے ہول سے بچنے کے مطالبہ کے ساتھ۔

اس نے تمہیں کان عنایت کئے ہیں تاکہ ضروری باتوں کو سنیں اور آنکھیں دی ہیں تاکہ بے بصیری میں روشنی عطا کریں اور جسم کے وہ حصے دے ہیں جو مختلف اعضاء کو سمیٹنے والے ہیں اور ان کے بیچ دھم کے لئے مناسب ہیں۔ صورتوں کی ترکیب اور عروں کی مدت کے اعتبار سے ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ جو اپنے رزق کی تلاش میں رہتے ہیں اس کی عظیم ترین نعمتوں، احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے درمیان۔ اس نے تمہارے لئے وہ عمریں قرار دی ہیں جن کو تم سے مخفی رکھا ہے اور تمہارے لئے ماضی میں گزر جانے والوں کے آثار میں عبرتیں فراہم کر دی ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے حظ و نصیب سے لطف داندوز ہوئے تھے اور ہر بندہ سے آزاد تھے لیکن موت نے انہیں امیدوں کی تکمیل سے پہلے ہی گرفتار کر لیا اور اجل کی ہلاکت سامانیوں نے انہیں حصول مقصد سے الگ کر دیا۔ انھوں نے بدن کی سلامتی کے وقت کوئی تیاری نہیں کی تھی اور ابتدائی اوقات میں کوئی عبرت حاصل نہیں کی تھی۔ تو کیا جوانی کی ترد تازہ عمر میں رکھنے والے بڑھاپے میں مگر جھک جانے کا انتظار کر رہے ہیں اور کیا صحت کی تازگی رکھنے والے مصیبتوں اور بیماریوں کے حوادث کا انتظار کر رہے ہیں اور کیا بقا کی مدت رکھنے والے فنا کے وقت کے منتظر ہیں جب کہ وقت زوال قریب ہوگا اور انتقال کی ساعت نزدیک تر ہوگی۔

لے ایک مردوں کی زندگی کا حین ترین اور پاکیزہ ترین نقشہ یہی ہے لیکن یہ الفاظ فصاحت و بلاغت سے لطف اندوز ہونے کے لئے نہیں ہیں۔ زندگی پر منطبق کرنے کے لئے اور زندگی کا امتحان کرنے کے لئے ہیں کہ کیا واقعات ہماری زندگی میں یہ حالات اور کیفیات پائے جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہماری عاقبت بخیر ہے اور ہمیں نجات کی امید رکھنا چاہئے اور اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں اس دار عبرت میں گذشتہ لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اب سے اصلاح دنیا و آخرت کے عمل میں لگ جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ موت اچانک نازل ہو جائے اور وصیت کرنے کا موقع بھی فراہم نہ ہو سکے۔ کتابین فقرہ ہے مولائے کائنات کا گذشتہ لوگ ہر قید و بند اور ہر پابندی حیات سے آزاد ہو گئے لیکن موت کے چنگل سے آزاد نہ ہو سکے اور اس نے بالآخر انہیں گرفتار کر لیا اور ان کی وعدہ گاہ تک پہنچا دیا۔

پھر جوانی میں یہ خیال کہ ضعیفی میں عمل یا توبہ کر لیں گے یہ بھی ایک سوہنہ شیطانی ہے۔ در نہ فرصت عمل اور ہنگام کار جوانی ہی کا زمانہ ہے۔ ضعیفی میں کام کرنے کا حوصلہ ایک دم و ضبط ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ رب کریم ہر مومن کو ایسے اوہام اور دوسوسوں سے محفوظ رکھے۔ !

سر - سبیری اور اس طرح
مضض - رنج و غم کا دل تک
پہنچ جانا

جرض - لعاب دہن
نواحب - ناچہ کی جمع - بلند آواز
و سے روئے والیاں
غودر - چھوڑ دیا گیا
رہینا - قیدی

ہوام - سانپ - بچھو
نواہک - جمع ناک - بدن کو پسیدہ
کرنے وال

عفت - مشا دیا
اکھٹان - مصدر ہے - حادث
معال - جمع معلم - نشان منزل

شجہ - ہلاک ہونے والے
بضم - تروتارہ
نخرہ - پسیدہ

اعبا - جمع عب - بوجھ
لاستعقب - رضامندی کا مطالبہ
بھی نہیں کیا جاتا ہے

زلزل - لغزش
قدہ - طریقہ
کان المعنی - گویا احکام شرعیہ کا طلب

مجاز - مصدر رسمی ہے - گزرنا
دحض - سامان کا اٹ جانا
تارات - دفعت

انصب - تھکا دیا
اسہر - بیدار بنا دیا
ہواجر - جمع ہاجرہ دوسر کی گرمی

ظلف - روک دیا
اوجت - تیز رفتاری سے چلا
تکلب - کنارہ کش ہو گیا

مخارج - پرکشش ٹیڑھے راستے
وضع - شاہراہ
اقصد المسالك - سب سے سیدھا راستہ

الْأُنْسُ يُقَالُ، وَعَلَزَ الْقَلْبُ، وَالْمُضَضُّ، وَغُصَصَ الْجَرْضُ،
وَتَلَفَّتِ الْأُنْسُ بِنَفْسَيْهَا الْمُنْفَذَةِ وَالْأَقْرَبَاءَ، وَالْأَعْرُ
وَالْقُرْبَاءَ فَهَلْ دَفَعَتِ الْأَقْرَابُ، أَوْ تَفَعَّتِ التَّوَابِعُ وَقَدْ غَوَدَ
فِي حَمَلَةِ الْأَنْوَاتِ رَهِينًا وَفِي ضَيْقِ الْمَضْجَعِ وَحِيدًا قَدْ هَتَكَتِ
الْمَوَامَّ جِلْدَتَهُ، وَأَبْلَتِ التَّوَاهِكُ جِدَّتَهُ وَعَفَّتِ التَّوَاهِفُ آثَارَهُ
وَحَمَا الْمُدَنَانِ مَعَالِهِ وَصَارَتِ الْأَجْسَادُ شَجِبَةً بَعْدَ بَضَّتِهَا،
وَالْعِظَامُ نَحْرَةً بَعْدَ قُوتِهَا، وَالْأَزْوَاجُ مُبْرَهَنَةً بِثِقَلِ أَعْبَانِهَا،
مُوقِفَةً بِغَيْبِ أَنْبَائِهَا، لَا تُشْتَرَاذُ مِنْ صَالِحِ عَمَلِهَا وَلَا تُسْتَعْتَبُ
مِنْ سَيِّئِ زَلِيلِهَا أَوْ لَنْتُمْ أَنْتَاءَ الْقَوْمِ وَالْأَجْبَاءَ وَإِخْوَانَهُمْ
وَالْأَقْرَبَاءَ؟ تَحْتَدُونَ أَمْنِيَّتَهُمْ وَتَرْكَبُونَ قِدَمَتَهُمْ وَتَطْوُونَ
جَنَادَتَهُمْ؟ فَالْقُلُوبُ قَاسِيَةٌ عَنْ حَظِّهَا، لَا هَيْبَةَ عَنْ رُشْدِهَا، سَالِكَةٌ
فِي غَيْرِ مَظْهَرِهَا كَأَنَّ الْغَنِيَّ بِمَوَاهِمَا، وَكَأَنَّ الرُّشْدَ فِي
إِخْرَازِ دُنْيَاهَا.

التعذير من هول الصراط

وَأَعْلَمُوا أَنَّ جَمَازَكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ (صراط) وَمَزَالِي دَخْضِهِ وَأَهَاوِيلِ
زَلِيلِهِ، وَتَارَاتِ أَهْوَالِهِ؛ فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ تُقِيبَهُ ذِي
لُبٍّ شَقَلَ التَّفَكُّرُ قَلْبَهُ، وَأَنْصَبَ الْخَوْفُ بَسَدَتَهُ، وَأَشْهَرَ التَّجَدُّ غِرَازَ
نُؤْيِهِ، وَأَظْلَمَ الرَّجْسَاءُ هَوَاجِرَ يَوْمِهِ، وَظَلَفَ الزُّهْدُ شَهَوَاتِهِ،
وَأُزْجِفَ الذُّخْرُ بِلِسَانِهِ، وَقَدَّمَ الْخَوْفُ لِأَمَانِهِ (إبانہ)، وَتَنَكَّبَ
الْمَتَعَاجِلُ عَنْ وَضْعِ السَّبِيلِ، وَسَلَّكَ أَقْصَدَ الْمَسَالِكِ إِلَى

اور بستر مرگ پر قلع کی بیچینیاں اور سوز و پیش کا رنج دالم اور لعاب دہن کے پھندے ہوں گے اور وہ جنگام ہو گا جب انسان اقربا، اولاد، اعز، احباب سے مدد طلب کرنے کے لئے ادھر ادھر دیکھ رہا ہو گا۔ تو کیا آج تک کبھی اقربا نے موت کو دفع کر دیا ہے یا فریاد کسی کے کام آئی ہے؟ ہرگز نہیں۔ مرنے والے کو تو قبرستان میں گرفتار کر دیا گیا ہے اور تنگی قبر میں تنہا چھوڑ دیا گیا ہے اس عالم میں کہ کپڑے کوڑے اس کی جلد کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور پامالیوں نے اس کے جسم کی تازگی کو بوسیدہ کر دیا ہے۔ آندھیوں نے اس کے آثار کو مٹا دیا ہے اور روزگار کے حادثات نے اس کے نشانات کو محو کر دیا ہے۔ جسم تازگی کے بعد ہلاک ہو گئے ہیں اور ہڈیاں طاقت کے بعد بوسیدہ ہو گئی ہیں۔ روحیں اپنے بوجھ کی گرانی میں گرفتار ہیں اور اب غیب کی خبروں کا یقین آگیا ہے۔ اب ذہنک اعمال میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ بدترین لغزشوں کی معافی طلب کی جاسکتی ہے۔

تو کیا تم لوگ انھیں آباء و اجداد کی اولاد نہیں ہو اور کیا انھیں کے بھائی بندے نہیں ہو کہ پھر انھیں کے نقش قدم پر چلے جاوے ہو اور انھیں کے طریقہ کو اپنائے ہوئے ہو اور انھیں کے راستہ پر گامزن ہو؟۔ حقیقت یہ ہے کہ دل اپنا حصہ حاصل کرنے میں سخت ہو گئے ہیں اور راہ ہدایت سے غافل ہو گئے ہیں، غلط میدانوں میں قدم جمائے ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا خطاب ان کے علاوہ کوئی اور ہے اور شاید ساری عقلندہ دنیا ہی کے جمع کر لینے میں ہے۔

یاد رکھو تمہاری گذر گاہ صراط اور اس کی ہلاکت خیر لغزشیں ہیں۔ تمہیں ان لغزشوں کے ہولناک مراحل اور طرح طرح کے خطرناک منازل سے گذرنا ہے۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ اُس طرح جس طرح وہ صاحب عقل ڈرتا ہے جس کے دل کو فکر آخرت نے مشغول کر لیا ہو اور اس کے بدن کو خوف خدا نے خستہ حال بنا دیا ہو اور شب بیداری نے اس کی کچھ کچھ نیند کو بھی بیداری میں بدل دیا ہو اور امیدوں نے اس کے دل کی تپش کو پیاس میں گزار دیا ہو اور زہد نے اس کے خواہشات کو پیروں تلے روند دیا ہو اور ذکر خدا اس کی زبان پر تیزی سے دوڑ رہا ہو اور اس نے قیامت کے امن و امان کے لئے یہیں خوف کا راستہ اختیار کر لیا ہو اور سیدھی راہ پر چلنے کے لئے ٹیڑھی راہوں سے کترا کر چلا ہو اور مطلوبہ راستہ تک پہنچنے کے لئے معتدل ترین راستہ اختیار کیا ہو،

لے ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان جب دنیا کے تمام مشاغل تمام کر کے بسترِ آگے تو اس خطبہ کی تلاوت کرے اور اس کے مضامین پر غور کرے۔ پھر اگر ممکن ہو تو کرہ کی روشنی گل کر کے دروازہ بند کر کے قبر کا تصور پیدا کرے اور یہ سوچے کہ اگر اس وقت کسی طرح کی سانپ، بچھو حملہ آور ہو جائیں اور کرہ کی آواز باہر نہ جاسکے اور دروازہ کھول کر بھاگنے کا امکان بھی نہ ہو تو انسان کیا کرے گا اور اس مصیبت سے کس طرح نجات حاصل کرے گا۔ شاید یہی تصور اسے قبر کے بارے میں سوچنے اور اس کے ہولناک مناظر سے بچنے کے راستے نکالنے پر آمادہ کر سکے۔ ورنہ دنیا کی رنگینیاں ایک لمحہ کے لئے بھی آخرت کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں دیتی ہیں اور کسی نہ کسی وہم میں مبتلا کر کے نجات کا یقین دلا دیتی ہیں اور پھر انسان اعمال سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔

لم تغفل۔ اسے واپس ذکر رکھ
فامکات۔ بھلنے والی خواہشات
لم تعم علیہ۔ اس پر پوشیدہ نہیں ہوئے
نعمی۔ دوست بخش
عاجل۔ دنیا

باور من وجل۔ خوف عذاب میں
عمل کیا
اکش۔ تیز رفتاری سے عمل کیا
قدم۔ آگے بڑھنا
ججیجا وخصیما۔ جو مخالف پر اپنے
مدعا کو ثابت کرے

نجی۔ جس سے آہستہ بات کی جائے
قریب۔ نفس امارہ جس کے ساتھ ہمیشہ
شیطان رہتا ہے
استدرج۔ دھیرے دھیرے لپیٹ
میں لے لینا
انکرمازین۔ گمراہ کرنے کے بعد ہزاری
شروع کر دی

شفت۔ جمع شفات۔ عفو قلب
وصاق۔ اچھے والا
مجاا۔ جس میں ہر شکل و صورت محو
ہو جائے
یانع۔ ۲۰ سال کے قریب کا جہان
ساور۔ تھیم
متع المار۔ ڈول سے پانی نکالنا
غوب۔ ڈول

النَّهْجِ الْمَطْلُوبِ؛ وَلَمْ تَغْفُلْ فَمَا تِلْكَ الْغُرُورِ،
وَلَمْ تَتَّعَمَّ عَلَىٰ مُشْتَبِهَاتِ الْأُمُورِ، ظَافِرًا بِفَرْحَةِ
الْبُشْرَى، وَرَاحَةِ السُّعْمَى، فِي أَنْتَعَمَ تَسْوِيمِهِ، وَأَمَّنَ
يَسْؤِمِهِ، وَقَسِدَ عَمِيرَ مَغِيرِ الْمَاجِلَةِ حَمِيدًا وَقَدَّمَ
زَادَ (ذات) الْأَجَلَةَ سَعِيدًا وَبَادَرَ مِنْ وَجَلٍ وَأَكْمَشَ
فِي مَهَلٍ، وَرَغِبَ فِي طَلَبٍ وَذَهَبَ عَنْ هَرَبٍ، وَرَاقَبَ
فِي تَسْوِيمِهِ غَدَهُ وَنَظَرَ قُدَمًا أَمَانَةً، فَكَفَى بِالْمَجْنَةِ
تَوَابًا وَتَوَالًا وَكَفَى بِالنَّارِ عِقَابًا وَتَوَالًا وَكَفَى بِاللهِ
مُنْتَقِمًا وَنَصِيرًا وَكَفَى بِالْكِتَابِ حَاجِبًا وَخَصِيمًا

الوصية بالقصور

أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ الَّتِي أَعْدَدَ بِهَا أَنْذَرَ، وَأَخْشَعَ
بِمَا نَهَجَ، وَخَذَرَكُمْ عَدُوًّا تَقَدَّرَ فِي الصُّدُورِ خَفِيًّا،
وَنَفَثَ فِي الْأَذَانِ نَجِيًّا، فَأَضَلَّ وَأَزْدَى وَوَعَدَ قَسِيًّا
وَزَيَّنَ سَيِّئَاتِ (النِّسَاءِ) الْبُزْرَامِ، وَهَوَّنَ مُوَيْقَاتِ الْعِظَامِ،
حَسْبِيَ إِذَا أَشْرَحَ قَسْرِيَّتَهُ، وَأَسْتَعْلَقَ رَهِيَّتَهُ، أَنْكَرَ
مَا زَيَّنَ، وَأَسْتَظَنَّمُ مَا هَوَّنَ، وَخَذَرَ مَا أَمَّنَ.

و منها فی حقیقہ خلوة الانسار

أَمْ هَذَا الَّذِي أُنْشَأَ فِي طُلُمَاتِ الْأَوْحَامِ وَشُغِبَ
الْأَنْسَارِ، نُطْقُهُ دَهَاقًا (دَفَاقًا، ذَمَاقًا) وَعَلَقَهُ حَقَاقًا
وَجَنِينًا وَرَاضِعًا وَوَلِيدًا وَيَافِعًا ثُمَّ مَنَحَهُ قَلْبًا حَافِظًا
وَلِسَانًا لَا فِظًا، وَبَصَرًا لَا فِظًا، لِيَنْفَعَهُ مُعْتَبَرًا وَيُقَصِّرَ
مُرْدَجَرًا حَسْبِيَ إِذَا قَامَ أَعْيَادُكُ وَأَشْتَوَى مَنَالُهُ،
تَقَرَّرَ مُنْشَكِرًا، وَخَسِبَ سَادِرًا، مَا عَاجَا فِي غَرْبِ

① انسان کی صورت حال یہ ہے کہ اس کے سامنے جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔ جنت سے بشر کوئی راحت کی جگہ ہے اور نہ جہنم سے بہتر کوئی مصیبت کی جگہ۔
وہ ایک دور اسے پرکھتا ہے لیکن اس کی شکل یہ ہے کہ کتاب خدا اس کی خلافت بیان دینے کے لئے تیار ہے کہ میں نے سارے احکام واضح طور پر بیان
کر دیے تھے لیکن اس شخص نے میرے کسی حکم پر عمل نہیں کیا اور پروردگار بھی جہاں بہترین مددگار ہے وہیں سخت ترین انتقام لینے والا بھی ہے۔ ایسی
صورت حال میں انسان کس طرح عذاب سے نجات پائے گا اور کس طرح جنت کا استحقاق پیدا کرے گا۔ یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے جس کے بارے میں ہر انسان
کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا پڑے گا۔

نہ غفلت
کی را
دہا
آگے
اور
حجت
را
پیش
باقا
طرف
نہ
دل
لیکن
کے

لے پر
اور
تلا
ہے
ایک
لے ما
انسا

د
ما

مے خوش فریبیوں نے اس میں اضطراب پیدا کیا ہو اور رشتہ اموس نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو۔ بشارت کی مسرت اور نعمتوں کی راحت حاصل کر لی ہو۔ دنیا کی گزرگاہ سے قابل تعریف انداز سے گزر جائے اور آخرت کا زور راہ نیک بختی کے ساتھ آگے بھجے۔ وہاں کے خطرات کے پیش نظر عمل میں سبقت کی اور مہلت کے اوقات میں تیز رفتاری سے قدم بڑھایا۔ طلب آخرت میں رغبت کے ساتھ آگے بڑھا اور برائیوں سے سلسل فرار کرتا رہا۔ آج کے دن کل پر نگاہ رکھی اور ہمیشہ اگلی منزلوں کو دیکھتا رہا۔ یقیناً ثواب اور عطا کیلئے جنت اور عذاب و وبال کے لئے جہنم سے بالاتر کیا ہے اور پھر خدا سے بہتر مدد کرنے والا اور انتقام لینے والا کون ہے اور قرآن کے علاوہ حجت اور سند کیا ہے؟

بندگان خدا! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے ڈرانے والی اشیاء کے ذریعہ عذر کا خاتمہ کر دیا ہے اور راستہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے۔ تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو خاموشی سے دلوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور چپکے سے کان میں پھونک دیتا ہے اور اس طرح گمراہ اور ہلاک کر دیتا ہے اور وعدہ کر کے امیدوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بدترین جرائم کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور مہلک گناہوں کو آسان بنا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اپنے ساتھ نفس کو اپنی پیٹ میں لے لیتا ہے اور اپنے قیدی کو باقاعدہ گرفتار کر لیتا ہے تو جس کو خوبصورت بنایا تھا اسی کو منکر بنا دیتا ہے اور جسے آسان بنایا تھا اسی کو عظیم کھنچے لگتا ہے اور جس کی طرف سے محفوظ بنادیا تھا اسی سے ڈرانے لگتا ہے۔

ذرا اس مخلوق کو دیکھو جسے بنانے والے نے رحم کی تاریکیوں اور متعدد پردوں کے اندریوں بنایا کہ اچھلتا ہوا نطفہ تھا پھر منجمد خون بنا۔ پھر جنین بنا۔ پھر رضاعت کی منزل میں آیا پھر طفلِ نوزید بنا پھر جوان ہو گیا اور اس کے بعد مالک نے اسے محفوظ کرنے والا دل، بولنے والی زبان، دیکھنے والی آنکھ عنایت کر دی تاکہ عبرت کے ساتھ سمجھ سکے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے برائیوں سے باز رہے۔ لیکن جب اس کے اعضاء میں اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد و قامت اپنی منزل تک پہنچ گیا تو غرور و تکبر سے اگر گیا اور اندھے پن کے ساتھ بھٹکنے لگا اور ہوا و ہوس کے ڈول بھر بھر کر کھینچنے لگا۔

لے پروردگار کا کم ہے کہ اس نے قرآن مجید میں بار بار قصہ آدمؑ و ابلیس کو دہرا کر اولاد آدمؑ کو متوجہ کر دیا ہے کہ یہ تمہارے بابا آدمؑ کا دشمن تھا اور اسی نے انھیں جنت کی خوشگوار نعمتوں سے نکالا تھا اور پھر جب سے بارگاہِ الہی سے نکالا گیا ہے سلسل اولاد آدمؑ سے انتقام لینے پر تگتا ہوا ہے اور ایک لمحہ فرصت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا ہنر یہ ہے کہ گناہوں کے وقت گناہوں کو معمولی اور مزین بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد جب انسان ان کا ارتکاب کر لیتا ہے تو اس کے ذہنی کرب کو برطرف کرنے کے لئے گناہ کی اہمیت و عظمت کا احساس دلاتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے اسے جین سے نہیں بیٹھنے دیتا ہے۔

لے مالک کائنات کے کروڑوں احسانات میں سے یہ تین احسانات ایسے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوتے تو انسان کا وجود جانوروں سے بدتر ہو کر رہ جاتا اور انسان کی قیمت پر اشراف مخلوقات کہے جانے کے قابل نہ ہوتا۔

مالک نے پہلا کم یہ کیا کہ دنیا کے حالات سے باخبر بنانے کے لئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے بعد اپنے جذبات و خیالات کے اظہار کیلئے زبان دے دی اور پھر معلومات سے کسی وقت بھی فائدہ اٹھانے کے لئے حافظہ دے دیا ورنہ یہ حافظہ نہ ہوتا تو بار بار اشیاء کا سامنے آنا ناممکن ہوتا اور انسان صاحب علم ہونے کے بعد بھی جاہل و نادان رہتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

هَوَاهُ كَسَادِحاً سَفِيحاً لِدُنْيَاهُ فِي لَسَدَاتِ طَرِيهِ
 وَ بَدَوَاتِ أَرْبَابِهِ ثُمَّ لَا يَخْتَلِبُ رَزِيئَةً
 وَلَا يَخْلَعُ تَقِيَّةً قَبْلَ فِتْنَاتِ فِي فِتْنَتِهِ غَرِيراً
 وَعَاشٍ فِي مَقْفُوتِهِ يَسِيراً (السَّيْرُ) لَمْ يُبْدِ
 عَرَضاً (عَرَضاً) وَلَمْ يَفْضِ مُفَرَّضاً دَهْرَةً
 فَجَعَلَتْ أَلْبَنِيَّةَ فِي غُيْبِ (غُيْبِ) جَمَاحِهِ
 وَ سَبَنَ مَرَجَاهُ فَظَلَّ سَادراً وَ بَاتَ سَاهراً
 فِي غَمَرَاتِ الْأَلَامِ وَ طَوَارِقِ الْأَوْجَاعِ
 وَالْأَشْقَامِ بَيْنَ أَخٍ شَفِيقٍ وَ وَالِدٍ شَفِيقٍ
 وَ دَاعِيَةٍ بِسَالُوَيْلِ جَزَعاً وَ لَادِيَةٍ بِسَلْطَنٍ قَلْعاً
 وَ أَلْبَرُءٍ فِي سَكْرَةِ مُلْهِنَةٍ وَ غَمْرَةٍ كَارِئَةٍ
 وَ أُنْبِيَةٍ مُوَجِّعَةٍ وَ جَذْبَةٍ مُكْرِئَةٍ وَ سَوْقَةٍ مُشْعِبَةٍ
 ثُمَّ أَدْرَجَ فِي أُنْفُسَانِهِ مُنْبِلًا (مُنْبِلًا) وَ جَذَبَ مُنْقَاداً
 سَلْبًا ثُمَّ أَلْبَسَ عَلَى الْأَغْوَادِ رَجِيحَ وَصَبٍ وَ بَسَطَ
 سَقَمَ تَحْتَهُ خَطْمُهُ خَسْفَةُ الْوَلْدَانِ وَ حَشْدَةُ الْأَخْوَانِ
 إِلَى دَارِ غُرْبَتِهِ وَ مُنْقَطِعِ زَوْرَتِهِ وَ مُفْرَدِ
 وَ حَشْبَتِهِ حَتَّى إِذَا أَنْصَرَفَ الْقَتْلُ وَ رَجَعَ
 الْقَتْلُ تَفَجُّعاً (مَنْفَعاً) أُنْفُسُهُ فِي حُفْرِ تَجَنُّبِهَا لِبَهْتِ
 الشُّوَالِ وَ غَمْرَةِ الْإِنْسَانِ وَ أَغْظَمَ مَا هُنَاكَ
 بُسْلِيَّةَ نُزُولِ الْمَسِيحِ وَ تَضْلِيَّةَ الْجَحِيمِ وَ قَوَزَاتِ
 السَّعِيرِ وَ سَوَزَاتِ الرَّفِيرِ (السَّعِيرِ) لَأَقْرَبُ مُرِيحَةٍ
 وَ لَا دَعَاةَ مُزِيحَةٍ وَ لَا قُوَّةَ حَاجِزَةٍ وَ لَا مَوْتَةَ نَاجِزَةٍ
 وَ لَا سِنَّةَ مُتَمَلِّئَةٍ بَيْنَ أَطْوَارِ الْمَوْتَاتِ
 وَ غَسْبَابِ السَّاعَاتِ! إِنَّا بِمَا اللَّهُ عَالِمُونَ

کا دح - بے پناہ کوشش کرنے والا
 بدوات - جو غوب شے سامنے آجائے
 رزیت - مصیبت
 تقیہ - خوف خدا
 غریب - غریب - غریب خوردہ
 ہفوات - بیوہ باتیں
 لم یفقد - لم یستفد - کوئی فائدہ حاصل
 نہیں کیا
 دہرہ - ڈھانچا
 غمرہ - بچی کھچی سرکشی
 سنن - راستہ - طریقہ
 سادر - تہنیر
 لادیمہ - سینہ کوٹنے والی
 غمرہ - شدت
 اکت - درد کی چیخ
 جذیہ مکربہ - وقت احتضار نس
 کا کھینچاؤ
 سوتہ - نزع روح میں سرعت
 ایس - ایس ہو گیا
 سلس - آسان
 رنج - مسلسل سفر سے دربانہ
 نضو - لاغر
 حقدہ - مددگار (اولاد)
 حشدہ - مدد میں تیزی کرنے والے
 بہتہ سوال - وقت سوال کی بخودی
 عشرہ - لغزش
 حیم - کھوتا پانی
 تصلیہ - جلانا (داخلہ جہنم)
 سدرہ - شدت
 زفر - شعلہ کی آواز
 فترہ - لمحہ سکون
 دمرہ - راحت
 ناجزہ - ماضی
 سنہ - ادگھ
 اطوار الموتات - قسم قسم کی موت

طرب کی لذتوں اور خواہشات کی تمناؤں میں دنیا کے لئے اٹھک کوشش کرنے لگا۔ نہ کسی مصیبت کا خیال رہ گیا اور نہ کسی خوف و خطر کا اثر رہ گیا۔ فتنوں کے درمیان فریب خوردہ مر گیا اور مختصر سی زندگی کو یہودیگیوں میں گزار گیا۔ نہ کسی اجر کا انتظام کیا اور نہ کسی فریضہ کو ادا کیا۔ اسی باقیماندہ سرکش لہ کے عالم میں مرگ بار مصیبتیں اس پر ٹوٹ پڑیں اور وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ اب راتیں جاگنے میں گزر رہی تھیں کہ شدید قسم کے آلام تھے اور طرح طرح کے امراض و اسقام۔ جب کہ حقیقی بھائی اور مہربان باپ اور فریاد کرنے والی ماں اور اضطراب سے سینہ کو بی کر رہنے والی بہن بھی موجود تھی لیکن انسان سکرات موت کی مدہوشیوں۔ شدید قسم کی بدحواسیوں۔ دردناک قسم کی فریادوں اور کرب انگیز قسم کی نزع کی کیفیتوں اور تھکا دینے والی شدتوں میں مبتلا تھا۔

اس کے بعد اسے مایوسی کے عالم میں کفن میں لپیٹ دیا گیا اور وہ نہایت درجہ آسانی اور خود سپردگی کے ساتھ کھینچا جانے لگا اس کے بعد اسے تختہ پر لٹا دیا گیا اس عالم میں کہ خستہ حال اور بیمار یوں سے نہ ڈھال ہو چکا تھا۔ اولاد اور برادری کے لوگ اسے اٹھا کر اس گھر کی طرف لے جا رہے تھے جو غربت کا گھر تھا اور جہاں ملاقاتوں کا سلسلہ بند تھا اور تنہائی کی وحشت کا دور دورہ تھا یہاں تک کہ جب مشایعت کرنے والے واپس آگئے اور گریہ و زاری کرنے والے پلٹ گئے تو اسے قبر میں دوبارہ اٹھا کر بٹھا دیا گیا۔ سوال و جواب کی وحشت اور امتحان کی لغزشوں کا سامنا کرنے کے لئے۔ اور وہاں کی سب سے بڑی مصیبت تو کھولتے ہوئے پانی کا نزول اور جہنم کا ورود ہے جہاں آگ بھڑک رہی ہوگی اور شعلے بلند ہو رہے ہوں گے۔ نہ کوئی راحت کا وقفہ ہوگا اور نہ سکون کا لمحہ نہ کوئی طاقت عذاب کو روکنے والی ہوگی اور نہ کوئی موت سکون بخش ہوگی۔ حدیث سے کہ کوئی تسلی بخش نیند بھی نہ ہوگی۔ طرح طرح کی موتیں ہوں گی اور دہم کا عذاب۔ بیشک ہم اس منزل پر پروردگار کی پناہ کے طلبگار ہیں۔

لے ہلے رہے انسان کی بیکسی۔ ابھی غفلت کا سلسلہ تمام نہ ہوا تھا اور لذت اندوزی حیات کا قسطل قائم تھا کہ اچانک حضرت ملک الموت نازل ہو گئے اور ایک لمحہ کی مہلت دے بغیر لجلانے کے لئے تیار ہو گئے۔ انسان صرا بیا بان اور ویرانہ دشت و جبل میں نہیں ہے گھر کے اندر ہے۔ ادھر اولاد ادھر احباب۔ ادھر مہربان باپ ادھر سر و سینہ پیٹنے والی ماں۔ ادھر حقیقی بھائی ادھر قربان ہونے والی بہن۔ لیکن کوئی کرب موت کے لمحہ میں تخفیف بھی نہیں کر سکتا ہے اور نہ مرنے والے کے کسی کام آ سکتا ہے بلکہ اس سے زیادہ کربناک یہ منظر ہے کہ اس کے بعد اپنے ہی ہاتھوں سے کفن میں لپیٹا جا رہا ہے اور سانس لینے کے لئے بھی کوئی راستہ نہیں چھوڑا جا رہا ہے اور پھر نہایت درجہ ادب و احترام سے قبر کے اندھیرے میں ڈال کر چاروں طرف سے بند کر دیا جاتا ہے کہ کوئی سوراخ بھی نہ رہنے پائے اور ہوا یا روشنی کا گذر بھی نہ ہونے پائے۔

کسی کے منہ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت
کہ خاک ان پر نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے
اور اتنا ہی نہیں بلکہ حضرات خود بھی خاک ڈالنے ہی کو محبت کی علامت اور دوستی کے حق کی ادائیگی تصور کر رہے ہیں:
ٹھیکوں میں خاک لے کر دوست آئے وقت دفن
زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے
- انا لله وانا اليه راجعون -

مورطہ - ملک

مناص - چھکارا

محار - دنیا میں واپس

تقدیر - مقدار قامت

متغیراً - خاک آلود

خفاق - تلخ کا چھندہ

اجہال - ڈھیلا ہونا

فیئہ - وقت

باحہ - صحن

انعت - ابتداء

حوبہ - حاجت

انفصاح - وسعت

ضنک - شدت

روع - خوف

زہوق - انجھال

غالب منتظر - موت

تابغہ - وہ عورت جو بہ کاری میں شہرت

رکعتی ہو

دعاہ - مزاج

تلعاہ - کھیل کود میں لگا رہنے

والا

معافسہ - ہنسی مذاق کرنا

احکاف - اصراء

ال - قرابت

عروص کی ماں جاہلیت میں

عِبَادَ اللَّهِ، أَيُّنَ الَّذِينَ عُمِّرُوا فَسَمِعُوا، وَعُذِّلُوا فَفَهَّمُوا،
وَأُتْلِظُوا فَفَلَّهُوا، وَسَلَّمُوا فَسَمِعُوا، أُنْهَلُوا طَوِيلًا وَمُنْهَلُوا
جَمِيلًا وَحُذِرُوا أَلِيمًا، وَوَعِدُوا جَمِيلًا (جمیل) أَخَذَرُوا الذُّنُوبَ
الْمُورِطَةَ وَالْمُتَوَبَّاتِ الْمَخِطَةَ.

أُولَى الْأَبْصَارِ وَالْأَتَمِّ سَاعِ، وَالْعَافِيَةِ وَالْمَتَاعِ، هَلْ مِنْ
مَنَاصٍ أَوْ خَلَّاصٍ، أَوْ مَعَادٍ أَوْ مَلَادٍ، أَوْ فِرَارٍ أَوْ مَحَارٍ
أَمْ لَا؟ فَأَيُّ تُسَوِّفُونَ لَهُ أَمْ أَيْنَ تُسَمِّرُونَ؟ أَمْ بِمَادَا
تُسَمِّرُونَ؟ وَإِنَّمَا حَظُّ أَحَدِكُمْ مِنَ الْأَرْضِ، ذَاتِ الطُّولِ
وَالْمَرْضِ، قَيْدٌ قَدِيدٌ، مُتَغَفَّرٌ عَلَى خَدِّهِ الْآنَ عِبَادَ اللَّهِ
وَالْحَبِشَاتُ مُنْهَلٌ، وَالزُّرُوعُ مُزْرَعٌ، فِي قَيْتِ الْأَرْضِ شَادٍ،
وَرَاخِةِ الْأَجْنَاسِ، وَبَسَاطَةِ الْأَخْشَادِ، وَمَهْلِ الْبَقِيَّةِ،
وَأُسْفِ الْمَيِّتِ، وَإِنْ ظَارَ النَّوِيَّةُ وَالنَّفْسَاحُ الْمَوْتِ،
فَبَلِّ الطَّنْكَ وَالْمَضِيقِ، وَالزُّرُوعِ وَالزُّهْرِ، وَقَبْلَ قُدُومِ
الْغَائِبِ الْمُنْتَظَرِ، وَإِخْذَةَ الْعَزِيزِ الْمُقْتَدِرِ.

قال الشريف: وفي الخبر: أنه لما خطب بهذه الخطبة اقتشعت لها الجلود، وبكت
العيون، ورجفت القلوب. ومن الناس من يسمي هذه الخطبة: «النراء».

۸۴

و من خطبة له (علیہ السلام)

في ذكر عمرو بن العاص

عَجَبًا لِابْنِ الثَّائِبَةِ! يَزْعُمُ لِأَهْلِ الشَّامِ أَنْ فِي دُعَائِهِ، وَأَنِّي
أَمَرْتُ بِتَلْعَابَةٍ: أَعَافِسُ وَأَسَارِسُ الْقَدْ قَالَ بِاطِلَالٍ، وَنَطَقَ أَمَّا.
أَمَّا - وَشَرُّ الْقَوْلِ الْكَذِبُ - إِنَّهُ لَيَقُولُ فَيَكْذِبُ، وَيَعِدُ فَيُخْلِفُ
وَيُنَالُ فَيُخَلُّ، وَيَسْأَلُ فَيُلْجِفُ، وَيَعُونَ الْقَهْدَ، وَيَنْقَطِعُ الْأَلُّ؛
فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْمَرْبِ فَأَيُّ رَاجِعٍ وَآمِرٍ هُوَ! مَا لَمْ تَأْخُذْ

کافی شہرت رکھتی تھی اس لئے اسے ابن النابغہ کہا گیا ہے اور اس کا کردار بھی اس کے نسب کی بہترین دلیل تھا کہ اتنا بڑا جھوٹ کوئی صحیح نسب والا نہیں
بول سکتا ہے۔

مصادر: عیون الاخبار ۳ ص ۱۱۱، القدر الفرید ۲ ص ۲۵۵، الامتاع والموانسہ توحید ۳ ص ۱۵۳، المحاسن والمساوی ص ۵۵، انساب الاشراف ۲

۱۴۵، المالی طوسی ۱ ص ۱۳۱، نایہ ابن اثیر ص ۱۱ ص ۵۹ ص ۵۹

بندگانِ خدا! کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں عمریں دی گئیں تو خوب مزے اڑائے اور بتایا گیا تو سب سمجھ گئے، لیکن مہلت دی گئی تو غفلت میں پڑ گئے۔ صحت و سلامتی دی گئی تو اس نعمت کو بھول گئے۔ انہیں کافی طویل مہلت دی گئی اور کافی اچھی نعمتیں دی گئیں اور انہیں دردناک عذاب سے ڈرایا بھی گیا اور بہترین نعمتوں کا وعدہ بھی کیا گیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اب تم لوگ مہلک گناہوں سے پرہیز کرو اور خدا کو ناراض کرنے والے عیوب سے دور رہو۔ تم صاحبانِ سماعت و بصرات اور اہل عافیت و ثروت ہو بناؤ کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھکارہ کی کوئی گنجائش ہے۔ کوئی ٹھکانہ یا پناہ گاہ ہے۔ کوئی جائے فرار یا دنیا میں واپسی کی کوئی صورت ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کدھر بچکے جارہے ہو اور کہاں تم کو لے جایا جا رہا ہے یا کس دھوکہ میں پڑے ہو۔؟

یاد رکھو اس طویل و عریض زمین میں تمہاری قسمت صرف بقدر قاتم جگہ ہے جہاں رخساروں کو خاک پر رہنا ہے۔
بندگانِ خدا! ابھی موقع ہے۔ رسی ڈھیلی ہے۔ روح آزاد ہے۔ تم ہدایت کی منزل اور جسمانی راحت کی جگہ پر ہو۔ مجلسوں کے اجتماع میں ہو اور بقیہ زندگی کی مہلت سلامت ہے اور راستہ اختیار کرنے کی آزادی ہے اور توبہ کی مہلت ہے اور جگہ کی وسعت ہے قبل اس کے کہ تنگی آمد۔ ضیق مکان۔ خوف اور جانکنی کا شکار ہو جاؤ اور قبل اس کے کہ وہ موت آجائے جس کا انتظام سو رہا ہے اور وہ پروردگار اپنی گرفت میں لے لے جو صاحبِ عزت و غلبہ اور صاحبِ طاقت و قدرت ہے۔

سید رضیؒ: کہا جاتا ہے کہ جب حضرتؑ نے اس خطبہ کو ارشاد فرمایا تو لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل لرزنے لگے۔ بعض لوگ اس خطبہ کو ”خطبہ غرار“ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۸۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں عمرو عاص کا ذکر کیا گیا ہے)

عجب ہے نابغہ کے بیٹے سے۔ کہ یہ اہل شام سے بیان کرتا ہے کہ میرے مزاج میں مزاج پایا جاتا ہے اور میں کوئی کھیل تماشہ والا انسان ہوں اور ہنسی مذاق میں لگا رہتا ہوں۔ یقیناً اس نے یہ بات غلط کہی ہے اور اس کی بنا پر گنہگار بھی ہو رہا ہے۔
آگاہ ہو جاؤ کہ بدترین کلام غلط بیانی ہے اور یہ جب بولتا ہے تو جھوٹ ہی بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی ہی کرتا ہے اور جب اس سے کچھ مانگا جاتا ہے تو جھٹکتا ہی کرتا ہے اور جب خود مانگتا ہے تو چمٹ جاتا ہے۔ عہد و پیمان میں خیانت کرتا ہے۔ قراتوں میں قطع رحم کرتا ہے۔ جنگ کے وقت دیکھو تو کیا کیا امر و نہی کرتا ہے جب تک تلواریں اپنی منزل پر زور نہ پکڑ لیں۔

السُّيُوفُ تَأْخُذَهَا، قَبَادَا كَانَ ذَلِكَ كَانَ أَكْبَرَ تَكِيدِيهِ أَنْ يَنْتَحِ الْقِرْمَ (قوم) سُبَّةُ
أَمَّا وَاللَّهِ إِنِّي لَسَيِّئُتُنِي مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ، وَإِنَّهُ لَسَيِّئُتُهُ مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ
يَنْشِئَانِ الْآخِرَةَ، إِنَّهُ لَمْ يُبَايَعْ مُعَاوِيَةَ حَتَّى شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ أَيْتُهُ، وَيَرْضَخَ
لَهُ عَلَى تَرْكِ الدِّينِ رَضِيخَةً.

۸۵

و من خطبه له ﴿۱۳۱﴾

وفیها صفات ثمان من صفات الجلال

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ: الْأَوَّلُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ،
وَالْآخِرُ لَا غَايَةَ لَهُ، لَا تَفْغُ الْأَوْهَامُ لَهُ عَلَى صِفَةٍ، وَلَا تُغْفَدُ الْقُلُوبُ
مِنْهُ عَلَى كَيْفِيَّةٍ، وَلَا تَنَالُهُ الثَّجَرَةُ وَالتَّجْبِيعُ، وَلَا تُحِيطُ بِهِ
الْأَبْصَارُ وَالْقُلُوبُ.

ومنها: فَأَتَّبِعُوا عِبَادَ اللَّهِ بِالْعَبَرِ التَّوَافِيعِ، وَأَعْتَبِرُوا بِالْآيِ السَّوَاطِعِ،
وَأَزِدْجِرُوا بِالنَّذْرِ السَّوَالِغِ، وَأَنْتَفِعُوا بِالدُّكْرِ وَالْمَوَاعِظِ، فَكَأَنَّ قَدْ
عَلِقْتُمْ تَحَالِبَ الْبَيْنَةِ، وَأَنْتَقَطَتْ مِنْكُمْ عَلَاقَةُ الْإِنْسَانِيَّةِ،
وَذَهَبَتْكُمْ مُفْطَعَاتُ الْأُمُورِ، وَالسِّيَاقَةُ إِلَى الْوُزْدِ الْوُزُودِ،
فَ«كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ»: سَائِقٌ يُبْهِقُهَا إِلَى تَحْشَرِهَا،
وَشَهِيدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا.

و منها فی صفة الجنة

دَرَجَاتٌ مُتَفَاعِلَاتٌ، وَمَنَازِلُ مُتَعَاوِنَاتٌ، لَا يَنْتَقِطُ نَعِيمُهَا،
وَلَا يَسْطَرُّ مُقِيمُهَا، وَلَا يَهْرَمُ خَالِدُهَا، وَلَا يَبْأَسُ (يَبْأَسُ) سَاكِنُهَا.

۸۶

و من خطبه له ﴿۱۳۲﴾

وفیها بیان صفات الحق جل جلاله، ثم عظة الناس بالتقوى والمشيورة

قَدْ عَلِمَ السَّرَائِرَ، وَخَبَرَ السَّمَائِرَ، لَهُ الْإِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ، وَالْقَلْبَةُ

رَبِّهِ - عقبی شریک

آیتہ - عطیہ

رضیخہ - مال قلیل

الآئی - جمع آید - دلیل

سواطع - روشن اور واضح

برالغ - مکمل طور پر واضح

نذر - ڈرانے والی چیزیں

مفطعات - دہشتناک

ورد - چشمہ (موت)

بئس - محتاج ہو گیا

① اے ابنِ عاصم کی بے حیائی کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے مولائے کائنات کی تلوار کی زد سے بچنے کے لئے اپنے کو برہنہ کر دیا تھا اور جب آپ نے منہ پھیر لیا تو فوراً فرار کر گیا۔ بالکل وہی انداز جو میدانِ علم میں ظلم بن ابی ظلم نے اختیار کیا تھا اور جس کی نقل عمر فاروق کے بعد بسریہ ابی ارقطہ نے کی اور اس طرح تمام دشمنان علی اپنی حقیقت کو بے نقاب کرتے رہے اور مورخین اسلام کی طرف سے عظیم ترین القاب اور خلفاء اسلام کے دربار سے بہترین انعامات وصول کرتے رہے اور شرافتِ انسانی ان حالات پر آٹھ اٹھ آنسو روتی رہی۔

بریں عقل و دانش بیاہر گریست

مصادر خطبہ ۸۵ حلیۃ الاولیاء ص ۱۳۵، عیون الکم والمواظع ابن شاکر اللیثی، تذکرہ الخواص ص ۱۳۱، مطالب السؤل ابن طلوش قس ۱۳۱، مصادر خطبہ ۸۶ الاخبار الطوال ص ۱۳۵، تحت العقول ص ۱۰۱، حاسن برقی ص ۲۳۳-۲۳۴، المجالس مفیدہ ص ۱۲۰، مشکوٰۃ الانوار طبرسی ص ۱۵۶، غرر الحکم آمدی - کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۱۳۱، من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۳۲

ورنہ جب ایسا ہو جاتا ہے تو اس کا سب سے بڑا حربہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے سامنے اپنی پشت کو پیش کر دے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے کھیل کود سے یاد موت نے روک رکھا ہے اور اسے موت حق سے نسیان آخرت نے روک رکھا ہے۔ اس نے معاویہ کی بھی اس وقت تک نہیں کی جب تک اس سے یہ طے نہیں کر لیا کہ اسے کوئی ہدیہ دے گا اور اس کے سامنے ترک دین پر کوئی تحفہ پیش کرے گا۔

۸۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار کے آٹھ صفات کا ذکر کیا گیا ہے)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ ایسا اول ہے جس سے پہلے کوئی نہیں ہے اور ایسا آخر ہے جس کی کوئی حد معین نہیں ہے۔ خیالات اس کی کسی صفت کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں اور دل اس کی کوئی کیفیت طے نہیں کر سکتا ہے۔ اس کی ذات کے نہ اجزاء ہیں اور نہ ٹکڑے اور نہ وہ دل و نگاہ کے احاطہ کے اندر آ سکتا ہے۔

بندگانِ خدا! مفید عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو اور واضح نشانیوں سے عبرت کو۔ بلیغ ڈولنے والی چیزوں سے اثر قبول کرو اور ذکر و موعظت سے فائدہ حاصل کرو۔ یہ سمجھو کہ گویا موت اپنے بچے تمہارے اندر گاڑ چکی ہے اور امیدوں کے رشتے تم سے منقطع ہو چکے ہیں اور دہشت ناک حالات نے تم پر حملہ کر دیا ہے اور آخری منزل کی طرف لے جانے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ یاد رکھو کہ ”ہر نفس کے ساتھ ایک ہنگامے والا ہے اور ایک گواہ رہتا ہے“ ہنگامے والا قیامت کی طرف کھینچ کر لے جا رہا ہے اور گواہی دینے والا اعمال کی نگرانی کر رہا ہے۔

صفاتِ جنت

اس کے درجات مختلف اور اس کی منزلیں پست و بلند ہیں لیکن اس کی نعمتیں ختم ہونے والی نہیں ہیں اور اس کے باشندوں کو کہیں اور کوچ کرنا نہیں ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنے والا بھی بوڑھا نہیں ہوتا ہے اور اس کے رہنے والوں کو فقر و فاقہ سے سابقہ نہیں پڑتا ہے۔

✓ ۸۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں صفاتِ خالق ”جل جلالہ“ کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر لوگوں کو تقویٰ کی نصیحت کی گئی ہے)

بیشک وہ پوشیدہ اسرار کا عالم اور دلوں کے رازوں سے باخبر ہے۔ اسے ہر شے پر احاطہ حاصل ہے اور وہ ہر شے پر غالب ہے۔

لے بعض اوقات یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب جنت میں ہر نعمت کا انتظام ہے اور وہاں کی کوئی خواہش مسترد نہیں ہو سکتی ہے تو ان درجات کا فائدہ ہی کیا ہے۔ پست منزل والا جیسے ہی بلند منزل کی خواہش کرے گا وہاں پہنچ جائے گا اور یہ سب درجات بیکار ہو کر رہ جائیں گے۔ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ جنت ان لوگوں کا مقام نہیں ہے جو اپنی منزل نہ پہچانتے ہوں اور اپنی اوقات سے بلند تر جگہ کی ہوس رکھتے ہوں۔ ہوس کا مقام جہنم ہے جنت نہیں ہے۔ جنت والے اپنے مقامات کو پہچانتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بلند مقامات والوں کے خادم اور نوکر ہیں تو خدمت کے سہارے دیگر نوکروں کی طرح بلند منازل تک پہنچ جائیں جس کی طرف امامؑ نے اشارہ فرمایا ہے کہ ”ہمارے شیخ ہمارے ساتھ جنت میں ہمارے درجہ میں ہوں گے“۔

يَكُلُّ شَيْءًا، وَالْقُوَّةُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ.

عظمت النام

فَلْيُعْمَلِ الْعَامِلُ مِنْكُمْ فِي أَيَّامٍ مَهْلَةٍ، قَبْلَ إِذْ هَاقَ أَجَلُهُ، وَ فِي فَرَاغِهِ قَبْلَ أَوَانِ سُفْلِهِ، وَ فِي مُتَنَفِّسِهِ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ بِكَطْبِهِ، وَلِيَهْدِيَ لِنَفْسِهِ وَقْدِيهِ، وَلِيَتَرَوَّذَ مِنْ دَارِ ظَنَبِهِ لِدَارِ إِقَامَتِهِ. قَالَ اللَّهُ أَيُّهَا النَّاسُ، فِيمَا اسْتَحْفَظْتُكُمْ (احفظكم) مِنْ كِتَابِهِ، وَاسْتَوَدَّكُمْ مِنْ حُفْوِيهِ، فَإِنَّ اللَّهَ شَبَّاعُهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدىً، وَلَمْ يَذْغِكُمْ فِي جَهَنَّمَ وَلَا عَمَى قَدْ سَمَى أَنْزَارَكُمْ، وَ عَلِمَ أَعْمَالَكُمْ، وَ كَتَبَ أَجَالَكُمْ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ «الْكِتَابَ تَبَيَّنًا لِكُلِّ شَيْءٍ» وَ عَمَّرَ فِيكُمْ نَبِيَّ أَرْسَلْنَا، حَتَّى أَكْمَلَ لَهُ وَ لَكُمْ- فِيمَا أَنْزَلَ مِنْ كِتَابِهِ- دِينَهُ الَّذِي رَضِيَ لِنَفْسِهِ، وَأَتَمَّنَى إِلَيْكُمْ- عَلَى لِسَانِهِ- مَخَابَهُ مِنْ الْأَعْمَالِ وَ مَكَارِهِهِ وَ نَوَاصِيهِ وَ أَوَامِرِهِ، وَ أَلَقَى إِلَيْكُمْ الْمَغْذِرَةَ، وَ اتَّخَذَ عَلَيْكُمْ الْحُجَّةَ وَ قَدَّمَ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ، وَأَنْذَرَكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ. فَاسْتَذِرُوا بَيِّنَةَ آيَاتِكُمْ، وَ احْذَرُوا لَهَا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّهَا قَلِيلٌ فِي كَثِيرِ الْأَيَّامِ الَّتِي تَكُونُ مِنْكُمْ فِيهَا الْفَقْلَةُ، وَ التَّشَاغُلُ عَنِ الْمَوْعِظَةِ، وَ لَا تُرَخَّصُوا لِنَفْسِكُمْ، فَتَذْهَبَ بِكُمْ الرُّخْصُ مَذَاهِبَ الظُّلْمَةِ، وَ لَا تُدَاهِنُوا فَتَهْجُمَ بِكُمْ الْأَذْهَانُ عَلَى الْمَغْصِيَةِ. عِبَادَ اللَّهِ، إِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ لِنَفْسِهِ أَطْوَعُهُمْ لِرَبِّهِ، وَإِنْ أَعْشَاهُمْ لِنَفْسِهِ أَعْصَاهُمْ لِرَبِّهِ، وَ أَتَقْبَلُونَ مِنْ غَبَنِ نَفْسِهِ، وَ الْقَبُولُ مِنْ سَلِيمٍ لَهُ دِينُهُ، «وَالشَّعِيدُ مَنْ وَعِظَ بِغَيْرِهِ». وَ الشَّقِيُّ مَنْ اتَّخَذَ لِهَوَاةٍ وَ غُرُورٍ، وَ أَعْلَمُوا أَنَّ «يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ»، وَ بَحَالَةَ أَهْلِ الْهَوَى مَسْئَلَةُ الْإِيْتَانِ، وَ مَخْطَرَةُ الشَّيْطَانِ. جَاءُوا بِالْكَذِبِ فَإِنَّهُ مُجَانِبٌ لِلْإِيْتَانِ. الصَّادِقُ عَلَى شَفَا مَنَاجَاةٍ وَ كَرَامَةٍ، وَ الْكَاذِبُ عَلَى شَرَفِ مَهْوَاةٍ وَ مَهَانَةٍ. وَ لَا تُعَاسِدُوا، فَإِنَّ الْمُسَدَّ يَأْكُلُ الْإِيْتَانَ «كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ»، «وَلَا تَبَاغِضُوا فَمَا بَيْنَا الْحَالِقَةُ»، وَ أَعْلَمُوا أَنَّ الْأَمَلَ يُسْنِي الْعَقْلَ، وَ يُنْشِي الذِّكْرَ. فَأَكْثِرُوا الْأَمَلَ فَإِنَّهُ غُرُورٌ، وَ صَاحِبُهُ مَغْرُورٌ.

ارباق اجل - موت کا تلافی کی راہی
حاکم ہونا

کظم - حلق

سستی آثار رکھ - تھارے اعمال بیان

کردیے ہیں

عمریت - ایک مدت تک باقی رکھنے

محبت - نیک اعمال

ظلمہ - ظالم کی جمع ہے

مداہنہ - باطن کے خلات کا مظاہرہ

مقبول - فریب خوردہ

مقبوط - جس پر شک کیا جائے

ریاء - دوسروں کو دکھانے کے لئے

عمل انجام دینا

مناسۃ - محل نسیان

محضۃ - محل حضور

حالقہ - محو کردینے والا

① غیر خدا کے لئے عمل انجام دینا

خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دینے کے مزارع

ہے اور اسی کا نام شرک ہے - کاش

دنیا داری کے لئے دین کا کام کرنے والے

اور دولت یا شہرت کے لئے مذہبی امور

کے انجام دینے والے اس نکتہ کی طرف

متوجہ ہوتے روایات میں وارد ہوا ہے

کہ دوزقیامت ریاکار کو اس کے حوالہ

کر دیا جائے گا جسے دکھلانے کے لئے

عمل انجام دیا تھا۔

② علماء دین کہ خدا یا ان کو جلا کر بنا کر دیتا ہے اور محبت علی کا دوسرا نام ایمان ہے لہذا احمد کا جذبہ محبت اہلبیت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر کسی شخص میں

حسد پایا جاتا ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے دل میں محبت اہلبیت کا گز نہیں ہے ورنہ محبت ہرگز حسد کو اپنے علاقہ میں داخل نہ ہونے دیتی اور محبت اہلبیت

کس سے حد کرے گا اس سے بڑی دولت اور کس کے پاس ہے۔ کیا کائنات میں محبت آل محمد سے بالا چیز بھی کوئی عزت اور دولت پائی جاتی ہے کہ محبت

اہلبیت اسے دیکھ کر حسد کا شکار ہو جائے۔ استغفر اللہ!

موعظہ

تم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ ہمت کے دلوں میں عمل کرے قبل اس کے کہ موت حاصل ہو جائے اور فرصت کے دلوں میں کام کرے۔
اس کے کہ مشغول ہو جائے۔ ابھی جب کہ سانس لینے کا موقع ہے قبل اس کے کہ گلا گھونٹ دیا جائے۔ اپنے نفس اور اپنی منزل کے لئے
امان ہٹا کر لے اور اس کوچ کے گھر سے اُس قیام کے گھر کے لئے زاد راہ فراہم کر لے۔

لوگو! اللہ کو یاد رکھو اور اس سے ڈرتے رہو اس کتاب کے بارے میں جس کا تم کو محافظ بنایا گیا ہے اور ان حقوق کے بارے میں جن کا تم
المتواذرا قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے تم کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور نہ ہمل چھوڑ دیا ہے اور نہ کسی چال اور تاریکی میں رکھ لیا ہے تمہارے
لئے انکار کو بیان کر دیا ہے۔ اعمال کو بتا دیا ہے اور مدت حیات کو لکھ دیا ہے۔ وہ کتاب نازل کر دی ہے جس میں ہر شے کا بیان پایا جاتا ہے
اور ایک مدت تک اپنے پیغمبر کو تمہارے درمیان رکھ چکا ہے۔ یہاں تک کہ تمہارے لئے اپنے اس دین کو کامل کر دیا ہے جسے اس نے پسندیدہ
کر دیا ہے اور تمہارے لئے پیغمبر کی زبان سے ان تمام اعمال کو پہنچا دیا ہے جن کو وہ دوست رکھتا ہے یا جن سے نفرت کرتا ہے۔ اپنے
مرد و نواہی کو بتا دیا ہے اور دلائل تمہارے سامنے رکھ دئے ہیں اور حجت تمام کر دی ہے اور ڈرانے دھمکانے کا انتظام کر دیا ہے
اور عذاب کے آنے سے پہلے ہی ہوشیار کر دیا ہے۔ لہذا اس جتنے دن باقی رہ گئے ہیں انھیں میں تدارک کر لو اور اپنے نفس کو صبر
کا وہ کر لو کہ یہ دن ایام غفلت کے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں جب تم نے موعظہ سننے کا بھی موقع نہیں نکالا۔ خبردار اپنے نفس
اور آدمیت چھوڑ دو ورنہ یہ آزادی تم کو ظالموں کے راستہ پر لے جائے گی اور اس کے ساتھ نرمی نہ برتو ورنہ یہ تمہیں جہنمتوں
جو تک لے گا۔

بندگانِ خدا! اپنے نفس کا سب سے بڑا مخلص وہی ہے جو پروردگار کا سب سے بڑا اطاعت گزار ہے اور اپنے نفس سے سب سے بڑا خیانت کرنے والا
ہے جو اپنے پروردگار کا معصیت کار ہے۔ خسارہ میں وہ ہے جو خود اپنے نفس کو گھلائے میں رکھے اور قابلِ رشک وہ ہے جس کا دین سلامت
ہو جائے۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کے حالات سے نصیحت حاصل کر لے اور بد بخت وہ ہے جو خواہشات کے دھوکہ میں آجائے۔
یاد رکھو کہ مختصر شاہدۂ ربی کا یہی ایک طرح کا شرک ہے اور خواہش پرستی کی صحبت بھی ایمان سے غافل بنانے والی ہے اور شیطان کو
سے سامنے لانے والی ہے۔ جھوٹ سے پرہیز کر دو کہ وہ ایمان سے کنارہ کش رہتا ہے۔ سچ بولنے والا ہمیشہ نجات اور کرامت کے کنارہ
پر ہے اور جھوٹ بولنے والا ہمیشہ تباہی اور ذلت کے دہانہ پر رہتا ہے۔ خبردار ایک دوسرے سے محذو نہ کرنا کہ "حمداً ایمان کو اس طرح
جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے" اور آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھنا کہ بغض ایمان کا صفایا کر دیتا ہے
اور رکھو کہ خواہش عقل کو بھلا دیتی ہے اور ذکر خدا سے غافل بنا دیتی ہے۔ خواہشات کو بھلاؤ کہ یہ صرف دھوکہ ہیں اور ان کا ساتھ
نے والا ایک فریب خوردہ انسان ہے اور کچھ نہیں ہے۔

سب چاہیں اہل دنیا کی محفلوں کا جائزہ لیں۔ دنیا بھر کی ہمل باتیں۔ کھیل کود کے تذکرے۔ سیاست کے تبصرے۔ لوگوں کی غیبت۔ پاکیزہ
دلوں پر تہمت۔ تاش کے پتے شطرنج کے ٹہرے وغیرہ نظر جائیں گے تو کیا ایسی محفلوں میں ملائکہ مقربین بھی حاضر ہوں گے۔ یقیناً یہ مذاقِ شیطانی
اور ایمان سے غفلت کے مراحل ہیں جن سے اجتناب ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور اس کے بغیر تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ومن خطبة له ﴿۱۳۳﴾

وهي في بيان صفات المتقين و صفات الفساق و التنبيه إلى مكان

العترة الطيبة والظن الخاطيء لبعض الناس

عِبَادَ اللَّهِ، إِنَّ مِنْ أَحَبِّ عِبَادِ اللَّهِ إِلَيَّ عَبْدًا أَعَانَهُ اللَّهُ عَلَى نَفْسِهِ، فَاسْتَشَرَّ الْحَزْنَ، وَ تَجَلَّبَبَ الْخَوْفَ، فَزَهَرَ بِضَنَاحِ الْهُدَى فِي قَلْبِهِ، وَأَعَدَّ الْقِرَى لِيُؤَيِّمَهُ النَّازِلَ بِهِ، فَقَرَّبَ عَلَى نَفْسِهِ الْبُعِيدَ، وَ هَوَّنَ الشَّدِيدَ، تَنَظَّرَ قَائِبَصَرًا (فاقصر)، وَ ذَكَرَ فَاسْتَكْتَفَرَ، وَ أَرْتَوَى مِنْ عَذَابٍ قُرَاتٍ سَهَّلَتْ لَهُ مَوَارِدُهُ، فَشَرِبَ تَهْلًا، وَ سَلَكَ سَبِيلًا جَدَدًا، قَدْ خَلَعَ سَرَائِلَ الشُّهُوَاتِ، وَ تَخَلَّى مِنَ الْهَوْمِ، إِلَّا هَمًّا وَاحِدًا أَتَقَرَّدَ بِهِ، فَخَرَجَ مِنْ صِفَةِ الْعَمَى، وَ تَشَارَكَ أَهْلُ الْهَوَى، وَ صَارَ مِنْ مَفَاتِيحِ أَبْوَابِ الْهُدَى، وَ مَقَالِقِ أَبْوَابِ الرَّدَى، قَدْ أَبْصَرَ طَرِيقَهُ، وَ سَلَكَ سَبِيلَهُ وَ عَرَفَ مَنَارَهُ، وَ قَطَعَ غِمَارَهُ، وَ اسْتَشْرَكَ مِنَ الْقِرَى بِأَوْثِقِهَا، وَ مِنَ الْجَبَالِ بِأَمْتِنَتِهَا، فَهُوَ مِنَ الْيَقِينِ عَلَى يَثَلِ ضَوْءِ الشُّشُ، قَدْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلَّهِ - سُبْحَانَهُ - فِي أَزْقِ الْأُمُورِ، مِنْ إِضْدَارِ كُلِّ وَارِدٍ عَلَيْهِ، وَ تَضْيِيرِ كُلِّ فَرْعٍ إِلَى أَصْلِهِ، بِضَنَاحِ ظُلُمَاتٍ، كَشَّافٍ عَشَوَاتٍ (خسوات) يَفْتَحُ مَبْهَاتٍ، دَفَاعُ مُغْضَلَاتٍ، دَلِيلُ قُلُوبٍ، يَقُولُ قِيَّتُهُمْ، وَ يَشْكُتُ قِيَّتَهُمْ، قَدْ أَخْلَصَ لِلَّهِ فَاسْتَخْلَصَهُ، فَهُوَ مِنْ مَعَادِنِ دِينِهِ، وَأَوْتَادِ أَرْضِهِ، قَدْ أَلَزَمَ نَفْسَهُ الْعَدْلَ، فَكَانَ أَوَّلَ عَذْلِهِ نَقْيُ الْهَوَى عَنْ نَفْسِهِ، يَصِفُ الْحَقُّ وَ يَغْتَلُّ بِهِ، لَا يَدْعُ لِلْخَيْرِ غَايَةً إِلَّا أَمَّتْهَا، وَلَا مَظْلَمَةً إِلَّا قَصَدَهَا، قَدْ أُنْكَنَ الْكِتَابَ مِنْ زِمَامِهِ، فَهُوَ قَائِدُهُ وَ إِمَامُهُ، يَحُلُّ حَيْثُ حُلَّ تَقْلَهُ، وَ يَنْزِلُ حَيْثُ كَانَ مَنَزَلُهُ.

صفاه الفساق

وَ آخَرَ قَدْ تَسَقَّى عَالِمًا وَ لَيْسَ بِهِ، فَاقْتَبَسَ جَهَائِلَ مِنْ جُهَالِهِ وَ أَضَالِيلَ مِنْ ضَلَالِهِ، وَ نَصَبَ لِلنَّاسِ أَشْرَاكَ مِنْ حَبَائِلِ (حبال) غُرُورٍ، وَ قَوْلٍ زُورٍ، قَدْ حَمَلَ الْكِتَابَ عَلَى آرَائِهِ (رايه)، وَ عَطَفَ الْحَقَّ عَلَى أَهْوَائِهِ، يُؤْمِنُ النَّاسَ مِنَ الْعُظَامِ، وَ يُهَوِّنُ كَبِيرَ الْجَرَائِمِ، يَقُولُ: أَقِفْ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ، وَ فِيسِمَا وَ قَسَحَ، وَ يَقُولُ: أَعْتَزِلُ السُّبُوحَ، وَ بَيْتَهَا أَطْلُ طَجَعَ.

استشعر و تجلبب - شمار اندر کالباں
سہ اور جلباب باہر کی چادر
زہر - روشن ہوا اور چمک اٹھا

قرئ - سامان ضیافت

نہل - پل مرتبہ چمک جانا

جدو - سخت اور ہموار زمین

غار - جمع غمر - سمندر کا بڑا حصہ

عشوات - مشتبہ امور

قلوات - جمع فلاة - صحرائے تن و تن

آم - تصدک

منظہ - محل احتمال فائدہ

ثقل - سامان مسافر

عطفت الحق - حق کو موڑ دیا

﴿۱۳۳﴾ ایک عالم دین کی حقیقی شان یہ ہے

کہ سائل اس کی نگاہ میں زور و زور کی طرح

واضح رہی کہ خدا کا اتباع کرے

اطلاص نیت کے ساتھ استنباط کرے۔

فروع کو اصول کی طرف پلٹے خواہنا

کو درمیان میں نہ آنے دے۔ عدل کو

اپنی زندگی کا شعار بنائے۔ خوف خدا

کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حق بیا

کرے تو اس پر عمل بھی کرے اور نیکیوں

کو دیکھ لے تو ان کا ارادہ بھی کرے۔ جو

مشکلات کو حل کرے دین کے سائل کی

تبلیغ کرے۔ ہدایت کی فکر میں غرق ہو جائے

گمراہی اور گمراہوں سے کنارہ کشی اختیار

کرے۔ ہدایت کے چشمے سے سیراب

ہو جائے اور نیکی کے راستہ پر گامزن ہو جائے

رب کریم ہر صاحب ایمان کو ایسے کردار کی توفیق عنایت فرمائے۔

✓ ۸۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں متقین اور فاسقین کے صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے)

بندگانِ خدا! اللہ کی نگاہ میں سب سے محبوب بندہ وہ ہے جس کی عدول نے اس کے نفس کے خلاف مدد کی ہے اور اس نے اندر
 حزن اور باہر خوف کا لباس پہن لیا ہے۔ اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے اور اس نے آنے والے دن کی پہانی کا انتظام
 کر لیا ہے۔ اپنے نفس کے لئے آنے والے بعید (موت) کو قریب کر لیا ہے اور سخت مرحلہ کو آسان کر لیا ہے۔ دیکھا ہے تو بصیرت
 پیدا کی ہے اور خدا کو یاد کیا ہے تو عمل میں کثرت پیدا کی ہے۔ ہدایت کے اس چشمہ شیریں و خوشگوار سے سیراب ہو گیا ہے جس پر
 دارِ ہونے کو آسان بنا دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں خوب چھک کر پی لیا ہے اور سیدھے راستہ پر چل پڑا ہے۔ خواہشات کے لباس
 کو جدا کر دیا ہے اور تمام افکار سے آزاد ہو گیا ہے صرف ایک فکر آخرت باقی رہ گئی ہے جس کے زیر اثر گمراہی کی منزل سے نکل آیا
 ہے اور اہل ہوا و ہوس کی شرکت سے دور ہو گیا ہے۔ ہدایت کے دروازہ کی کلید بن گیا ہے اور گمراہی کے دروازوں کا قفل
 بن گیا ہے۔ اپنے راستہ کو دیکھ لیا ہے اور اُسی پر چل پڑا ہے۔ ہدایت کے منارہ کو پہچان لیا ہے اور گمراہیوں کے دھارے
 کو طے کر لیا ہے۔ مضبوط ترین وسیلہ سے وابستہ ہو گیا ہے اور حکم ترین رسی کو پکڑ لیا ہے اس لئے کہ وہ اپنے یقین میں بالکل
 نورِ آفتاب جیسی روشنی رکھتا ہے۔ اپنے نفس کو بلند ترین امور کی خاطر راہِ خدا میں آمادہ کر لیا ہے کہ ہر آنے والے مسئلہ کو
 حل کر دے گا اور فروغ کو ان کی اصل کی طرف پلٹا دے گا۔ وہ تاریکیوں کا چراغ ہے اور اندھیروں کا روشن کرنے والا۔
 مبہمات کی کلید ہے تو مشکلات کا دفع کرنے والا اور پھر صحراؤں میں رہنمائی کرنے والا۔ وہ بولتا ہے تو بات کو سمجھا لیتا ہے
 اور چپ رہتا ہے تو سلامتی کا بندوبست کر لیتا ہے۔ اس نے اللہ سے اخلاص برتا ہے تو اللہ نے اسے اپنا بندہ مخلص بنا لیا ہے۔
 اب وہ دینِ خدا کا معبود ہے اور زمین خدا کا رکنِ اعظم۔ اس نے اپنے نفس کے لئے عدل کو لازم قرار دے لیا ہے اور اس کے
 عدل کی پہلی منزل یہ ہے کہ خواہشات کو اپنے نفس سے دور کر دیا ہے اور اب حق ہی کو بیان کرتا ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے۔
 نیکی کی کوئی منزل ایسی نہیں ہے جس کا قصد نہ کرتا ہو اور کوئی ایسا احتمال نہیں ہے جس کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اپنے امور کی
 تمام کتابِ خدا کے حوالہ کر دی ہے اور اب وہی اس کی قائم اور پیشوا ہے جہاں اس کا سامان اترتا ہے وہیں وارد ہو جاتا ہے
 اور جہاں اس کی منزل ہوتی ہے وہیں پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔

اس کے برخلاف ایک شخص وہ بھی ہے جس نے اپنا نام عالم رکھ لیا ہے حالانکہ علم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جاہلوں سے جہالت کو
 حاصل کیا ہے اور گمراہوں سے گمراہی کو۔ لوگوں کے واسطے دھوکہ دے پھرتے اور مکر و فریب کے جال بچھا دے ہیں۔ کتاب کی تاویل اپنی
 رائے کے مطابق کی ہے اور حق کو اپنے خواہشات کی طرف موڑ دیا ہے۔ لوگوں کو بڑے بڑے جرائم کی طرف سے محفوظ بناتا ہے اور
 ان کے لئے گناہانِ کبیرہ کو بھی آسان بنا دیتا ہے۔ کہتا ہی ہے کہ میں شہادت کے مواقع پر توقف کرتا ہوں لیکن واقعات انہیں میں
 گر پڑتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں بدعتوں سے الگ رہتا ہوں حالانکہ انہیں کے درمیان اٹھتا بیٹھتا ہے ⑤

فَالصُّورَةُ صُورَةُ إِنْسَانٍ، وَالْقَلْبُ قَلْبُ حَيَوَانٍ لَا يَعْرِفُ بَابَ الْهَدْيِ
فَتَتَّبِعُهُ، وَلَا بَابَ الْغَنَى فَيَصُدُّ عَنْهُ. وَذَلِكَ مَثَلُ الْأَخْيَارِ

عقربہ الہیہ ﴿۳۷﴾

«فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ» وَأَيُّ تُوَفِّكُونَ! وَالْأَعْلَامُ قَائِمَةٌ، وَالْآيَاتُ وَاضِحَةٌ،
وَالنَّارُ مَنْصُوبَةٌ. فَأَيْنَ يَتَاهُ بِكُمْ؟ وَكَيْفَ تَعْمَهُونَ وَبَيْتُكُمْ عِثْرَةٌ نَسِيكُمَا وَهُمْ
أَرْزَمَةُ الْحَقِّ، وَأَعْلَامُ الدِّينِ، وَالسِّنَّةُ الصِّدْقِ، فَأَنْزِلُوهُمْ بِأَحْسَنِ مَنَازِلِ الْقُرْآنِ،
وَرُدُّوهُمْ وَرُودُ الْهَيْمِ الْغِيَاثِ.

أَيُّهَا النَّاسُ، خُذُواهَا عَنْ خَاتَمِ الشَّيْبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهُ يَمُوتُ
مَنْ مَاتَ مِثًّا وَلَيْسَ بِمِثِّي، وَيَبْلَى مَنْ بَلِيَ مِثًّا وَلَيْسَ بِمِثَالٍ» فَلَا تَقُولُوا
مِثًّا لَا تَعْرِفُونَ، فَإِنَّ أَكْثَرَ الْحَقِّ فِيمَا تُنْكِرُونَ، وَأَعْذِرُوا مَنْ لَا حُجَّةَ لَكُمْ عَلَيْهِ
- وَهُوَ أَنَا - أَلَمْ أَغْمِلْ فِيكُمْ بِالنَّفْلِ الْكَبِيرِ وَأَتْرَكَ فِيكُمْ الشَّقْلَ الْأَصْغَرَ
قَدْ زَكَّرْتُ فِيكُمْ رَايَةَ الْإِيمَانِ، وَفَقَّطْتُكُمْ عَلَى حُدُودِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ،
وَأَلْبَسْتُكُمْ الْعَافِيَةَ مِنْ عَذَابِي، وَفَرَشْتُكُمْ السَّمْعُوفَ مِنْ قَوْلِي وَفِعْلِي،
وَأَرَيْتُكُمْ كَسَائِمَ الْأَخْلَاقِ مِنْ نَفْسِي، فَلَا تَسْتَعْمِلُوا الرَّأْيَ فِيمَا لَا يُدْرِكُ
قَعْرَةَ الْبَصَرِ، وَتَسْتَغْلِقُوا إِلَيْهِ الْفِكَرَ.

ظہر خاطر

وَمِنْهَا: حَسْبِيَ يَظُنُّ الظَّنُّ أَنَّ الدُّنْيَا مَعْقُولَةٌ عَلَى بَنِي أُنَيَّْةٍ، فَمَنْعَهُمْ دَرْهَمًا،
وَتُورِدُهُمْ ضُفُوفًا، وَلَا يُزْنَعُ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَوْطُهَا وَلَا سَيْفُهَا، وَكَذَّبَ
الظَّنُّ لِهَذَا، بَلْ هِيَ بَحَّةٌ مِنْ لَذِيذِ الْعَيْنِ يَسْتَطْعَمُونَهَا بِزَهَّةٍ، ثُمَّ
يَلْفُظُونَهَا جُمْلَةً

۸۸

ومن خطبة له ﴿۳۸﴾

وفيها بيان للأسباب التي تهلك الناس

أَنَا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَخْلُقْ (يَنْفَعِ) جَبَّارِي دَهْرًا قَطُّ إِلَّا بَعْدَ تَهْيِيلٍ
وَرَحَاءٍ وَلَمْ يَخْلُقْ عَظِيمَ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا بَعْدَ أَرْزَالٍ وَبَلَاءٍ

﴿۳۷﴾ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی مادی
موت سے مرعہ لے والا ہر انسان واقعی مرد
اور میت نہیں ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی انسان
کی واقعی زندگی کا آغاز ہی مرنے کے بعد
ہوتا ہے ورنہ دار دنیا میں تو اس کی زندگی
موت جیسی ہی شمار کی جاتی ہے۔

قرآن مجید نے شہداء راہ خدا کی حیات
کا متعدد اعتبارات سے تذکرہ کیا ہے۔
کبھی انہیں مردہ کہنے پر پابندی عائد
کی ہے اور کبھی مردہ خیال کرنے پر اور
اس کے بعد ان کی زندگی کا اقرار کرنے
والوں کو یہ شعور قرار دیا ہے اور ظاہر
ہے کہ جب شہید راہ خدا کا یہ مرتبہ ہے تو
عزت وغیرہ اسلام کا مرتبہ تو یقیناً اس سے
بالتر ہوگا جس کی طرف اس خطبہ میں
بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ انہیں بہترین
منزل قرآن پر قرار دوا اور انہیں حشر
حقان و سعادت سمجھ کر ان کے پاس آؤ۔

﴿۳۸﴾ قرآن و اہلبیت کو ان کی عظمت و
جلالت اور ان کے پدے کے ہماری ہمنے
کی بنا پر عقلمندان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن تک تب خدا ہے لہذا اسے
نفل اکبر کہا گیا ہے اور اہلبیت عترت
پیغمبر ہیں لہذا انہیں نفل اصغر کہا گیا
ہے ورنہ اس حدیث مبارک کی بنا پر
دونوں میں کسی طرح کا افتراق نہیں ہے
بلکہ مکمل اتحاد و اتفاق ہے اور منزل
نجات تک لے جانے میں دونوں کا برابر
کا دخل ہے بلکہ اس اعتبار سے اہلبیت
کا دخل زیادہ ہے کہ ان کا عمل انسان

کو منزل نجات تک لے جاتا ہے اور قرآن صرف ہدایت اور بیانات پیش کرتا ہے۔

﴿۳۹﴾ کتنی حسین تعبیر ہے اس اقتدار و نبی امیر کی جسے صرف امامت کی نگاہ دیکھ رہی تھی ورنہ ہر شخص زندگی سے مایوس ہو چکا تھا اور حضرت کا یہ بیان ہر دور کیلئے
ایک پیغام امن و سکون ہے کہ ظالم کا اقتدار دیر تک نہیں رہ سکتا ہے اور مظلوم کی حکومت آخر زمان میں بہر حال قائم ہونے والی ہے۔

اس کی صورت انسانوں جیسی ہے لیکن دل جانوروں جیسا ہے۔ نہ ہدایت کے دروازہ کو پہچانتا ہے کہ اس کا اتباع کرے اور نہ گمراہی کے راستہ کو جانتا ہے کہ اس سے الگ رہے۔ یہ درحقیقت ایک چلتی پھرتی میت ہے اور کچھ نہیں ہے۔
 تو آخر تم لوگ کدھر جا رہے ہو اور تمہیں کس سمت موڑا جا رہا ہے؟ جب کہ نشانات قائم ہیں اور آیات واضح ہیں۔ منارے نصب کئے جا چکے ہیں اور تمہیں بھٹکایا جا رہا ہے اور تم بھٹکے جا رہے ہو۔ دیکھو تمہارے درمیان تمہارے نبی کی عزت موجود ہے۔ یہ سب حق کے زمام دار دین کے پرچم اور صداقت کے ترجمان ہیں۔ انہیں قرآن کریم کی بہترین منزل پر جگہ دو اور ان کے پاس اس طرح وارد ہو جس طرح پیاسے اونٹ چشمہ پر دار ہوتے ہیں۔

لوگو! حضرت خاتم النبیینؐ کے اس ارشاد گرامی پر عمل کرو کہ "ہمارا مرنے والا میت نہیں ہوتا ہے" اور ہم میں سے کوئی مرد و زمانہ سے بوسیدہ نہیں ہوتا ہے۔" خبردار وہ نہ کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔ اس لئے کہ بسا اوقات حق اسی میں ہوتا ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو اور جس کے خلاف تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اس کے عذر کو قبول کر لو اور وہ میں ہوں۔ کیا میں نے ثقل اکبر قرآن پر عمل نہیں کیا ہے اور کیا ثقل اصغر اہلبیت کو تمہارے درمیان نہیں رکھا ہے؟ میں نے تمہارے درمیان ایمان کے پرچم کو نصب کر دیا ہے اور تمہیں حلال و حرام کے حدود سے آگاہ کر دیا ہے۔ اپنے عدل کی بنا پر تمہیں لباس عافیت پہنایا ہے اور اپنے قول و فعل کی نیکیوں کو تمہارے لئے فرش کر دیا ہے اور تمہیں اپنے بلند ترین اخلاق کا منظر دکھلا دیا ہے۔ لہذا خبردار جس بات کی گہرائی تک نگاہیں نہیں پہنچ سکتی ہیں اور جہاں تک فکر کی رسائی نہیں ہے اس میں اپنی رائے کو استعمال نہ کرنا۔

غلط فہمی

(بنی امیہ کے مظالم نے اس قدر دہشت زدہ بنا دیا ہے کہ) بعض لوگ خیال کر رہے ہیں کہ دنیا بنی امیہ کے دامن سے بامدھ دی گئی ہے۔ انہیں کو اپنے فوائد سے فیضیاب کرے گی اور وہی اس کے چشمہ پر وارد ہوتے رہیں گے اور اب اس امت کے سرے ان کے تازیانے اور تلواریں اٹھ نہیں سکتی ہیں۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ یہ حکومت فقط ایک لذیذ قسم کا آب دہلا ہے جسے تھوڑی دیر چوسیں گے اور پھر خود ہی تھوک دیں گے۔

۸۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کی ہلاکت کے اسباب بیان کئے گئے ہیں)

ابا بعد اپروردگار نے کسی دور کے ظالموں کی کمر اس وقت تک نہیں توڑی ہے جب تک انہیں مہلت اور ڈھیل نہیں دے دی ہے اور کسی قوم کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اس وقت تک جوڑا نہیں ہے جب تک اسے مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا نہیں کیا ہے۔

وَفِي دُونِ مَا اسْتَبَقْتُمْ مِنْ عَشِيرٍ وَمَا اسْتَدْبَرْتُمْ مِنْ خَطْبٍ مُغْتَبَرٍ
وَمَا كُلُّ ذِي قَلْبٍ بِلِيبٍ وَلَا كُلُّ ذِي سَمْعٍ بِسَمِيعٍ وَلَا كُلُّ نَاطِقٍ بِبَصِيرٍ
فَيَا عَجَبًا وَمَا لِي لَا أَعْجِبُ مِنْ خَطَاؤِ هَذِهِ الْفِرْقِ عَلَى اخْتِلَافِ حُجَجِهَا
فِي دِينِهَا إِلَّا يَفْتَصُّونَ أَثَرَنِي، وَلَا يَفْتَقِدُونَ بِعَمَلٍ وَحْيِي، وَلَا يُؤْمِنُونَ
بِغَيْبِي، وَلَا يَعْقِلُونَ عَنْ عَشِيرٍ، يَعْمَلُونَ فِي الشُّبُهَاتِ، وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ
الْمُخْرُوفِ فِيهِمْ مَا عَرَفُوا، وَالْمُنْكَرِ عِنْدَهُمْ مَا أَنْكَرُوا، مَفْرَعُهُمْ فِي الْغَضَلَاتِ
إِلَى أَنْفُسِهِمْ، وَتَغْوِيْلُهُمْ فِي السُّهَبَاتِ (المبهمات) عَلَى آرَائِهِمْ، كَأَنَّ كُلَّ أَمْرٍ
مِنْهُمْ إِيَّامٌ نَفْسِي، فَذُ أَخَذَ مِنْهَا بِنَا يَزِي بِسُورِي بِنَفَاتٍ (وَنِفَاتٍ - وَمَوْتَاتٍ)،
وَأَسْبَابِ عُنْكَاتٍ.

۸۹

و من خطبة له (علیہ السلام)

فی الرسول الأعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وبلغ الامام عنہ
أَرْسَلَهُ عَلَى جَبِينِ قَهْرٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَطُولِ هَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ، وَاعْتِرَافٍ مِنَ الْبَنَاتِ،
وَالْتِشَارِ مِنَ الْأُمُورِ، وَتَلَطُّ (تَلَطُّ) مِنَ الْحُرُوبِ، وَالذَّنْبِ كَأَسْفَةِ السُّورِ، طَاهِرَةً
الْقُرُوبِ، عَلَى جَبِينِ أَصْفَرٍ مِنْ وَرْقِهَا، وَإِنَاسٍ مِنْ نَمْرِهَا، وَاعْوَرَارٍ مِنْ مَانِهَا
قَدْ دَرَسَتْ مَنَارُ الْمَدَى، وَظَهَرَتْ أَغْلَامُ الرَّدَى فَبِهِي مُسْتَجْمَعَةً لِأَهْلِهَا، عَابَسَتْ
فِي وَجْهِ طَالِبِهَا، نَمَرَهَا الْفَيْسَةُ، وَطَعَامُهَا الْجَبِيَّةُ وَشِعَارُهَا الْخَوْفُ وَدَنَارُهَا
السَّيْفُ، فَاغْتَبِرُوا عِبَادَ اللَّهِ وَادْكُرُوا تَيْلِكَ الَّتِي آبَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ بِهَا مُزْتَمِنُونَ
وَعَلَيْهَا مُحَاسِبُونَ وَتَعْقِرِي مَا تَقَادَمَتْ بِكُمْ وَلَا بِهَمِّ الْعُهُودِ وَلَا خَلَّتْ فِيهَا
بَيْتُكُمْ وَبَيْتُهُمُ الْأَخْقَابُ وَالْقُرُونُ (الدهور)، وَمَا أَنْتُمْ إِلَّا يَوْمَ كُنْتُمْ فِي
أَصْلَابِهِمْ بِسَبِيلٍ، وَاللَّهُ مَا أَسْمَعَكُمْ الرَّسُولُ شَيْئًا إِلَّا وَهِيَ أَنْادَا مُسْمِعَكُمْ وَهِيَ
أَسْمَعَكُمْ الْيَوْمَ بِدُونِ أَنْبَاءِكُمْ بِالْأَمْسِ، وَلَا شَقَّتْ لَهُمُ الْأَبْصَارُ، وَلَا جُعِلَتْ
لَهُمُ الْأَنْبِيَّةُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ، إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيتُمْ مِثْلَهَا فِي هَذَا الزَّمَانِ (الاولان).
وَاللَّهُ مَا بُعِثْتُمْ بِغَدِّهِمْ شَيْئًا جَبَلُوهُ، وَلَا أُصْفِيْتُمْ بِهِ وَحُرِّمُوهُ، وَلَقَدْ

۱۵۶ اس میں کوئی شک نہیں ہے کسی دور
کا انسان بھی اگر عبرت حاصل کرنا چاہے
تو اس کے لئے ماضی اور مستقبل دونوں
عبرت کے آئینے کھڑے رہتے ہیں مگر
انفس کو انسان کی آنکھ نہیں کھلتی ہے
اور اسے گزشتہ اقوام کی طرح ہی دھوکہ
کھانے میں مڑا آتا ہے اور وہ اس قریب
کو اپنے لئے غدا کے روح تصور کرتا ہے
خود اپنے عالم اسلام کو دیکھ لیجئے ابھی
انگریزوں کے مظالم سے نجات نہیں ملے
پائی تھی کہ امریکہ کے پیچھے جکر گئے اور
اس طرح کہ اس کی غلامی ہی کہ "عبدیت
پروردگار کی بہترین تئیل تصور کرنے
لگے اور اسی میں نجات آخرت کے خواب
دیکھنے لگے۔

۱۵۷ یہ نقشہ صرف باطل نامہ کے افراد
کا نہیں ہے بلکہ مذہب حق کے پرستوں
میں بھی ایسے کردار کے افراد مل جائیں گے
جو بظاہر تو مذہب حق کی طرف نسبت
رکھتے ہیں لیکن حق کا ان سے کوئی تعلق
نہیں ہے۔ قرآن ان کے لئے اجنبی کتاب
ہے اور سیرت البیت اجنبی کرداروں کی
نگاہ میں قرآن و البیت کا ابتداء ان پر
واجب نہیں ہے بلکہ ان کی خواہشات کا
احترام قرآن و البیت پر فرض ہے۔
مذہب کو مذہب کے نام پر تباہ کر رہے
ہیں اور تعلیمات البیت کو محبت کے نام
پر برباد کر رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب ان پر امیر المومنین کی فریاد کا کوئی اثر نہیں ہے تو کسی اور کے کلام کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ ۱۵۸ مشرقاتنا لیراجعون۔

اپنے لئے جن مصیبتوں کا تم نے سامنا کیا ہے اور جن حادثات سے تم گزر چکے ہو انھیں میں سامانِ عبرت موجود ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہر دل والا عقائد نہیں ہوتا ہے اور ہر کان والا سمیع یا ہر آنکھ والا بصیر نہیں ہوتا ہے۔

کس قدر حیرت انگیز بات ہے اور میں کس طرح تعجب نہ کروں کہ یہ تمام فرستے اپنے اپنے دین کے بارے میں مختلف دلائل رکھنے کے باوجود سب غلطی پر ہیں کہ نہ نبی کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اور نہ ان کے اعمال کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ غیب سے رہنمائی کرتے ہیں۔ شہادت پر عمل کرتے ہیں اور خواہشات کے راستوں پر قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ ان کے نزدیک معروف وہی ہے جس کو یہ نیکی سمجھیں اور منکر وہی ہے جس کا یہ انکار کر دیں۔ مشکلات میں ان کا مرجع خود ان کی ذات ہے اور مبہم مسائل میں ان کا اعتماد صرف اپنی رائے پر ہے۔ گویا کہ ان میں کا ہر شخص اپنے نفس کا امام ہے اور اپنی ہر رائے کو مستحکم وسائل اور مضبوط دلائل کا نتیجہ سمجھتا ہے۔

۸۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرمؐ اور تبلیغِ امام کے بارے میں)

اللہ نے انھیں اس دور میں بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا اور امتیں خوابِ غفلت میں پڑی ہوئی تھیں۔ فتنے سر اٹھائے ہوئے تھے اور جملہ امور میں ایک انتشار کی کیفیت تھی اور جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دنیا کی روشنی بجلائی ہوئی تھی اور اس کا فریب واضح تھا۔ بارغِ زندگی کے پتے زرد ہو گئے تھے اور ثمراتِ حیات سے مایوسی پیدا ہو چلی تھی۔ پانی بھی خشک ہو چکا تھا اور ہدایت کے منارے بھی مٹ گئے تھے اور ہلاکت کے نشانات بھی نمایاں تھے۔ یہ دنیا اپنے اہل کو ترش روئی سے دیکھ رہی تھی اور اپنے طلبِ کاروں کے سامنے منہ بگاڑ کر پیش آرہی تھی۔ اس کا ثمرہ فتنہ تھا اور اس کی غذا مژدار۔ اس کا اندرونی لباس خون تھا اور بیرونی لباس تلوار۔ لہذا بندگانِ خدا تم عبرت حاصل کرو اور ان حالات کو یاد کرو جن میں تمہارے باپ دادا اور بھائی بندہ گرفتار ہیں اور ان کا حساب دے رہے ہیں۔

پہری جان کی قسم۔ ابھی ان کے اور تمہارے درمیان زیادہ زمانہ نہیں گزر رہا ہے اور نہ صدیوں کا فاصلہ ہو رہا ہے اور نہ آج کا دن کل کے دن سے زیادہ دور ہے جب تم انھیں بزرگوں کے صلب میں تھے۔

خدا کی قسم رسول اکرمؐ نے تمہیں کوئی ایسی بات نہیں سنائی ہے جسے آج میں نہیں سنا رہا ہوں اور تمہارے کان بھی کل کے کان سے کم نہیں ہیں اور جس طرح کل انھوں نے لوگوں کی آنکھیں کھول دی تھیں اور دل بنادے تھے ویسے ہی آج میں بھی تمہیں ہر ساری چیزیں دے رہا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ تمہیں کوئی ایسی چیز نہیں دکھلائی جا رہی ہے جس سے تمہارے بزرگ ناواقف تھے اور نہ کوئی ایسی خاص بات بتائی جا رہی ہے جس سے وہ محروم رہے ہوں۔

نَزَلَتْ بِكُمْ الْبَلِيَّةُ جَانِبًا خِطَاءُهَا رَحُومًا بِطَانُهَا فَلَا تَعْرِضُكُمْ مَا أَصْبَحَ فِيهِ أَهْلُ
الْعَزُورِ، فَإِنَّمَا هُوَ ظِلٌّ يَمْدُودُ إِلَى أَجَلٍ مَعْدُودٍ.

۹۰

و من خطبة له ﷺ

و تشمل على قدم الخالق و عظم مخلوقاته، و يختصها بالوعظ

الْمُسْتَدَلُّ الْمَعْرُوفُ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ، وَالْحَالِقُ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ، الَّذِي لَمْ يَزَلْ
قَسَامًا دَائِمًا؛ إِذْ لَا سَمَاءَ ذَاتَ أَنْبَرٍ، وَلَا حُجُبَ ذَاتِ إِتْسَاجٍ، وَلَا لَيْلَ دَاجٍ
وَلَا نَجْسَ سَاجٍ وَلَا جَبَلَ ذُو فِجَاجٍ وَلَا نَجَّ ذُو أَعْوِجَاجٍ وَلَا أَرْضَ ذَاتِ مِهَادٍ،
وَلَا خَلْقَ ذُو أَعْيَادٍ؛ ذَلِكَ مُبْتَدِعُ الْخَلْقِ وَوَارِثُهُ وَإِلَهُ الْخَلْقِ وَوَارِثُهُ،
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ دَائِبَانِ فِي مَرْضَاتِهِ: يُبَلِّغَانِ كُلَّ جَدِيدٍ، وَيُعَرِّبَانِ
كُلَّ بَسِيدٍ.

فَسَمِ أَرْزَاقَهُمْ وَأَخْصِي أَنْسَارَهُمْ وَأَعْمَالَهُمْ، وَعَدِّدْ أَنْفُسَهُمْ،
وَخَائِنَةَ أَعْيُنِهِمْ وَمَا تُحْسِنِي صُدُورُهُمْ مِنَ الضَّمِيرِ، وَمُنْتَقِرَهُمْ
وَمُنْتَوِدِعَهُمْ مِنَ الْأَرْحَامِ وَالطُّهُورِ إِلَى أَنْ تَنْتَاهِيَ بِهِمُ الْغَايَاتُ.
هُوَ الَّذِي اشْتَدَّتْ نَفْسُهُ عَلَى أَعْدَائِهِ فِي سَعَةِ رَحْمَتِهِ، وَأَتَسَعَتْ رَحْمَتُهُ
لِأَوْلِيَائِهِ فِي شِدَّةِ نَفْسَتِهِ، فَاهْرُسْنِ عَارَاهُ وَمُدْمُسْنِ شَأْنَهُ وَمُذِلُّ مَنْ
نَاوَاهُ وَغَالِبُ مَنْ عَادَاهُ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ، وَمَنْ سَأَلَهُ أَعْطَاهُ، وَمَنْ
أَقْرَضَهُ قَضَاهُ، وَمَنْ شَكَرَهُ جَزَاهُ.

عِبَادَ اللَّهِ زِنُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُوزَنُوا، وَحَاسِبُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تُحَاسَبُوا،
وَتَسْتَفُوا قَبْلَ ضِيْقِ الْخِثَافِ، وَأَتَقَادُوا قَبْلَ عُثْبِ السَّيَاقِ وَأَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ لَمْ
يُحْسِنْ عَلَى نَفْسِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهُ مِثْنُهَا وَاعِظْ وَزَاجِرْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا
لَا زَاجِرٌ وَلَا وَاعِظٌ.

لیکھ آپ توں کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا
چاہتے ہیں کہ سیرت دور میں عمل کے
اسکانات کم نہیں زیادہ ہیں۔ ابھی موقع ہے
کہ گزشتہ اقوام کے انجام سے عبرت
حاصل کرتے ہوئے عمل کی راہ میں قدم
آگے بڑھاؤ ورنہ اس کے بعد وہ دور گئے
والا ہے جب تھاری مثال اس سوار کی
ہوگی جس کی اونٹنی کی ہمار بھی جھول
جائے اور تنگ بھی ڈھیلا ہو جائے کہ وہ
کسی وقت بھی گر سکتا ہے۔ جب نکلا دنیا
خود ہی تباہ کن ہو جائے تو اہل دنیا کی
تباہی میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ یہ دور کے لئے
ایک بہترین سبق ہے کہ تاریخ بشریت کے
اقتدار سے اب تک ہر دور کے بعد دور
دور پر تریا سخت تر ہی آتا رہا ہے لہذا جو
انسان آج کے حالات سے استفادہ
نہیں کرتا ہے اور کل کا انتظار کرتا ہے
اس سے زیادہ جاہل اور بے حواس کوئی
انسان نہیں ہے کون جانے کر کل کا دن
کونسی سختی اور تنگی لے کر آئے والا ہے
کہ مسجدوں کے دروازے بند ہو جائیں
دینی مراکز پر پھر سے شہادے دیے جائیں۔
رجل دین پر پابندی عائد ہو جائے
مسائل دین کا بیان ممنوع قرار پائے
لہذا جب تک یہ ساری آزادیاں
حاصل ہیں۔ احکام حاصل کر لو۔
میں سجدہ پروردگار کر لو۔
دینی مراکز میں حاضری کا شرکت
حاصل کر لو۔ علماء اعلام کے بیانات سے
استفادہ کر لو ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ
مستقبل میں حسرت و اندوہ کے علاوہ
کچھ نہ رہ جائے جس کا تجربہ محسوس
سویت یونین کی ریاستوں۔ فلسطین کے علاقوں اور افغانستان کے شہروں میں کیا جا چکا ہے۔ اشتراکیت نتائج دیکھ چکے ہو تو اب سرمایہ داری کے مظالم کا
انتظار کرنا سرمایہ داری کے مظالم ہے۔

اور دیکھو تم پر ایک مصیبت نازل ہو گئی ہے اس اونٹنی کے مانند جس کی نیکیں جھول رہی ہو اور جس کا تنگ ڈھیلا ہو گیا ہو (۱) لہذا جردار تمہیں پچھلے فریب خوردہ لوگوں کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ یہ عیش دنیا ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جس کی مدت معین ہے اور پھر مٹ جائے گا۔

۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں معبود کے قدم اور اس کی مخلوقات کی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے عظمیٰ پر اتمام کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بغیر دیکھے معروف ہے اور بغیر سوجھے پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ہمیشہ سے قائم اور دائم ہے جب نہ یہ رجون والے آسمان تھے اور نہ بلند دروازوں والے حجابات۔ نہ اندھیری رات تھی اور نہ ٹھہرے ہوئے سمندر۔ نہ بے چوڑے راستوں والے پہاڑ تھے اور نہ ٹیڑھی ترچھی پہاڑی راہیں۔ نہ بچھے ہوئے فرش والی زمین تھی اور نہ کس بل والی مخلوقات۔ وہی مخلوقات کا ایجاد کرنے والا ہے اور وہی آخر میں سب کا وارث ہے۔ وہی سب کا معبود ہے اور سب کا رازق ہے۔ شمس و قمر اسی کی مرضی سے مسلسل حرکت میں ہیں کہ نہ بننے کو پڑا نہ کہہ دیتے ہیں اور ہر بید کو قریب تر بنا دیتے ہیں۔

اسی نے سب کے رزق کو تقسیم کیا ہے اور سب کے آثار و اعمال کا احصاء کیا ہے۔ اسی نے ہر ایک کی سانسوں کا شمار کیا ہے اور ہر ایک کی نگاہ کی خیانت اور سینے کے چھپے ہوئے اسرار اور اصحاب و احرام میں ان کے مراکز کا حساب رکھا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخری منزل تک پہنچ جائیں۔ وہی وہ ہے جس کا غضب دشمنوں پر اس کی وسعت و رحمت کے باوجود شدید ہے اور اس کی رحمت اس کے دوستوں کے لئے اس کے شدت غضب کے باوجود وسیع ہے۔ جو اس پر غلبہ پیدا کرنا چاہے اس کے حق میں قاہر ہے اور جو کوئی اس سے جھگڑا کرنا چاہے اس کے حق میں تباہ کرنے والا ہے۔ ہر مخالفت کرنے والے کا ذلیل کرنے والا اور ہر دشمنی کرنے والے پر غالب آنے والا ہے۔ جو اس پر توکل کرتا ہے اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جو اس سے سوال کرتا ہے اسے عطا کر دیتا ہے۔ جو اسے قرض دیتا ہے اسے ادا کر دیتا ہے اور جو اس کا شکر یہ ادا کرتا ہے اس کو جزا دیتا ہے۔

بندگان خدا۔ اپنے آپ کو تول و قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور اپنے نفس کا محاسبہ کر لو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔ نگلے کا چھندہ تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو اور زبردستی لے جائے جانے سے پہلے از خود جلنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور یاد رکھو کہ جو شخص خود اپنے نفس کی مدد کر کے اسے نصیحت اور تنبیہ نہیں کرتا ہے اس کو کوئی دوسرا نہ نصیحت کر سکتا ہے اور نہ تنبیہ کر سکتا ہے۔

لے لو تو پروردگار کی کسی صفت اور اس کے کسی کمال میں اس کا کوئی مثل و نظیر یا شریک و وزیر نہیں ہے لیکن انسانی زندگی کے لئے خصوصیت کے ساتھ یہ چار گہ صفات انتہائی اہم ہیں:

- ۱۔ وہ اپنے اوپر اعتماد کرنے والوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور انہیں دوسروں کا دست نگر نہیں بننے دیتا ہے۔
- ۲۔ وہ ہر سوال کرنے والے کو عطا کرتا ہے اور کسی طرح کی تفریق کا قائل نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سوال نہ کرنے والوں کو بھی عطا کرتا ہے۔
- ۳۔ وہ ہر قرض کو ادا کر دیتا ہے حالانکہ ہر قرض دینے والا اسی کے لئے ہوئے مال میں سے قرض دیتا ہے اور اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔
- ۴۔ وہ شکر یہ ادا کرنے والوں کو بھی انعام دیتا ہے جب کہ وہ اپنے فریضہ کو ادا کرتے ہیں اور کوئی نیا کار خیر انجام نہیں دیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان لوگوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس بات کا شکر یہ نہ ادا کریں کہ ہمیں دیا ہے اور دوسروں کو نہیں دیا ہے "کہ یہ اس کے کم کی توہین ہے شکر یہ نہیں ہے شکر یہ اس بات کا ہے کہ ہمیں یہ نعمت دی ہے۔ اگرچہ دوسروں کو بھی مصلحت کے مطابق دوسری نعمتوں سے نوازا ہے۔

ومن خطبة له ﴿﴾

تعرف بخطبة الأشباح وهي من جلائل خطبه ﴿﴾

روى سمعة بن صدقة عن الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام أنه قال: خطب أمير المؤمنين ﴿﴾ بهذه الخطبة على منبر الكوفة، وذلك أن رجلاً أتاه فقال له يا أمير المؤمنين صف لنا ربنا مثلما نراه عياناً لنزداد له حياً وبه معرفة، فغضب ونادى: الصلاة جامعة، فاجتمع الناس حتى غص المسجد بأهله، فصعد المنبر وهو مغضب متغير اللون، فحمد الله وأثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وآله، ثم قال:

وصف الله تعالى

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا يَفِرُّهُ الْمَنُّ وَالْجَسُودُ وَلَا يَكْدِيهِ الْإِغْطَاءُ وَالْجَسُودُ؛ إِذْ كُلُّ مُنْطَبِئٍ مُنْتَقِصٌ سِوَاهُ، وَكُلُّ مُنْجَبٍ مُذْمُومٌ مَا خَلَاهُ، وَهُوَ الْبَاقُ بِفَوَائِدِ النِّعَمِ وَغَوَائِدِ الْمَرِيدِ وَالْقِسَمِ؛ عَيْتَالُهُ الْخَلَائِقُ، ضَمِنَ أَرْزَاقَهُمْ، وَقَدَّرَ أَقْوَاتَهُمْ وَتَهَجَّ سَبِيلَ الرَّاغِبِينَ إِلَيْهِ، وَالطَّالِبِينَ مَا لَدَيْهِ، وَلَيْسَ بِمَا سُئِلَ بِأَجْوَدَ مِنْهُ بِمَا لَمْ يُسْأَلِ الْأَوَّلُ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلُ فَيَكُونُ شَيْ قَبْلَهُ وَالْآخِرُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ بَعْدُ فَيَكُونُ شَيْ بَعْدَهُ وَالزَّادُ أَنْ سَابِقِ الْأَبْصَارِ عَنْ أَنْ تَنَالَهُ أَوْ تُدْرِكُهُ مَا اخْتَلَفَ عَلَيْهِ دَهْرٌ فَخْتَلَفَ مِنْهُ الْحَالُ وَلَا كَانَ فِي مَكَانٍ فَيَجُوزُ عَلَيْهِ الْإِسْتِغَالُ وَلَوْ وَهَبَ مَا تَنَقَّصَتْ عَنْهُ مَعَادِنُ الْجِبَالِ، وَضَحِيكَتْ عَنْهُ أَصْدَانُ الْبَحَارِ مِنْ فُلْزٍ (فُلُق) أَلْسَجِينَ وَالْمِيقَاتِ وَنُسَارَةِ الدُّرِّ وَحَصِيدِ الْمَرْجَانِ مَا أَثَرُ ذَلِكَ فِي جُودِهِ وَلَا تَنَقَّصَتْ سَعَةُ مَا عِنْدَهُ، وَلَكِنْ عِنْدَهُ مِنْ ذَخَائِرِ الْأَنْعَامِ مَا لَا تُشْفِدُهُ مَطَالِبُ الْأَنْعَامِ، لِأَنَّهُ الْجَسُودُ الَّذِي لَا يَغِيظُهُ سُؤَالُ السَّائِلِينَ وَبُخْلُهُ الْمَنَاحُ الْمَلِيحِينَ.

صفاته تعالى في القرآن

فَانظُرْ أَتَمَّا السَّائِلُ: قَدْ دَلَّكَ الْقُرْآنُ عَلَيْهِ مِنْ صِفَتِهِ فَانْتَمِ بِ-

اشباح - اشخاص - مراد ملائکہ ہیں
یفر - دور سے نکلا ہے - اضافہ
مکیدہ - فقیر و مفلس بنا دیتا ہے
اناس - انسان کی جمع ہے اور انسان
حلقہ چشم کے نقطہ بینائی کا نام ہے
مفلس معادن - جواہرات کے راسخ
کاکھول دیتا ہے
ضجک اصداوت - سپی کے منہ کا
کھل جاتا ہے

فُلْز - قیمتی دھات

سجین - خالص چاندی

عقیان - خاص سونا

نثارہ - وہ موتی جو نثرے جائیں

حصید مرجان - مرجان کا کٹ کر

جوہر حاصل کیا جائے

انفہ - ختم کر دیا

نقص - غرض (نقص)

یخندہ - کسی کو بخیل پانا

ایتم - اس کی اقدار کو اور ویسا ہی

بیان کرو

﴿﴾ مولا نے کائنات کے اس ارشاد

میں ادنیٰ عنصر سے زیادہ علیٰ عنصر کا م

کر رہا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ امت کو

پہاڑوں کے مفلس اور صدف کے تسم

سے بھی آگاہ کر دیں اور مرجان کی باقی

حیثیت کی طرف بھی متوجہ کر دیں تاکہ

مستقبل بیدار جب ان حقائق سے

پر وہ اٹھایا جائے تو عالم انسانیت کو

اسلام کے ذمہ داروں کی عظمت کا اندازہ ہو اور وہ دین الہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

﴿﴾ کرم الہی کے سامنے انسانی مطالبات کم پڑ سکتے ہیں لیکن خداوند قدرت میں کوئی کمی نہیں آ سکتی ہے۔ اس لئے کہ مطالبات حق پر بشر کے مطابق ہیں اور مخالفہ خالق کے مطابق ہے۔

مصادر خطبہ ص ۹۱، العقد الفرید ص ۲۴۳، توحید صدوق ص ۲۴، ربيع الاربار بحشری باب الملائکہ جلد اول، نہایت ابن اثیر، فرج المهموم السید ابن طاووس ص ۲۴

۹۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(اس خطبہ کو خطبہ اشباح کہا جاتا ہے جسے آپ کے جلیل ترین خطبات میں شمار کیا گیا ہے)

معدہ بن سعد نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے یہ خطبہ منبر کو سے اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب ایک شخص نے آپ سے یہ تقاضا کیا کہ پروردگار کے اوصاف اس طرح بیان کریں کہ گویا وہ ہماری نگاہ کے سامنے ہے تاکہ ہماری معرفت اور محبت الہی میں اضافہ ہو جائے۔ آپ کو اس بات پر غصہ آگیا اور آپ نے ناز جماعت کا اعلان فرمادیا مسجد مسلمانوں سے چھٹک اٹھی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اس عالم غیبی خطبہ ارشاد فرمایا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ بدلا ہوا تھا اور غیظ و غضب کے آثار نمودار تھے۔ حمد و ثنائے الہی اور صلوات و سلام کے بعد ارشاد فرمایا:

سای تعریف اس پروردگار کے لئے ہے جس کے خزانہ میں فضل و کرم کے روک دینے اور عطاؤں کے بندھ کر دینے سے اضافہ نہیں ہوتا ہے اور جو درکرم کے تسلسل سے کمی نہیں آتی ہے۔ اس لئے کہ اس کے علاوہ ہر عطا کرنے والے کے یہاں کمی ہو جاتی ہے اور اس کے ماسواہر نہ دینے والا قابلِ مذمت ہوتا ہے۔ وہ مفید ترین نعمتوں اور مسلسل روزیوں کے ذریعہ احسان کرنے والا ہے۔ مخلوقات اس کی ذمہ داری میں ہیں اور اس نے سب کے رزق کی ضمانت دی ہے اور روزی معین کر دی ہے۔ اپنی طرف توجہ کرنے والوں اور اپنے عطایا کے سائلوں کے لئے راستہ کھول دیا ہے اور مانگنے والوں کو نہ مانگنے والوں سے زیادہ عطا نہیں کرتا ہے۔ وہ ایسا اول ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے کہ اس سے پہلے کوئی ہو جائے اور ایسا آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے کہ اس کے بعد کوئی رہ جائے۔ وہ آنکھوں کی بینائی کو اپنی ذات تک پہنچنے اور اس کا ادراک کرنے سے روکے ہوئے ہے۔ اس پر زمانہ اثر انداز نہیں ہوتا ہے کہ حالات بدل جائیں اور وہ کسی مکان میں نہیں ہے کہ وہاں سے منتقل ہو سکے۔ اگر وہ ان تمام جواہرات کو عطا کر دے جو پہاڑوں کے معدن اپنی سانسوں سے باہر نکالتے ہیں یا جنھیں ہندو کے صدق مکر اگر باہر پھینک دیتے ہیں چاہے وہ چاندی ہو یا سونا۔ موتی ہوں یا مرجان۔ تو بھی اس کے کرم پر کوئی اثر نہ پڑے گا اور نہ اس کے خزانوں کی وسعت میں کوئی کمی آسکتی ہے اور اس کے پاس نعمتوں کے وہ خزانے رہ جائیں گے جنھیں مانگنے والوں کے مطالبات ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایسا جواد و کریم ہے کہ نہ سائلوں کا سوال اس کے یہاں کمی پیدا کر سکتا ہے اور نہ مفلسوں کا امر اسے غمیل بنا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں صفات پروردگار

صفات خدا کے بارے میں سوال کرنے والو! قرآن مجید نے جن صفات کی نشان دہی کی ہے انھیں کا اتباع کرو

لے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن مجید نے جتنے صفات بیان کر دیے ہیں ان کے علاوہ دیگر اسما و صفات کا اطلاق نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض علماء اعلام کا خیال ہے کہ اسما و الیہ توقیفیہ ہیں اور نصوص آیات و روایات کے بغیر کسی نام یا صفت کا اطلاق جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس ارشاد کا واضح سا مفہوم یہ ہے کہ جن صفات کی قرآن کریم نے نفعی کر دی ہے ان کا اطلاق جائز نہیں ہے چاہے کسی زبان اور کسی لہجہ ہی میں کیوں نہ ہو۔

کل علم۔ اس کے علم کو مالک کے
حوالہ کردہ

سدود۔ سدہ کی جج ہے

ارتق۔ انکار سے آگے نکل جانا

منقطع۔ انتہا

مبصر۔ خالص

تولست۔ شدت عشق

غمضت۔ فکر کی راہوں کی باریکیاں

روع۔ روک دینا

مھاوی۔ ہلاک کے مقامات

سُدت۔ سدود کی جج ہے۔ رات کا

ایک حصہ

جُہمت۔ یابوس واپس کر دی گئی

جور۔ راستہ سے انحراف

رویات۔ روایت کی جمع ہے۔ فکر

ابتدع۔ بلا نمونہ کے عدم سے وجود

میں لے آنا

اخذی علیہ۔ اس پر قیاس کیا ہو

مساک۔ روکنے والی طاقت

حقاق۔ حق کی جمع ہے۔ بڑیوں کا ہر

① جب اس حقیقت کا اعلان کر دیا گیا

کہ راسخون فی العلم وہ افراد ہیں جنہیں

یہ معلوم ہے کہ کن حقائق کا علم ممکن ہے

اور کن سی باتیں انسانی اور پاک سے بالاتر

ہیں۔ تو ضرورت تھی کہ اپنے راسخون فی العلم

کے اثبات کے لئے ان حقائق کی نشاندہی

کر دی جائے اور اس سلسلے میں چار باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱) مالک کی قدرت کی آخری حدود کا ادراک۔

(۲) اس کے اقتدار کے عمیق غیب کی اطلاع۔

(۳) اس کے صفات کی کیفیت کا تصور۔

(۴) اس کی ذات اقدس کا علم۔

ظاہر ہے کہ یہ امور انسانی اور پاک سے بالاتر ہیں لہذا ان میں دخل اندازی حدود و عظمت الہیہ میں دخل اندازی کے مراد ہے اور یہ جہل ہے۔ راسخون

علم نہیں ہے۔

وَاسْتَنْصَىٰ بُنُورَ هِدَايَتِهِ. وَمَا كَفَّلَكَ الشَّيْطَانُ عِلْمَهُ بِمَا لَيْسَ فِي الْكِتَابِ عَلَيْكَ
فَرَضُهُ. وَلَا فِي سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَآيَةِ الْهَدْيِ أَثَرُهُ. فَكَيْلَ عِلْمُهُ
إِلَى اللَّهِ مُبْجَاهَةً. فَإِنَّ ذَلِكَ مُتَّبَعٌ حَقُّ اللَّهِ عَلَيْكَ وَأَعْلَمُ أَنَّ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ
هُمُ الَّذِينَ أَغْنَاهُمْ عَنِ اقْتِحَامِ الشَّدِيدِ الْمَضْرُوبَةِ دُونَ الْغُيُوبِ. الْأَقْرَارُ بِجُحِلَّةٍ
مَا جَهِلُوا تَفْسِيرَهُ مِنَ الْغَيْبِ الْمَحْجُوبِ. قَدْ دَخَلَ اللَّهُ - تَعَالَى - أَعْيُنَهُمْ بِالْعَجْزِ عَنْ
تَقَاوُلِ مَا لَمْ يَحِيطُوا بِهِ عِلْمًا. وَسَمَى تَرْكَهُمُ التَّعَمُّقَ فِيهَا لَمْ يَكْفِلَهُمُ الْبَيِّنَاتُ عَنْ
كُنْهِهِ رُسُوحًا فَاقْتَصَرَ عَلَى ذَلِكَ وَلَا تُقَدَّرُ عَظَمَةُ اللَّهِ مُبْجَاهَةً عَلَى قَدْرِ عَقْلِكَ
فَتَكُونُ مِنَ الْمَهَالِكِينَ. هُوَ الْقَادِرُ الَّذِي إِذَا ارْتَمَتْ الْأَوْهَامُ لِنُذْرِكَ مُنْقَطِعٌ قُدْرَتِهِ.
وَحَاوَلَ الْفِكْرُ الْمَبْرَأُ مِنْ خَطَرَاتِ الْوَسْوَاسِ أَنْ يَفْقَعَ عَلَيْهِ فِي عَمِيقَاتِ غُيُوبِ
مَلَكُوتِهِ وَتَوَلَّى الْقُلُوبُ إِلَيْهِ. لِيَجْرِيَ فِي كَيْفِيَّةِ صِفَاتِهِ وَغَمَضَتْ مَدَاخِلُ
الْمَعْقُولِ فِي حَيْثُ لَا تَبْلُغُهُ الصَّفَاتُ لِتَقَاوُلِ عِلْمِ دَائِمِهِ وَدَعَا وَهِيَ تَجُوبُ
مَسَاوِي سُدُودِ الْغُيُوبِ. مُتَخَلِّصَةً إِلَيْهِ - مُبْجَاهَةً - فَرَجَعَتْ إِذْ جُهِتَتْ مُعْرِفَةُ
بِأَنَّهُ لَا يُنَالُ بِحُضُورِ الْإِعْتِسَابِ كُنْهُ مَعْرِفَتِهِ وَلَا تَخْطُرُ بِنَالِ أَوَّلِي الرُّوَبَاتِ
خَاطِرُهُ مِنْ تَقْدِيرِ جَلَالِ عِزَّتِهِ الَّذِي أَبْتَدَعَ الْخَلْقَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ امْتَثَلَهُ.
وَلَا يَسْقُطُ احْتِنَاقُ عَلَيْهِ. مِنْ خَالِقٍ مَعْبُودٍ كَانَ قَبْلَهُ. وَأَرَانَا مِنْ
مَلَكُوتِ قُدْرَتِهِ وَعَجَائِبِ مَا نَطَلَقَتْ بِهِ آثَارُ جُحْتِهِ. وَاعْتِرَافِ الْحَاجَةِ
بِالْخَلْقِ إِلَى أَنْ يُقِيمَهَا بِمَسَالِكِ قُوَّتِهِ. مَا دَلَّنَا بِأَضْطِرَارِ قِيَامِ الْحُجَّةِ لَهُ
عَلَى مَعْرِفَتِهِ. فَظَهَرَتْ الْبِدَائِعُ الَّتِي أَخَذَتْهَا آثَارُ صُنْعَتِهِ. وَأَعْلَامُ
جُحْتِهِ فَصَارَ كُلُّ مَا خَلَقَ حُجَّةً لَهُ وَدَلِيلًا عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ خَلْقًا صَائِبًا
فَحُجَّتُهُ بِالتَّذْيِيرِ نَاطِقَةً وَدَلَالَتُهُ عَلَى الْمُبْدِعِ قَائِمَةً فَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ
فَتَبَّكَ بِتَبَاتَيْنِ أَعْضَاءِ خَلْقِكَ وَتَلَا حُمِ حَقَاقِي مَفَاصِلِهِمْ

اور اسی کے

اور نہ مستند

کہ راسخون

کہ وہ اس

کر سکتا اس

ذمہ نہیں ہے

تم

کہ

خیال اس

ہوتے ہیں

یابوس و

عقلیں

میں اس

۱

اپنی قد

بے نقا

حکمت

تو اس

حکمت

حکمت

اسی کے نور ہدایت سے روشنی حاصل کرو اور جس علم کی طرف شیطان متوجہ کرے اور اس کا کوئی فریضہ نہ کتاب الہی میں موجود ہو نہ سنت پیغمبر اور ارشادات ائمہ ہدیٰ میں تو اس کا علم پروردگار کے حوالے کر دو کہ یہی اس کے حق کی آخری حد ہے اور یہ یاد رکھو اسخون فی العلم وہی افراد ہیں جنہیں غیب الہی کے سامنے پڑے ہوئے پردوں کے اندر دروازہ داخل ہونے سے اس امر نے بے نیاز بنا دیا، وہ اس پوشیدہ غیب کا اجالی اقرار رکھتے ہیں اور پروردگار نے ان کے اسی جذبہ کی تعریف کی ہے کہ جس چیز کو ان کا علم احاطہ نہیں سکتا اس کے بارے میں اپنی عاجزی کا اقرار کر لیتے ہیں اور اسی صفت کو اس نے رسوخ سے تعبیر کیا ہے کہ جس بات کی تحقیق ان کے نہیں ہے اس کی گہرائیوں میں جلنے کا خیال نہیں رکھتے ہیں (۱۷)

تم بھی اسی بات پر اکتفا کرو اور اپنی عقل کے مطابق عظمت الہی کا اندازہ نہ کرو کہ ہلاک ہونے والوں میں شمار ہو جاؤ۔ دیکھو وہ ایسا قادر ہے کہ جب فکریں اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہیں اور ہر طرح کے دوسرے پاکیزہ ذال اس کی سلطنت کے پوشیدہ اسرار کو اپنی زردیں لانا چاہتا ہے اور دل دالہا نہ طور پر اس کے صفات کی کیفیت معلوم کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور عقل کی راہیں اس کی ذات کا علم حاصل کرنے کے لئے صفات کی رسائی سے آگے بڑھنا چاہتی ہیں تو وہ انہیں اس عالم میں اس واپس کر دیتا ہے کہ وہ عالم غیب کی گہرائیوں کی راہیں طے کر رہی ہوتی ہیں اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں انہیں اس اعتراف کے ساتھ پلٹ آتی ہیں کہ غلط فکروں سے اس کی معرفت کی حقیقت کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے اور صاحبان فکر کے دلوں کا اس کے جلال و عزت کا ایک شرم بھی خطور نہیں کر سکتا ہے۔

اس نے مخلوقات کو بغیر کسی نمونہ کو نگاہ میں رکھے ہوئے ایجاد کیا ہے اور کسی ماسبق کے خالق و معبود کے نقشہ کے بغیر پیدا کیا ہے۔ اس نے اپنی قدرت کے اختیارات، اپنی حکمت کے منہ بولنے آثار اور مخلوقات کے لئے اس کے سہارے کی احتیاج کے اقرار کے ذریعہ اس حقیقت کو یہ نقاب کر دیا ہے کہ ہم اس کی معرفت پر دلیل قائم ہونے کا اقرار کر لیں کہ جن جدید ترین اشیاء کو اس کے آثار صنعت نے ایجاد کیا ہے اور نشانہ حکمت نے پیدا کیا ہے وہ سب بالکل واضح ہیں اور ہر مخلوق اس کے وجود کے لئے ایک متقل حجت اور دلیل ہے کہ اگر وہ خاموش بھی ہے تو اس کی تدبیر بول رہی ہے اور اس کی دلالت ایجاد کرنے والے پر قائم ہے۔

خدا یا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے بھی تیری مخلوقات کے اعضاء کے اختلاف اور ان کے جوڑوں کے سروں کے ملنے سے تیری حکمت کی تدبیر کے لئے تیری شبیہ قرار دیا۔

لے انسان کی غفلت کی آخری حد یہ ہے کہ وہ وجود و حکمت الہی کی دلیل تلاش کر رہا ہے جب کہ اس نے ادنیٰ تا مل سے کام لیا ہوتا تو اسے اندازہ ہو جاتا کہ جس نگاہ سے آثار قدرت کو تلاش کر رہا ہے اور جس دماغ سے دلائل حکمت کی جستجو کر رہا ہے یہ دونوں اپنی زبان بے زبانی سے آواز دے رہے ہیں کہ اگر کوئی خالق حکیم اور صانع کریم نہ ہوتا تو ہمارا وجود بھی نہ ہوتا۔ ہم اس کی عظمت و حکمت کے بہترین گواہ ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے دلائل حکمت و عظمت کا تلاش کرنا بغیر میں کٹورہ رکھ کر شہر میں ڈھنڈو دھونے کے مترادف ہے اور یہ کار عطا نہیں ہے۔

اجتباب مفاصل - مرگشت اور کھال

سے بند ہونا

عاد لون بک - دوسروں کی طرف مول

کرنے والے

نخلوک - عطا کر دیا

حلیہ - صفات

قدروک - قیاس کیا

کیف - مخصوص کیفیت والا

مصرف - جس پر عقلیں تصرف کریں

استصعب - رام نہیں ہو سکا

غریزہ - طبیعت - مزاج

افادہ - استفادہ

ریش - سستی اور کوتاہی

اناقہ - سوچ بچار

متکلی - باند باز

آود - کچی

نہج - معین کر دیا

قرآن - جمع قرینہ - نفس - ساتھی

غرائز - طباع

ہدایا - جمع ہدای - صنعت

رجوات - جمع رجوة - بلند جگہ

فرج - جمع فرج - خال جگہ

لاحم - جوڑ دیا

صدوع - جمع صدع - شکاف

بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرآن

سے مراد نفس ہے جسے جسم کے ساتھ

جوڑ دیا گیا ہے۔

اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ

خود مختلف قسم کے اجسام ہیں جن میں

ارتباط پیدا کر دیا گیا ہے۔

الْحَسْبُ لِي تَنْذِيرِ حِكْمَتِكَ لَمْ يَعْزِزْ غَيْبَ ضَمِيرِهِ عَلَى مَعْرِفَتِكَ وَلَمْ يُبَايِزْ قَلْبُهُ
الْإِسْقِينَ بِأَنَّهُ لَا يَدُ لَكَ، وَكَأَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ تَبَرُّؤَ التَّائِبِينَ مِنَ الْمُشْرُوعِينَ إِذْ يَقُولُونَ:
«تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَنِي ضَلَالٍ مُبِينٍ» إِذْ تُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ «كَذَبَ الْعَادِلُونَ بِكَ،
إِذْ تُبْهِمُكَ بِأَضْغَانِهِمْ، وَتَحْلُوكَ حِلْيَةَ الْمَخْلُوقِينَ بِأَوْهَامِهِمْ، وَجَزَّأَوْكَ
تَجْزِئَةَ الْجَسَمَاتِ بِخَوَاطِيرِهِمْ وَقَدَّرُوكَ عَلَى الْخِلَافَةِ الْمَخْتَلِفَةِ الْقَوَى،
بِسُقْرَائِهِمْ عُقُولَهُمْ وَأَشْهَدُ أَنْ سَمِعْنَا سَاوَاكَ بِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِكَ فَقَدْ عَدَلَ بِكَ
وَالْعَادِلُ بِكَ كَافِرٌ بِمَا تَنْزَلَتْ بِهِ مُحْكَمَاتُ آيَاتِكَ وَنَطَقَتْ عَنْهُ شَوَاهِدُ
حُجَجٍ بِسَيِّئَاتِكَ، وَإِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْبَدِي لَمْ تَنْتَهَ فِي الْقَوْلِ، فَتَكُونُ فِي
مَهَبٍ فِكْرَهَا مُكَيِّفًا، وَلَا فِي رَوَايَاتِ خَوَاطِرِهَا فَتَكُونُ عُدُودًا مُصَرِّفًا.

وَمِنْهَا: قَدَّرَ مَا خَلَقَ فَأَحْكَمَ تَقْدِيرَهُ، وَدَبَّرَهُ فَأَلْطَفَ تَنْذِيرَهُ، وَوَجَّهَهُ
لِسُجُوتِهِ فَلَمْ يَسْتَعِدَّ حُدُودَ مَسْزِلَتِهِ، وَلَمْ يَسْقُطْ دُونَ الْإِسْتِثَاءِ إِلَى غَايَتِهِ،
وَلَمْ يَنْتَضِعْ إِذْ أَمَرَ بِالْمُطِيِّ عَلَى إِزَادَتِهِ، فَكَيْفَ وَإِنَّمَا صَدَرَتْ الْأُمُورُ
عَنْ مَشِيئَتِهِ؟ أَلَشَيْءُ أَضْغَانٍ أَضْغَانُ الْإِنْسَانِ بِمَا رَوَيْتُ وَفُكِّرَ آلِ الْإِنْسَانِ،
وَلَا قَرِيبَةَ غَيْرِ زَوْجٍ أَضْمَرَ عَلَيْهَا، وَلَا تَجْزِئَةَ أَفَادَهَا مِنْ حَوَادِثِ الدُّمُورِ،
وَلَا شَرِيكَ أَعْنَانَهُ عَلَى ابْتِدَاعِ عَجَائِبِ الْأُمُورِ، فَتَمَّ خَلْقُهُ بِأَمْرِهِ،
وَأَذْعَنَ لِسْطَاعَتِهِ، وَاجَابَ إِلَى دَعْوَتِهِ، لَمْ يَمْتَرِضْ دُونَهُ رَيْثُ الْبَطْلِيِّ
وَلَا أُنَاءُ الْمَلَكِيِّ فَأَقَامَ مِنَ الْأَشْيَاءِ أَوْدَهَا، وَتَهَجَّ حُدُودَهَا،
وَلَا تَمَّ بِقُدْرَتِهِ بَيْنَ مُتَضَادَّهَا، وَوَصَلَ أَشْبَابَ قَرَائِنِهَا، وَقَرَّبَهَا
أَجْنَاسًا تَحْتَلِفَاتٍ فِي الْمُدُودِ وَالْأَقْدَارِ، وَالْفَرَائِزِ وَالْمَقَاتِلِ،
بِدَايَا خَلَاقٍ أَحْكَمَ صُنْعَهَا، وَقَطَرَهَا عَلَى مَا أَرَادَ وَابْتَدَعَهَا!

وَمِنْهَا فِي حَقِّهِ السَّمَاءُ

وَنَظَّمَ بِهَا تَغْلِيْقَ رَهَوَاتِ فَرْجِهَا، وَلَا حَمَّ صُدُوعَ أَنْفِرَاجِهَا

نہج کو تھا کی مخلوق

ہے اس نے کر دیا یہ

اس نے اپنے ضمیر کے غیب کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا اور اس کے دل میں یہ یقین پیوست نہیں ہوا کہ تیرا کوئی مثل نہیں ہے اور گویا اس نے یہ پیغام نہیں سنا کہ ایک دن مرید اپنے پروردگار سے یہ کہہ کر بیزاری کریں گے کہ "بخدا ہم کھلی جوتی مگر اہی میں تھے جب تم کو رب العالمین کے برابر قرار دے رہے تھے۔ بے شک تیرے برابر قرار دینے والے بھوٹے ہیں کہ انھوں نے تجھے اپنے اہنام سے تشبیہ دی ہے اور اپنے اوہام کی بنا پر تجھے مخلوقات کا حلیہ عطا کر دیا ہے اور اپنے خیالات کی بنا پر مجسموں کی طرح تیرے ٹکڑے کر دئے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوچ بوجھ سے تجھے مختلف طاقتوں والی مخلوقات کے پیمانے پر ناپ تول دیا ہے۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جس نے بھی تجھے کسی کے برابر قرار دیا اس نے تیرا ہمسر بنا دیا اور جس نے تیرا ہمسر بنا دیا اس نے آیات حکمت کی تنزیل کا انکار کر دیا ہے اور واضح ترین دلائل کے بیانات کو بھٹلا دیا ہے۔ بے شک تو وہ خدا ہے جو عقلوں کی حدود میں نہیں آسکتا ہے کہ افکار کی روانی میں کیفیوں کی زد میں آجائے اور نہ غور و فکر کی جولانیوں میں سہما سکتا ہے کہ محدود اور تصرفات کا پابند ہو جائے۔

(ایک دوسرا حصہ)

مالک نے ہر مخلوق کی مقدار معین کی ہے اور محکم ترین معین کی ہے اور ہر ایک کی تدبیر کی ہے اور لطیف ترین تدبیر کی ہے ہر ایک کو ایک رُخ پر لگا دیا ہے تو اس نے اپنی منزلت کے حدود سے تجاوز بھی نہیں کیا ہے اور انتہا تک پہنچنے میں کوتاہی بھی نہیں کی ہے اور مالک کے ارادہ پر چلنے کا حکم دے دیا گیا تو اس سے سرتابی بھی نہیں کی ہے اور یہ ممکن بھی کیسے تھا جب کہ سب اس کی مشیت سے منظر عام پر آئے ہیں۔ وہ تمام اشیاء کا ایجاد کرنے والا ہے بغیر اس کے کہ فکر کی جولانیوں کی طرف رجوع کرے یا طبیعت کی داخلی روانی کا سہارا لے یا حوادث زمانہ کے تجربات سے فائدہ اٹھائے یا عجیب و غریب مخلوقات کے بنانے میں کسی شریک کی مدد کا محتاج ہو۔

اس کی مخلوقات اس کے امر سے تمام ہوئی ہے اور اس کی اطاعت میں سر بسجود ہے۔ اس کی دعوت پر لبیک کہتی ہے اور اس راہ میں نہ دیر کرنے والے کی سستی کا شکار ہوتی ہے اور نہ جلد و جھٹ کرنے والے کی ڈھیل میں مبتلا ہوتی ہے۔ اس نے اشیاء کی کجی کو میدھا رکھا ہے۔ ان کے حدود کو مقرر کر دیا ہے۔ اپنی قدرت سے ان کے متضاد عناصر میں تناسب پیدا کر دیا ہے اور نفس و بدن کا رشتہ جوڑ دیا ہے۔ انھیں حدود و مقادیر، طبائع و کیفیات کی مختلف جنسوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ نو ایجاد مخلوق ہے جس کی صنعت مستحکم رکھی ہے اور اس کی قدرت و خلقت کو اپنے ارادہ کے مطابق رکھا ہے۔

(کچھ آسمان کے بارے میں)

اس نے بغیر کسی چیز سے وابستہ کئے آسمانوں کے نشیب و فراز کو منظم کر دیا ہے اور اس کے شگافوں کو ملا دیا ہے

وشرح - مضبوطی سے باندھ دیا

ازواج - امثال

قراقرم - دوسرے اجرام فلک

باطل و صاعد - سفلی و علوی ارواح

جزوہ - صوبہ و ناہماری

اشراج - جمع شرح - کُنْدا

صوامت - جس میں کوئی خلا نہ ہو

رصد - محافظ

شہب ثواقب - انتہائی تیز روشنی

والے ستارے

نقاب - جمع نقب - شکات

تور - قضائیں توپ سکیں

ایہ - قوت

محوۃ - جس کی روشنی کبھی کبھی ختم

ہو جاتی ہے

مناقل مجرا یا - وہ حالات جن میں

اپنے مدار سے منتقل ہو جاتے ہیں

فلک - جس جگہ ستاروں کو ثابت کیا

گیا ہے

دراری - کو اک

اذلال - جمع ذل - وضع راستہ

صفیح - آسمان

اجوار - جمع جو - فضا

زرجل - بلند آواز - گونج

خلائر - جمع حظیرہ کھرا - منزل

قدس - پاکیزگی

سرات - جمع سترو - پردہ

سراوقات - جمع سراوق - سرپردہ

رنج - زلزلہ و اضطراب

تشک - کان بہرے ہو جائیں

سجات نور - طبقات نور

خامسہ - ناکام و نامراد

① واضح رہے کہ یہ سعد و نحس مختلف آثار کے اعتبار سے ہیں جن کا نور ستاروں سے ہوتا رہتا ہے۔ اس کا کوئی تعلق اس سعد و نحس سے نہیں ہے جس کا

تذکرہ علم نجوم میں پایا جاتا ہے اور جس پر اعتبار کرنے سے اندر معصومین نے شدت سے منع فرمایا ہے اور بدشگونی کو یکسر غلط اسلام قرار دیا ہے۔

وَدَشَّجَ بَيْتَهَا وَبَيْنَ أَزْوَاجِهَا، وَذَلَّلَ لَهَا بِطِينٍ بِأَمْرِهِ، وَالصَّاعِدِينَ
بِأَغْمَالٍ خَلْقِهِ، حُزُونَةَ يَسْفِرُاجِهَا وَنَادَاهَا بَعْدَ إِذْ هِيَ دُخَانٌ،
فَالْتَحَمَتْ (فالتجمت) عُرَى أَشْرَاجِهَا، وَفَتَقَ بَعْدَ الْإِزْنَانِ صَوَامِثَ
أَبْوَابِهَا، وَأَقَامَ وَصْدًا مِنَ الشَّهْبِ الثَّوَابِقِ عَلَى نِقَائِهَا، وَأَمْسَكَهَا
مِنْ أَنْ تَمُورَ فِي خَزَقِ الْمَوَاءِ بِأَيْدِيهِ (بائده، رائده)، وَأَمَرَهَا أَنْ تَقِفَ
مُسْتَشْلِمَةً لِأَنْسَرِهِ، وَجَعَلَ شَمْسَهَا آيَةً مُبْصِرَةً لِنَهَارِهَا، وَقَرَّمَهَا
آيَةً تَمْخُوَةٌ مِنْ لَيْلِهَا، وَأَجْرَاهُمَا فِي مَنَاقِلَ بَحْرَاهُمَا، وَقَدَّرَ
سَيْرَهُمَا (سیرهما) فِي مَدَارِجِ دَرَجَاتِهَا، لِيُفَيِّرَ بَيْنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بَيْنَهُمَا،
وَلِيُعْلِمَ عِدَّةَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ بِمَقَادِيرِهَا، ثُمَّ عَلَّقَ فِي جَوْهَا فَلَكَهَا،
وَنَاطَ بِهَا زِينَتَهَا، مِنْ خَفِيَّاتِ دَرَارِهَا وَمَصَابِيحِ كَوَاكِبِهَا، وَرَمَى
مُسْتَرَقِي السَّمْعِ بِثَوَاقِبِ شُهُبِهَا، وَأَجْرَاهَا عَلَى أَذْلالٍ تُشْخِرُهَا مِنْ
ثَبَاتِ ثَابِتِهَا (معوذها)، وَمَسِيرِ سَائِرِهَا، وَهَبُوطِهَا وَصُعُودِهَا، وَتُحْوِيسِهَا وَصُعُودِهَا

و منها فی صفة الملائكة

ثُمَّ خَلَقَ سُبْحَانَهُ لِإِسْكَانِ سَمَوَاتِهِ، وَعِزَّازِ الصَّفِيحِ الْأَعْلَى، مِنْ
مَلَائِكَتِهِ، خَلْقًا بَدِيعًا مِنْ مَلَائِكَتِهِ، وَمَلَائِكِهِمْ فُرُوجَ فِجَاجِهَا،
وَحَشَايِهِمْ فُسُوقَ أَجْوَانِهَا (اجوائها)، وَبَيْنَ فَجَوَاتِ تِلْكَ الْفُرُوجِ
رَجُلُ الْمُسَبِّحِينَ مِنْهُمْ فِي حَظَائِرِ الْقُدُسِ، وَسُتُرَاتِ الْمُحِبِّ،
وَسَرَادِقَاتِ الْمَسْجِدِ، وَوَرَاءَ ذَلِكَ الرَّجِيحِ (الزجيج) الَّذِي تُشْتَكُّ
مِنْهُ الْأَشْغَاعُ سُبُحَاتِ نُورٍ تَرْدَعُ الْأَبْصَارَ عَنْ بُلُوغِهَا، فَتَقِفُ خَائِفَةً
عَلَى حُدُودِهَا، وَأَنْشَأَهُمْ عَلَى صُورٍ مُخْتَلِفَاتٍ، وَأَقْدَارٍ مُتَقَاوِمَاتٍ (موتلفات)،
«أُولَى أَجْنَحَةٍ تُسَبِّحُ جَلَالَ عِزَّتِهِ، لَا يَسْتَجِلُّونَ مَا ظَهَرَ فِي

اور انھیں آپس میں ایک دوسرے کیساتھ جکڑ دیا ہے اور اس کا حکم لے کر اترنے والے اور بندوں کے اعمال کو لے کر جانے والے فرشتوں کے لئے بلند کی ناہمواریوں کو ہموار کر دیا ہے۔ ابھی یہ آسمان دھوئیں کی شکل میں تھے کہ مالک نے انھیں آواز دی اور ان کے قسموں کے رشتے آپس میں جڑ گئے اور ان کے دروازے بند رہنے کے بعد کھل گئے۔ پھر اس نے ان کے سوراخوں پر ٹوٹے ہوئے ستاروں کے نگہبان کھڑے کر دیے اور اپنے دست قدرت سے اس امر سے روک دیا کہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر ادھر چلے جائیں۔

انھیں حکم دیا کہ اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم کھڑے رہیں۔ ان کے آفتاب کو دن کے لئے روشن نشانی اور ماہتاب کو رات کی دھندلی نشانی قرار دے دیا اور دونوں کو ان کے بہاؤ کی منزل پر ڈال دیا ہے اور ان کی گزرگاہوں میں رنخار کی مقدار معین کر دی ہے تاکہ ان کے ذریعہ دن اور رات کا امتیاز قائم ہو سکے اور ان کی مقدار سے سال وغیرہ کا حساب کیا جاسکے۔ پھر فضائے بیسط میں سب کے مدار معلق کر دیے اور ان سے اس زمین کو وابستہ کر دیا جو چھوٹے چھوٹے ستاروں اور بڑے بڑے ستاروں کے چراغوں سے پیدا ہوئی تھی آوازوں کے چرلنے والوں کے لئے ٹوٹے ستاروں سے سنگسار کا انتظام کر دیا اور انھیں بھی اپنے جبر و قہر کی راہوں پر لگا دیا کہ جو ثابت ہیں وہ ثابت رہیں۔ جو سیارہ ہیں وہ سیارہ رہیں۔ بلند و بست نیک و بد سب اسی کی مرضی کے تابع رہیں (۱)۔
(اوصاف ملائکہ کا حصہ)

اس کے بعد اس نے آسمانوں کو آباد کرنے اور اپنی سلطنت کے بلند ترین طبقہ کو بسانے کے لئے ملائکہ جیسی انوکھی مخلوق کو پیدا کیا اور ان سے آسمانی ماستوں کے شگافتوں کو پڑ کر دیا اور فضا کی پہنائیوں کو معمور کر دیا۔ انھیں شگافتوں کے درمیان تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس کی چار دیواری، عظمت کے جبابات، بزرگی کے سراپاؤں کے پیچھے گونج رہی ہیں اور اس گونج کے پیچھے جس سے کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں۔ نور کی وہ تجلیاں ہیں جو فضا ہوں کو وہاں تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں اور۔۔۔ ناکام ہو کر اپنی حدود پر ٹھہر جاتی ہیں۔

اس نے ان فرشتوں کو مختلف شکلوں اور الگ الگ پہاڑوں کے مطابق پیدا کیا ہے۔ انھیں بال و پر عنایت کئے ہیں اور وہ اس کے جلال و عزت کی تسبیح میں مصروف ہیں۔ مخلوقات میں اس کی نمایاں صنعت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے ہیں۔

لے واضح ہے کہ ملائکہ اور جنات کا مسئلہ غیبیات سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا علم دنیا کے عام وسائل کے ذریعہ ممکن نہیں ہے۔ قرآن مجید نے ایمان کے غیب کے اقراء کو شرط اساسی قرار دیا ہے لہذا اس مسئلہ کا تعلق صرف صاحبانِ ایمان سے ہے۔ دیگر افراد کے لئے دیگر ارشاداتِ امام سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اتنی بات تو بہر حال واضح ہو چکی ہے کہ آسمانوں کے اندر آبادیاں پائی جاتی ہیں اور یہاں کے افراد کا وہاں زندہ نہ رہ سکتا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہاں کے باشندے بھی زندہ نہ رہ سکیں۔ مالک نے ہر جگہ کے باشندے میں وہاں کے اعتبار سے صلاحیت حیات رکھی ہے اور اسے سامانِ زندگی عنایت فرمایا ہے۔ امام صادق کا ارشاد گرامی ہے کہ پروردگار عالم نے دس لاکھ عالم پیدا کئے ہیں اور دس لاکھ آدم۔ اور ہماری زمین کے باشندے آخری آدم کی اولاد ہیں۔
(الہیۃ والا سلام شہرستانی)

اِخْبَات - حضور و خشوع
وُلُئ - جمع و لول - رام شدہ
منار - جمع منارہ - منزل نور
اعلام - نشان منزل
موصرات آتام - گن ہوں کا سنگین

بوجھ

ارتحلہ - سامان سفر لا دیا

عُقب - جمع عقبہ - نوہ

نوازع - جمع نازعہ - ستارہ

معاقد - جمع معقدہ - محل عقاد

اِحْن - جمع اِحْنہ - حسد و کینہ

لاق - چپک گی

تفتزع - قرعہ ڈال

رین - زنگ - کثافت

دُئج - جمع دالچ - بوجھل بادل

فترہ - مخصی انداز

آبِئِم - جس میں راستہ نہ مل پائے

مخارق - جمع مخرق - محل شکات

رجح ہشامہ - ہلک ہوا

ولر - شدت شوق

رویہ - جو پیاس بجھا دے

اس اعتبار سے ملا کہ کس قدر

خوش قسمت اور مطمئن ہیں کہ بشریت

کے جہد خطرات سے محفوظ اور مصون

ہیں - نہ ان کی زندگی میں خواہشات

کا گزر رہے کہ گناہوں کا بوجھ اٹھانا پڑے

الْمُخْلَقِ مِنْ صُنْعِهِ، وَلَا يَدْعُونَ أَنَّهُمْ يَخْلُقُونَ شَيْئاً مَعَهُ يَكْفُرُ بِهِ،
«بَنِي عِبَادٍ مُكْرَمُونَ، لَا يَنْبِقُونَ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ» جَعَلَهُمُ اللَّهُ
فِي مَا هُنَالِكَ أَهْلَ الْأَمَانَةِ عَلَى وَحْيِهِ، وَحَمَلَهُمْ إِلَى الْأَرْسَلِينَ وَدَائِعِ
أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ، وَعَصَمَهُمْ مِنْ رَيْبِ الشُّبُهَاتِ، قَسَا مِنْهُمْ زَانِغٌ عَنْ سَبِيلِ
مَرْضَانِيهِ، وَأَمَدَّهُمْ بِفَوَائِدِ السُّعُوتِ، وَأَشْعَرَ قُلُوبَهُمْ تَوَاضُعِ إِخْبَاتِ
السَّكِينَةِ، وَفَتَحَ لَهُمْ أَبْوَاباً دَلَّلاً إِلَى تَجَاوُزِهِ، وَنَصَبَ لَهُمْ مَنَاراً
وَاضِحَةً عَلَى أَعْلَامِ تَوْحِيدِهِ، لَمْ تُفْلِحْهُمْ مُوصِرَاتُ الْأَتَامِ، وَلَمْ
تَرْجُلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِ وَالْأَيَّامِ، وَلَمْ تَزِمِ الشُّكُوكُ بِتَوَازِعِهَا (نَوَازِعُهَا)
عَزِيمَةً إِيْنَانِهِمْ، وَلَمْ تَعْتَرِكِ الظُّنُونُ عَلَى مَعَايِدِ يَقِينِهِمْ،
وَلَا قَدَحَتْ قَادِحَةُ الْإِحْسَنِ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَلَا سَلَبَتْهُمْ الْحَزِينَةَ
مَا لَاقَ مِنْ مَعْرِفَتِهِ بِضَمَائِرِهِمْ، وَمَا سَكَنَ مِنْ عَظَمَتِهِ وَهَيْبَتِهِ
جَلَالَتِهِ فِي أَثْنَاءِ صُدُورِهِمْ، وَلَمْ تَطْمَعْ فِيهِمُ الْوَسَاوِسُ
فَتَفْتَرِعَ بِرَبِّيْنَاهِ عَلَى فِكْرِهِمْ، وَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِي خَلْقِ السَّعَامِ
الدُّلْعِ، وَفِي عِظَمِ الْجِبَالِ الشُّعْمِ وَفِي قَسْوَةِ الظَّلَامِ الْأَيْسَمِ،
وَمِنْهُمْ مَنْ قَدْ خَرَقَتْ أَقْدَامُهُمْ تُخُومَ الْأَرْضِ الشُّفْلَى، فَهِيَ
كَرَائِيَاتٍ بَيْضٍ قَدْ نَفَذَتْ فِي غَارِقِ الْهَوَاءِ، وَتَحْتَهَا رِيحُ هَافَةٍ
تَغْشَاهَا عَلَى حَيْثُ أَنْتَهَتْ مِنَ الْحُدُودِ السَّاهِيَةِ، قَدْ
أَشْتَفَرَعَتْهُمْ أَشْقَالُ عِبَادَتِهِ، وَوَصَلَتْ (وَسَلَتْ) حَقَائِقُ الْإِيمَانِ
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَعْرِفَتِهِ، وَقَطَعَتْهُمْ الْأَيْسِقَانُ بِهِ إِلَى الْوَلَةِ
إِلَيْهِ، وَلَمْ تُجَاوِزْ رَغْبَاتُهُمْ مَا عِنْدَهُ إِلَى مَا عِنْدَ غَيْرِهِ
قَدْ ذَاتُوا حِلَاوَةَ مَعْرِفَتِهِ، وَشَرِبُوا بِالنَّكَاسِ الرَّوِّيَّةِ مِنْ

نہ ان کے پاس مادی جسم ہے کہ گردش لیل و نهار کی بنا پر بیاریوں کا سامنا کرنا پڑے۔ نہ شکوک و اہام کی زد پر ہیں کہ ایمان و یقین نظر میں پڑ جائے اور نہ
مخادات کا گھراؤ ہے کہ بغض و حسد کا شکار ہو جائیں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان جب ان بلاؤں سے محفوظ ہو جاتا ہے تو اس کا مرتبہ ملائکہ سے
بلند تر ہو جاتا ہے اور اس کی معراج کے سامنے ملائکہ کے پر جھٹکنے لگتے ہیں!

اور ک
مطالعہ
انہیں
کھو
شب
نشار
بھی
دہ
ال
جن
ہوں
ہے
انہیں
کی حلا

لے بھر
نورانی
میں مختار

کے بار
لے فا
ہے
اور
ہے

کو کسی چیز کی تخلیق کا ادعا نہیں کرتے ہیں۔ "یہ اللہ کے محرم بندے ہیں جو اس پر کسی بات میں سبقت نہیں کرتے ہیں اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔" اللہ نے انہیں اپنی وحی کا امین بنایا ہے اور مرسلین کی طرف اپنے امر و نہی کی امانتوں کا حامل قرار دیا ہے۔ انہیں شکوک و شبہات سے محفوظ رکھا ہے کہ کوئی بھی اس کی مرضی کی راہ سے انحراف کرنے والا نہیں ہے۔ سب کو اپنی کارآمد امداد سے نوازا ہے اور سب کے دل میں عاجزی اور شکستگی کی تواضع پیدا کر دی ہے۔ ان کے لئے اپنی تعجید کی سہولت کے دروازے کھول دئے ہیں اور توحید کی نشانیوں کے لئے واضح منارے قائم کر دئے ہیں۔ ان پر گناہوں کا بوجھ بھی نہیں ہے اور انہیں شب و روز کی گردشیں اپنے ارادوں پر چلا بھی نہیں سکتی ہیں۔ شکوک و شبہات ان کے مستحکم ایمان کو اپنے خیالات کے تیروں کا نشانہ بھی نہیں بنا سکتے ہیں اور وہ ہم و گمان ان کے یقین کی پختگی پر حملہ آور بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ ان کے درمیان حسد کی جنگاری بھی نہیں بھڑکتی ہے اور حیرت و استعجاب ان کے ضمیروں کی معرفت کو سلب بھی نہیں کر سکتے ہیں اور ان کے سینوں میں چھپے ہوئے عظمت و ہیبت و جلالت الہی کے ذخیروں کو چھین بھی نہیں سکتے ہیں اور دوسو سوں نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں ہے کہ ان کی فکر کو زنگ آکر دبا دیں۔ ان میں بعض وہ ہیں جنہیں بوجھل بادلوں۔ بلند ترین پہاڑوں اور تاریک ترین ظلمتوں کے پردوں میں رکھا گیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کے پیروں نے زمین کے آخری طبقہ کو پار کر دیا ہے اور وہ ان سفید رچموں جیسے ہیں جو فضا کی دستوں کو چیر کر باہر نکل گئے ہوں۔ جن کے نیچے ایک ہلکی ہوا ہو جو انہیں ان کی حدود پر روکے رہے۔ انہیں عبادت کی مشغولیت نے ہر چیز سے بے فکر بنا دیا ہے اور ایمان کے حقائق نے ان کے اور معرفت کے درمیان گہرا رابطہ پیدا کر دیا ہے اور یقین کامل نے ہر چیز سے رشتہ توڑ کر انہیں مالک کی طرف مشتاق بنا دیا ہے۔ ان کی رغبتیں مالک کی نعمتوں سے ہٹ کر کسی اور کی طرف نہیں ہیں کہ انہوں نے معرفت کی حلاوت کا مزہ چکھ لیا ہے اور محبت کے سیراب کرنے والے جام سے سرشار ہو گئے ہیں (۱۹)

بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ ملائکہ کا علم زمین و آسمان کے تمام طبقات کو محیط ہے لیکن بظاہر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب ان کا جسم نورانی ہے اور اس پر مادیات کا دباؤ نہیں ہے تو ان کا جسم لطیف مادیات کے تمام حدود کو توڑ سکتا ہے اور اس میں کوئی بات غلط عقل نہیں ہے۔ نورانیت میں مختلف اشکال اختیار کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور وہ مختلف صورتوں میں سامنے آ سکتے ہیں۔ ملائکہ کے نورانی اجسام کی وسعت حیرت انگیز نہیں ہے۔ وہ زمین کی آخری تہ سے آسمان کی آخری بلندی تک احاطہ کر سکتے ہیں۔ حیرت انگیز اس گہرا ایمان کی وسعت ہے جس میں اس گروہ ملائکہ کا سردار بھی سما جاتا ہے اور چادر کی وسعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ گہرا ظاہر ہے کہ جس کی زندگی میں دنیا کے مسائل تجارت و زراعت، ملازمت و صنعت اور رشتہ و قربت شامل نہ ہوں اس سے زیادہ عبادت کو کون کر سکتا ہے اور اس سے زیادہ عبادت کو کون وقت دے سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جن کی زندگی میں زراعت بھی ہے اور تجارت بھی صنعت بھی ہے اور ریاست بھی۔ رشتہ بھی ہے اور قربت بھی۔ لیکن اس کے باوجود اتنی عبادت کرتے ہیں کہ مالک کو آرام کرنے کا حکم دینا پڑتا ہے اور ان کی ایک ضربت عبادت ثقلین پر بھاری ہو جاتی ہے یا وہ ایک نیند سے مرضی معبود کا سودا کر لیتے ہیں۔

مَحَبَّةٍ، وَتَمَكَّنَتْ مِنْ سُوءِذَاءِ قُلُوبِهِمْ وَشَيْخَةِ خَيْفَتِهِ،
فَسَحَنُوا بِطُولِ الطَّاعَةِ اعْتِدَالَ ظُهُورِهِمْ، وَلَمْ يُنْبَذْ طُؤُلُ
الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ مَادَّةَ تَضَرُّعِهِمْ، وَلَا أُطْلِقَ عَنْهُمْ عَظِيمُ
الزُّلْفَةِ رَيْقُ خُشُوعِهِمْ، وَلَمْ يَتَوَلَّهِمُ الْأَعْجَابُ فَسَيَّكُزُوا
مَا سَلَفَ مِنْهُمْ، وَلَا تَرَكَتْ لَهُمْ أَشْتِكَائَةُ الْأَجْلَالِ نَصِيئًا
فِي تَعْقِيمِ حَسَنَاتِهِمْ، وَلَمْ تَجْرِ الْفَرَاتُ فِيهِمْ عَلَى طُؤُلِ
دُؤُوبِهِمْ، وَلَمْ تَغِيضْ رَغْبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوا عَنْ رَجَاءِ رَبِّهِمْ،
وَلَمْ تَجْعَلْ لِبَطُولِ الْمُنَاجَاةِ أَسْلَاطَ الْبَسِيطَةِ، وَلَا تَلَكِّتَهُمْ
الْأَشْخَالَ حَقِيقَةَ بِهَيْسِ الْجُؤَارِ (الجبار، الخس) إِلَيْهِ أَصْوَاتُهُمْ،
وَلَمْ تُخَلِّفْ فِي مَقَامِ (الطاعة) الطَّاعَةِ مَنَاجِيَهُمْ، وَلَمْ
يَسْأَلُوا إِلَى رَاحَةِ الشَّقِيقِ فِي أَسْرَرِ رِقَابَتِهِمْ، وَلَا تَقْدُ
عَلَى عَزِيَّةِ جَدِّهِمْ بِلَادَةُ الْخَفَلَاتِ، وَلَا تَتَّظِلُ فِي
هَيْبَتِهِمْ خَدَائِسُ الشَّهَوَاتِ، قَدْ أَخَذُوا ذَا الْقَرْشِ ذَخِيرَةً
لِيَوْمِ قَسَاقَتِهِمْ، وَيَتَمَوَّهُ عِنْدَ أَنْقِطَاعِ الْخَلْقِ إِلَى
الْأَسْمَلِ مَخْلُوقِينَ بِرَغْبَتِهِمْ، لَا يَفْقَهُونَ أَمَدَ غَايَةِ عِبَادَتِهِ،
وَلَا يَسْزُجُ بِهَيْسِ الْإِنْسَانِ تَهَنُّاتُ بِلُزُومِ طَاعَتِهِ، إِلَّا إِلَى
مَوَادِّ مِنْ قُلُوبِهِمْ غَيْرِ مُنْقَطِعَةٍ مِنْ رَجَائِهِ وَتَعَاقُبَتِهِ،
لَمْ تَنْقَطِعْ أَنْ بَابُ الشُّفَقَةِ مِنْهُمْ، فَسَيُّوا فِي جَدِّهِمْ،
وَلَمْ تَأْيِزْهُمْ الْأَطْلَاعُ فَيُؤْثِرُوا وَشَيْكَ الشَّغْفِ عَلَى
أَجْنِبَتِهِمْ، لَمْ يَنْتَظِعُوا مَا مَضَى مِنْ أَعْمَالِهِمْ،
وَلَمْ يَنْتَظِعُوا ذَلِكَ لَسَنَةِ الرَّجَاءِ مِنْهُمْ شَفَقَاتِ
وَجَسَلِهِمْ، وَلَمْ يَخْلُفُوا فِي رَهْبِهِمْ بِأَسْتِخْوَاذِ الشَّيْطَانِ
عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُفَرِّقْهُمْ سُوءُ الشَّقَاطِطِ، وَلَا تَسْوَلَهُمْ
غِلُّ الشَّخَاشِدِ، وَلَا تَشْتَقُّ مِنْهُمْ مَصَارِفُ الرَّيْبِ، وَلَا

سوداء - نقطہ قلب
وشیجہ - خوں خدا کی جڑیں
لم یبقہ - کوئی فائدہ نہیں پہنچایا
رَبِّق - جمع ربقة - رستی
استکان - خضوع و خشوع
دُؤُب - مسلسل دُؤُب - ہو پ کرنے والا
لم تغض - کم نہیں ہوا
اسد اللسان - اطراف زبان
ہیس - ہلکی آواز
جوار - فریاد
مقام - جمع مقام - صفیں
لا تعدو - حد آور نہیں ہوتا
انتضلت الابل - تیز رفتاری سے چلا
فاقد - حاجت
یموہ - اسی کا قصد کیا
استہتار - والہانہ شغف
مواد - جمع مادہ - ذخیرہ
شفقة - خوں
یؤا - دلی نیکی سے نکلا ہے - سستی
وشیک لسمی - آسان ترین کوشش
شفقات - حالات خوف
تشعب - منتشر ہر جانا
ریب - جمع ریب - شک و شبہ
ہر مخلوق کی شرافت کی نشانی
ہے کہ اپنے اعمال کو مالک کے کرم کے
مقابل میں غنیمت شمار نہ کرے اور یہ حکم
رکھے کہ جو کچھ کیا ہے اس کے کرم سے کیا ہے اور جس قدر بھی عمل انجام دیا ہے اس پر اس کے فضل و احسان کی چھاپ لگی ہوئی ہے - بلکہ اس کا
زیادہ ہے اور بندہ کا عمل کم اور ایسے حالات میں غرور و استکبار کا کوئی امکان نہیں رہ جاتا ہے -

اور ان کے دلوں کی تہ میں اس کا خوف جو پکڑ چکا ہے جس کی بنا پر انھوں نے مسلسل اطاعت سے اپنی سیدھی کردوں کو خیدہ بنالیا ہے اور طویل رغبت کے باوجود ان کے تضرع و زاری کا خوانہ ختم نہیں ہوا ہے اور نہ کمال تقرب کے باوجود ان کے خشوع کی رسیاں ڈھیلی ہوئی ہیں اور نہ خود پسندی نے ان پر غلبہ حاصل کیا ہے کہ وہ اپنے گزشتہ اعمال کو زیادہ تصور کرنے لگیں اور نہ جلالِ الہی کے سامنے ان کے انکسار نے کوئی گنجائش چھوڑی ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا خیال کرنے لگیں۔ مسلسل تعجب کے باوجود انھوں نے سستی کو راستہ نہیں بنایا اور نہ ان کی رغبت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے کہ وہ مالک سے امید کے راستہ کو ترک کر دیں۔ مسلسل مزاجاتوں نے ان کی نوکِ زبان کو خشک نہیں بنایا اور نہ مصروفیات نے ان پر قابو پالیا ہے کہ ان کی مزاجات کی خفیہ آوازیں منقطع ہو جائیں۔ نہ مقامات اطاعت میں ان کے شانے آگے پیچھے ہوتے ہیں اور نہ تعمیل احکامِ الہیہ میں کوتاہی کی بنا پر ان کی گردن کسی طرف مڑ جاتی ہے۔ ان کی کوششوں کے عزائم پر نہ غفلتوں کی نادانیوں کا حملہ ہوتا ہے اور نہ خواہشات کی فریب کاریاں ان کی ہمتوں کو اپنا نشانہ بناتی ہیں۔ انھوں نے اپنے مالک صاحبِ عرش کو روزِ فقر و فاقہ کے لئے ذخیرہ بنالیا ہے اور جب لوگ دوسری مخلوقات کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو وہ اسی کو اپنا ہدفِ نگاہ بنائے رکھتے ہیں۔ یہ عبادت کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے ہیں لہذا ان کا اطاعت کا والہانہ جذبہ کسی اور طرف لے جانے کے بجائے صرف امید و بیم کے ناقابلِ اختتام ذخیروں ہی کی طرف لے جاتا ہے۔ ان کے لئے خوفِ خدا کے اسباب منقطع نہیں ہوئے ہیں کہ ان کی کوششوں میں سستی پیدا کر دیں اور نہ انھیں خواہشات نے قیدی بنالیا ہے کہ وقتی کوششوں کو ابدی سعی پر مقدم کر دیں۔ یہ اپنے گزشتہ اعمال کو بڑا خیال نہیں کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو اب تک امید میں خوفِ خدا کو فنا کر دیتیں۔ انھوں نے شیطانی غلبہ کی بنیاد پر پروردگار کے بارے میں آپس میں کوئی اختلاف بھی نہیں کیا ہے اور نہ ایک دوسرے سے بگاڑنے ان کے درمیان افتراق پیدا کیا ہے۔ نہ ان پر حسد کا کینہ غالب آیا ہے اور نہ وہ شکوک کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے سے الگ ہوئے ہیں۔

لے کر اور کمال بھی ہے کہ انسانی زندگی میں نہ امید خوف پر غالب آئے نہ قربت کا احساس خشوع و خضوع کے جذبہ کو مجروح بنائے۔ مولائے کائنات نے اس حقیقت کا اظہار ملائکہ کے کمال کے ذیل میں فرمایا ہے لیکن مقصد یہی ہے کہ انسان اس صورت حال سے عبرت حاصل کرے اور اشرافِ المخلوقات ہونے کا دعویدار ہے تو اگر وہ بھی دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں اشرافیت کا مظاہرہ کرے ورنہ دعوائے بے دلیل کسی منطق میں قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔

لے انسان جب اپنے ذاتی اعمال کا موازنہ بہت سے دوسرے افراد سے کرتا ہے تو اس میں غرور پیدا ہونے لگتا ہے کہ اس کی نمازیں عبادتیں یا اس کے مالی کارہائے خیر دوسرے افراد سے زیادہ ہیں لیکن جب ان کا موازنہ کم پروردگار اور جلالِ الہی سے کرتا ہے تو یہ سارے اعمال بیچ نظر آنے لگتے ہیں۔

مولائے کائنات نے اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اپنے عمل کا موازنہ دوسرے افراد کے اعمال سے نہ کرو۔ موازنہ کرنے کا شوق ہے تو کرمِ الہی اور جلالِ پروردگار سے کرو تا کہ تمہیں اپنی اوقات کا صحیح اندازہ ہو جائے اور شیطان تمہارے اوپر غالب نہ آئے۔

احیاء - جمع خیف - دامن کوه
 ونی - سستی - دیری
 اباب - جلد حیوان
 حافد - تیز رفتار
 کبس المنیر - شئی سے پاٹ دیا یا
 ڈب دیا
 مور - تیز حرکت
 مستفحل - زبردست ہیجان وال
 زارخه - ملو
 اوازی - جمع آزی - موجوں کا
 بالائی حصہ
 اصطفت الاشجار - ہرانے لگے
 اشجار - جمع شج - تھیرے
 کلکل - سینہ
 مستحذی - منکسر - مسست
 تمکنت - بوٹ گیا - رگڑ دیا
 اصطحاب - آواز کا بلند ہونا
 ساجی - ساکن
 حکمہ - ہجام فرس
 مدحہ - فرش شدہ - بیضی شکل
 باؤ - تکبر - غرور
 غلوار - مدت گذرنا ہوا نشانہ
 کرم - منہ بند کر دینا
 رکظ - پیٹ بھرے کی سستی
 نزق - جوش و خروش
 لبد - ٹھہر گیا
 زرفان - مغرور پال
 اکناف - اطراف
 بدخ - بلند مثل شتخ
 عرائین - جمع عربین
 سہوب - جمع سب - صحرا
 بید - جمع بیدار - ریگستان
 انادید - جمع ادد - دوس
 جلا مید - جمع جلود - ٹھوس پتھر
 شناخیب - جمع شخوب - پھاڑ کی چوٹی
 شم - بلند

أَتَسْتَمْتُهُمْ أَخْيَافَ (اختلاف) أَلْهَمَ، فَهُمْ أَسْرَاءُ إِنْسَانٍ
 لَمْ يَسْمُكْهُمْ مِنْ رَبِّهِمْ زَيْغٌ وَلَا عُذُولٌ وَلَا وَتَى وَلَا
 قُسُورٌ، وَلَيْسَ فِي أَطْبَاقِ السَّمَاءِ مَوْضِعٌ لِإِسَابِ إِلَّا
 وَعَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، أَوْ سَاعٍ خَافِدٌ، يَزْدَادُونَ عَلَى
 طُوبَى الطَّاعَةِ بِرَبِّهِمْ عِلْمًا، وَتَزْدَادُ عِزُّهُ رِبِّهِمْ
 فِي قُلُوبِهِمْ عِظَمًا.

و منها فی صفة الارض و دحوها علی الماء

كَبَسَ الْأَرْضَ عَلَى مَوَاسِجٍ مُتَعَجِّلَةٍ وَجَسَّ بِحَارٍ رَافِعَةٍ،
 تَلْتَطِعُ أَوَازِي أَمْوَاجِهَا، وَتَضْطَبِقُ مُتَقَادِفَاتِ أُنْبَاجِهَا، وَتَزْغُو
 زَيْدًا كَالْقُحُولِ عِنْدَ هَيْبَتِهَا، فَخَضَعَ جَمَاعُ الْمَاءِ التَّلَاطِيمَ لِیَقْبَلَ
 حَمْلَهَا، وَتَكُنْ هَسْبُجُ أَرْقَانِهَا إِذْ وَطِنَتْهُ بِكُلِّكَلِهَا، وَذَلَّ (ظلل)
 مُتَخَذِبًا، إِذْ تَمَكَّنَ عَلَيْهِ بِكُورِهَا لَهَا، فَأَصْبَحَ بَعْدَ أَصْطِحَابِ
 أَمْوَاجِهِ، سَاجِدًا مَقْهُورًا وَفِي حَكَّةِ الذَّلِّ مُنْقَادًا أَسِيرًا، وَتَكُنَّ
 الْأَرْضُ مَذْخُوعَةً فِي لُجَّةِ تَيَّارِهِ، وَرَدَّتْ مِنْ قُحُورِ بَأْوِهِ وَأَعْيَلَانِهِ،
 وَشُوعِ أَنْفِهِ وَتَمُورِ (سوف) غُلَوَانِهِ، وَكَعَمَتُهُ عَلَى كِظَّةِ جَزِينَتِهِ،
 فَهَمَّتْ بَعْدَ نَرْقَانِهِ وَلَبَدَ بَعْدَ زَيْفَانٍ وَتَبَاتِيهِ، فَلَمَّا سَكَنَ
 هَسْبُجُ الْمَاءِ مِنْ تَحْتِ أُنْكَافِهَا وَحَمَلِ شَوَاقِقِ الْجِبَالِ الشُّعْبِ
 الْبَدُخِ عَلَى أُنْكَافِهَا فَجَزَّ بِتَابِعِ السُّعْيُونِ مِنْ عَرَائِينِ
 أَلُوفِهَا، وَفَرَّقَهَا فِي سُحُوبٍ بِيدِهَا وَأَخَادِيدِهَا، وَعَدَلَ حَرَكَاتِهَا
 بِأَلْزَاسِيَاتٍ مِنْ جَلَالِ بِيدِهَا وَذَوَاتِ الشَّخَائِبِ الشُّمِّ (سم) مِنْ صَيَاخِيدِهَا.

سیاخید - جمع صیخود - چٹان

اور نہ پہ
 کوئی پہ
 کرنے
 برطعنی

اور ایک
 تلاطم
 کردہ
 میں اس
 جوش و
 جست و
 بوجھ
 گرلا ہوا

لے داغ
 سورج
 ہے اور
 ہلنے کا
 دباؤ کا
 ایک ایک
 لمحہ
 ممکن
 بلکہ

اور نہ پست ہمتوں نے انھیں ایک دوسرے سے جدا کیا ہے۔ یہ ایمان کے وہ قیدی ہیں جن کی گردنوں کو کجی، انحراف، سستی، فتور کوئی چیز آزاد نہیں کر سکتی ہے۔ فضاے آسمان میں ایک کھال کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سجدہ گزار یا دور ڈھوپ کرنے والا نہ ہو۔ یہ طول اطاعت سے اپنے رب کی معرفت میں اضافہ ہی کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کی عظمت و جلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

(زمین اور اس کے پانی پر فرش ہونے کی تفصیلات)

اس نے زمین کو تہ و بالا ہونے والی موجوں اور اتھاہ سمندر کی گہرائیوں کے اوپر قائم کیا ہے جہاں موجوں کا تلاطم تھا اور ایک دوسرے کو ڈھکیلنے والی لہریں مکر رہی تھیں۔ ان کا پھین ایسا ہی تھا جیسے ہیمان زدہ اونٹ کا جھاگ۔ مگر اس طوفان کو تلاطم خیز پانی کے بوجھ نے دبا دیا اور اس کے جوش و خروش کو اپنا سینہ ٹیک کر ساکن بنا دیا اور اپنے شانے ٹکا کر اس طرح دبا دیا کہ وہ ذلت و خواری کے ساتھ رام ہو گیا۔ اب وہ پانی موجوں کی گھر گھر اسٹ کے بعد ساکت اور مغلوب ہو گیا اور ذلت کی لگام میں اسیر و مطیع ہو گیا اور زمین بھی طوفان خیز پانی کی سطح پر دامن پھیلا کر بیٹھ گئی تھی کہ اس نے اٹھانے، سر اٹھانے، ناک چڑھانے، جوش دکھانے کا خاتمہ کر دیا تھا اور روانی کی بے اعتدالیوں پر بندہ باندھ دیا تھا۔ اب پانی اچھل کود کے بعد بے دم ہو گیا تھا اور ست و خیز کی سر ہمتیوں کے بعد ساکت ہو گیا تھا۔ اب جب پانی کا جوش اطراف زمین کے نیچے ساکن ہو گیا اور سر بفلک پہاڑوں کے بوجھ نے اس کے کانڈھوں کو دبا دیا تو مالک نے اُس کی ناک کے بانسوں سے چشے جاری کر دیئے اور انھیں دور دراز صحراؤں اور گڑھوں تک منتشر کر دیا اور پھر زمین کی حرکت کو پہاڑوں کی چٹانوں اور اونچی اونچی چوٹیوں والے پہاڑوں کے وزن سے معتدل بنا دیا۔

لے واضح رہے کہ اس مقام پر اصل خلقت زمین کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ اس کی تخلیق مستقل حیثیت رکھتی ہے جیسا کہ دور حاضر میں علماء طبیعت کا خیال ہے یا اسے سورج سے الگ کر کے بنایا گیا ہے جیسا کہ سابقہ علماء ہیئت کہا کرتے تھے۔ اس خطبہ میں صرف زمین کے بعض کیفیات اور حالات کا ذکر کیا گیا ہے اور پروردگار کے اس احسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ اس نے زمین کو انسانی زندگی کا مستقر قرار دینے کے لئے کتنی دور سے اہتمام کیا ہے اور اس مخلوق کو بسنے کے لئے کتنے عظیم اہتمام سے کام لیا ہے۔ کاش انسان ان احسانات کا احساس کرتا اور اسے یہ اعزاز ہوتا کہ اس کے مالک نے اسے کس قدر عظیم قرار دیا تھا کہ اس کے قیام و استقرار کے لئے زمین و آسمان سب کو منقلب کر دیا اور اس نے اپنے کو اس قدر ذلیل کر دیا کہ ایک ایک ذرہ کائنات اور ایک ایک چر زمین کے لئے جان دینے کو تیار ہے اور اپنی قدر و قیمت کو کسر نظر انداز کئے ہوئے ہے۔

لے مدحہ کے معنی اگرچہ عام طور سے فرش شدہ کے بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن لغت میں مدحیہ لفظ دینے کی جگہ کو بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ مولائے کائنات نے اس لفظ سے زمین کی بیضاوی شکل کی طرف اشارہ کیا ہو کہ دور حاضر کی تحقیق کی بنا پر زمین کی شکل کو وی نہیں ہے بلکہ بیضاوی ہے۔

میدان۔ حرکت واضطراب

ادیم۔ سلج

تغلغل۔ اندر تک سرایت کرنا

متسرب۔ داخل ہوجانے والی

جوابات۔ جمع جواب۔ گٹھا

خیاشیم۔ جمع خیشوم۔ ناک سوراخ

رکوب الجبال۔ پہاڑوں کی بندیا

اعناق السہول۔ سلج زمین

جراشیم۔ زمین کے پچھلے طبقات

مراقب بیت۔ سامان زندگی

جزر۔ چیل میدان

روابی۔ ہندیاں

موات۔ بجز زمینیں

لمع۔ جمع لمعہ۔ بادلوں کی چمکدار

مکذیاں

قزوع۔ جمع قزوعہ۔ بادلوں کے اجزا

تخففت۔ تھک دینا

کففت۔ جمع کفہ۔ اطراف

نامت النار۔ آگ خاموش ہوگئی

ومیض۔ چمک

کنہور۔ بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑے

رباب۔ سفید بادل

سح۔ متصل و مسلسل

اسف الطائر۔ زمین کے قریب پرواز کی

ہمدب۔ دامن صحاب

تقریہ۔ دو پہنکے لے تھنوں کا گرگڑنا

دربہ۔ جمع درہ وودھ

الاضییب۔ جمع اہضاب بارش

شاییب۔ جمع شویب۔ بوسلادھار پکڑ

برک۔ اونٹ کی نشست

برانیہا شیدہ بان۔ عمو و خیمہ

بغاع۔ بوجھل بادل

عجا۔ بوجھ

ہوامد۔ چیل میدان

تزدہی۔ خوش ہوتی ہے

رلیط۔ جمع رلیطہ۔ نرم کپڑا

فَكَثُرَتْ مِنَ الْمَيْدَانِ لِرُشُوبِ الْجِبَالِ فِي قِطْعِ أَوْبَانِهَا،
وَتَقَلَّلَهَا مُتَسَرِّبَةً فِي جَوَابَاتِ خَيَاشِيمِهَا وَرُكُوبِهَا
أَعْنَاقِ سُهُولِ الْأَرْضَيْنِ وَجَرَائِيْمِهَا، وَقَسَعَ بَيْنَ الْجُورِ
وَبَيْنِهَا، وَأَغْدَ الْقَوَاءَ مُتَسَمًّا لِسَاكِنِهَا، وَأَخْرَجَ
إِلَيْهَا أَهْلَهَا عَلَى تَمَامِ مَرَاوِقِهَا، ثُمَّ لَمْ يَدْعُ
جُورُ الْأَرْضِ الَّتِي تَقْصُرُ مَيَّاءُ الْمُؤْمِنِ عَنْ دَوَابِّهَا،
وَلَا تَحْدُ جَذَافُ الْأَنْهَارِ (الارض) ذَرِيْعَةً إِلَى بُلُوعِهَا
حَتَّى أَتْنَاهَا نَاسِيَةً سَحَابٍ تُخَيِّبُ مَوَاتِنَهَا، وَتُسَخِّرُ
نَبَاتَهَا، أَلْفَ غَنَامِهَا بَعْدَ اِفْتِرَاقِ لَيْمِهِ، وَتَبَايُنِ
قَرْعِهِ، حَتَّى إِذَا تَخَفَّتْ لُبَّةُ الْمِزْنِ فِيهِ، وَالسَّمَاعُ
بَرْقُهُ فِي كُفْفِهِ، وَلَمْ يَسْمَعْ وَبِضُهُ فِي كَتْمُورِ رَبَائِهِ،
وَمُتَرَاكِمِ سَحَابِهِ، أَرْسَلَهُ سَحَابًا (شبحاً) مُتَدَارِكًا، قَدْ أَتَفَّ
مَسْبَدُهُ، تَمَرِيْدُ الْجُورِ دَوْرَ أَهْضَابِهِ وَدَفَعَ شَايِبِهِ
فَلَمَّا أَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْدَ بِسَوَانِهَا، وَبَمَاعِ مَا اسْتَلْثَتْ
بِهِ مِنَ الْعَبْدِ الْمَخْمُولِ (الثقل) عَلَيْنَهَا، أَخْرَجَ بِهِ مِنْ
هَوَامِدِ الْأَرْضِ الثَّيَّاتِ، وَمِنْ دُغْرِ (زعن) الْجِبَالِ الْأَغْشَابِ،
فَبَيَّ تَنْجِيحُ بِرِيْقَةِ رِيَاضِهَا، وَتَزْدَهِي بِمَا أَلْبَسَتْهُ
مِنْ رَنْطِ أَزَاهِيرِهَا، وَحِلْيَةِ مَا سَمِطَتْ بِهِ مِنْ تَاضِرِ
أَنْوَارِهَا، وَجَعَلَ ذَلِكَ بَلَاغًا لِلْأَنْهَارِ، وَرِزْقًا لِلْأَنْهَارِ،
وَخَرَقَ الْفَجَاجَ فِي أَقْصَايَا، وَأَقَامَ الْبَلَدَ لِلْأَلْبَانِ
عَلَى جَوَادِ طَرَفِهَا فَلَمَّا مَهَّدَ أَرْضَهُ، وَأَنْفَذَ

انداہیر۔ جمع ازہار۔ کلیاں

سببط۔ پروانے کا دھاگا لٹکادیا

انوار۔ جمع نور۔ کلیاں

بلاغ۔ زندگی کا سہارا

اور ان کے اس کی سطح کے مختلف حصوں میں ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہ میں گھس جلنے اور اس کے ہموار حصوں کی بلندی پر سوار ہو جانے کی بنا پر اس کی تھر تھراہٹ ڈگ گئی اور مالک نے زمین سے فضا تک ایک وسعت پیدا کر دی اور ہوا کو اس کے درمیان سے گزرنے کے لئے مہیا کر دیا اور اس کے بسنے والوں کو تمام سہولتوں کے ساتھ ٹھہرا دیا۔

اس کے بعد زمین کے وہ چٹیل میدان جن کی بلندیوں تک چشموں اور نہروں کے بہاؤ کا کوئی راستہ نہیں تھا انھیں بھی پانی سے ڈھانپنے دیا یہاں تک کہ ان کے لئے وہ بادل پیدا کر دئے جو ان کی مُردہ زمینوں کو زندہ بنا سکیں اور نباتات کو اگاسکیں۔ پانی کی چمک دار ٹکڑیوں کو اور پراگندہ بدلیوں کو جمع کیا یہاں تک کہ جب اس کے اندر پانی کا ذخیرہ جوش مارنے لگا اور کے کناروں پر بجلیاں ترپنے لگیں اور ان کی چمک سفید بادلوں کی تہوں اور تہ بہ تہ سحابوں کے اندر برابر جاری رہی تو اس نے زمین کو سلاہار بارش کے لئے بھیج دیا اس طرح کہ اس کے بوجھل حصے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انھیں مسل مسل کر رہنے لگیں بادل کی بوندیں اور تیز بارش کی شکل میں برسا رہی تھیں۔ اس کے بعد جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پاؤں سمیت زمین پر ٹیک دیا تو پانی کا سارا لدا ہوا بوجھ اس پر پھینک دیا تو اس کے ذریعہ افتادہ زمینوں سے کھیتیاں اُگادیں اور خشک پہاڑوں پر سبزہ پھیلا دیا۔ اب زمین اپنے سبزہ کی زینت سے جھومنے لگی اور شگوفوں کی اور ٹھنیوں اور شگفتہ و شاداب کلیوں کے دروں سے اترنے لگی۔

پھر وہ دیکھنے ان تمام چیزوں کو انسانوں کی زندگی کا کافی کام سامان اور جانوروں کا رزق قرار دیا ہے۔ اسی نے زمین کے اطراف کا وہ راستہ نکالے ہیں اور شاہراہوں پر چلنے والوں کے لئے روشنی کے منارے نصب کئے ہیں۔ پھر جب زمین کا فرش بچھایا اور اپنا کام مکمل کر لیا۔

یہ کلام میں مولائے کائنات نے مالک کے دو عظیم احسانات کی طرف اشارہ کیا ہے جن پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے اور وہ ہیں ہوا اور پانی۔ ان کے سانس لینے کا ذریعہ ہے اور پانی انسان کا قوام حیات ہے۔ یہ دونوں نہ ہوتے تو انسان ایک لمحہ زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس کے بعد ان دونوں کی تخلیق کو مزید کارآمد بنانے کے لئے ہوا کو ساری فضا میں منتشر کر دیا اور پانی کے چشے اگر پہاڑوں کی بلندیوں پر نہیں کر سکتے تھے تو بارش کا انتظام کر دیا تاکہ بلندی کوہ پر رہنے والی مخلوق بھی اس سے استفادہ کر سکے اور انسانوں کی طرح جانوروں کی کا انتظام بھی ہو جائے۔

افسوس کہ انسان نے دنیا کی ہر معمولی سے معمولی نعمت کی قدر و قیمت کا احساس کیا ہے لیکن ان دونوں کی قدر و قیمت کا احساس نہیں کرتا۔ وہ ہر سانس پر شکر خدا کرتا اور ہر قطرہ آب پر احسانات الہیہ کو یاد رکھتا اور کسی آن اس کی یاد سے غافل نہ ہوتا اور اس کے احکام و نصائح کو نہ مانتا۔

أَمْرَهُ، اخْتَارَ آدَمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، خَيْرَةً مِنْ خَلْقِهِ، وَجَعَلَهُ
 أَوَّلَ جِبِلِّيٍّ، وَأَشْكَنَهُ جَنَّتَهُ، وَأَرْغَدَ فِيهَا أَكْلَهُ،
 وَأَوْعَزَ إِلَى يَمِينِهِ فِيمَا تَهْتَأُ عَنْهُ، وَأَغْلَمَهُ أَنْ فِي
 الْأَفْقَادِ عَلَيْهِ الشَّعْرُضَ لِمَنْفَعَتِهِ، وَالْحَقَّ طَرَفَهُ
 بِمَنْزِلَتِهِ، فَأَقْدَمَ عَلَى مَا تَهْتَأُ عَنْهُ - مُوَافَقَةً (مُوَافَقَةً)
 لِمَا بَقِيَ عَلَيْهِ - فَأَهْلَ بَطْنَهُ بِغَدِ الثَّوْبَةِ لِيَعْتَمِرَ أَرْضَهُ
 بِمَنْزِلَتِهِ، وَلِيُعِيمَ الْحُجَّةَ بِهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَلَمْ يُخْلِسْ لَهُمْ
 بِغَدِ أَنْ قَبَضَهُ، يَمَّا يُؤَكِّدُ عَلَيْهِمْ حُجَّةَ رَبِّهِ،
 وَيَصِلُ بِمَنْزِلَتِهِمْ وَبَيْنَ مَعْرِفَتِهِ، بَلْ تَعَاهَدُهُمْ بِمَا لَمْ يَجْعَلْ
 عَلَى الْإِنْسَانِ الْخَيْرَ مِنْ أَنْبِيَائِهِ، وَمُتَحَمِّلٍ وَدَائِعٍ
 رِسَالَتِهِ، قَرْنَا قَرْنًا، حَتَّى تَمُتَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - حُجَّتُهُ، وَبَلَغَ الْمَطْلَعُ عُذْرَهُ
 وَتُذْرُهُ، وَقَدَّرَ الْأَرْزَاقَ فَكَسَّرَهَا وَقَلَّلَهَا،
 وَقَسَّمَهَا عَلَى الضَّيِّقِ وَالشَّعَةِ فَعَدَلَ فِيهَا لِيَسْتَلِي
 مَنْ أَرَادَ بِمَنْشُورِهَا وَمَنْشُورِهَا، وَلِيَخْتَبِرَ بِذَلِكَ
 الشُّكْرَ وَالصَّبْرَ مِنْ غَنِيِّهَا وَقَفِيرِهَا، ثُمَّ قَرَّنَ
 بِمَنْزِلَتِهَا عَصَايِلَ قَابِلَ قَابِلَتِهَا، وَبَسَّ لَامَتِهَا طَوَارِقَ
 أَفَاتِهَا، وَبَفَرَجِ أَفْرَاجِهَا غَضَصَ أَثْرَاجِهَا (الْبِرَاحِهَا)،
 وَخَلَقَ الْأَجْنَالَ فَأَطَالَهَا وَقَصَّصَهَا، وَقَدَّمَهَا
 وَأَخَّرَهَا، وَوَصَلَ بِمَالِهَا أَشْبَابَهَا، وَجَعَلَهُ
 خَالِجًا لِأَنْشُطَاتِهَا، وَقَاطِعًا لِمَرَائِرِ أَفْرَاجِهَا،
 عَسَائِمَ السَّرِّ مِنْ ضَمَائِرِ الْمَضْمِينِ، وَتَجْوِي الْمَتَخَفَتِينَ،
 وَخَوَاطِئَ رَجَسِ الظُّلْمِ، وَعُقْدَ غَرِيَمَاتِ الْيَتِيمِ،
 وَمَسَارِقَ لَيْسَاضِ الْمُسْفُونِ وَمَا ضَمِنَتْهُ أَنْكَتَانِ

جِلَّت - خلقت
 مقطع - آخری ص
 عقابیل - جمع عقول - شدائد
 فاقہ - فقیر
 فُرُج - جمع فرج - غم سے نجات
 اتراج - جمع ترج غم و ہلاکت
 اسباب - رسیاں
 خالج - کیجئے والا
 اشطان - جمع شطن - رسی
 مراثر - جمع مریرہ بٹی ہوئی رسی
 اقتران - جمع قرن - وہ رسی جس سے
 دو دائروں کو باندھا جائے
 تخافت - رازدارانہ گفتگو
 رجم الظنون - اُٹھل بچھ
 عقدہ - جمع عقدہ - دل کا عقیدہ
 غریبات - جمع غریبہ - سچک دم دل
 مسارق - جمع سبرق - محل سرقت
 ایاض - چمک
 جفون - پلکیں
 انکان - جمع کن - پوشیدہ جگہ
 بعض حضرات کا خیال ہے کہ اگر
 حضرت آدم کا درخت جنت سے کھانا
 پروردگار کے علم سابق کی بنا پر تھا تو
 اس کے نتیجے میں انھیں جنت سے باہر
 کیوں نکال دیا گیا کیا بندہ کا یہ فریضہ
 بھی ہے کہ وہ مالک کے علم کی مخالفت
 کرے اور کیا اس کے امکان میں یہ
 ہے کہ مالک کے علم کو غلط ثابت کر سکے۔

حضرت آدم کی طرح یہی مسئلہ ہر شخص کے عمل سے تعلق رکھتا ہے کہ مالک کائنات اگر اس کے گنہگار ہونے کے بارے میں علم رکھتا ہے تو کیا بندہ کے
 امکان میں یہ ہے کہ اس کے علم کی مخالفت کر سکے؟ اور اگر ایسا نہیں ہے تو اسے اس کے عمل کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟
 لیکن اس پورے مسئلہ کا جواب فقط ایک کلمہ ہے کہ اگر مالک کا علم کسی شخص کے عمل سے اس طرح متعلق ہوا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے شرارت
 کرے گا تو علم کی بنا پر اگرچہ شرارت ناگزیر ہے لیکن اختیار کی بنا پر انسان سزا کا بھی حقدار ہوگا۔ علاوہ اس کے کہ علم کسی کے عمل کا ذمہ دار
 نہیں ہوتا ہے اور عمل کی دنیا بہر حال اختیاری ہوتی ہے۔ علم اسے مجبور نہیں بنا سکتا ہے۔

میں کو اپنی مخلوقات میں منتخب قرار دے دیا اور انھیں نوع انسانی کی فردا دل بنا کر جنت میں ساکن کر دیا اور ان کے لئے ہر طرح کا کھانا پینے کا آزاد کر دیا اور جس سے منع کرنا تھا اس کا اشارہ بھی دے دیا اور یہ بتا دیا کہ اس کے اقدام میں نافرمانی کا رشتہ اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنے کا خطرہ ہے لیکن انھوں نے اسی چیز کی طرف رخ کر لیا جس سے دو کاگی تھا کہ یہ بات پہلے سے علم خدا میں موجود تھی (۱) نتیجہ یہ ہوا کہ پروردگار نے توبہ کے بعد انھیں نیچے اتار دیا تاکہ اپنی نسل سے دنیا کو آباد کریں اور ان کے ذریعہ سے اللہ بندوں پر رحمت قائم کرے۔ پھر ان کو اٹھالینے کے بعد بھی زمین کو ان چیزوں سے خالی نہیں رکھا جن کے ذریعہ ربوبیت کی دلیلوں کی تاکید کرے اور جنھیں بندوں کی معرفت کا وسیلہ بنائے بلکہ ہمیشہ منتخب انبیاء کرام اور رسالت کے انت داروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی نگرانی کرتا رہا اور یوں ہی صدیاں گزرتی رہیں یہاں تک کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد کے ذریعہ اس کی حجت تمام ہو گئی اور اتمام حجت اور تحویف عذاب کا سلسلہ نقطہ آخر تک پہنچ گیا۔

اللہ نے سب کی روزیاں معین کر رکھی ہیں چاہے قلیل ہوں یا کثیر اور پھر انھیں تنگی اور وسعت کے اعتبار سے بھی تقسیم کر دیا اور اس میں بھی عدالت رکھی ہے تاکہ دونوں کا امتحان لیا جاسکے اور غنی و فقیر دونوں کو شکر یا صبر سے آزمایا جاسکے۔ پھر وسعت رزق کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرات اور سلامتی کے ساتھ نازل ہونے والی آفات کے اندیشے اور خوشی و شادمانی کی وسعت کے ساتھ غم و الم کے گلو گری بھندے شامل بھی کر دئے۔ زندگیوں کی طویل و قصیر مدتیں معین کیں۔ انھیں آگے پیچھے رکھا اور پھر سب کو رست سے لٹا دیا اور موت کو ان کی رسیوں کا کھینچنے والا اور مضبوط رشتوں کو پارہ پارہ کر دینے والا بنا دیا۔ وہ دلوں میں باتوں کے بچانے والوں کے اسرار۔ خفیہ باتیں کرنے والوں کی گفتگو۔ خیالات میں اٹھل بچھل لگانے والوں کے اندازے۔ دل میں جتنے روئے یقینی عزائم۔ پلگوں میں دبے ہوئے کنکلیوں کے اشارے اور دلوں کی تہوں کے راز اور غیب کی گہرائیوں کے ریز سب کو جانتا ہے۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جناب آدمؑ نے درخت کا پھل کھا کر اپنے کوزمتموں میں مبتلا کر لیا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انھیں رشتے زمین کا خلیفہ بنایا گیا تھا تو کیا جنت ہی میں کھانا سیرت رہ جاتے اور اپنے فرائض منصبی کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ یہ تو احساس ذمہ داری کا ایک رخ ہے کہ انھوں نے جنت کے راحت و آرام کو نظر انداز کر کے کامزم کر لیا اور رشتے زمین پر آگئے تاکہ اپنی نسل سے دنیا کو آباد کر سکیں اور اپنے فریضہ منصبی کو ادا کر سکیں۔ یہاں بات ہے کہ تقاضائے احتیاط بھی تھا کہ مالک کائنات ہی سے گزارش کرتے کہ جہاں کے لئے ذمہ دار بنایا ہے وہاں تک جاننے کا انتظام کر دے تاکہ کوئی راستہ نہ دے۔ اس راستہ کو ابلیس کے اشارہ کے بعد اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا کہ اسے ابلیس اپنی فتح میں قرار دے لے اور خلیفہ اللہ کے مقابلہ میں اپنے غرور کا اظہار کر سکے۔ غالباً احتیاط کے اسی تقاضے پر عمل نہ کرنے کا نام "ترک ادلی" رکھا گیا ہے۔

غیابات الغیوب - غیب کی گہرائیاں
استراق الکلام - چپکرائیں سننا
مصانع - جمع مصالح - کان کا سودا
دور - چھوٹی چیزیں

مصائف - گرمی میں رہنے کی جگہ
مشاق - سردی میں رہنے کی جگہ
رجح الخنین - درد رسید کی فزاد

مولیات - غم زدہ

ہمس - پیروں کی ہلکی چاپ
منقح الشمر - پھلوں کے برتن کی جگہ
دلاج - جمع لہجہ - اندرونی غلات

غلت - جمع غلات

اکام - جمع کم - کیوں کا خول

منقح - چھپنے کی جگہ

غیران - جمع غار

سوق - جمع ساق - تنہ

الحیہ - جمع لحا - پھال

اننان - شاخیں

اشراج - جمع شج - پھول

مسارب - جمع سرب - نطفہ کی گزرگاہ

سقت - اٹا دیا

اعاصیر - جمع احصار - بادلوں کو

اٹانے والی ہوا

کثبان - جمع کثیب - ٹیل

درا - جمع درود - بلند

شانیب - پاروں کی بلندیاں

ویا حیر - جمع دجور - تاریکی

او عبثہ - جمع کردیا

حضنتہ - تربیت کی

سدقہ - ظلمت

دور - ظاہر ہوا

اعتقبت - یکے بعد دیگرے

المباہق - پردے

القلوب، وَ غَيَابَاتُ الْغُيُوبِ، وَمَا أَضَعْتُ لِاسْتِزَاقِهِ مَصَانِعُ الْأَشْجَاعِ،
وَمَصَانِعُ الدَّرِّ وَمَشَاقِي الْمَوَاقِ، وَرَجَحِ الْخَنِينِ مِنَ الْمَوَلَّاتِ،
وَهَنَسِ الْأَقْدَامِ، وَ مُنْقَحِ السُّمُورِ مِنْ وَلَا يَسْجِ غُلْفِ الْأَكْثَامِ،
وَمُنْتَمِعِ الْوُحُوشِ مِنْ غَيْرَانِ الْجِبَالِ وَأَوْدِيَّتِهَا، وَتَحْتَبَاءِ
السُّبُوحِ بَيْنَ شُوقِ الْأَشْجَارِ وَالْحَبِيبَتِهَا، وَفَرَزِ الْأَوْدَاقِ
مِنْ الْأَقْنَانِ، وَتَحَطَّ الْأَشْجَاعُ مِنْ مَسَارِبِ (مشارب) الْأَصْلَابِ،
وَنَاسِيَةِ السُّيُومِ وَ مُتَلَاوِحَتِهَا، وَدُرُورِ قَطْرِ السَّحَابِ فِي مُتَرَاكِبَتِهَا،
وَمَا تَشْنِي الْأَعْيَاصِيرُ بِذُيُوتِهَا، وَتَغْفُو الْأَمْطَارُ بِسُيُوتِهَا،
وَعَوْمِ (غوم) بَنَاتِ الْأَرْضِ فِي كُثْبَانِ الرَّمَالِ، وَ مُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ
الْأَجْنِحَةِ بِذُرَا شَنَاخِيهِ الْجِبَالِ، وَ تَغْرِيدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ (النطق)
فِي دِيَارِجِرِ الْأَوْكَارِ، وَمَا أَوْعَيْتُهُ (اوعته، اودعته) الْأَصْدَاقِ،
وَ حَضَنْتْ عَلَيْهِ أَمْوَاجَ الْبَحَارِ، وَمَا غَشِيَتْهُ سُدُودُ لَيْلِ،
أَوْ ذَرَّ عَلَيْهِ شَارِقُ نَهَارِ، وَمَا اعْتَقَبَتْ (اعتقت) عَلَيْهِ أَطْبَاقُ
الدِّيَارِجِرِ، وَ سُبُحَاتِ السُّورِ وَأَتَرِ كُلِّ خَطْوَةٍ، وَجَسَّ كُلِّ حَرَكَهٍ،
وَرَجَحِ كُلِّ كَلِمَةٍ، وَتَحْرِيكِ كُلِّ شَفَةِ، وَ مُنْقَرِّ كُلِّ نَسَمَةٍ
وَيَسْقَالِ كُلِّ ذَرَّةٍ، وَهَمَاهِمِ كُلِّ نَفْسٍ هَامَةٍ، وَمَا عَلَيْنَا
مِنْ تَمَرِ شَجَرَةٍ، أَوْ سَاقِطِ وَرْقَةٍ، أَوْ قَرَارَةِ نُطْقَةٍ أَوْ نُقَاعَةٍ
دَمٍ وَ مُضْغَةٍ أَوْ نَاسِيَةِ خَلْقٍ وَ سُلاَلَةٍ، لَمْ يَلْحَقْهُ فِي ذَلِكَ
كُلْفَةٌ، وَلَا اغْتَرَضَتْهُ فِي حِفْظِ مَا ابْتَدَعَ مِنْ خَلْقِهِ عَارِضَةٌ
وَلَا اغْتَوَزَتْهُ فِي تَنْفِيذِ الْأُمُورِ وَتَدَابِيرِ الْمَخْلُوقِينَ مَلَأَةٌ
وَلَا قَسْرَةٌ بَلْ نَفَذَهُمْ عِلْمُهُ، وَأَخْصَاهُمْ عَدَدُهُ، وَوَسَّعَهُمْ عَدْلُهُ،
وَعَمَزَهُمْ فَضْلُهُ، مَعَ تَفْصِيرِهِمْ عَنْ كُنْهِ مَا هُوَ أَهْلُهُ.

سجات نور - درجات و اطوار نور

ہماہم - ہجوم

قرارہ - مستقر

نقاعہ - اجزاء بدن کے اندر کا خون

عارضہ - مانع جو کام سے روک دے

اعتورتہ - لاحق ہوتی

وہ ان آوازوں کو بھی سن لیتا ہے جن کے لئے کانوں کے سوراخوں کو جھکننا پڑتا ہے۔ چونٹیوں کے موسم گرما کے مقامات اور دیگر نسلوں کی سردیوں کی منزل سے بھی آگاہ ہے۔ پسر مردہ عورتوں کی درد بھری فریاد اور پیروں کی چاپ بھی سن لیتا ہے۔ وہ سبز پتیوں کے غلافوں کے اندر دنی حسیوں میں تیار ہونے والے پھلوں کی جگہ کو بھی جانتا ہے اور پہاڑوں کے غاروں اور وادیوں میں جانوروں کی پناہ گاہوں کو بھی پہچانتا ہے۔ وہ درختوں کے تنوں اور ان کے پھلکوں میں مچھروں کے پھینے کی جگہ سے بھی باخبر ہے اور شاخوں میں پتے نکلنے کی منزل اور صلبوں کی گذر گاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ سما لوں سے ٹپکنے والے بارش کے قطرہوں سے بھی آشنا ہے بلکہ جن ذرات کو آندھیاں اپنے دامن سے اڑا دیتی ہیں اور جن نشانات کو بارشیں اپنے سیلاب سے مٹا دیتی ہیں ان سے بھی باخبر ہے۔ وہ ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیرٹوں کے چلنے پھرنے اور سر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے پرندوں کے نشیمنوں کو بھی جانتا ہے اور گھونسلوں کے اندھیروں میں پرندوں کے نفوں کو بھی پہچانتا ہے۔ جن چیزوں کو صدف نے سمیٹ رکھا ہے انھیں بھی جانتا ہے اور جنھیں دریا کی موجوں نے اپنی گود میں دبا رکھا ہے انھیں بھی پہچانتا ہے۔ جسے رات کی تاریکی نے چھپا لیا ہے اسے بھی پہچانتا ہے اور جس پردن کے سورج نے روشنی ڈالی ہے اس سے بھی باخبر ہے۔ جن چیزوں پر یکے بعد دیگرے اندھیری راتوں کے پردے اور روشن دنوں کے آفتاب کی شعاعیں نور بکھرتی ہیں وہ ان سب سے باخبر ہے۔ نشان قدم، حس و حرکت، الفاظ کی گونج، ہونٹوں کی جنبش، سانسوں کی منزل، ذرات کا وزن، ذی روح کی بسیکیوں کی آواز، اس زمین پر درختوں کے پھل، گرنے والے پتے، نطفوں کی قرار گاہ، مہجند خون کے ٹھکانے، لو تھڑے یا اس کے بعد بننے والی مخلوق یا پیدا ہوئے بچے سب کو جانتا ہے اور اسے اس علم کے حصول میں کوئی زحمت نہیں ہوئی اور نہ اپنی مخلوقات کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ پیش آئی اور نہ اپنے امور کے نافذ کرنے اور مخلوقات کا انتظام کرنے میں کوئی سستی یا ٹھکن لائق ہوئی بلکہ اس کا علم گہرائیوں میں اُترا ہوا ہے اور اس نے سب کے اعداد کو شمار کر لیا ہے اور سب پر اس کا عدل شامل اور فضل محیط ہے حالانکہ یہ سب اس کے شایان شان حق کے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

لے مالک کائنات کے علم کے بارے میں اس قدر دقیق بیان ایک طرف غیر حکیم فلاسفہ کے اس تصور کی تردید ہے کہ خالق حکیم کے علم کا تعلق صرف کلیات سے ہوتا ہے اور وہ جزئیات سے بحیثیت جزئیات باخبر نہیں ہوتا ہے ورنہ اس سے بولتے ہوئے جزئیات کے ساتھ ذات میں تغیر لازم آئے گا اور یہ بات غیر معقول ہے اور دوسری طرف انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ جو خالق و مالک مذکورہ تمام باریکیوں سے باخبر ہے وہ خلوت کردوں میں نا محرموں کے اجتماعات، نیم تاریک قفس گاہوں کے قفس، سڑکوں اور بازاروں کے دزدیدہ اشارات، اسکولوں اور دفینوں کے غیر شرعی تصرفات اور دل و دماغ میں چھپے ہوئے غیر شرفیادہ امور و خیالات سے بھی باخبر ہے۔ اس کے علم سے کائنات کا کوئی ذرہ مخفی نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے پوشیدہ اسرار دونوں سے مساوی طور پر اطلاع رکھتا ہے۔ واللہ علیہ بذات الصدور

مشوبہ - ثواب، جزا

خلہ - فقر و فاقہ

منق - احسان

لا تمیت - برداشت نہیں کر سکتی

اغامت - ابرنے ڈھانک لیا

محتر - سیدھا راستہ

تکرت - انجان ہو گیا - بدل گیا

① الگ کائنات کے ماسوا کوئی کریم

ایسا نہیں ہے جس کے یہاں ناامیدی

کے اسکانات نہ ہوں اور جس کے کرم کے

بارے میں شک شبہ نہ کیا جاسکے۔ اس کے

کہ ہر ایک کا اقتدار محدود اور ہر ایک

کا خزانہ کرم متناہی ہے اور ایسے

شخص کے بارے میں یا تو ناامیدی کا

یقین رہتا ہے یا کم از کم شبہ ضرور رہتا

ہے لیکن جس کا خزانہ غیر محدود اور جس کی

قدرت لامتناہی ہے اس کے بارے

میں اس طرح کے شک اور شبہ کا کوئی

اسکان نہیں پایا جاتا ہے۔ اس کی بارگاہ

میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے تو یہ ظن کی

متنگی کا نتیجہ ہے۔ کرم کی محدودیت کا اثر

نہیں ہے۔ کریم کے یہاں جزا بھی ہے جو

عمل کے بعد ملتی ہے اور عار نہ بھی ہے

جس کا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ

بغیر کسی عمل اور استحقاق کے بھی حاصل

ہو جاتا ہے ایسے حالات میں اسے چھوڑ

کر کسی غیر کی طرف توجہ کرنا اور غلو فاقہ

کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرنا

انسانیت کی توہین اور شرافت کی تباہی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

② یہ اشارہ ہے کہ اگر حالات صحیح نہ ہوں اور اسلام خطرہ میں دکھائی دیا تو میں ہرگز کسی امیر کے احکام کو قابل توجہ نہ قرار دوں گا۔

دعا،

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الوَحْفِ الْجَمِيْلِ، وَالتَّعَدَادِ الْكَثِيْرِ، اِنْ تُؤَمِّلْ فَخَيْرٌ مُّأْمُوْلٍ،
وَ اِنْ تُزِجْ فَخَيْرٌ (فاکرم) مَرْجُوْءٌ. اَللّٰهُمَّ وَ قَدْ بَسَطْتُ لِيْ فَيَا لَا اَمْدَحُ بِهٖ غَيْرَكَ،
وَلَا اُتْبِئِيْ بِهٖ عَلٰى اَحَدٍ سِوَاكَ، وَاُوْجِّهُهُ اِلَى مَعَادِيْنِ الْحَيٰثَةِ وَ مَوَاضِعِ الرَّبِّيَّةِ،
وَ عَدَلْتُ بِلِسَانِيْ عَنْ مَدَائِحِ الْاَدْمِيَّةِيْنَ، وَ الثَّنَاءِ عَلٰى الْمَرْبُوْبِيْنَ السَّمْعُوْقِيْنَ،
اَللّٰهُمَّ وَ لِكُلِّ مُغْنٍ عَلٰى مَنْ اَتَيْنِيْ عَلَيْهِ مَثُوْبَةٌ مِنْ جَزَاءٍ، اَوْ عَارِفَةٌ مِنْ عَطَاءٍ،
وَ قَدْ رَجَوْتُكَ دَلِيْلًا عَلٰى ذَخَائِرِ الرَّحْمَةِ وَ كُنُوْزِ الْمَغْفِرَةِ. اَللّٰهُمَّ وَ هَذَا مَقَامٌ
مِّنْ اَفْرَدَكَ بِالتَّوْحِيْدِ الَّذِيْ هُوَ لَكَ، وَ لَمْ يَزَمْ مُسْتَحَقًّا لِهٰذِهِ الْمَحَامِدِ وَالْمَادِحِ
غَيْرَكَ وَ بِيْ فَاَقَّةٍ اِلَيْكَ لَا يَجْزِيْ مُشْكَنَتَهَا اِلَّا فَضْلُكَ، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ خَلْقَتِهَا
اِلَّا مَنُّكَ وَ جُودُكَ، فَهَبْ لَنَا فِيْ هَذَا الْمَقَامِ رِضَاكَ، وَ اَغْنِنَا عَنْ مَدِّ الْاَيْدِي
اِلَى سِوَاكَ: «اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ» (ما تشاء)

۹۲

و من کلام له

لما اراده الناس على البيعة بعد قتل عثمان

دَعَوْنِيْ وَ اَلْتَمِسُوْا غَيْرِيْ، قَبْلًا مُّسْتَقْبِلُوْنَ اَشْرَآ لَهٗ وَجُوْءُ وَ اَلْوَانُ، لَا تَقُوْمُ
لَهٗ اَلْقُلُوْبُ، وَ لَا تَنْبُتُ عَلَيْهِ اَلْعُقُوْلُ. وَاِنَّ الْاَقْبَاقِ قَدْ اَغَامَتْ،
وَ اَلْمَحَجَّةُ قَدْ تَنَكَّرَتْ. وَ اعْلَمُوْا اَنِّيْ اِنْ اَجَبْتُكُمْ (اجبتكم) رَكِبْتُ بِكُمْ
مَا اَعْلَمُ، وَ لَمْ اَضِغْ اِلَى قَوْلِ الْقَائِلِ وَ عَشَبِ السَّعَاتِيْ، وَ اِنْ تَرَكْتُكُمْ
فَاَنْتَا كَاَحَدِكُمْ، وَ لَعَلِّيْ اَسْتَمُكُّكُمْ وَ اَطُوْعُكُمْ لِمَنْ وَّلِيْتُمْهُ اَمْرَكُمْ،
وَ اَنَا لَكُمْ وَ زِيْرًا، خَيْرٌ لَّكُمْ مِنِّيْ اَمِيْرًا

مصادر خطبہ ۹۲ تاریخ طبری ۶ ص ۳۶۶ (حادث ۳۵) نہایت ابن اثیر (حادث ۳۵) الجبل شیخ مفید ۳۵، تذکرہ ابن الجوزی ۳۵

خدایا! تو ہی بہترین توصیف اور آخر تک سرا ہے جانے کا اہل ہے۔ تجھ سے اس لگائی جلتے تو بہترین آسرا ہے اور امید رکھی جائے تو بہترین مرکز امید ہے۔ تو نے مجھے وہ طاقت دی ہے جس کے ذریعہ کسی غیر کی مدح و ثنا نہیں کرتا ہوں اور اس کا رخ ان افراد کی طرف نہیں موڑتا ہوں جو ناکامی کا مرکز اور شبہات کی منزل ہیں۔ میں نے اپنی زبان کو لوگوں کی تعریف اور تیری پرورد مخلوقات کی ثنا و صفت سے موڑ دیا ہے۔

خدایا! ہر تعریف کرنے والے کا اپنے مدوح پر ایک حق ہوتا ہے چاہے وہ معاوضہ ہو یا انعام و اکرام۔ اور میں تجھ سے اس لگائے بیٹھا ہوں کہ تو رحمت کے ذخیروں اور محفرت کے خزانوں کی رہنمائی کرنے والا ہے۔ خدایا! یہ اس بندہ کی منزل ہے جس نے صرف تیری توحید اور یکتائی کا اعتراف کیا ہے اور تیرے علاوہ ان اوصاف و کمالات کا کسی کو اہل نہیں پایا ہے۔ پھر میں ایک احتیاج رکھتا ہوں جس کا تیرے فضل کے علاوہ کوئی علاج نہیں کر سکتا ہے اور تیرے احسانات کے علاوہ کوئی اس کا سہارا نہیں بن سکتا ہے۔ اب اس وقت مجھے اپنی رضا عنایت فرما دے اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز بنا دے کہ تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۹۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب لوگوں نے قتل عثمان کے بعد آپ کی بیعت کا ارادہ کیا)

مجھے چھوڑ دو اور جاؤ کسی اور کو تلاش کرو۔ ہمارے سامنے وہ معاملہ ہے جس کے بہت سے رنگ اور رخ ہیں جن کی نزدلوں میں تاب ہے اور نہ عقلیں انھیں برداشت کر سکتی ہیں۔ دیکھو افق کس قدر براؤں کو دے اور رستے کس قدر ابلجھانے ہو گئے ہیں۔ یاد رکھو اگر میں بیعت کی دعوت کو قبول کر لیا تو تمھیں اپنے علم ہی کے راستے پر چلاؤں گا اور کسی کی کوئی بات یا سرزنش نہیں سنوں گا۔ لیکن اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو تمھاری ہی ایک فرد کی طرح زندگی گزاروں گا بلکہ شاید تم سب سے زیادہ تمھارے حاکم کے احکام کا خیال رکھوں میں تمھارے لئے وزیر کی حیثیت سے امیر کی بہ نسبت زیادہ بہتر رہوں گا۔

لے امیر المؤمنین کے اس ارشاد سے تین باتوں کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے:

۱۔ آپ کو خلافت کی کوئی حوصلہ اور طبع نہیں تھی اور نہ آپ اس کیلئے کسی طرح کی دوزدھوپ کے قائل تھے۔ عہدہ الہی عہدہ یاد کے پاس آتا ہے عہدہ یاد اس کی تلاش میں نہیں نکلتا ہے۔

۲۔ آپ کسی قیمت پر اسلام کی تباہی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کی نگاہ میں خلافت کے جملہ مشکلات و مصائب تھے اور قوم کی طرف سے بغاوت کا خطرہ نگاہ کے سامنے تھا لیکن اس کے باوجود اگر ملت کی اصلاح اور اسلام کی بقا کا دار و مدار اسی خلافت کے قبول کرنے پر ہے تو آپ اس راہ میں ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

۳۔ آپ کی نظر میں امت کے لئے ایک درمیانی راستہ وہی تھا جس پر آج کل چل رہی تھی کہ اپنی مرضی سے کوئی امیر طے کر لے اور پھر وقتاً فوقتاً اپنے مشورہ کرتی رہے کہ آپ مشورہ دینے سے بہر حال گریز نہیں کرتے ہیں جس کا مسلسل تجربہ ہو چکا ہے اور اسی امر کو آپ نے وزارت سے تعبیر کیا ہے۔ ورنہ جن حکومت کی امارت ناقابل قبول ہے اس کی وزارت اس سے زیادہ بدتر ہوگی۔ وزارت نقطہ اسلامی مفادات کی حد تک بوجھ بٹانے کی حسین ترین تعبیر ہے۔

و من خطبة له عليه السلام

و فيها بنية أمير المؤمنين على فضله وعلمه وبيان فتنه بني امية

أَمَّا بَعْدُ خَدِيشُ اللَّهِ، وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِ، أَيُّهَا النَّاسُ، قَبَائِي فَقَاتُ عَيْنَ الْفِتْنَةِ،
وَلَمْ يَكُنْ لِيَجْتَرِءَ عَلَيْهَا أَحَدٌ غَيْرِي بَعْدَ أَنْ مَسَّاجَ عَنْهُمْهَا (ظلمتها)،
وَأَشْتَدَّ كَلْبُهَا. فَاسْأَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ، وَلَا عَنْ فِتْنَةٍ تَهْدِي مَنَةً
وَتُضِلُّ مَنَةً إِلَّا أَتَيْتُكُمْ بِنَافِعِهَا وَقَائِدِهَا وَسَائِقِهَا، وَمُنَاسِخِ رِكَابِهَا،
وَمَحْطِ رِحَالِهَا، وَمَنْ يُقْتَلْ مِنْ أَهْلِهَا قَتْلًا، وَمَنْ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَوْتًا،
وَلَوْ قَدْ قَفِذَ تَمُونِي وَتَزَلَّتْ بِكُمْ كَرَائِيهِ الْأُمُورِ، وَخَوَازِبُ الْمُطُوبِ،
لَا طَرَقَ كَثِيرٌ مِنَ السَّائِلِينَ، وَفَسِلَ كَثِيرٌ مِنَ الْمَسْئُولِينَ، وَذَلِكَ إِذَا
قَلَصَتْ حَزْبُكُمْ، وَتَفَرَّتْ عَنْ سَائِي، وَضَاقَتْ (كانت) الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ ضَيْقًا،
تَسْتَطِيلُونَ مَعَهُ أَيَّامَ الْبَلَاءِ عَلَيْكُمْ، حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ لِبَيْتَةِ الْأَنْبَرِ مِنْكُمْ

إِنَّ السِّفْنَ إِذَا أَقْبَلَتْ شَيْئَهُنَّ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ تَبَّهَتْ، يُنْكَرُونَ مُقْبِلَاتِ،
وَيُسْمَرُونَ مُدْبِرَاتِ، يُحْمَنُ حَوْمُ الرِّيَاحِ، يُصِيبُ بِلْدًا وَيُخْطِئُ بِلْدًا، أَلَا
وَإِنْ أَخْشَوْفَ السِّفْنَ عِنْدِي عَلَيْكُمْ فِتْنَةً بَنِي أُمَيَّةَ، قَبَائِي فِتْنَةً
عَنْتَاءَ مُظْلِمَةٍ (ظلمة)، عَمَّتْ خُطُوتُهَا، وَخَصَّتْ بَلِيَّتُهَا، وَأَصَابَ الْبَلَاءُ مِنْ
أَنْصَرَفَ فِيهَا، وَأَخْطَأَ الْبَلَاءُ مَنْ عَمِيَ عَنْهَا، وَآمَنَ اللَّهُ لَتَجِدَنَّ
بَنِي أُمَيَّةَ لَكُمْ أَرْثَابَ سُوءِ بَعْدِي، كَالثَّأْبِ الضَّرُوسِ: تَغْدُمُ بِسُفْهِانِهَا،
وَتَحْطِطُ بِسَيْدِهَا، وَتَزِينُ بِسِرْجِهَا، وَتَمْنَعُ دَرْهَمًا، لَا يَسْأَلُونَ بِكُمْ
حَتَّى يَتْرُكُوا (لَا يَكُونُوا) مِنْكُمْ إِلَّا نَافِعًا لَهُمْ، أَوْ غَيْرَ ضَائِرٍ بِهِمْ،
وَلَا يَسْأَلُ بِلَاؤُهُمْ عَنْكُمْ حَتَّى لَا يَكُونَ انْتِصَارُ أَحَدِكُمْ مِنْهُمْ
إِلَّا كَانَتْ نِصَارَ الْعَبْدِ مِنْ رَبِّهِ، وَالصَّاحِبِ مِنْ مُسْتَضْعِجِهِ،

فحاتها - آنکھیں چھوڑ والیں اور

کال لیں -

غیجب - تاریکی

موج - شمول و دوام

کلب - پاگل کئے کی بیماری

ناعق - ناکارنے والا

مناسخ - اترنے کی جگہ

کرائہ - جمع کرہ - ناخوگوار حالات

خوارب - جمع حارب - شدید ترین

مشکلات

قلصت - سلسل جاری رہے گی

شہمت - جس میں حق و باطل مشتبہ

ہو جائیں

خطہ - پروگرام

اناب - بڑھی اور نئی

ضروس - دانت کاٹنے والی

تعدم - دانت سے کاٹ کھلنے والی

توزین - مارنے والی

دور - دودھ - خیر و برکت

دینا کا ہر فتنہ ایک نگاہ رکھنا؟

اور اسی کے ذریعہ آگے بڑھنا چاہنا؟

امیر المومنین نے اپنے اقدامات سے

فتنہ کی آنکھ کو چھوڑ دیا کہ اس کا استیصال

بھی ہو سکے تو آگے بڑھے کاروائی بھی

نہ لے لیکن اس کے باوجود آپ بنی مرہ

کے فتنہ کی طرف سے سخت نگرانی تھی کہ

وہ شروع سے اندھا ہے اور اندھے

کی آنکھ چھوڑنے کا کوئی امکان نہیں

ہے۔ چنانچہ اس فتنہ نے حرم خدا و

رسول کو بھی نظر انداز کر دیا اور ابن بن

بنی کی قرابت کی طرف سے بھی آنکھیں چھوڑ لیں۔

مصادر خطبہ ۹۳ تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۸۲، حلیۃ الاولیاء ص ۲۸، الغارات ابن ہلال نقض، نہایت ابن اشیر ص ۳۴، مادہ حزب و عدم، مستدک حاکم ۲ ص ۱۶۶، جامع بیان العلم و فضلہ ابن عبد البر ص ۱۱۳، اصابہ ابن حجر ۲ ص ۵۹، الریاض النضرہ محب طبری ص ۱۹، تاریخ الخلفاء ص ۱۲۳، الفتوحات المکیہ احمد زہبی و حلان ۲ ص ۳۳۴، تاریخ المودۃ قندوزی ص ۲۲۳، سلیم بن قیس اللہالی ص ۲۷، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۱۹، الفتن بصلہ اسلم الفتن نعیم بن حماد الخزاز ص ۸۹، الملاحم والفتن ص ۸۹، المختصر حسن بن سلیمان المحلی ص ۵۵، خطبہ امیر المومنین البکلوادی

۹۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آپ نے اپنے علم و فضل سے اسکاہ کرتے ہوئے بنی امیہ کے فتنہ کی طرف متوجہ کیا ہے)

حمد و ثنائے پروردگار کے بعد۔ لوگو! یاد رکھو میں نے فتنہ کی آنکھ کو پھوڑ دیا ہے اور یہ کام میرے علاوہ کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا ہے جب کہ اس کی تاریکیاں تہ و بالا ہو رہی ہیں اور اس کی دیوانگی کا مرض شدید ہو گیا ہے۔ اب تم مجھ سے جو چاہو دریافت کرو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہ جاؤں۔ اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اب سے رامت تک کے درمیان جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے اور جس گروہ کے بارے میں دریافت کرو گے جو سوا افراد کو ہدایت دے اور گمراہ کر دے تو میں اس کے لکارنے والے۔ کھینچنے والے۔ ہکانے والے۔ سوا دیوں کے قیام کی منزل۔ سامان اتارنے کی جگہ۔ کون ان میں دل کیا جائے گا۔ کون اپنی موت سے مرے گا۔ سب بتا دوں گا۔ حالانکہ اگر یہ بدترین حالات اور سخت ترین مشکلات میرے بعد پیش آئے اور دریافت کرنے والا بھی پریشانی سے سر جھکالے گا اور جس سے دریافت کیا جائے گا وہ بھی بتانے سے عاجز رہے گا اور یہ سب اس وقت ہو گا جب تم پر جنگیں پوری تیاری کے ساتھ ٹوٹ پڑیں گی اور دنیا اس طرح تنگ ہو جائے گی کہ مصیبت کے دن طولانی محسوس ہونے لگیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ باقی ماندہ نیک بندوں کو کامیابی عطا کر دے۔

یاد رکھو فتنے جب آتے ہیں تو لوگوں کو شہادت میں ڈال دیتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو ہوشیار کر جاتے ہیں۔ یہ آتے وقت نہیں پہچانے جاتے ہیں لیکن جب جانے لگتے ہیں تو پہچان لئے جاتے ہیں۔ ہواؤں کی طرح چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کسی شہر کو اپنی زد میں لے لیتے ہیں اور کسی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یاد رکھو۔ میری نگاہ میں سب سے خوفناک فتنہ بنی امیہ کا ہے جو خود بھی اندھا ہو گا اور دوسروں کو بھی اندھیرے میں رکھے گا۔ اس کے خطوط عام ہوں گے لیکن اس کی بلا خاص لوگوں کے لئے ہوگی جو اس فتنہ میں آنکھ کھولے ہوں گے اور نہ اندھوں کے پاس سے آسانی گزر جائے گا۔

خدا کی قسم! تم بنی امیہ کو میرے بعد بدترین صاحبان اقتدار پاؤ گے جن کی مثال اس کاٹنے والی ادھنی کی ہوگی جو نہ سے کاٹے گی اور ہاتھ مارے گی یا پاؤں چلائے گی اور دو دھند دو دھند دے گی اور یہ سلسلہ یوں ہی برقرار رہے گا جس سے صرف وہ افراد بچیں جو ان کے حق میں مفید ہوں یا کم سے کم نقصان نہ ہوں۔ یہ مصیبت تمہیں اسی طرح گھیرے رہے گی یہاں تک کہ تمہاری داد خواہی ایسے ہی ہوگی جیسے غلام اپنے آقا سے یا مرید اپنے پیر سے انصاف کا تقاضا کرے۔

لے بیغیر اسلام کے انتقال کے بعد جنازہ رسول کو پھوڑ کر مسلمانوں کی خلافت سازی۔ خلافت کے بعد امیر المؤمنین سے مطالبہ بیعت۔ اہل سفیان کی طرف سے حمایت کی پیشکش۔ فدک کا غاصب قبضہ۔ دروازہ کا جلایا جانا۔ پھر ابو بکر کی طرف سے عمر کی نامزدگی۔ پھر عمر کی طرف سے شوری کے ذریعہ عثمان کی خلافت۔ پھر طلحہ و زبیر اور عائشہ کی بغاوت اور پھر خوارج کا دین سے خروج۔ یہ وہ فتنے تھے جن میں سے کوئی ایک بھی اسلام کو تباہ کر دینے کے لئے کافی تھا۔ اگر امیر المؤمنین نے مکمل صبر و تحمل کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا اور سخت ترین حالات پر سکوت اختیار نہ فرمایا ہوتا۔ اسی سکوت اور تحمل کو فتنوں کی آنکھ پھوڑ دینے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے بعد علمی فتنوں سے بچنے کا ایک راستہ یہ بتا دیا گیا ہے کہ جو چاہو دریافت کر لو، میں قیامت تک کے حالات سے باخبر کر سکتا ہوں۔ (روحی لہ الفداء)

شوہاء - بد صورت - بھانک

مخشیہ - خوفناک

علم - نشان دہیت

ادیم - کمال

یسوہم خفہاء ذلت سے دوچار کریں

مصبرہ - تلخ

جلس بعیر - اونٹ کی جھول

جزور - ذبح شدہ اونٹ

تناسخ - منقول ہونا

منبت - نشوونما کی جگہ

ارومات - حیح اور ر - اصل

مغرس - اگلے کی جگہ

صدع - ظاہر کیا

عشرت - اہلبیت - قریب ترین رشتہ دار

بسقت - آگے بڑھا

① اس مقام پر قریش سے مراد بنو ہاشم

ہیں جن کے آخری بادشاہ محمد بن مروان

نے مقام ذاب میں بنی عتاس کے

لشکر سے مقابلہ کیا تو سردار لشکر عبداللہ

بن علی عباسی کو دیکھ کر آواز دی کہ کاش

یہ پرچم علی بن ابی طالب کے ہاتھ میں

ہوتا اور اس طرح مولا کے کائنات کے

اس کلام کی تصدیق ہو گئی جو آپ نے

واقعہ سے ۹۰ سال پہلے ارشاد فرمایا

تھا اور یہ کام الہام خداوندی اور

علم لدنی کے بغیر ممکن نہیں ہے :-

تَرَدُّ عَلَيْكُمْ فَنُتْنُهُمْ شَوْهَاءَ عَنُشِيَّةٍ، وَقِطْعًا جَاهِلِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا مَسَارٌ
هُدًى، وَلَا عِلْمٌ يُرَى.

نَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ مِنْهَا بِنَجَاةٍ (نَجَاة) وَلَسْنَا فِيهَا بِدُعَاةٍ، ثُمَّ
يُفَرِّجُهَا اللَّهُ عَنْكُمْ كَتَفْرِيجِ الْأَدِيمِ: يَمْنَنُ بِسُوءِهِمْ خَسْفًا، وَيُسَوِّفُهُمْ
عُنْفًا وَيَسْقِيهِمْ بِكَأْسٍ مُصَبَّرَةٍ لَا يُسْطِطِعُونَ إِلَّا السَّيْفَ، وَلَا يُخْلِسُهُمْ
إِلَّا الْخُفُوفَ، فَمِنْ ذَلِكَ تَوَدُّ قُرَيْشٌ - بِالدُّنْيَا وَمَا فِيهَا - لَوْ يَرَوْنِي
مَقَامًا وَاحِدًا وَلَوْ قَدَّرَ جَزْرُ جَزُورٍ، لِأَقْبَلَ مِنْهُمْ مَا أَطْلَبَ الْيَوْمَ
بِمَنْعَةٍ فَلَا يُسْطَوِيهِ.

۹۴

و من خطبة له ﷺ

وفيها يصف الله تعالى ثم يبين فضل الرسول الكريم واهل بيته ثم يعظ الناس

الله تعالى

فَسَيَّارَكَ اللَّهُ الَّذِي لَا يَبْلُغُهُ بِمَعْدُ الْمِسْمِ، وَلَا يَسْأَلُهُ حَدْسُ (حَسَن) الْفِطَنِ،
الْأَوَّلُ الَّذِي لَا غَايَةَ لَهُ فَيَتَّبِعِي، وَلَا آخِرَ لَهُ فَيَنْتَقِضِي.

و منها في وصف الانبياء

فَاسْتَوْدَعَهُمْ فِي أَفْضَلِ مُسْتَوْدَعٍ، وَأَقْرَبُهُمْ فِي خَيْرِ مُسْتَقَرٍّ، ثَنَّا سَخْتَهُمْ
كَزَائِمِ الْأَضْلَابِ إِلَى مُطَهَّرَاتِ الْأَرْحَامِ، كُلُّهَا مَضَى مِنْهُمْ سَلَفٌ، قَامَ
مِنْهُمْ بِدِينِ اللَّهِ خَلَفٌ.

رسول الله و آل بيته ﷺ

حَتَّى أَفَضْتُ كَرَامَةَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ،
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَأَخْرَجَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَثْنًا،
وَأَعَزَّ الْأَرْوَاحَ مَفْرَسًا: مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءُ،
وَأَنْتَجَبَ مِنْهَا أَنْبَاءُ، عِزَّتُهُ خَيْرُ الْعِزِّ، وَأَشْرَفُهُ خَيْرُ
الْأَشْرَفِ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ الشَّجَرِ: نَبَتْ فِي حَرَمٍ، وَبَسَقَتْ فِي كَرَمٍ،
هَذَا قُورُوعٌ طِسْوَالٌ، وَفَرَلَا يُنَالُ، فَهُوَ إِمَامٌ مَنِ اتَّقَى، وَبَصِيرَةٌ مَنِ اهْتَدَى.

مصادر خطبہ ۹۴ اصول کافی کلینی ۱۳۴، العقد الفرید ابن عبد ربہ ۴۳ ص ۴۳، توحید صدوق ص ۲۵

تم پر ان کا فتنہ ایسی بھیاں تک شکل میں وارد ہو گا جس سے ڈر لگے گا اور اس میں جاہلیت کے اجزا بھی ہوں گے۔ نہ کوئی منارہ ہدایت ہو گا اور نہ کوئی راستہ دکھانے والا پرچم۔

بس ہم اہلبیت ہیں جو اس فتنہ سے محفوظ رہیں گے اور اس کے داعیوں میں سے نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ تم سے اس فتنہ کو اس طرح الگ کر دے گا جس طرح جانور کی کھال اُتار دی جاتی ہے۔ اس شخص کے ذریعہ جو انھیں ذلیل کرے گا اور سختی سے ہٹائے گا اور موت کے تلخ گھونٹ پلانے گا اور تلوار کے علاوہ کچھ نہ دے گا اور خوف کے علاوہ کوئی لباس نہ پہنائے گا۔ وہ وقت ہو گا جب قریش کو یہ آرزو ہو گی کہ کاش دنیا اور اس کی تمام دولتیں کے ایک منزل پر مجھے دیکھ لیتے چاہے صرف اتنی دیر کے لئے جتنی دیر میں ایک اونٹ خریدا جاتا ہے تاکہ میں ان سے اس چیز کو قبول کر لوں جس کا ایک حصہ آج مانگتا ہوں تو وہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

۹۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار کے اوصاف۔ رسول اکرم اور اہلبیت اطہار کے فضائل اور وعظہ حسنہ کا ذکر کیا گیا ہے)

بارگشت ہے وہ پروردگار جس کی ذات تک، سموتوں کی بلندیاں نہیں پہنچ سکتی ہیں اور عقل و فہم کی ذہانتیں اسے نہیں پاسکتی ہیں۔ وہ ایسا اول ہے جس کی کوئی آخری حد نہیں ہے اور ایسا آخر ہے جس کے لئے کوئی فنا نہیں ہے۔

(انبیاء کرام) پروردگار نے انھیں بہترین مقامات پر ودیعت رکھا اور بہترین منزل میں مستقر کیا۔ وہ مسلسل شریف ترین اصحاب سے پاکیزہ ترین ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے کہ جب کوئی بزرگ گذر گیا تو دین خدا کی ذمہ داری بعد ولے نے سنبھال لی۔

(رسول اکرم) یہاں تک کہ الہی شرف حضرت محمد مصطفیٰ تک پہنچ گیا اور اس نے انھیں بہترین نشوونما کے سعدن اور شریف ترین اصل کے مرکز کے ذریعہ دنیا میں بھیج دیا۔ اسی شجرہ طیبہ سے انبیاء کو پیدا کیا اور اپنے امینوں کا انتخاب کیا۔ پیغمبر کی عزت بہترین اور ان کا خاندان شریف ترین خاندان ہے۔ ان کا شجرہ وہ بہترین شجرہ ہے جو سر زمین حرم پر اُگتا ہے اور بزرگی کے سایہ میں پروان جوٹھا ہے۔ اس کی شاخیں بہت طویل ہیں اور اس کے پھل انسانی دسترس سے بالاتر ہیں۔ وہ اہل تقویٰ کے امام اور طالبان ہدایت کے لئے سرچشمہ بصیرت ہیں۔

لے امیر المؤمنین کا یہ ارشاد گرامی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انبیاء کرام کے آثار و اجداد اور امہات میں کوئی ایک بھی ایمان یا کردار کے اعتبار سے ناقص اور عیب دار نہیں تھا اور اس کے بعد اس بحث کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے کہ یہ بات عقلی اعتبار سے ضروری ہے یا نہیں اور اس کے بغیر منصب کا جواز پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ اگر کافر اصحاب درجے دین ارحام میں کوئی نقص نہیں تھا اور ناپاک غفلت منصب الہی کے حامل کے لئے نامناسب نہیں تھا تو اس قدر اہتمام کی کیا ضرورت تھی کہ آدم سے لے کر خاتم تک کسی ایک مرحلہ پر بھی کوئی ناپاک صلب یا غیر طیب رحم داخل نہ ہونے پائے۔

قصہ - استقامت و پابندی
فترہ - دور سولوں کا دریاں و تھ
ہفتہ - لغزش
نیج - واضح و مستحکم
مستغیب - خوشنودی کی طلبگاری
عُتبی - خوشنودی
حاطبون - جمع حاطب - کلوی جمع
کرنے والا

استغفرلہم - لغزشوں تک پہنچا دیا
استغفرتہم - مدد بخش بنا دیا
الجملاء - بھرپور جہالت
ماہر - جمع ہمد - جو چیز فرس کر دی جا
ازمہ - جمع زمام - لگام
ضنائن - کیف
ثوار - جمع ثائرہ - اذیت رساں
و دشمنی

اسما ریخی اعتبار سے یہ دونوں
حقیقتیں ناقابل انکار ہیں کہ جن حالات
میں سرکارِ دو عالم نے تبلیغ اسلام
کا کام شروع کیا ہے وہ دنیا کے
بدترین حالات میں سے تھے جنہیں تو
نے ضلالِ مبین اور کھلی ہوئی گمراہی
سے تعبیر کیا ہے اور پھر ان جاہلوں
اور ان پرچہ لوگوں کے درمیان جو
پیغام پیش کیا ہے وہ کائنات کا
عظیم ترین پیغام تھا اور یہی وجہ ہے
کہ مالک نے تمام پیغامات کو منسوخ کر دیا لیکن اس پیغام کو قیامت تک کے لئے ابدی اور دائمی بنا دیا ہے جس کے قوانین بھی زندہ ہیں اور
اس کا معجزہ بھی زندہ ہے بلکہ ایک ہی قرآن کو دونوں کا نمونہ بنا دیا گیا ہے۔

سِرَاجٌ لَمَسَ ضَوْؤُهُ، وَ شِهَابٌ سَطَعَ نُورُهُ، وَ زَنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهُ، سِيرَتُهُ الْقَصْدُ،
وَ سُتَّةُ الرُّشْدِ، وَ كَلَامُهُ الْفَضْلُ، وَ حُكْمُهُ الْعَدْلُ، أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فِتْرَةٍ
مِنَ الرُّسُلِ، وَ هَفْوَةٍ عَنِ الْعَمَلِ، وَ غِبَاوَةٍ مِنَ الْأَمْرِ.

عظہ النام

إِغْمَلُوا، رَحِمَكُمُ اللَّهُ، عَلَى أَعْلَامٍ بَيِّنَةٍ، فَالطَّرِيقُ نَهْجٌ يَدْعُو إِلَى دَارِ
السَّلَامِ، وَأَنْتُمْ فِي دَارِ مُسْتَعْتَبٍ عَلَى مَهَلٍ وَ قَرَارٍ، وَالصُّحُفُ مَنْشُورَةٌ،
وَالْأَقْلَامُ جَارِيَةٌ، وَالْأَبْدَانُ صَحِيحَةٌ، وَالْأَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ، وَالتَّسْوِيَةُ
مَنْمُوعَةٌ، وَالْأَعْمَالُ مَقْبُولَةٌ.

۹۵

و من خطبة له ﷺ

يقرر فضيلة الرسول الكريم ﷺ

بَعَثَهُ وَالنَّاسُ ضَلَالٌ فِي حَيْرَةٍ، وَ حَاطِبُونَ فِي فِتْنَةٍ، قَدْ اسْتَهْوَتْهُمْ
الْأَهْوَاءُ، وَاسْتَرْزَلَتْهُمْ الْكِبْرِيَاءُ، وَاسْتَحَفَّتْهُمْ الْجَاهِلِيَّةُ الْمَهْلَكَةُ،
حَتَّى زَالِيَ مِنَ الْأَمْرِ وَ بَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ، فَبَالَغَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَ آلِهِ فِي النَّصِيحَةِ، وَ مَضَى عَلَى الطَّرِيقَةِ، وَ دَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ،
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.

۹۶

و من خطبة له ﷺ

في الله وفي الرسول الاكرم

الله تعالى

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْأَوَّلِ فَلَا شَيْءَ قَبْلَهُ، وَالْآخِرِ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ، وَالظَّاهِرِ فَلَا
شَيْءَ فَوْقَهُ، وَالْبَاطِنِ فَلَا شَيْءَ دُونَهُ.

و منها في ذكر الرسول ﷺ

مُنْتَقَرُهُ خَيْرٌ مُنْتَقَرًا، وَ مُسْتَقَرٌّ أَشْرَفُ مَسْتَقَرٍّ، فِي مَعَادِنِ الْكَرَامَةِ،
وَ تَمَاهِيدِ السَّلَامَةِ، قَدْ صُرِفَتْ تَحْوُهُ أَفْسِدَةُ الْأَهْوَارِ، وَ تُسَيِّتُ إِلَيْهِ
أَرْمَةُ الْأَبْصَارِ، دَقَّنَ اللَّهُ بِهِ الضَّعَائِنَ، وَأَطْفَأَ بِهِ النَّوَائِرَ، أَلْفَ بِهِ إِخْوَانًا
وَ فَرَّقَ بِهِ أَقْرَانًا، أَعَزَّ بِهِ الدَّلَّةَ، وَأَذَلَّ بِهِ الْعِرَّةَ، كَلَامُهُ بَيَانٌ، وَصَنَعُهُ لِسَانٌ.

اس پیغام کو قیامت تک کے لئے ابدی اور دائمی بنا دیا ہے جس کے قوانین بھی زندہ ہیں اور
اس کا معجزہ بھی زندہ ہے بلکہ ایک ہی قرآن کو دونوں کا نمونہ بنا دیا گیا ہے۔

مصادر خطبہ ۹۵ بحار الانوار مجلسی ۱۸ ص ۲۱۹

مصادر خطبہ ۹۶ بحار الانوار مجلسی ۱۶ ص ۳۸۸

ایسا جزا
ہے۔ ان کی
انبیاء کا
(موعظہ)
دن دعوت
کلمے ہوئے

اللہ
اور غرور
بلوں میں
ظن دعوی

تمام
دہ ظاہر
(رسوا)
کردار
کیونکہ
ذلت کا
کلام کی

ظاہر
شاد
میں

ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی کو دے رہی ہے اور ایسا ستارہ ہیں جس کا نور درخشاں ہے اور ایسا چقماق ہیں جس کی چمک برق آسا۔ ان کی سیرت میانہ روی، ان کی سنت رشد و ہدایت، ان کا کلام حوت آخر اور ان کا فیصلہ عادلانہ ہے۔ اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا کہ انبیاء کا سلسلہ موقوف تھا اور بد علی کا دور دورہ تھا اور راست غفلت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

(موعظہ) دیکھو! خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ واضح نشانیوں پر عمل کرو کہ راستہ بالکل سیدھا ہے اور وہ جنت کی طرف دعوت دے رہا ہے اور تم ایسے گھر میں ہو جہاں خوشنودی پروردگار حاصل کرنے کی ہمت اور فراغت حاصل ہے۔ نائر اعمال ملے ہوئے ہیں۔ قلم قدرت چل رہا ہے۔ بدن صحیح و سالم ہیں۔ زبانیں آزاد ہیں، توبہ سنی جا رہی ہے اور اعمال قبول کئے جا رہے ہیں۔

۹۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا گیا ہے)

اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا جب لوگ گمراہی میں میچر تھے اور فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ خواہشات نے انہیں بہکا دیا اور غور کرنے ان کے قدموں میں لغزش پیدا کر دی تھی۔ جاہلیت نے انہیں سبک سر بنا دیا تھا اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت بناؤں میں حیران و سرگرداں تھے۔ آپ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستے پر چلے اور لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ طرف دعوت دی۔

۹۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(حضرت رب العالمین اور رسول اکرمؐ کے صفات کے بارے میں)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو ایسا اول ہے کہ اس سے پہلے کوئی شے نہیں ہے اور ایسا آخر ہے کہ اس کے بعد کوئی شے نہیں وہ ظاہر ہے تو اس سے مافوق کچھ نہیں ہے اور باطن ہے تو اس سے قریب تر کوئی شے نہیں ہے۔

(رسول اکرمؐ) آپ کا مستقر بہترین مستقر اور آپ کی نشوونما کی جگہ بہترین منزل ہے یعنی کرامتوں کا معدن اور سلامتی کا مرکز۔ کہہ داروں کے دل آپ کی طرف جھکا دیے گئے ہیں اور نگاہوں کے رخ آپ کی طرف موڑ دیے گئے ہیں۔ اللہ نے آپ کے پیغمبروں کو دفن کر دیا ہے اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیے ہیں۔ لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے اور کفر کی برادری کو منتشر کر دیا ہے۔ اذلت کو عزیز بنا دیا ہے اور کفر کی عزت پر اکڑنے والوں کو ذلیل کر دیا ہے۔ آپ کا کلام شریعت کا بیان ہے اور آپ کی خاموشی کلام کی زبان۔

انوار اصول کی زبان میں معصوم کی خاموشی کو تقریر سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ اسی طرح حجت اور مددک احکام ہے جس طرح معصوم کا قول و عمل شہادت اور سند کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے احکام شریعت کا استنباط و استخراج کیا جاتا ہے۔ عام انسانوں کی خاموشی دلیل رضامندی نہیں بن سکتی ہے مگر معصوم کی خاموشی دلیل احکام بھی بن سکتی ہے۔

و من خطبة له ﴿۱﴾

في اصحابه واصحاب رسول الله

اصحاب علي ﴿۲﴾

وَلَيْنَ أَهْلَ الظَّالِمِ فَلَنْ يَقُوتَ أَخْذُهُ، وَهُوَ لَهُ بِالْمِرْصَادِ عَلَى بَحَارِ طَرِيقِهِ،
وَبِمَوْضِعِ الشَّجَا مِنْ مَسَاغِ رَبِّهِ، أَمَّا الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُظْهَرَنَّ هُوَ لَا يَوْمَ
الْقَوْمِ عَلَيْكُمْ، لَيْسَ لَكُمْ أَوْلَى بِالْحَقِّ مِنْكُمْ، وَلَكِنْ لِأَسْرَاعِهِمْ
إِلَى بَسَاطِلِ صَاحِبِهِمْ، وَإِنِّ طَائِفَهُمْ عَنْ حَقِّي، وَلَقَدْ أَصْبَحَتِ الْأَنْفُسُ
تَخَافُ ظُلْمَ رُعَايَتِهَا، وَأَصْبَحَتْ أَخَافُ ظُلْمَ رِعَايَتِي، اسْتَغْفِرُكُمْ
لِلْجِهَادِ فَلَمْ تَغْفِرُوا، وَأَسْتَعِثُّكُمْ فَلَمْ تَسْمَعُوا، وَدَعَوْتُكُمْ سِرًّا وَجَهْرًا
فَلَمْ تَسْتَجِيبُوا وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَلَمْ تَقْبَلُوا، أَشْهُودُ كَفَيَّابٍ، وَعَبِيدُ كَارِبَابٍ
أَسْأَلُ عَلَيْكُمْ الْحُكْمَ فَتَغْفِرُونَ مِنِّي، وَأَعْظُمُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ الْبَالِغَةِ فَتَسْتَفِرُّونَ
عَنِّي، وَأَحْضُكُمْ عَلَى جِهَادِ أَهْلِ الْبَيْتِ قَمَا آتَى عَلَى آخِرِ قَوْلِي حَتَّى أَرَاكُمْ
مُسْتَفْرَقِينَ أَيْدِيَ سَبَا، تَرْجِعُونَ إِلَى بَحَالِكُمْ، وَتَتَخَادَعُونَ عَنْ مَوَاعِظِكُمْ
أَقْسُومُكُمْ غَدَاةً، وَتَرْجِعُونَ إِلَى عَيْبَةٍ، كَظْهَرِ الْحَسَنِ (الْحَبِيبَةِ)، عَجَزَ الْقَوْمُ
وَأَعْضَلَ الْقَوْمُ لَهُ

أَيُّهَا الْقَوْمُ الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمْ، الْغَايَةُ عَنْهُمْ عُقُولُهُمْ، الْخَلِيقَةُ أَهْوَاؤُهُمْ
الْمَبْتَلَى بِهِمْ أَمْرَاؤُهُمْ، صَاحِبُكُمْ يُطِيعُ اللَّهَ وَأَنْتُمْ تَغْضُوبُونَ، وَصَاحِبُ أَهْلِ
الشَّامِ يَغْضِي اللَّهَ وَهُمْ يُطِيعُونَهُ، لَوْ دِدْتُ وَاللَّهِ أَنْ مُعَاوِيَةَ صَارَ قَنِي بِكُمْ
صَرَفَ الدَّيْنَارِ بِالذَّهَبِ، فَأَخَذَ مِنِّي عَشْرَةَ مِنْكُمْ وَأَعْطَانِي رَجُلًا مِنْهُمْ
يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، مُنِيَتْ مِنْكُمْ بِثَلَاثٍ وَأَنْتَنَيْنِ، صُمْ ذَوُو أَسْتَلَامٍ
وَبُكُمْ ذَوُو كَلَامٍ، وَعُنِي ذَوُو أَبْصَارٍ، لَا أَخْرَارُ صَدَقِي عِنْدَ اللَّقَاةِ
وَلَا إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ الْبَلَاءِ، تَرَبَّثَ أَيْدِيكُمْ! يَا أَشْبَاهَ الْأَيْسَلِ غَابَتْ
عَنْهَا رُعَايَتُهَا! كَلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ تَفَرَّقَتْ مِنْ آخَرٍ، وَاللَّهِ لَكُنَّا نِي بِكُمْ

مرصاد گھات

شجاء - جو چیز صحن میں گلوگیر ہو جائے

سماغ الریت - لعاب دہن کی گدگد گاہ

شہود - جمع شاہد - حاضر

غیباب - جمع غائب

ایادی سبا - یعنی عرب کا مورث ہلی

جس کے دس فرد تھے - اور

ہمیشہ چھ کو ایک طرف اور چار

کو ایک طرف رکھا کرتا تھا

لیکن وقت پڑنے پر ایک بھی کام

نہ آیا -

ظہر الحیہ - کمان

اعضل - شکل تر

تجربت - فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جانا

﴿۱﴾ امیر المومنین کی عظمت کو رادار اور

آپ کی بلند ترین سیاست کی سب سے

بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ نے ایسے افراد

کے درمیان زندگی گزاری ہے اور

کوئی ایک شخص بھی یہ ظلم کی شکایت

کر سکا اور نہ حقوق میں کوتاہی کی فریاد

کر سکا بلکہ اس کے برعکس آپ ہی قوم کے

ظلم کا شکوہ کرتے رہے اور رعایا کے

ظلم و ستم کو برداشت کرتے رہے -

﴿۲﴾ آپ نے پانچ کے بعد دو تین اور دو

کی شکل میں بیان کیا کہ ان میں تین اشیا

مثبت ہیں اور دو منفی اور دونوں کو

ایک انداز سے بیان نہیں کیا جاسکتا ہے -

مصادر خطبہ ۹۷: کتاب سلیم بن قیس اللہالی ص ۱۱۱، کافی کلینی ۲ ص ۲۳۶، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۳، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ۱ ص ۱۷۷، ارشاد مفید

المجالس مفید ۱ ص ۱۰۱، تذکرۃ الخواص ص ۱۳، تاریخ دمشق ابن عساکر، البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۱۱، انساب الاشراف بلاذری

الاماتہ والسیاسہ ابن قتیبہ ص ۲۱، المستدرجہ طبری امامی ص ۳۵، مشکوٰۃ الانوار طبرسی ص ۵۵، احتجاج طبرسی ص ۲۵۴

۹۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اپنے اصحاب اور اصحاب رسول اکرم کا موازنہ کیا گیا ہے)

اگر پروردگار نے ظالم کو ہمت دے رکھی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس کی گرفت سے باہر نکل گیا ہے۔ یقیناً وہ اس کی گرفت میں آکر اس کی گردن میں اچھوٹنے کی جگہ پر اس کی تاک میں ہے۔ قسم ہے اس مالک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ قوم یقیناً تم پر غالب آجائے گی۔ نہ اس لئے کہ وہ تم سے زیادہ حقدار ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے امیر کے باطل کی فوراً اطاعت کر لیتے ہیں اور تم میرے حق میں ہمیشہ سستی سے کام لیتے ہو۔ تمام دنیا کی قویں اپنے حکام کے ظلم سے خوفزدہ ہیں اور میں اپنی رعایا کے ظلم سے پریشان ہوں۔ میں نے تمہیں جہاد کے لئے آمادہ کیا مگر تم نہ اٹھے۔ موعظہ سنایا تو تم نے نہ سنا۔ علی الاعلان اور خفیہ طریقہ سے دعوت دی مگر تم نے لبیک نہ کہی اور نصیحت بھی کی تو اسے قبول نہ کیا۔ تم ایسے حاضر ہو جیسے غائب اور ایسے اطاعت گزار ہو جیسے مالک۔ میں تمہارے لئے ہمت آمیز باتیں کرتا ہوں اور تم ہزار ہو جاتے ہو۔ بہترین نصیحت کرتا ہوں اور تم بھاگ کھڑے ہوتے ہو۔ باغیوں کے جہاد پر آمادہ کرتا ہوں اور ابھی آخر کلام تک نہیں پہنچنے پاتا ہوں کہ تم سب کی اولاد کی طرح منتشر ہو جاتے ہو۔ اپنی محفلوں اور طرف پلٹ جاتے ہو اور ایک دوسرے کے دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ میں صبح کے وقت تمہیں سیدھا کرتا ہوں اور تم شام کے وقت یوں پلٹ کر آتے ہو جیسے کمان۔ تمہیں سیدھا کرنے والا بھی علامہ آگیا اور تمہاری اصلاح بھی ناممکن ہو گئی (۹۷)

اے وہ قوم جس کے بدن حاضر ہیں اور عقلیں غائب۔ تمہارے خواہشات گونا گوں ہیں اور تمہارے حکام تمہاری بغاوت میں مبتلا ہیں۔ تمہارا امیر اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور شام کا حاکم اللہ کی معصیت کرتا ہے اور اس کی اطاعت کرتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ معاویہ مجھ سے درہم و دینار کا سودا کر لے کہ تم میں کے دس لے کر اپنا ایک دیدے۔

کفر والو! میں تمہاری وجہ سے تین طرح کی شخصیات اور دو طرح کی کیفیات سے دوچار ہوں۔ تم کان رکھنے والے بہرے۔ کان رکھنے والے گونگے اور آنکھ رکھنے والے اندھے ہو۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ نہ میدان جنگ کے سچے جواں مرد ہو اور نہ عسکریوں میں قابل اعتماد ساتھی۔ تمہارے ہاتھ خاک میں مل جائیں۔ تم ان اونٹوں جیسے ہو جن کے چرانے والے گم ہو جائیں کہ جب ایک طرف سے جمع کئے جائیں تو دوسری طرف سے منتشر ہو جائیں۔ خدا کی قسم۔ میں اپنے خیال کے مطابق تمہیں ایسا دیکھ رہا ہوں کہ

خدا گواہ ہے کہ قائد کی تمام قائد صلاحیتیں بیکار ہو کر رہ جاتی ہیں جب قوم اطاعت کے راستے سے منحرف ہو جاتی ہے اور بغاوت پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اگر تم بھی اگر جہالت کی بنا پر موبائل ہو تو اس کی اصلاح کا امکان رہتا ہے۔ لیکن مالی غنیمت اور رشوت کا بازار گرم ہو جائے اور دولت دین کی قیمت بننے لگے اور ہاں ایک صحیح اور صالح قائد کا فرض قیادت انجام دینا تقریباً ناممکن ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے صبح و شام حالات کی فریاد ہی کرنا پڑتی ہے تاکہ قوم رستہ تمام کر دے اور مالک کی بارگاہ میں اپنا عذر پیش کر دے۔

فَمَا إِخَالَكُمُ: أَنْ لَوْ حَسِبَ الْوَعَى، وَحَسِبَ الضَّرَابُ، قَدْ انْفَرَجَتْ عَنْ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ انْفِرَاجَ الْمَرَاوِعِ عَنْ قُبُلِهَا، وَإِنِّي لَعَلِّي بَيْتِي مِنْ رَبِّي، وَمِنْهَاجٍ مِنْ نَيْبِي، وَإِنِّي لَعَلِّي الطَّرِيقَ الْوَاضِحَ الْقُطْعَ لَقَطًا

اصحاب رسول اللہ

انظُرُوا أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فَالْزَمُوا سِتْرَهُمْ، وَاتَّبِعُوا أَمْرَهُمْ، فَلَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ هُدًى، وَلَنْ يُعِيدُوكُمْ فِي رُدًى، فَإِنْ لَبَدُوا فَالْبَدُوا وَإِنْ تَهَضُّوا فَانْهَضُوا، وَلَا تَسْبِقُوهُمْ فَتَضِلُّوا، وَتَسْتَخِرُوا عَنْهُمْ فَتَهْلِكُوا، لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، قَدْ أَرَى أَحَدًا يُشَبِّهُهُمْ مِنْكُمْ! لَقَدْ كَانُوا يُضْطَبُّونَ شُغْنًا غُبْرًا، وَقَدْ بَاثُوا سُجْدًا وَقِيَامًا، يُزَاوِ حُونَ بَيْنَ حَبَابِهِمْ وَخُدُودِهِمْ (خُدُودِهِمْ)، وَيَقْفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذُكْرِ مَعَادِهِمْ! كَأَنَّ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ وَكَتَبِ الْمِغْزَى مِنْ طُغُولِ سُجُودِهِمْ! إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَسِيلَ جُمُيُوتُهُمْ، وَمَسَادُوا كَمَا يَمِيدُ الشَّجَرُ يَوْمَ الرِّيحِ الْعَاصِفِ، خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ، وَرَجَاءٍ لِلثَّوَابِ!

۹۸

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ ﷺ

بشیر فیہ الی ظلم بنی امیہ

وَاللَّهِ لَا يَزَالُونَ حَتَّى لَا يَدْعُوَ اللَّهُ مَحْرَمًا إِلَّا اسْتَحْلَوْهُ، وَلَا عَقْدًا إِلَّا حَلَّوْهُ، وَحَتَّى يَسْبِقُوا بَيْتَ مَدَنٍ وَلَا وَبَسَّ إِلَّا دَخَلَهُ ظُلْمُهُمْ وَتَبَايَهُ سُوءُ رَعِيَّتِهِمْ (رَعِيَّتِهِمْ)، وَحَتَّى يَقُومَ الْبَاكِتَانِ يَبْكِيَانِ: بَاكِ يَبْكِي لِدِينِهِ، وَبَاكِ يَبْكِي (يَشْكِي) لِذُنُوبِهِ وَحَتَّى تَكُونَ نُصْرَةُ أَحَدِكُمْ مِنْ أَحَدِهِمْ كَنُصْرَةِ الْقَتِيدِ مِنْ سَيِّدِهِ، إِذَا شَهِدَ أَطَاعَهُ، وَإِذَا غَابَ اغْتَابَهُ، وَحَتَّى يَكُونُ أَغْظَمُكُمْ فِيهَا عَنَاءً (غِنَاءً، غِنَاءً) أَحْسَنُكُمْ بِاللهِ ظَنًّا، فَإِنْ أَتَاكُمْ اللهُ بِعَافِيَةٍ فَاقْبَلُوهَا، وَإِنْ أَتَاكُمْ بِفَاصِيَةٍ فَاصْبِرُوا، فَإِنَّ «الْعَافِيَةَ لِلْمُتَّقِينَ».

ایحال - خیال کرتا ہوں
تمہیں الوعی - جنگ ہزیم اٹھے
انفرج المرأة - یہ کام ولادت اور
خطرات کے وقت ہوتا ہے
لقطہ - زمین سے چن کر اٹھالینا

سمت - راستہ

لبد - ٹھہر گیا

شغسا - جس کے بال پریشان ہوں

غبر - جس کے سر پر غبار ہو

مرادہ - ایک کے بعد ایک عمل انجام دینا

رکب - جمع رکبہ - گھٹنے

مادا - اضطراب کا شکار ہو گئے

استحلال محرم - حرام کو حلال بنالینا

بیوت الملا - اینٹ پتھر کے مکان

بیوت الوبر - نیچے

نبأہ - چھوڑ کر دور چلا جانا

① اس مقام پر امام علیہ السلام نے

اصحاب اور اہلبیت دونوں کا تذکرہ

فرمایا ہے لیکن اصحاب کے تذکرہ میں

ان کے حسن عمل اور خوبی کردار کا ذکر

کیا ہے اور اہلبیت کے تذکرہ میں

انھیں ہادی اور رہنما کی شکل میں

پیش کیا ہے۔ گویا اہلبیت کا کام امت

کو ہدایت دینا ہے اور اصحاب کا کام

اس راہ ہدایت پر چلنا ہے تاکہ قابل

شنا و صفت قرار پا جائیں!

مصادر خطبہ ۹۸ الامامہ والسیاسة ابن قتیبہ ۱۵۱، حذرة الخواص سبط ابن الجوزی ۱۵۱، ارشاد مفید ۵۵، بحار الانوار مجلسی باب الفتن

سنگ تیز ہو گئی اور میدان کا زار گرم ہو گیا تو تم فرزند ابوطالب سے اس بے شرمی کے ساتھ الگ ہو جاؤ گے جس طرح کوئی رت بہہ نہ ہو جاتی ہے۔ لیکن بہر حال میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن رکھتا ہوں اور پیغمبر کے راستہ پر چل رہا ہوں۔

(اصحاب رسول اگر تم) دیکھو۔ اہلبیت پیغمبر پر نگاہ رکھو اور انھیں کے راستہ کو اختیار کرو۔ انھیں کے نقش قدم پر چلتے رہو کہ وہ نہ تمہیں ہدایت سے باہر لے جائیں گے اور نہ ہلاکت میں پلٹ کر جانے دیں گے۔ وہ ٹھہر جائیں تو ٹھہر جاؤ اور اٹھ کھڑے ہوں تو کھڑے ہو جاؤ۔ خبردار ان سے آگے نہ نکل جانا کہ گمراہ ہو جاؤ اور پیچھے بھی نہ رہ جانا کہ ہلاک ہو جاؤ۔ میں نے اصحاب پیغمبر کا دور بھی دیکھا ہے مگر افسوس تم میں کا ایک بھی ان کا جیسا نہیں ہے۔ وہ صبح کے وقت اس طرح اٹھتے تھے کہ بال الجھے ہوئے، سر پر خاک پڑی ہوئی جب کہ رات سجدہ اور قیام میں گزار چکے ہوتے تھے اور کبھی پیشانی خاک پر رکھتے تھے اور کبھی رخسار۔ قیامت کی یاد میں گویا انگاروں پر کھڑے رہتے تھے اور ان کی پیشانیوں پر سجدوں کی وجہ سے بکری کے گھٹنے جیسے گھٹے ہوتے تھے۔ ان کے سامنے خدا کا ذکر آتا تھا تو آنسو اس طرح برس پڑتے تھے کہ گریبان تک تر ہو جاتا تھا اور ان کا جسم عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح لرزتا تھا جس طرح سخت ترین آندھی کے دن کوئی درخت۔

۹۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں بنی امیہ کے مظالم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)

خدا کی قسم یہ یوں ہی ظلم کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کوئی حرام نہ بچے گا جسے حلال نہ بنالیں اور کوئی عہد و پیمان نہ بچے گا جسے توڑ نہ دیں اور کوئی مکان یا خیمہ باقی نہ رہے گا جس میں ان کا ظلم داخل نہ ہو جائے اور ان کا بدترین برتاؤ انھیں ترک وطن پر آمادہ نہ کر دے اور دونوں طرح کے لوگ روئے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ دنیا دار اپنی دنیا کے لئے روئے اور دیندار اپنے دین کی تباہی پر آنسو بہائے۔ اور تم میں ایک کا دوسرے سے مدد طلب کرنا اسی طرح ہو جس طرح کہ غلام آقا سے مدد طلب کرے کہ سامنے آجائے تو اطاعت کرے اور غائب ہو جائے تو غیبت کرے۔ اور تم میں سب سے زیادہ مصیبت زدہ وہ ہو جو خدا پر سب سے زیادہ اعتماد رکھنے والا ہو لہذا اگر خدا تمہیں عافیت دے تو اسے قبول کر لو۔ اور اگر تمہارا امتحان لیا جائے تو صبر کرو کہ انجام کار بہر حال صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔ !

لے دنیا کے ہر ظلم کے مقابلہ میں صاحبان ایمان و کردار کے لئے یہی بشارت کافی ہے کہ انجام کار صاحبان تقویٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس دنیا کی انتہا فساد اور تباہ کاری پر ہونے والی نہیں ہے بلکہ اسے ایک نہ ایک دن بہر حال عدل و انصاف سے سمور ہونا ہے۔ اُس دن ہر ظالم کو اس کے ظلم کا اعجاز ہو جائے گا اور ہر مظلوم کو اس کے صبر کا پھل مل جائے گا۔ مالک کائنات کی یہ بشارت نہ ہوتی تو صاحبان ایمان کے حوصلے پست ہو جاتے اور انھیں حالات زمانہ مایوسی کا شکار بنا دیتے لیکن اس بشارت نے ہمیشہ ان کے حوصلوں کو بلند رکھا ہے اور اسی کی بنیاد پر وہ ہر دور میں ہر ظلم سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھے رہے ہیں۔

۹۹
و من خطبة له (عليه السلام)
في التهديد من الدنيا

نَعْمَدُهُ عَلَى مَا كَانَ، وَتَشْتَعِيهُ مِنْ أَمْرِنَا عَلَى مَا يَكُونُ، وَتَسْأَلُهُ الْمَعَاةَ
فِي الْأَذْيَانِ، كَمَا تَسْأَلُهُ الْمَعَاةَ فِي الْأَبْدَانِ.
عِبَادَ اللَّهِ أَوْصِيكُمْ بِالرَّفْضِ لِهَذِهِ الدُّنْيَا الشَّارِكَةِ لَكُمْ، وَإِنْ لَمْ تُحِبُّوا تَرْكَهَا،
وَالْبَيْتِ لِأَجْسَائِكُمْ (اجسادكم) وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ تَجْسِيدَهَا، فَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ
وَمَثَلُهَا كَتَفْرِ سَلَكُوا سَبِيلًا فَكَأَنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوهُ، وَأَسْوَأَ عِلْمًا فَكَأَنَّهُمْ قَدْ
بَلَّغُوهُ وَكُنْتُمْ عَسَى الْجَهَنَّمَ إِلَى الْغَايَةِ أَنْ يَجْرِيَ إِلَيْهَا حَتَّى يَبْلُغَهَا
وَمَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بَقَاءُ مَنْ لَهُ يَوْمٌ لَا يَغْدُوهُ، وَطَالِبٌ حَيْثُ مِنَ الْمَوْتِ
يَغْدُوهُ وَمُزْعِجٌ فِي الدُّنْيَا حَتَّى يُفَارِقَهَا رَغْمًا فَلَا تَنَافُسُوا فِي عِزِّ الدُّنْيَا
وَفَخْرُهَا، وَلَا تَفْجَبُوا بِسُرِيعَتِهَا وَنَعِيمِهَا، وَلَا تَجْرَعُوا مِنْ ضَرَائِهَا وَبُؤْسِهَا،
فَإِنَّ عِزَّهَا وَفَخْرَهَا إِلَى انْقِطَاعٍ، وَإِنْ زِينَتُهَا وَنَعِيمَتُهَا إِلَى زَوَالٍ،
وَضَرَاءَتُهَا وَبُؤْسَتُهَا إِلَى نَفَادٍ (نفاذ)، وَكُلُّ مُدَّةٍ فِيهَا إِلَى انْتِهَاءٍ، وَكُلُّ
حَيٍّ فِيهَا إِلَى فَنَاءٍ، أَوَّلَيْتُمْ لَكُمْ فِي آثَارِ الْأَوَّلِينَ مُزْدَجِرٌ، وَفِي
آبَائِكُمُ الْمَاضِينَ تَبَصِيرَةٌ وَمُغْتَبَرٌ، إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ أَوْ لَمْ تَعْقِلُوا
إِلَى الْمَاضِينَ مِنْكُمْ لَا يَسْرِعُونَ، وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِينَ لَا يَبْتَوُونَ
أَوَّلَيْتُمْ تَسْرُونَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُسْطِخُونَ وَتَسْتَوُونَ عَلَى أَحْوَالٍ شَتَّى، قَبِيْتُ
يُنْكَتِي، وَآخِرُ يُعَزَّى، وَصَرِيحٌ مُبْتَلًى، وَغَائِثٌ يَغْدُو، وَآخِرُ يَنْقُيهِ يَجُودُ،
وَطَالِبٌ لِدُنْيَا وَالْمَوْتِ يَطْلُبُهُ، وَغَائِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ، وَ عَلَى
أَنْتَ الْمَاضِي (الماضي) مَا يَخْضِي الْبَاقِي
أَلَا فَادْكُرُوا هَازِمَ اللَّذَاتِ، وَ مُنْقَضَ الشَّهَوَاتِ، وَ قَاطِعَ الْأُمْنِيَّاتِ،
عِنْدَ الْمُسَاوَرَةِ (المساورة) لِلْأَعْمَالِ الْقَبِيحَةِ، وَاسْتَعِينُوا اللَّهَ عَلَى أَدَائِهِ
وَاجِبِ حَقِّهِ، وَ مَا لَا يُخْصِي مِنْ أَعْدَادِ نِعَمِهِ وَإِحْسَانِهِ.

مفسر - مسافروں کی جماعت
اتوا - قصد کیا
الجمہری الی غایت - ایک خاص مقصد
تک دوڑنے والا
یجھڑو - ہٹکارتے جانے والا
نفاذ - نفا
مز و جر - رک جانا
بنفسہ یجھڑو - جان کر جان کر دینا
مساورہ - ادکاب
حیث - تیز رفتار
صریح - ہلاک
بعدم - قاطع
(۱) انسان کلمات کا یہ مقصد ہرگز نہیں
ہے کہ انسان دنیا سے کنارہ کش ہو کر
پاروں کی چوٹیوں یا صحراؤں میں آباد
ہو جائے اور نہ اس کا مقصد انسان
کی زندگی کو مفلوج اور شلول بنا دینا
ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ کلمات انسان
میں تازہ روح عمل پہنچانے کے مراد
ہیں کہ انسان دنیا کی حقیقت کو پہچان
لے اور اس کے دھوکے میں نہ آئے۔
عمل کرے لیکن دنیا کو میدان عمل سمجھ کر
مقصد عمل سمجھ کر نہیں۔ اور مال حاصل
کرے لیکن اس سے استفادہ کرنے
کے لئے۔ اسے خزانوں کی زینت بنانے
کے لئے نہیں۔ کہ آخرت میں ایک وبال
کی شکل اختیار کرے۔

۹۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا سے کنارہ کشی کی دعوت دی گئی ہے)

خدا کی حمد ہے اس پر جو ہر چکا اور اس کی امداد کا تقاضا ہے ان حالات پر جو سامنے آنے والے ہیں۔ ہم اس سے دین کی سبقت لے لیا اسی طرح کرتے ہیں جس طرح بدن کی صحت و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

بندگان خدا! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اُس دنیا کو چھوڑ دو جو تمہیں بہر حال چھوڑنے والی ہے چاہے تم اس کی مددائی کو پسند نہ کرو۔ وہ تمہارے جسم کو بہر حال بوسیدہ کر دے گی تم لاکھ اس کی تازگی کی خواہش کرو۔ تمہاری اور اس کی مثال ان مسافروں جیسی ہے جو کسی راستہ پر چلے اور گویا کہ منزل تک پہنچ گئے۔ کسی نشان راہ کا ارادہ کیا اور گویا کہ اسے حاصل کر لیا اور کتنا مسرور و متغیر ہوتا ہے اس گھوٹا دوڑانے والے کے لئے جو دوڑاتے ہی مقصد تک پہنچ جائے۔ اس شخص کی بقایا کیلئے جس کا ایک دن مقرر ہو جس سے آگے نہ بڑھ سکے اور پھر موت تیز و خناری سے اسے ہٹا کر لے جا رہی ہو یہاں تک کہ بادل ناخوارستہ دنیا کو چھوڑ دے۔ خبردار دنیا کی عزت اور اس کی سر بلندی میں مقابلہ نہ کرنا اور اس کی زینت و نعمت کو پسند نہ کرنا اور اس کی دشواری اور پریشانی سے رنجیدہ نہ ہونا کہ اس کی عزت و سر بلندی ختم ہو جائے تو الی ہے اور اس کی زینت و نعمت کو زوال آجائے تو اللہ ہے اور اس کی تنگی اور سختی بہر حال ختم ہو جانے والی ہے۔ یہاں ہر مدت کی ایک انتہا ہے اور ہر زندہ کے لئے قتل ہے۔ کیا تمہارے لئے گزشتہ لوگوں کے آثار میں سامان تنبیہ نہیں ہے؟ اور کیا آباء و اجداد کی داستانوں میں بصیرت و عبرت نہیں ہے؟ اگر تمہارے پاس عقل ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ جلنے والے پلٹ کر نہیں آتے ہیں اور بعد میں آنے والے رہ نہیں جاتے ہیں پکیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اہل دنیا مختلف حالات میں صبح و شام کرتے ہیں۔ کوئی مردہ ہے جس پر گریہ ہو رہا ہے اور کوئی زندہ ہے تو اسے پُرسہ دیا جا رہا ہے۔ ایک بستر پر بڑا ہوا ہے تو ایک اس کی عیادت کر رہا ہے اور ایک اپنی جان سے جا رہا ہے۔ کئی دنیا تلاش کر رہا ہے تو موت اسے تلاش کر رہی ہے اور کوئی غفلت میں پڑا ہوا ہے تو زمانہ اس سے غافل نہیں ہے اور اس طرح جانے والوں کے نقش قدم پر رہ جانے والے چلے جا رہے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ابھی موقع ہے اسے یاد کرو جو لذتوں کو فنا کر دینے والی۔ خواہشات کو مکدر کر دینے والی اور امیدوں کو قطع کر دینے والی ہے۔ ایسے اوقات میں جب بُرے اعمال کا ارتکاب کر لیتے ہو اور اللہ سے مدد مانگو کہ اس کے واجب حق کو ادا کرو اور ان نعمتوں کا شکر یہ ادا کر سکو جن کا شمار کرنا ناممکن ہے۔

لے خدا جانتا ہے کہ زندگی کی اس سے حسین تر تعبیر نہیں ہو سکتی ہے کہ انسان زندگی کے پروگرام بناتا ہی رہ جاتا ہے اور موت سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے نے دم بھرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ منزل قدروں میں آگئی اور سارے حوصلے دھبے رہ گئے۔ ظاہر ہے کہ اس زندگی کی کیا حقیقت ہے کہ جس کی میعاد مبین ہے اور وہ بھی زیادہ طویل نہیں ہے اور ہر حال میں پوری ہو جانے والی ہے چاہے انسان توجہ ہو یا غافل۔ اور چاہے اسے پسند کرے یا ناپسند۔

مرق - دین سے علی گیا

زہق - ہلاک ہو گیا

کیٹ - بات میں جلدی نہ کرنے والا

بطی القیام - سمجھ بوجھ کر اقدام کرنے

یضم نشر کم - متفرقات کو جمع کر دے گا

مقبیل - کسی امر کی طرف رخ کرنے والا

مدیر - بظاہر ناکام ہو جانے والا

قامتہ - دونوں پیر

خوی - غائب ہو گیا

صانع نعمتیں

(۱) ہم شکر خدا بھی کرتے ہیں اور اس سے

مدد بھی مانگتے ہیں لیکن ہماری کمزوری

یہ ہے کہ ہمارا شکر صرف نعمتوں پر ہوتا ہے

اس کے علاوہ شکر کا جذبہ پسندیدہ

نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح ہماری ہمت

کا تعلق مال، دولت، شہرت،

عزت، جاہ و منصب اور حکومت

واقعات سے ہوتا ہے لیکن حوالے

کائنات نے ان دونوں امور کے لئے

ایک الگ نظام پیش کیا ہے شکر خدا

کو تو ہر حال میں صرف نعمتوں میں

نہیں اور مدد مانگو تو اس کے حقوق کو

ادا کرنے کے لئے۔ صرف دولت کی

فراوانی کے لئے نہیں۔!

و من خطبة له (۱۰۰)

فی رسول الله و أهل بيته

الْحَمْدُ لِلَّهِ النَّاسِيرِ فِي الْخَلْقِ فَضْلُهُ، وَالْبَاسِطِ فِيهِمْ بِالْجُودِ يَدُهُ، تَحْمَدُهُ
 فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ، وَتَسْتَعِينُهُ عَلَى رِعَايَةِ حُقُوقِهِ، وَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ غَيْرُهُ،
 وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِأَمْرِهِ صَادِعًا (نَاطِقًا) وَبِذِكْرِهِ نَاطِقًا (قَاطِعًا)،
 فَأَدَّى أَمِينًا، وَمَضَى رَشِيدًا، وَخَلَفَ فِيْنَا رَايَةَ الْحَقِّ، مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَّقَ، وَمَنْ
 تَخَلَّفَ عَنْهَا زَهَقَ، وَمَنْ لَزَمَهَا لَحِقَ، ذَلِكَهَا مَكِيتُ الْكَلَامِ، بَطِيءُ الْقِيَامِ،
 سَرِيعُ إِذَا قَامَ، فَإِذَا أَنْتُمْ أَلْتُمْ لَهُ رِقَابَكُمْ، وَأَشْرُتُمْ إِلَيْهِ بِأَصَابِعِكُمْ،
 جَاءَهُ الْمَوْتُ فَذَهَبَ بِهِ، فَلَيْتُمْ بَعْدَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى يُطْلِعَ اللَّهُ لَكُمْ مَنْ
 يَجْمَعُكُمْ وَيَضُمُّ نَشْرُكُمْ، فَلَا تَطْمَنُوا (تَطْمَنُوا) فِي غَيْرِ (عَيْنِ) مُقْبِلٍ، وَلَا
 تَيَأَسُوا مِنْ مُذِيرٍ، فَإِنَّ الْمَذِيرَ عَسَى أَنْ تَزُولَ بِهِ أَحَدَى قَائِمَتَيْهِ (قَدَمَيْهِ)،
 وَتَثْبُتَ الْأُخْرَى، فَتَرْجِعَا حَتَّى تَجْتَمِعَا جَمِيعًا.

أَلَا إِنَّ سَقَلَ آلِ مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، كَمَثَلِ نُجُومِ السَّمَاءِ: إِذَا خَوَى
 نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ فَكَأَنَّكُمْ قَدْ تَكَامَلَتْ مِنَ اللَّهِ فِيكُمْ الصَّنَائِعُ، وَأَرَاكُمْ (اتَاكُمْ)
 مَا كُنْتُمْ تَأْتَلُونَ.

و من خطبة له (۱۰۱)

وهي إحدى الخطب المشتملة على الملاحم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْأَوَّلِ قَبْلَ كُلِّ أَوَّلٍ، وَالْآخِرِ بَعْدَ كُلِّ آخِرٍ، وَبِأَوَّلِيَّتِهِ وَجِبَتْ أَنْ
 لَا أَوَّلَ لَهُ، وَبِآخِرِيَّتِهِ وَجِبَتْ أَنْ لَا آخِرَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهَادَةً
 يُوَافِقُ فِيهَا الشَّرُّ الْإِغْلَانُ، وَالْقَلْبُ اللَّسَانُ.

۱۰۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرمؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے بارے میں)

شکر ہے اس خدا کا جو اپنے فضل و کرم کا دامن پھیلائے ہوئے ہے اور اپنے جود و عطا کا ہاتھ بڑھائے ہوئے ہے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اس کے تمام معاملات میں اور اس کی مدد چاہتے ہیں خود اس کے حقوق کا خیال رکھنے کے لئے ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں جنہیں اس نے اپنے امر کے اظہار اور اپنے ذکر کے بیان کے لئے بھیجا تو انہوں نے نہایت امانتداری کے ساتھ اس کے پیغام کو پہونچا دیا اور راہ راست پر اس دنیا سے گزر گئے اور ہمارے درمیان ایک ایسا پرچم حق چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھ جائے وہ دین سے نکل گیا اور جو پیچھے رہ جائے وہ ہلاک ہو گیا اور جو اس سے وابستہ رہے وہ حق کے ساتھ رہا۔ اس کی طرف رہنمائی کرنے والا وہ ہے جو بات ٹھہر کر کہتا ہے اور قیام اطمینان سے کرتا ہے لیکن قیام کے بعد پھر تیزی سے کام کرتا ہے۔ دیکھو جب تم اس کے لئے اپنی گردنوں کو جھکا دو گے اور ہر مسئلہ میں اس کی طرف اشارہ کرنے لگو گے تو اسے موت آجائے گی اور اسے لے کر چلی جائے گی۔ پھر جب تک خدا چاہے گا تمہیں اسی حال میں رہنا پڑے گا یہاں تک کہ وہ اس شخص کو منظر عام پر لے آئے، جو تمہیں ایک مقام پر جمع کر دے اور تمہارے انتشار کو دور کر دے۔ تو دیکھو جو آنے والا ہے اس کے علاوہ کسی کی طبع نہ کر دو اور جو جا رہا ہے اس سے بایں نہ ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ جانے والے کا ایک قدم اکھڑ جائے تو دوسرا جمار ہے اور پھر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ دونوں قدم جم جائیں۔

دیکھو آل محمدؑ کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا نکل آتا ہے۔ تو گویا اللہ کی نعمتیں تم پر تمام ہو گئی ہیں اور اس نے تمہیں وہ سب کچھ دکھلادیا ہے جس کی تم آس لگائے بیٹھے تھے۔

۱۰۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو ان خطبوں میں ہے جن میں حوادث زمانہ کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس آدل کے لئے ہے جو ہر ایک سے پہلے ہے اور اس آخر کے لئے ہے جو ہر ایک کے بعد ہے۔ اس کی اولیت کا تقاضا ہے کہ اس کا اول نہ ہو اور اس کی آخریت کا تقاضا ہے کہ اس کا کوئی آخر نہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور اس گواہی میں میرا باطن ظاہر کے مطابق ہے اور میری زبان دل سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔

لے اس سے مراد خود حضرتؑ کی ذات گرامی ہے جسے حق کا محور و مرکز بنایا گیا ہے اور جس کے بارے میں رسول اکرمؐ کی دعا ہے کہ مالک حق کو ادر اضر ہر شے جو ہر جہد و جدوجہد علیٰ سر ہے ہوں (صحیح ترمذی) اور بعد کے فقرات میں آل محمدؑ کے دیگر افراد کی طرف اشارہ ہے جن میں مستقبل قریب میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کا دور تھا جن کی طرف اہل دنیا نے رجوع کیا اور ان کی سیاسی عظمت کا بھی احساس کیا۔ اور مستقبل بعید میں امام مہدیؑ کا دور ہے جن کے ہاتھوں امت کا انتشار دور ہو گا اور اسلام پلٹ کر اپنے مرکز پر آجائے گا۔ ظلم و جور کا خاتمہ ہو گا اور عدل و انصاف کا نظام قائم ہو جائے گا۔

أَتَمَّهَا النَّاسُ لَا يَخْشَرُكُمْ شِقَاقِي، وَلَا يَنْتَهُوْكُمْ عِظَيَانِي،
وَلَا تَتَرَامُوا بِالْأَهْصَارِ عِنْدَ مَا تَسْمُوتُهُ بِنِّي، قَوْلَ الَّذِي قُلْتُ
الْمَسِيحُ، وَبَرَأَ النَّسَبَةَ، إِنَّ الَّذِي أَنْبَأَكُمْ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ الْأَمْسِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَا كَذَبَ الْبَلُّغُ، وَلَا جَهْلُ السَّامِعِ لَكَأَنِّي
أَنْظُرُ إِلَى ضَلِيلٍ قَدْ تَجَعَّدَ بِالشَّامِ، وَفَحَصَ بِرَأْيَانِيهِ فِي ضَوَاجِي كُوفَانٍ،
فَإِذَا تَغَرَّبَ فَبَاغَرْتُهُ، وَأَشْتَدَّتْ شَكِيمَتُهُ، وَتَقَلَّتْ فِي الْأَرْضِ وَطَأْتُهُ،
عَضَّتِ الْبَيْتَةَ أَبْنَاءَهَا بِأَنْبِيَاءِهَا، وَمَا جَتِ الْحَرْبُ بِأَمْوَاجِهَا،
وَبَدَأَ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ كَلُوحَهَا، وَمِنْ اللَّيَالِي كُدُوحَهَا فَإِذَا أَيْبَحَ رَزْمُهُ،
وَقَامَ عَلَى تَبَعِهِ (سَاهِدًا)، وَهَدَرَتْ شِقَاقِيَّتُهُ، وَبَرَقَتْ بِسَوَارِقِهِ، عُقِدَتْ
رَايَاتُ الْفَتْحِ الْمُفْضِلَةِ، وَأَقْبَلْنَ كَاللَّيْلِ الظُّلُمِ، وَالتَّجَرُّعِ الظُّلُمِ،
هَذَا وَكَمْ يَطْرِقُ الْكُوفَةُ مِنْ قَاصِفٍ وَيَمُرُّ عَلَيْهَا مِنْ عَاصِفٍ! وَعَنْ قَلِيلٍ
تَلْتَفُ الْقُرُونُ بِالْقُرُونِ، وَيُخْصَدُ الْقَائِمُ، وَيُخْطَمُ الْمَخْصُودُ

۱۰۲

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَجَرِي هَذَا الْجَرَى

وَفِيهَا ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَأَحْوَالِ النَّاسِ الْمَقْبَلَةِ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْمَعُ اللَّهُ فِيهِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لِنَقَاشِ الْحِسَابِ
وَجَزَاءِ الْأَعْمَالِ، خُضُوعًا، قِيَامًا، قَدْ أَلْجَسَهُمُ الْعَرَقُ، وَرَجَفَتْ بِهِمُ
الْأَرْضُ، فَأَحْسَنَهُمْ حَالًا مَنْ وَجَدَ لِقَدَمَيْهِ مَوْضِعًا، وَلِنَفْسِهِ مَسَامًا

لا یخیر منکم - آلودہ ذکر سے
شقاقی - سیری مخالفت
لا یتھوینکم - سرگردان نہ بنادے
لا تتراموا - ایک دوسرے کی طرف
اشاروں سے دیکھنا
فلان الجہد - داند کرشکاقتی
برأ النسبہ - روح کو خلق دیا
ضلیل - بے مدد گرا
نمیق - چرواہے کی آواز
فحص برایتہ - پرچم نصب کر دے
کوفان - کوند
نفر - کھل دیا
فاغره - منہ
شکیمہ - بہانہ کا دہانہ
کلوح الايام - سخت روزگار
کدوح الليالي - راتوں کے زخم
ینح - پختہ خوش
شقاشق - جمع شقیقہ - اونٹ کے
منہ سے نکلنے والا قطرہ
بوارق - نیزہ و شمشیر
قاصف - تند آہنی
عاصف - تیز ہوا
ملتف القرون - لیڈوں کا ٹکڑاؤ
یحصہ القام - کھڑی کھیتی کا کاٹنا
یخلم المصود - کئے کھیت کا تباہ ہونا
نقاش الحساب - کھل جانے پر مال
الجمہم العرق - پسینہ کا منہ تک آجانا
رجفت بهم الارض - زمیں کا لرز جانا

ایہا الناس! خبردار میری مخالفت کی غلطی نہ کرو اور میری نافرمانی کے جبران و سرگردان نہ ہو جاؤ اور میری بات سننے وقت ایک دوسرے کا اشارہ نہ کرو کہ اس پروردگار کی قسم جس نے دانہ کو شکاف نہ کیا ہے اور نفوس کو ایجاد کیا ہے کہ میں جو کچھ خبر دے رہا ہوں وہ رسول الہی کی طرف سے ہے جہاں نہ پہنچانے والا غلط گو تھا اور نہ سننے والا جاہل تھا اور گویا کہ میں اس بدترین گمراہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جس نے شام میں لٹکانا اور کوڑے کے اطراف میں اپنے جھنڈے گاڑ دئے اور اس کے بعد جب اس کا دہانہ کھل گیا اور اس کی لٹکانے کا دہانہ مضبوط ہو گیا اور زمین میں اس کی پامالیاں سخت تر ہو گئیں تو فتنے ابنا و زمانہ کو اپنے دانتوں سے کاٹنے لگے اور جنگوں نے اپنے تھپڑوں کی فہیٹ میں لے لیا اور دونوں کی سختیاں اور باتوں کی جواحتیں منظر عام پر آ گئیں اور پھر جب اس کی کھیتی تیار ہو کر اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی اور اس کی سرمستیاں اپنا جوش دکھلائے گئیں اور تلواریں چمکنے لگیں تو سخت ترین فتنوں کے جھنڈے گاڑ دئے گئے اور وہ تاریک رات اور تلاطم خیز سمندر کی طرح منظر عام پر آ گئے۔ اور کوڑے کو اس کے علاوہ بھی کتنی ہی آندھیاں پارہ پارہ کرنے والی ہیں اور اس پر سے کتنے ہی جھکڑ گزرنے والے ہیں اور عنقریب وہاں جماعتیں جماعتوں سے گتھنے والی ہیں اور کھڑکی کھیتیاں کاٹی جانے والی ہیں اور کٹے ہوئے ماحصل کو بھی تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

۱۰۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں قیامت اور اس میں لوگوں کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے)

وہ دن وہ ہو گا جب پروردگار اولین و آخرین کو دقیق ترین حساب اور اعمال کی جزا کے لئے اس طرح جمع کرے گا کہ سب مفعول و مفعول کے عالم میں کھڑے ہوں گے۔ پسینہ ان کے دہن تک پہنچا ہو گا اور زمین لرز رہی ہو گی۔ بہترین حال اس کا ہو گا جو اپنے قدم جمانے کی جگہ حاصل کر لے گا اور جسے سانس لینے کا موقع مل جائے گا۔

لے رسول اکرمؐ کے دور میں جدائش بین الہی اور ولے کائنات کے دور میں اشعث بن قیس جیسے افراد ہمیشہ رہے ہیں جو بظاہر صاحبان ایمان کی صفوں میں رہتے ہیں لیکن ان کا کام باتوں کا مذاق اڑا کر انھیں شتہ بنادینے اور قوم میں انتشار پیدا کر دینے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے آپؐ نے چاہا کہ اپنی جہود کے مصدر و مآخذ کی طرف اشارہ کر دیں تاکہ عالموں کو شبہ پیدا کرنے کا موقع نہ ملے اور آپؐ اس حقیقت کو بھی واضح کر سکیں کہ میرے بیان میں شبہ و حقیقت رسول اکرمؐ کی صداقت میں مشبہ ہے جو کفار و مشرکین کو بھی نہ کر سکے تو منافقین کے لئے اس کا جواز کس طرح پیدا ہو سکتا ہے؟

اس کے بعد آپؐ نے اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ اگر باقی لوگ یہ کام نہیں کر سکتے ہیں تو اس کا تعلق ان کی جہالت سے ہے رسالت کے بدو فیاض سے نہیں ہے۔ اس نے تو ہر ایک کو تعلیم دینا چاہا لیکن بے صلاحیت افراد اس فیض سے محروم رہ گئے تو کریم کا کیا قصور ہے۔

حال مقلد علی الناصر

ومنها: فَنَنْ كَسَطَ اللَّيْلِ الْمَظْلَمِ، لَا تَقُومُ لَهَا قَائِمَةٌ، وَلَا تُرَدُّ لَهَا رَائِدَةٌ،
تَأْتِيَكُمْ مَزْمُومَةٌ مَرْحُومَةٌ: يَخْفِزُهَا قَائِدُهَا وَيَجْهَدُهَا رَاكِبُهَا، أَهْلُهَا قَوْمٌ لَه
شَدِيدٌ كَلْبُهُمْ، قَلِيلٌ سَلْبُهُمْ، يُجَاهِدُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَوْمٌ أَذَلَّةٌ عِنْدَ الْمُتَكَبِّرِينَ،
فِي الْأَرْضِ يَجْهَلُونَ، وَفِي السَّمَاءِ مَعْرُوفُونَ، قَوْلُكَ يَا بَصْرَةَ عِنْدَ ذَلِكَ، مِنْ
جَنَاشٍ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ لَا رَهَجَ لَهُ، وَلَا حَسَنَ، وَسَيَتَلَّى أَهْلُكَ بِأَلْوَابِ الْأَخْمَرِ،
وَأَلْجُوعِ الْأَغْبَرِ

۱۰۳

و من خطبة له ؑ

في التزهيد في الدنيا

أَيُّهَا النَّاسُ، أَنْظَرُوا إِلَى الدُّنْيَا نَظَرَ الرَّاهِدِينَ فِيهَا، الصَّادِقِينَ (معرضين) عَنْهَا،
فَأَيُّهَا وَاللَّهِ عَمَّا قَلِيلٍ تُزِيلُ النَّارُ الْبَاقِيْنَ، وَتَفْجَعُ الْآثِرَ الْآثِرَ،
لَا يَرْجِعُ مَا تَوَلَّى مِنْهَا فَأَذْبُرْ، وَلَا يُدْرِي مَا هُوَ آتٍ مِنْهَا فَيَنْتَظِرْ،
سُرُورُهَا مَشُوبٌ (مشرب) بِالْحُزْنِ، وَجَلَدُ الرَّجَالِ فِيهَا إِلَى الضَّعْفِ وَالْوَهْنِ،
فَلَا يَغْنَمُكُمْ كَثْرَةُ مَا يُغْنِيكُمْ فِيهَا لِقَلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا،
رَحِمَ اللَّهُ أَسْرَأَ تَفَكَّرَ فَاغْتَبَرَ، وَاعْتَبَرَ فَأَبْصَرَ (اقصر)، فَكَأَنَّ مَا هُوَ
كَائِنٌ مِنَ الدُّنْيَا عَنْ قَلِيلٍ لَمْ يَكُنْ وَكَأَنَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الْآخِرَةِ
عَمَّا قَلِيلٍ لَمْ يَزَلْ، وَكُلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ، وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ، وَكُلُّ آتٍ
قَسِيرٌ دَانٌ!

حقة العالم

و منها: أَلْعَالَمُ مَنْ عَرَفَ قُدْرَهُ، وَكَفَى بِالْمَرْءِ جَهْلُهُ أَلَّا يَعْرِفَ قُدْرَهُ،
وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى لَعَبْدًا وَكَأَنَّ اللَّهَ إِلَى نَفْسِهِ،
جَانِبًا عَنْ قَصْدِ السَّبِيلِ، سَائِرًا بِغَيْرِ دَلِيلٍ: إِنَّ دُعَايَ إِلَى

تقطع - جمع قطع - ظلت - بمررت
مرحومہ مرحلہ - گام اور سامان سے تیل
حفر - چکانا
یجہدہا - طاقت سے زیادہ زور ڈالنا
کلب - شدید اذیت
سلب - مقتول کا سامان و لباس
رجح - غبار
حسن - آواز
جمع الاغبر - قحط
صارفین - اعراض کرنے والے
ثاوی - مقیم
شرق - جس کو آواز دھوڑ دیا جگ
مشوب - مخلوط
جلد - سختی - قوت
وہن - کمزوری
(۱۰۳) اس لشکر سے مراد قحط اور طاعون
جیسے حالات ہیں جن سے بصیر کو دھچکا
ہونا پڑا ہے -
موت اجرو دیا ہے اور جمع اغبر
قحط سالی جہاں ہر جھوکے کو زمین سے
آسمان تک غبار ہی غبار دکھائی دیتا
ہے اور ہر طرف دھواں ہی دھواں
نظر آتا ہے -

مصادر خطبہ ۱۰۳: روضہ کافی ۱۳۹، تحت العقول ص ۱۳۳، اصول کافی ۲ ص ۲۴۵، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۳ ص ۳۵۳، ربيع الاربار زنجشیری ۱ ص ۱۲۹،
مطالب السؤل ۱ ص ۲۰۲، دستور معالم الحكم قضای ص ۲۸، کتاب الفتن نعیم بن حماد الخزاعی (متوفی ۲۸۵ھ) ملاحم ابن طاووس ص ۲۲،
نہایت ابن اثیر ص ۱۳۱، حلیۃ الاولیاء ص ۱۸۷، تذکرہ ابن الجوزی ص ۳۸،

۱۰۳

خطبہ

خطبہ

نہایت

کلی

بلند

موجود

والا ہے

الشرک

لے حقیقت

و منزل

الکلی

کے دار

(اسی خطبہ کا ایک حصہ)

ایسے فتنے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے جس کے سامنے نہ گھوڑے کھڑے ہو سکیں گے اور نہ ان کے پرچموں کو پٹایا جاسکے گا۔ یہ فتنے لگام و سامان کی پوری تیاری کے ساتھ آئیں گے کہ ان کا قائد انھیں ہنگامہ ہوگا اور ان کا سوار انھیں تھکا رہا ہوگا۔ اس کی اہل ایک آدم ہوگی جس کے حملے سخت ہوں گے لیکن لوٹ مار کم اور ان کا مقابلہ راہِ خدا میں صرف وہ لوگ کریں گے جو مسکبرین کی نگاہ میں کمزور اور پست ہوں گے۔ وہ اہل دنیا میں مجہول اور اہل آسمان میں معروف ہوں گے۔ اے بصرہ! ایسے وقت میں تیری حالت قابلِ رحم ہوگی اس عذابِ الہی کے لشکر کی بنا پر جس میں نہ غبار ہوگا نہ شور و غوغا اور عنقریب تیرے باشندوں کو سرخ موت اور سخت بھوک میں مبتلا کیا جائے گا۔

۱۰۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(زہد کے بارے میں)

ایہا الناس! دنیا کی طرف اس طرح دیکھو جیسے وہ لوگ دیکھتے ہیں جو زہر کھنے والے اور اس سے نظر بچانے والے ہوتے ہیں کہ عنقریب یہ اپنے ساکنوں کو ہٹا دے گی اور اپنے خوشمالوں کو رنجیدہ کر دے گی۔ اس میں جو چیز منہ پھیر کر جاچکی وہ پلٹ کر آنے والی نہیں ہے اور جو آنے والی ہے اس کا حال نہیں معلوم ہے کہ اس کا انتظار کیا جائے۔ اس کی خوشی رنج سے مخلوط ہے اور اس میں مردوں کی مضبوطی ضعف و ناتوانی کی طرف مائل ہے۔ خبردار اس کی دل بھلانے والی چیزیں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دیں کہ اس میں سے ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں۔

خدا رحمت نازل کرے اس شخص پر جس نے غور و فکر کیا تو عبرت حاصل کی اور عبرت حاصل کی تو بعیرت پیدا کر لی کہ دنیا کی ہر موجود شے عنقریب ایسی ہو جائے گی جیسے تھی ہی نہیں اور آخرت کی چیزیں اس طرح ہو جائیں گی جیسے ابھی موجود ہیں۔ ہر گنتی میں آنے والا کچھ نہ والا ہے اور ہر شے جس کی امید ہو وہ عنقریب آنے والی ہے اور جو آنے والا ہے وہ گویا کہ قریب اور بالکل قریب ہے۔ (صفتِ عالم) عالم وہ ہے جو اپنی قدر خود پہچانے اور انسان کی جہالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر کو نہ پہچانے۔ اللہ کی نگاہ میں بدترین بندہ وہ ہے جسے اس نے اسی کے حوالہ کر دیا ہو کہ وہ میدھے راستے سے ہٹ گیا ہے اور بغیر رہنما کے چل رہا ہے۔

اے حقیقت امر ہے کہ انسان اپنی قدر و اوقات کو پہچان لیتا ہے تو اس کا کردار خود بخود مدھر جاتا ہے اور اس حقیقت سے غافل ہو جاتا ہے تو کبھی قدر و منزلت سے غفلت دربار داری و خوشامد و مدح و بیجا و خیر فرشی پر آمادہ کر دیتی ہے کہ علم کو مال و جاہ کے عوض بیچنے لگتا ہے اور کبھی اوقات سے ناواقفیت مالک سے بناوٹ پر آمادہ کر دیتی ہے کہ عوام الناس پر حکومت کرتے کرتے مالک کی اطاعت کا جذبہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور احکامِ الہیہ کو بھی اپنی خواہشات کے راستہ پر چلانا چاہتا ہے جو جہالت کا بدترین مظاہرہ ہے اور اس کا علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔!

حَرْثُ الدُّنْيَا عَمِلَ، وَإِنْ دُعِيَ إِلَى حَرْثِ الْآخِرَةِ كَيْلًا كَانَ
مَا عَمِلَ لَهُ وَاجِبٌ عَلَيْهِ، وَكَانَ مَا وَفَى فِيهِ سَائِطَةً عَنْهُ

آخر الروا

وَمِنْهَا: وَذَلِكَ زَمَانٌ لَا يَسْتَجِزُ فِيهِ إِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُؤْتِيهِ، «إِنْ شَهِدَ
لَمْ يُعْرِفْ، وَإِنْ غَابَ لَمْ يُسْتَفْذَ، أُولَئِكَ مَصَابِيحُ الْمَدَى» وَأَعْلَامُ
الشُّرَى، لَيْسُوا بِالسَّابِيحِ وَلَا الْكَذَابِيحِ الْبَذَرِ، أُولَئِكَ يَفْتَحُ اللَّهُ
لَهُمْ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ، وَيَكْشِفُ عَنْهُمْ صُرَّةَ سَعَتِهِ.
أَيُّهَا النَّاسُ، سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَكْفَأُ فِيهِ الْإِسْلَامُ، كَمَا يَكْفَأُ
الْأَنْبَاءُ بِمَا فِيهِ، أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعَاذَكُمْ مِنْ أَنْ يَجُورَ عَلَيْكُمْ،
وَلَمْ يُعِزِّكُمْ مِنْ أَنْ يَسْتَبْلِيَكُمْ، وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ: «إِنْ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَبَلِيلِينَ»

قال السيد الشريف الرضي: أما قوله ﴿وَلَمْ يُعِزِّكُمْ مِنْ أَنْ يَسْتَبْلِيَكُمْ﴾: وكل مؤمن نومة، فانما أراد به الحامل
الذكر القليل الثمر، والمصابيح: جمع مباح، وهو الذي يسيح بين الناس بالفساد و
النمائم، والمذابيح: جمع مذبايح، وهو الذي إذا سمع لغيره بغاضة أذاعها، ونوه بها، و
البذر جمع بذور وهو الذي يكثر منه و يملأ منطفه.

۱۰۴

من خطبة له عليه السلام

أَنَا بَعْدُ، قَالَنَ اللَّهُ شِبَعَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَلَيْسَ أَحَدٌ
مِنَ الْقَرَبِ يَتْلُو كِتَابًا، وَلَا يَدْعِي نَجْوَةً وَلَا وَحْيًا، فَقَاتَلَ بِمَنْ أَطَاعَهُ مِنْ
عَصَاةٍ، يُسَوِّفُهُمْ إِلَى مَنَاجِيهِمْ، وَيُبَادِرُ بِهِمُ الشَّاعَةَ أَنْ تَنْزِلَ بِهِمْ، يَنْصِرُ
الْحَسِيرَ، وَيَقِفُ الْكَاسِرَ، فَيُعِيْمُ عَلَيْهِ حَتَّى يُلَاحِظَهُ غَايَتُهُ، إِلَّا هَالِكًا لَا خَيْرَ
فِيهِ، حَتَّى أَرَاهُمْ مَنَاجِيَهُمْ، وَبَسْوَاهُمْ مَحَلَّتُهُمْ، فَاسْتَدَارَتْ رَحَاهُمْ (رَحَاهُمْ)
وَاسْتَقَامَتْ قِسْمَاتُهُمْ، وَأَيُّمَ اللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ مِنْ سَاقِيَتِهَا حَتَّى تَوَلَّيْتُ بِحَذَائِرِهَا،
وَاسْتَوَسَّقْتُ فِي قِيَادِهَا، مَا صَفَقْتُ، وَلَا جَبَّيْتُ، وَلَا خُنْتُ، وَلَا وَهَنْتُ، وَأَيُّمَ اللَّهِ

حَرْث - ہزار آور عمل

وَلِ فِيهِ - شستی کی

نَوْمَ - بہت سونے والا

شُرَى - مات کا سفر

مَصَابِيح - جمع مباح فساد پھیلانا

مَذَابِيح - جمع مذبايح - برائیاں پھیلانے

والا

بَذَر - جمع بذور - احمق اور بدکلام

يَسْتَبْلِيكُمْ - امتحان لے گا

حَسِير - ٹھکانا ماندہ

كَاسِر - ٹوٹا ہوا - کمزور

استدارت رحاهم - دولت کا کمانہ

ہے

قناة - نیزہ - بہتر حالات کا کنایہ ہے

کلی جوں بات ہے کہ دنیا داری

میں عام طور سے وہی افراد مبتلا ہوتے

ہیں جن کی صلاح میں شہرت اور حیثیت

ہوتی ہے نہیں کو قصر - گاڑی - ٹرین

ساان زندگی اور اسباب آرائش

و نائش کی فکر ہوتی ہے اور ارضیں

کو اس راہ میں فساد - غیبت -

چلوڑی - حسد - کار شکنی کی ضرورت

محسوس ہوتی ہے - درجہ دنیا کے چھٹو

سے الگ ایک وقت کی روٹی پر بھی

گزارا کرتا ہے اور معمولی لباس و

مکان پر بھی زندگی گزار لیتا ہے -

اسے ان چٹاموں کی ضرورت محسوس

نہیں ہوتی ہے اور یہی درحقیقت نجات کا بہترین راستہ ہے -

مصادر خطبہ ۱۰۴ ارشاد مفید ۱۵۴، خصائص منہ، مجمع الاشغال میدانی ۲ ص ۳۲۹

۱۰۔ دینا کے کاروبار کی دعوت دی جلتے تو عمل پر آمادہ ہو جاتا ہے اور آخرت کے کام کی دعوت دی جائے تو سست ہو جاتا ہے۔
گویا کہ جو کچھ کیا ہے وہی واجب تھا اور جس میں سستی رتی ہے وہ اس سے ساقط ہے۔

(آخر زمانہ) وہ زمانہ ایسا ہو گا جس میں صرف وہی مومن نجات پاسکے گا جو گویا کہ سو رہا ہو گا کہ جمع میں آئے تو لوگ اسے پہچان نہ سکیں اور غائب ہو جائے تو کوئی تلاش نہ کرے۔ یہی لوگ ہدایت کے چراغ اور راتوں کے مسافروں کے لئے نشان منزل ہوں گے۔
نہ اصرار نہ لگاتے پھول گے اور نہ لوگوں کے عیوب کی اشاعت کریں گے۔ ان کے لئے اللہ رحمت کے دروازے کھول دے گا اور ان کے عذاب کی سختیوں کو دور کر دے گا۔

لوگو! مغرب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں اسلام کو اسی طرح الٹ دیا جائے گا جس طرح برتن کو اس کے سامان سمیت الٹ دیا جاتا ہے۔

لوگو! اللہ نے تمہیں اس بات سے پناہ دے رکھی ہے کہ وہ تم پر ظلم کرے لیکن تمہیں اس بات سے محفوظ نہیں رکھا ہے کہ تمہارا امتحان نہ کرے۔ اس مالک جل جلالہ نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ ”اس میں ہماری کھلی ہوئی نشانیاں ہیں اور ہم بہر حال تمہارا امتحان لینے والے ہیں۔“
بید شریف رضیؒ۔ مومن کے فتنہ (خوابیدہ) ہونے کا مطلب اس کا گناہ اور بے شر ہونا ہے اور مسابیح۔ مسابیح کی جمع ہے اور وہ وہ شخص ہے کہ جسے کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کی اشاعت کے بغیر چین نہ پڑے۔ بُذر۔ بُذر کی جمع ہے یعنی وہ شخص جس کی حما زیادہ ہے اور اس کی گفتگو لغویات پر مشتمل ہو۔

۱۰۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

اما بعد! اللہ نے حضرت محمدؐ کو اس دور میں بھیجا ہے جب عرب میں نہ کوئی کتاب پڑھنا جانتا تھا اور نہ نبوت اور وحی کا ادعا کرنے والا تھا۔ آپؐ نے اطاعت گزاروں کے سہارے نافرمانوں سے جہاد کیا کہ انہیں منزل نجات کی طرف لے جانا چاہتے تھے اور قیامت کے آنے سے پہلے ہدایت دے دینا چاہتے تھے۔ جب کوئی تھا کاندھ رک جاتا تھا اور کوئی ٹوٹا ہوا ٹھہر جاتا تھا تو اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے کہ اس منزل تک پہنچادیں مگر یہ کہ کوئی ایسا لایخرا ہو جس کے مقدر میں ہلاکت ہو۔ یہاں تک کہ آپؐ نے لوگوں کو مرکز نجات سے آشنا بنا دیا اور انہیں ان کی منزل تک پہنچا دیا ان کی چکی چلنے لگی اور ان کے ٹیڑھے سیدھے ہو گئے۔ اور خدا کی قسم! میں بھی ان کے ہٹکانے والوں میں سے تھا یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر پسا ہو گئے اور اپنے بندھنوں میں جکڑ دئے گئے۔ اس درمیان میں میں نہ کمزور ہوا نہ بزدلی کا شکار ہوا۔ نہ میر نے خیانت کی اور نہ سستی کا اظہار کیا۔

لے یہ امام علیہ السلام کی زندگی کا بہترین نقشہ ہے اور اسی کی روشنی میں دوسرے کرداروں کا جائزہ لیا جاسکتا ہے جنہیں میدان تاریخ نے تو پہچانا ہے لیکن میدان جہاد ان کی گردن سے بھی محروم رہ گیا۔ مگر انہیں کہ جانی پہچانی شخصیتیں (جنہیں ہو گئیں اور جنہیں شہر کے مشاہیر بن گئے)۔ !

لا یقرن - بقرن نہ کرنا

شیمہ - اخلاق

ویرہ - بارش

اخلاق - جمع فلف - اوٹنی کے تھن

کاکر

خطام - ہار

وضین - تنگ کر

سدر - بیر

مضود - جس کا نیک حال دیکے جائیں

شاغرہ - خالی

امتاوا - پانی کھینچ لیا

مروت - صاف کر دیا گیا

اس بات کی علامت ہے کہ

اللہ کے نیک بندے فقیروں میں ہیں اور

زودولت بیزار - ان کا دولت سے

تاسر اختلاف اس کے غلط تصرف اور

خطرناک انجام کی بنا پر رہا ہے ورنہ

جس کے قبضہ میں دولت خدیج آجائے

اسے فقیروں میں کہا جاسکتا ہے اور جس کے

ہاتھوں میں توت رو الشمس ہوا ہے

مفلس و سکین نہیں تصور کی جاسکتی

ہے - تمام اسباب سے زیادہ غنی اور

تمام کریموں سے زیادہ کریم ہونا غریب

اور فقر کی بنا پر نہیں ہوتا ہے - مال

کے صحیح تصرف اور غریب سے واقعی

ہمدردی کی بنا پر ہی ہوتا ہے -

لَا يُقَرَّنُ الْبَاطِلُ حَتَّى أُخْرِجَ الْحَقُّ مِنْ خَاصِرَتِهِ

قال السيد الشريف الرضي: وقد تقدم مختار هذه الخطبة، إلا أنني وجدت في هذه الرواية على خلاف ما سبق من زيادة و نقصان. فأوجبت الحال إثباتها ثانية.

۱۰۵

و من خطبة له

في بعض صفات الرسول الكريم و محمد بن أمية و عظة الناس

الرسول الحبيب

حَتَّى بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، شَهِيدًا، وَنَبِيًّا، وَنَذِيرًا، خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلًا، وَاتَّجَبَهَا كَهْلًا، وَأَطَهَرَ الْمَطْهَرِينَ شَيْئَةً، وَأَجْوَدَ الشَّنَطَرِينَ دِيَمَةً.

بنو أمية

فَمَا أَخْلَوْتُ لَكُمْ الدُّنْيَا فِي لَذَّتِهَا، وَلَا تَمَكَّنْتُمْ مِنْ رِضَاعِ أَخْلَافِهَا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا صَادَقْتُمُوهَا جَانِلًا خَطَامُهَا، قَلِيلًا وَضِيئًا، قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ أَقْسَامِ بَنِي إِسْرَءِيلَ الْمُدْرِ الْمَغْضُودِ، وَحَلَالًا بَعِيدًا غَيْرَ مُوجُودِ، وَصَادَقْتُمُوهَا، وَاللَّهُ، حِيلًا مَخْدُودًا إِلَى أَجَلٍ مَعْدُودِ. فَلَا تُزِنَ لَكُمْ شَاغِرَةٌ، وَأَنْتُمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ، وَأَيْدِي الْقَادَةِ عَنْكُمْ مَكْنُوفَةٌ، وَسُيُوفُكُمْ عَلَيْهِمْ مُسَلَّطَةٌ، وَسُيُوفُهُمْ عَنْكُمْ مَقْبُوضَةٌ. أَلَا وَإِنْ لِكُلِّ دَمٍ نَائِرًا، وَلِكُلِّ حَقٍّ طَالِيًا، وَلِإِنَّ الشَّائِرَ فِي دِمَائِنَا كَالْحَاكِمِ فِي حَقِّ نَفْسِهِ، وَهُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا يُعْجِزُهُ مَنْ طَلَبَ، وَلَا يَغْوِيهِ مَنْ هَرَبَ. فَأَقْسِمُ بِاللَّهِ، يَا بَنِي أُمَيَّةَ، عَمَّا قَلِيلٍ لَتَنْفِرُنَّ فِي أَيْدِي غَيْرِكُمْ وَفِي دَارِ عَذَابِكُمْ! أَلَا إِنْ أَبْصَرَ الْأَبْصَارُ مَا تَقْدَرُ فِي الْحَسْرِ طَرَفُهُ، أَلَا إِنْ أَسْمَعَ الْأَسْمَاعُ مَا وَعَى التَّذْكِيرُ وَقِيلَهُ،

وعظ العام

أَيُّهَا النَّاسُ، اسْتَغْنُوا مِنْ شُغْلَةِ مُصْنَبٍ وَاعْظُوا مُسْتَعِظًا، وَأَسْتَأْخُوا مِنْ صَفْوِ عَيْنٍ قَدْ رُوِيَ مِنَ الْكَذْرِ.

مصادر خطبة ۱۰۵: بحار الانوار مجلس ۸، ۶۶۵، ارشاد مفید ص ۱۶، تفسیر علی بن ابیہم اص ۳۹، مسترشد طبری امامی ص ۴۳

خدا کی قسم۔ میں باطل کا پیٹ چاک کر کے اس کے پہلو سے حق کو ہر حال نکال لوں گا۔
 یہ درستی۔ اس خطبہ کا ایک انتخاب پہلے نقل کیا جا چکا ہے۔ لیکن چونکہ اس روایت میں قدرے کمی اور زیادتی پائی جاتی تھی
 لہذا حالت کا تقاضا یہ تھا کہ اسے دوبارہ اس شکل میں بھی درج کر دیا جائے۔

۱۰۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کے اوصاف۔ بنی امیہ کی تہدید اور لوگوں کی نصیحت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

(رسول اکرمؐ)۔ یہاں تک کہ پروردگار نے حضرت محمدؐ کو امت کے اعمال کا گواہ۔ ثواب کی بشارت دینے والا۔ عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیج دیا۔ آپ بچپن میں بہترین مخلوقات اور سن رسیدہ ہونے پر اشراف کائنات تھے۔ عادات کے اعتبار سے تمام پاکیزہ افراد سے زیادہ پاکیزہ اور بارانِ رحمت کے اعتبار سے ہر سحابِ رحمت سے زیادہ کریم و جواد تھے۔

(بنی امیہ)۔ یہ دنیا تمہارے لئے اسی وقت اپنی لذتوں سمیت خوشگوار بنی ہے اور تم اس کے فوائد حاصل کرنے کے قابل بنے ہو جب تم نے دیکھ لیا کہ اس کی ہمار جھول رہی ہے اور اس کا ٹانگ ڈھیلا ہو گیا ہے۔ اس کا حرام ایک قوم کے نزدیک بغیر کٹے والی سیر کی طرح مزہ دار ہو گیا ہے اور اس کا حلال بہت دور تک پھیل گیا ہے اور خدا کی قسم تم اس دنیا کو ایک مدت تک پھیلے ہوئے سایہ کی طرح دیکھو گے کہ زمین ہر ٹوکے والے سے خالی ہو گئی ہے اور تمہارے ہاتھ کھل گئے ہیں اور قائدین کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ تمہاری تلواریں ان کے سروں پر ٹٹک رہی ہیں اور ان کی تلواریں نیام میں ہیں لیکن یاد رکھو کہ ہر خون کا ایک انتقام لینے والا اور ہر حق کا ایک طلبگار ہوتا ہے اور ہمارے خون کا منتقم گو یا خود اپنے حق میں فیصلہ کرنے والا ہے اور وہ وہ پروردگار ہے جسے کوئی مطلوب عاجز نہیں کر سکتا ہے اور جس سے کوئی فراہ کرنے والا بھاگ نہیں سکتا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اسے بنی امیہ کو عنقریب تم اس دنیا کو اغیار کے ہاتھوں اور دشمنوں کے دیار میں دیکھو گے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ بہترین نظر وہ ہے جو خیر میں ڈوب جائے اور بہترین کان وہ ہے جو نصیحت کو سن لیں اور قبول کر لیں۔

(موعظہ) لوگو! ایک باعمل نصیحت کرنے والے کے چراغ ہدایت سے روشنی حاصل کر لو اور ایک ایسے صاف چشمے سے سیراب ہو جاؤ جو ہر آلودگی سے پاک و پاکیزہ ہے۔

لے اس جملہ میں اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ غاصب افراد نے جن اموال کو منہم کر لیا ہے۔ وہ ایک دن ان کا شکم چاک کر کے اس میں سے نکال لیا جائے گا اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ حق ابھی فنا نہیں ہوا ہے۔ اسے باطل نے دبا دیا ہے اور گویا کہ اپنے شکم کے اندر چھپا لیا ہے اور مجھ میں اتنا قدر طاقت پائی جاتی ہے کہ میں اس شکم کو چاک کر کے اس حق کو منظر عام پر لے آؤں اور باطل کے ہر راز کو بے نقاب کر دوں۔

شفاعت ہمار - سیلاب زدہ دیوار

کا گڑھا ہوا کنارہ

رومی - ہلاکت

میشکی - شکایت کا ازالہ کر دینا

شہجو - حاجت

سہان - جمع سہم - حصے

تصویر - خاک کر دینا

مستشار - طلب نمود (شور)

علاقہ - وابستہ ہو گیا

جمنہ - سپر

البح النافع - واضح ترین راستہ

والبح - جمع ولیجو - راستہ

مشرقت - بندہ

جواد - جمع جادہ - راستہ

کریم الضمار - جو مقابلہ میں آئے

محل جاک

حلیہ - گھوڑوں کا گروہ

سبقت - انعام

۱۰۶

و من خطبہ لہ

و فیہا بیان فضل الاسلام و یذکر الرسول الکریم ثم یلوم اصحابہ

بیر السلام

الْمَسْدُ لِمَنْ أَلْزَمَ الْإِسْلَامَ فَسَهَّلَ فَرَأَيْنَاهُ يَنْزِلُ
وَأَعَزَّ أَوْ كَانَهُ عَلَى مَنْ عَابَهُ، فَيَقْلَهُ أُنْثَى يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَيَلْمَأُ
يَنْزِلُ دَخْلَهُ (عقله)، وَ يُزْهِنَانِ يَنْزِلُ تَكَلَّمَ بِهِ، وَ شَاهِدَ يَنْزِلُ خَاصَمَ عَنَّهُ،
و نُسُورَ يَنْزِلُ أَشْتَتَاءَ بِهِ، وَ قَهْمًا يَنْزِلُ عَقْلَ، وَلُبًّا يَنْزِلُ تَدْبِيرَ
وَ آيَةً يَنْزِلُ نَوَاسِمْ، وَ تَبْجِرَةً يَنْزِلُ عِزَمَ، وَ عِزَّةً يَنْزِلُ اتِّعَظَ،
وَ نَجَاةً يَنْزِلُ صَدَقَ، وَ نِقَّةً يَنْزِلُ تَوَكَّلَ، وَ زَاخَةً يَنْزِلُ فَوَاضَ، وَ جُنَّةً
يَنْزِلُ صَبْرَ فَهُوَ أَبْلَجُ النَّاهِجِ وَأَوْضَعُ الْوَلَّاحِجِ وَ مُشْرِفُ الْمَنَارِ،
مُشْرِقُ الْمَنَوَادِ، مُضِيءُ الْمَصَابِيحِ، كَرِيمُ الْمَضَارِ، وَبِيعُ الْفَاتِيَةِ،
جَمَاعُ الْمَلَنِيَةِ، مُتَتَابِعُ السُّبُجَةِ، شَرِيفُ الْفُرْطَانِ، الشُّطْبِيُّ

نہیں ہے - اسلام ترک دنیا کا نام

نہیں ہے - اصلاح دنیا کا نام ہے :-

مصادر خطبہ لانا احیاء العلوم غرالی - تحت العقول ص ۱۲۶، اصول کافی ۲ ص ۲۵۱، ذیل الامالی ابو علی القالی ص ۱۸۱، قوت القلوب ابو طالب کی ص ۱۸۱

حلیۃ الاولیاء ص ۴۳، خصال صدوق ص ۱۵۱، دستور معالم الحکم قاضی قضاہ ص ۱۲۱، بحار الانوار ص ۳۹۶، ص ۳۹۷

سلیم بن قیس ص ۳۶، المجالس مفیدہ ص ۱۶۲، تذکرہ ابن الجوزی ص ۱۲۱، امالی طوسی ص ۳۵

سیلاب

بدر

خدا کا

کر

کارو

اس کے

دلیل

کرنے

کرنے

کے

اور اس

کے

اور اس

کے

اور اس

کے

اور اس

کے

اور اس

کے

اور اس

اللہ کے بندو! دیکھو اپنی جہالت کی طرف جھکاؤ مت پیدا کرو اور اپنی خواہشات کے غلام نہ بن جاؤ کہ اس منزل پر آجانے والا گویا
ملاپ زدہ دیوار کے کنارہ پر کھڑا ہے اور ہلاکتوں کو اپنی پشت پر لادے ہوئے اُس سے اُدھر منتقل ہو رہا ہے۔ ان انکار کی بنا پر جو یکے
پر دیگرے ایجاد کرتا رہے گا اور ان پر ایسے دلائل قائم کئے گا جو ہرگز چپاں نہ ہوں گے اور اس سے قریب تر بھی نہ ہوں گے۔ خدا را
ما کا خیال رکھو کہ اپنی فریاد اس شخص سے کرو جو اس کا ازالہ نہ کر سکے اور اپنی رائے سے حکم الہی کو توڑ نہ سکے۔

یاد رکھو کہ امام کی ذمہ داری صرف وہ ہے جو پروردگار نے اس کے ذمہ رکھی ہے کہ ملین ترین مواعظ کرے نصیحت کی کوشش
کرے۔ سنت کو زندہ کرے۔ مستحقین پر حدود کا اجرا کرے اور حقداروں تک میراث کے حصے پہنچا دے۔

دیکھو علم کی طرف بے تعلقی کو قبل اس کے کہ اس کا سبزہ خشک ہو جائے اور تم اسے صاحبان علم سے حاصل کرنے میں اپنے
کاروبار میں مشغول ہو جاؤ۔ منکرات سے روکو اور خود بھی بچو کہ تمہیں روکنے کا حکم رکھنے کے بعد دیا گیا ہے۔

۱۰۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اسلام کی نفیلت اور رسول اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے اصحاب کی ملامت کی گئی ہے)

سادہ تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اسلام کا قانون مبین کیا تو اس کے ہر گناہ کو وارد ہونے والے کے لئے آسان بنا دیا اور
اس کے ارکان کو ہر مقابلہ کرنے والے کے مقابلہ میں مستحکم بنا دیا۔ اس نے اس دین کو واجب الکل اختیار کرنے والوں کے لئے جائے امن اور اس
کے دائرہ میں داخل ہو جانے والوں کے لئے محل سلامتی بنا دیا ہے۔ یہ دین اپنے ذریعہ کلام کرنے والوں کے لئے برہان اور اپنے
ذیل سے مقابلہ کرنے والوں کے لئے ثابت قرار دیا گیا ہے۔ یہ روشنی حاصل کرنے والوں کے لئے نور۔ سمجھنے والوں کے لئے فہم۔ فکر
کرنے والوں کے لئے مغز کلام، تلاش منزل کرنے والوں کے لئے نشان منزل، صاحبان عزم کے لئے سامان بصیرت نصیحت حاصل
کرنے والوں کے لئے عبرت۔ تہدین کرنے والوں کے لئے نجات۔ اعتماد کرنے والوں کے لئے قابل اعتماد۔ اپنے امور کو سپرد
کرنے والوں کے لئے راحت اور صبر کرنے والوں کے لئے سپر ہے۔ یہ بہترین راستہ اور واضح ترین داخلہ کی منزل ہے۔ اس
کے مینار بلند، راستے روشن، چراغ خوبار، میدان عمل باوقار اور مقصد بلند ہے۔ اس کے میدان میں تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے
اور اس کی طرف ہمت اور اس کا انعام ہر ایک کو مطلوب ہے۔ اس کے شہسوار با عزت ہیں۔

لے اس مقام پر پہنچنے کا نانتا نے اسلام کے چورہ صفات کا تذکرہ کیا ہے اور اس میں نوراعیشہ کے تمام اہام کا احاطہ کر لیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس اسلام
کے کمالات سے دنیا کا کوئی انسان محروم نہیں رہ سکتا ہے اور کوئی شخص کسی طرح کے برکات کا طلبگار ہو اسے اسلام کے دامن میں اس برکت کا حصول ہو سکتا ہے
اور وہ اپنے مطلوب زندگی کو حاصل کر سکتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اسلام خالص ہو اور اس کی تفسیر واقعی ایمان سے کی جائے ورنہ گندے گھاٹ سے
پیا سا سیراب نہیں ہو سکتا ہے اور کمزور انسان کے ہاں سے پر کوئی شخص ظلم نہیں حاصل کر سکتا ہے۔

مِنْهَا جُءُ، وَالصَّالِحَاتُ مَنَازِلُهُ، وَالْمَوْتُ غَايَتُهُ، وَالْذُّنُوبُ مَضْمَارُهُ، وَالْقِيَامَةُ حَلَّتُهُ،
وَالْجَنَّةُ سُبُحَتُهُ.

و منها فقر خطبہ النبوة ﷺ

حَتَّى أَوْزَى قَبْسًا لِقَابِيسَ، وَأَنَارَ عِلْمًا لِحَابِيسَ، فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ، وَشَهِيدُكَ
يَوْمَ الدِّينِ، وَبِعَيْنِكَ نِعْمَةٌ، وَرَسُولُكَ بِالحَقِّ رَحْمَةٌ، اَللّٰهُمَّ أَقْسِمُ لَكَ مَقْسَمًا
مِنْ عَذْلِكَ، وَأَجْزِهِ مُضَعَّفَاتٍ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ، اَللّٰهُمَّ أَعْطِلْ عَلَى بِنَاءِ الْبَنَانِ (النَّاسِ)
بِسَاءَةٍ! وَأَكْرِمْ لَدَيْكَ نُزُلَهُ، وَشَرِّفْ عِنْدَكَ مَنَزِلَهُ، وَآتِهِ الْوَسِيلَةَ، وَأَعْطِهِ
السَّنَاءَ وَالْفَضِيلَةَ، وَأَحْشُرْنَا فِي رُمُورِهِ غَيْرَ خَزَائِنَا، وَلَا نَادِيَيْنَ، وَلَا نَاكِيسِينَ،
وَلَا نَاكِيسِينَ، وَلَا ضَالِّينَ، وَلَا مُضِلِّينَ، وَلَا مَقْتُولِينَ.

قال الشريف: وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم، إلا أننا كررناه هاهنا لما في
الروايتين من الاختلاف.

و منها فقر خطاب اصحابه

وَقَدْ بَلَّغْتُمْ مِنْ كَرَامَةِ اللَّهِ تَعَالَى لَكُمْ مَنَزِلَةً تُكْرَمُ بِهَا إِنَاؤُكُمْ، وَتُوصَلُ
بِهَا جِيرَانُكُمْ، وَيُعْظَمُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ، وَلَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ،
وَيَسَابِكُكُمْ مَنْ لَا يَخَافُ لَكُمْ سَطْوَةً، وَلَا لَكُمْ عَلَيْهِ إِسْرَةٌ، وَقَدْ تَرَوْنَ
عُهُودَ اللَّهِ مَنْقُوضَةً فَلَا تَنْفَضُّوْنَ! وَأَنْتُمْ لِسَنَقِصٍ ذَمِّمَ آبَاؤُكُمْ تَأْتِفُونَ!
وَكُنَّا نَأْمُرُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ تَسْرُدُ، وَعَنْكُمْ تَصُدُّ، وَإِلَيْكُمْ تَرْجِعُ، فَكُنْتُمْ
الطَّلَمَةَ مِنْ مَنَزِلَتِكُمْ، وَالْأَقْيَمَةَ إِلَيْهِمْ أَرْزَأْتَكُمْ، وَأَنْسَلَعْتُمْ أُمُورَ اللَّهِ
فِي أَيْدِيهِمْ، يَسْتَمْلُونَ بِالشُّبُهَاتِ، وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ، وَأَيْمُ اللَّهِ،
لَوْ فَرَّقُوكُمْ نَحْتِ كُلِّ كَوْكَبٍ، لَجَمَعَكُمْ اللَّهُ لِشَرِّ يَوْمٍ لَهِمَّ!

۱۰۷

و من کلام له ﷺ

في بعض أيام صغين

وَقَدْ رَأَيْتُ جَوَلْتَكُمْ، وَأَحْيَا زَكَمَ عَنْ صُفُوفِكُمْ، تَحْوِزُكُمْ الْجَنَافَةُ
الطَّلَامُ (الطَّلَامَةُ)، وَأَغْرَابُ أَهْلِ الشَّامِ، وَأَنْتُمْ لَهَا يَمِ الْغَرْبِ،

۳۔ بنی امیہ قوم میں کسی قدر انتشار رکھیں نہ پیدا کر دیں۔ انقلابی جماعتیں ایک دن متحد ہو جائیں گی اور وہ بنی امیہ کے لئے بدترین دن ہو گا جب ان کے
تحت و تاج کا جنازہ اٹھ جائے گا اور ان کے مظالم کے ہاتھوں ان کے اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مصادر خطبہ ۱۱ تاریخ طبری ۶ ص ۱۳۱، فرد کا فی کتاب الجہادہ ص ۳، کتاب صغین نصر بن مزاحم ص ۲۵۶، بحار الانوار کتاب الفتن

اس کا راستہ تصدیقِ خدا و رسول ہے اور اس کا منارہ نیکیاں ہیں۔ موت ایک مقصد ہے جس کے لئے دنیا گھوڑ دوڑ کا میدان ہے اور قیامت اس کے اجتماع کی منزل ہے اور پھر جنت اس مقابلہ کا انعام ہے۔
(رسول اکرمؐ) یہاں تک کہ آپؐ نے ہر روشنی کے طلبگار کے لئے آگ روشن کر دی اور ہر گم کردہ راہ ٹھہرے ہوئے مسافر کے لئے نشانِ منزل روشن کر دئے۔

پروردگار! وہ تیرے معتبراتِ سدا اور روزِ قیامت کے گواہ ہیں۔ تو نے انھیں نعمت بنا کر بھیجا اور رحمت بنا کر نازل کیا ہے۔

خدا یا! تو اپنے انصاف سے ان کا حصہ عطا فرما اور پھر اپنے فضل و کرم سے اُن کے خیر کو دگنا چوگنا کر دے۔
خدا یا! ان کی عمارت کو تمام عمارتوں سے بلند تر بنا دے اور اپنی بارگاہ میں ان کی باعزت طور پر میزبانی فرما اور ان کی منزلت کو بلندی عطا فرما۔ انھیں وسیلہ اور رفعت و فضیلت کرامت فرما اور ہمیں ان کے گردہ میں محسوس فرما جہاں نہ رُسوا ہوں اور نہ شرمندہ ہوں، نہ حق سے منحرف ہوں نہ عہد شکن ہوں۔ نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کُن اور نہ کسی فتنہ میں مبتلا ہوں۔

سید رضیؒ۔ یہ کلام اس سے پہلے بھی گذر چکا ہے لیکن ہم نے اختلافِ روایات کی بنا پر دوبارہ نقل کر دیا ہے۔
(اپنے اصحاب سے خطاب فرماتے ہوئے) تم اللہ کی دی ہوئی کرامت سے اس منزل پر پہنچ گئے جہاں تمہاری کنیزوں کا بھی احترام ہونے لگا اور تمہارے ہمسایہ سے بھی اچھا برتاؤ ہونے لگا۔ تمہارا احترام وہ لوگ بھی کرنے لگے جن پر نہ تمہیں کوئی فضیلت حاصل تھی اور نہ ان پر تمہارا کوئی احسان تھا اور تم سے وہ لوگ بھی خوف کھانے لگے جن پر نہ تمہیں کوئی حملہ کیا تھا اور نہ تمہیں کوئی اقتدار حاصل تھا۔ مگر افسوس کہ تم عہدِ خدا کو ٹوٹتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور تمہیں نصیب بھی نہیں آتا ہے جب کہ تمہارے باپ دادا کے عہد کو توڑا جاتا ہے تو تمہیں غیرت آجاتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اللہ کے امور تم ہی پر وارد ہوتے تھے اور تمہارے ہی پاس سے باہر نکلتے تھے اور پھر تمہاری ہی طرف پلٹ کر آتے تھے لیکن تم نے ظالموں کو اپنی منزلوں پر قبضہ لے دیا اور ان کی طرف اپنی زمامِ امر و بڑھادی اور انھیں سارے امور سپرد کر دئے کہ وہ شبہات بر عمل کرتے ہیں اور خواہشات میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور خدا گواہ ہے کہ اگر یہ تمہیں ہر ستارہ کے نیچے منتشر کر دیں گے تو بھی خدا تمہیں اس دن جمع کر دے گا جو ظالموں کے لئے بدترین دن ہوگا۔

۱۰۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(صفین کی جنگ کے دوران)

میں نے تمہیں بھاگتے ہوئے اور اپنی صفوں سے منتشر ہوتے ہوئے دیکھا جب کہ تمہیں شام کے جفاکارِ ادبِ اشرار اور دیہاتی بدو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے حالانکہ تم عرب کے جواں مرد بہادر اور شرف کے راس و رئیس تھے۔

یا فنج - جغ یا فوج - بلندی سر
و عاوح - جع و عوم - کراہے کی
آوازیں
آخوہ - آخوہ
حسن - قتل
شجر - نیزہ بازی
ہیم - پیاسے اونٹ
تزاز - ہنگامے جارہے ہیں
دوی الضمار - صاحبان قلب
و دماغ
سسترات - جع سترو - پردہ
مشکوۃ - فانوس
دوابہ - پیشانی
بطحا - وادی کی
مواسم - جع سیم - داغ کے آلات
انجابت - ہمار ہو گئے
خابط - راست چلنے والا
(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ
میدان جنگ سے فرار ایک بدترین
عمل اور سخت ترین عذاب کا سبب
ہے اور اس امر کو صرف اس صورت
میں مناسبت کیا جاسکتا ہے جب مجاہد
اپنی جگہ کو بہترین جگہ کی تلاش میں ترک
کر دے اور دوبارہ دشمن پر حملہ کر کے
اس کی شرارتوں کا بدلہ لے لے جیسا کہ
صفین کے موقع پر ہوا کہ مولائے کائنات
کے غیرت دانے سے اہل عراق نے دوبارہ میدان کا رخ کیا اور دشمن پر تازیانے شروع کر دیے۔

و یتأینع الشرف، والآنقہ المقدم، والسنام الأعظم، ولقد شق و حارح صدري
أن رأيتكم بأخوة تحوزونهم كما حازوكم، و تزيلونهم عن مواضعهم كما أزالوكم،
حتا (حتا) بالنصال، و شجرا (شجوا) بالزجاج، تركب أولاهم أخراهم كالأيل
الهم الطرود، تؤمن عن حياتها، و تذاذ عن مواردها!

۱۰۸

و من خطبة له (ع)

و هي من خطب الملاحم

الله تعالى

المند لله المتجلى لخلقته بخلقه، و الظاهر لقلوبهم بحجته، خلق الخلق من
غير روية، إذ كانت الرويات لا تليق إلا بذوي الضمائر و ليس بذوي ضمير في نفسه،
خرق علمه باطن غيب الشرائع، و أحاط بغموض عقائد الشريعات

و منها في ذكر النبي (ص)

إختاره من شجرة الأنبياء، و مشكاة الأنبياء، و ذواته العلوية، و شجرة
النبلاء، و مصابيح الظلمة، و يتابع المسكة،
و منها: طيب دواير بطيعة، قد أحكم مزاجها، و أختى (امضى) مواضعها،
يضع ذلك حيث الحاجة إليه، من قلوب عني، و أذان ضم، و آية بكم،
ستجذب بذواته مواضع الغفلة، و مواضع الحيرة،

فتحة بنو أمية

لم يستغيثوا بأضواء الحكمة، و لم يقدحوا بزناد العلوم النائية، فهم في
ذلك كالانعام السائمة، و الضخور الحفاية،
قد أنجبت الشرائع لأهل البصائر، و وضعت محجة الحق
لحاطيها (الأهلها)، و أشرفت الساعة عن وجهها، و ظهرت العلامة لمتوسمها،
سالي أراكم أشباحا بلا أرواح، و أزواجا بلا أشتاج، و نسائا
بلا صلاح، و تجارا بلا أرباح، و أنقاظا نوما، و شهودا غيبا،

مصادر خطبة مشا غررا حكم آدمي ص ۲، ربيع الابرار زعشري باب تبدل الاحوال

رواں کی اونچی ناک اور چوٹی کی بلندی والے افراد تھے۔ میرے سینہ کی کراہنے کی آوازیں اس وقت دب سکتی ہیں جب میں یہ دیکھ لوں کہ تم انہیں اسی طرح اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہو جس طرح وہ تمہیں لئے ہوئے تھے اور ان کے مواقف سے اسی طرح ڈھکیل رہے ہو جس طرح انہوں نے تمہیں ہٹا دیا تھا کہ انہیں تیروں کی بوجھار کا نشانہ بنائے ہوئے ہو اور نیزوں کی زد پر اس طرح لئے ہوئے ہو کہ پہلی صف کو آخری صف پر الٹ رہے ہو جس طرح کہ پیاسے اونٹ ہٹائے جاتے ہیں جب انہیں تالابوں سے دور پھینک دیا جاتا ہے اور گھاٹ سے الگ کر دیا جاتا ہے۔

۱۰۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں ملاحم اور حوادثِ دُفن کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی مخلوقات کے سامنے تخلیقات کے ذریعہ جلوہ گر ہوتا ہے اور ان کے دلوں پر دلیلوں کے ذریعہ روشن ہوتا ہے۔ اس نے تمام مخلوقات کو بغیر سوچ بچار کی زحمت کے پیدا کیا ہے کہ جو چنا صاحبانِ دل و ضمیر کا کام ہے اور وہ ان باتوں سے بلند تر ہے۔ اس کے علم نے پوشیدہ اسرار کے تمام پردوں کو چاک کر دیا ہے اور وہ تمام عقائد کی گہرائیوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (رسول اکرمؐ) اس نے آپ کا انتخاب انبیاء کرام کے شجرہ۔ روشنی کے فانوس، بلندی کی پیشانی، ارضِ بطحا کی مافوقِ لغت کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں کے درمیان سے کیا ہے۔

آپ وہ طبیب تھے جو اپنی طبابت کے ساتھ چکر لگا رہا ہو کہ اپنے مرہم کو درست کر لیا ہو اور داغنے کے آلات کو بنایا ہو کہ جس اندھے دل، بہرے کان، گونگی زبان پر ضرورت پڑے فوراً استعمال کر دے۔ اپنی دوا کو لئے ہوئے غفلت کے مراکز اور حیرت کے مقامات کی تلاش میں لگا ہوا ہو۔

(فتنہ بنی امیہ) ان ظالموں نے حکمت کی روشنی سے نور حاصل نہیں کیا اور علوم کے حقائق کو رگڑا کر چمکائی نہیں پیدا کی۔ اس مسئلہ میں ان کی مثال چرنے والے جانوروں اور سخت ترین پتھروں کی ہے۔

بے شک اہل بصیرت کے لئے اسرارِ نمایاں ہیں اور حیران و سرگرداں لوگوں کے لئے حق کا راستہ روشن ہے۔ آنے والی ساعت نے اپنے چہرہ سے نقاب کو الٹ دیا ہے اور تلاش کرنے والوں کے لئے علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں۔ آخر کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں بالکل بے جان پیکر اور بلا پیکر روح کی شکل میں دیکھ رہا ہوں۔ تم وہ عبادت گزار ہو جو اندر سے صالح نہ ہو اور وہ تاجر ہو جس کو کوئی فائدہ نہ ہو۔ وہ بیدار ہو جو خواب غفلت میں ہو اور وہ حاضر ہو جو بالکل غیر حاضر ہو۔

قامت علی قطبہا۔ استحکام کا استعارہ

شعب - جمع شعبہ - شاخ
تیکم - اکٹھا ہلاکت کی گرفت میں لے لیتا ہے۔

تجلم - بھٹکا دینا ہے

ثقالہ - تینشیں

نفاضہ - جھارن

عکم - تھیلا

عک - رگڑنا

ادیم - کھال

حصید - کشا ہوا غلہ

بطینہ - موٹا

ربانی - خدائیدہ

ہفت بکم - آواز دی

راہ - قوم کی بھلائی کے لئے آگے

چلنے والا

قوت الصمتہ - چال - گوند

فنیق - نزاد

کظوم - سکون

قیظ - شدید گرمی

غیض - سٹ جانا

① اس خطبہ سے صاف واضح ہوتا

ہے کہ عام عالی مقام کی نظر میں زمانہ

کی ساری تباہی اور بربادی کا راز

حالات کی بے اعتدالی اور حکام کا

ظلم و جور ہے۔ جب تک سربراہان نیک کردار اور انصاف ور نہیں ہوں گے۔ حالات کی اصلاح کا امکان نہیں ہے۔ معاشرہ کا ذمہ دار اور نگراں

فاسد اور ظالم ہو جاتا ہے تو معاشرہ کے ظلم و فساد میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی ہے۔ ۱۔

مصادر خطبہ ۱۰۹ العقد الفرید ۴ ص ۷۷ ، ربيع الابراز مخشری باب الملائک ، غرر الحکم آمدی (صفت النبی)

وَنَاطِرَةٌ عَنِیَّةٌ، وَسَامِعَةٌ صَنَاءٌ، وَنَاطِقَةٌ بَنَاءٌ رَایَةُ ضَلَالٍ قَدْ قَامَتْ عَلٰی قُطْبِهَا، وَتَقَرَّرَتْ بِمُتَبِّهَا، تَكْمِلُكُمْ بِصَاعِهَا، وَتَحْطِطُكُمْ بِبَاعِهَا، قَائِدُهَا خَارِجٌ مِنَ الْمَلِیَّةِ، قَائِمٌ عَلٰی الصَّلَاةِ؛ فَلَا یَنْبَغُ یُؤْتِنِیْ بِكُمْ إِلَّا نَفَالَةٌ كَمَفَالَةِ الْقَدْرِ، أَوْ نَفَاضَةٌ كَنَفَاضَةِ الْعِصَمِ، تَعْرِكُكُمْ عَرْكَ الْأَوْدِیْمِ، وَتُدَوِّسُكُمْ دَوَسَ الْحَصِیْدِ، وَتَسْتَغْلِصُ الْمُؤْمِنَ مِنْ بَشِکُمْ اسْتِغْلَاصَ الطَّیْرِ الْحَبَّةَ (حبة) الْبَطْنَةَ مِنْ بَيْنِ هَزْنِ الْحَبِّ.

أَیْنُ تَذْهَبُ بِكُمْ الْمَذَاهِبُ، وَتَنْبِیْ بِكُمْ الْغَنَائِبُ وَتَعْدُكُمْ الْكَوَادِبُ؟ وَمِنْ أَیْنُ تُؤْتُونَ، وَأَنْیُ تُؤَفِّكُونَ؟ فَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ، وَلِكُلِّ غَشِیَّةٍ إِبْرَاسَ، فَاسْتَعْمُوا مِنْ رَبَّائِیْكُمْ، وَأَخْضِرُوا قُلُوبَكُمْ، وَاسْتَقِظُوا إِنْ هَتَفَ بِكُمْ وَلَیْسَ صَدَقَ زَائِدُ أَهْلِهِ، وَلَیْسَ جَمَعَ ثَمَلُهُ، وَلَیْسَ خَضِرُ ذَهْنُهُ (علقه)، فَلَقَدْ فَلَقَ لَكُمْ الْأَنْسَرُ فَلَقَ الْمَرْزُوزَ (الموزة)، وَقَرَفَ قَرَفَ الصَّمْفَةِ، فَعِنْدَ ذَلِكَ أَخَذَ الْبَاطِلُ مَا خِذَهُ، وَرَكِبَ الْجَهْلُ مَرَاکِبَهُ، وَعَظُمَتِ الطَّاعِنَةُ، وَقَلَّتِ الدَّاعِيَةُ (الرَّاعِيَةُ)، وَصَالَ الدَّهْرُ صِیَالَ السَّیْحِ الْعَقُورِ، وَهَدَرَ قَنِیقُ الْبَاطِلِ بَعْدَ كُظُومٍ، وَتَوَاحَشَى النَّاسُ عَلٰی الْفُجُورِ، وَتَهَاجَرُوا عَلٰی الدِّیْنِ، وَتَحَابُّوا عَلٰی الْكُذِبِ، وَتَبَاغَضُوا عَلٰی الصَّدَقِ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ كَانَ الْوَلَدُ غَیْظًا، وَالْمَطَرُ قِیْظًا، وَتَفِیضُ اللَّتَامِ قَفِیضًا، وَتَفِیضُ الْكِرَامِ غَفِیضًا، وَكَانَ أَهْلُ ذَلِكَ الزَّمَانِ ذُنَابًا، وَسَلَاطِیْنَةُ سِبَاعًا، وَأَوْسَاطُهُ أَكْسَالًا، وَفُقَرَاؤُهُ أَمْوَاتًا، وَغَارَ (عار) الصَّدَقِ، وَفَاضَ الْكُذِبِ، وَاسْتَفْغَلَتِ الْوُدَّةُ بِالسَّانِ، وَتَشَاجَرَ النَّاسُ بِالْقُلُوبِ، وَصَارَ الْفُسُوقُ نَسَبًا، وَالْعَقَافُ عَجَبًا، وَلَیْسَ الْإِسْلَامُ لُبْسُ الْفَرَزِ مَقْلُوبًا. ۱۰۹

و من خطبہ ۱۰۹

فی بیان قدرتہ اللہ و انفرادہ بالعظمۃ و امر البعث

قدرۃ اللہ

كُلُّ شَيْءٍ خَاشِعٌ لَهُ، وَكُلُّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِهِ: غِنَى كُلِّ فَقِيرٍ، وَعِزُّ كُلِّ ذَلِيلٍ، وَقُوَّةُ كُلِّ ضَعِيفٍ، وَفَرْغُ كُلِّ مَلْهُوفٍ. مَنْ تَكَلَّمَ

وہ ہے
پر قاتل
ہوئے
جس
پڑا
کس
ہوتا
حاضر
چاہے
جس کا
نے
ہے
بلبل
جھوٹا
بیٹا
شریہ
دانا
محبت
اور

ذیل

انہی آنکھ۔ بہرے کان اور گونگی زبان۔ گراہی کا پرجم اپنے مرکز پر جم چکا ہے اور اس کی شاخیں ہر سو پھیل چکی ہیں وہ تمہیں اپنے پیانہ میں تول رہا ہے اور اپنے ہاتھوں اِدھر اُدھر بہکا رہا ہے۔ اس کا قائلیت سے خارج اور ضلالت بر قائم ہے۔ اس دن تم سے کوئی باقی نہ رہ جائے گا مگر اسی مقدار میں جتنا پتیلی کا تہ دیگ ہوتا ہے یا تھیلی کے بھاڑے ہوئے ریزے۔ یہ گراہی تمہیں اسی طرح نسل ڈالے گی جس طرح چمڑہ سلا جاتا ہے اور اسی طرح پامال کر دے گی جس طرح کٹی ہوئی ذراعت روندی جاتی ہے اور مومن خالص کو تمہارے درمیان سے اس طرح چن لے گی جس طرح زندہ باریک دانوں سے موٹے دانوں کو نکال لیتا ہے۔

آخر تم کو یہ غلط راستے کدھر لے جا رہے ہیں اور تم اندھیروں میں کہاں بہک رہے ہو اور تم کو جھوٹی امیدیں کس طرح دھوکہ دے رہی ہیں۔ کدھر سے لائے جا رہے ہو اور کدھر بہکائے جا رہے ہو۔ ہر مدت کا ایک نوشتہ ہوتا ہے اور غیبت کے لئے ایک واپسی ہوتی ہے لہذا اپنے خدا و سیدہ عالم کی بات سنو۔ اس کے لئے دلوں کو حاضر کرو، وہ آواز دے تو بیدار ہو جاؤ۔ ہر نمائندہ کو اپنی قوم سے سچ بولنا چاہئے۔ اس کی پراگندگی کو جمع کرنا چاہئے۔ اس کے ذہن کو حاضر رکھنا چاہئے۔ اب تمہارے رہنمائے تمہارے لئے مسئلہ کو اس قدر واضح و آشکار کر دیا ہے جس طرح ہرہ کو چیرا جاتا ہے اور اس طرح پھیل ڈالا ہے جس طرح گوند کھڑچا جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود باطل نے اپنا مرکز سنبھال لیا ہے اور جہل اپنے مرکب پر سوار ہو گیا ہے اور سرکشی بڑھ گئی ہے اور حق کی آواز دب گئی ہے اور زمانہ نے پھاڑ کھانے والے زندہ کی طرح حملہ کر دیا ہے اور باطل کا اونٹ چپ رہنے کے بعد پھر بھلانے لگا ہے اور لوگوں نے فسق و فجور کی برادری قائم کر لی ہے اور سب نے مل کر دین کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جھوٹ پر دوستی کی بنیادیں قائم ہو گئی ہیں اور سچائی پر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں۔ ایسے حالات میں بیٹا باپ کے لئے غیظ و غضب کا سبب ہو گا اور بارشش گرمی کا باعث ہوگی۔ کینے لوگ پھیل جائیں گے اور شریف لوگ سمٹ جائیں گے۔ اس دور کے عوام بھیڑے ہوں گے اور سلاطین درندے۔ درمیانی طبقہ والے کھانے والے اور فقراء و مساکین مڑے ہوں گے۔ سچائی کم ہو جائے گی اور جھوٹ پھیل جائے گا۔ محبت کا استعمال صرف زبان سے ہو گا اور عداوت دلوں کے اندر پیوست ہو جائے گی۔ زنا کاری نسب کی بنیاد ہوگی اور عفت ایک عجیب غریب شے ہو جائے گی۔ اسلام یوں الٹ دیا جائے گا جیسے کوئی پوتہ کو اٹا پہن لے (۱۹)

۱۰۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(قدرت خدا عظمت الہی اور روز محشر کے بارے میں)

ہر شے اس کی بارگاہ میں سر جھکائے ہوئے ہے اور ہر چیز اسی کے دم سے قائم ہے۔ وہ ہر فقر کی دولت کا سہارا اور ہر ذلیل کی عزت کا آسرا ہے۔ ہر کمزور کی طاقت دہی ہے اور ہر فریادی کی پناہ گاہ دہی ہے۔ وہ ہر لولے والے کے نطق کو سن لیتا ہے

لا یفلسک - بچ کر نکل جائے

مہین - ذلیل - حقیر

منون - زمانہ

ریب - تصرفات

زرمی علیہ - عیب نگایا

بلار - نعمت یا عذاب (امتحان)

مادیر - دسترخوان

ملا کر کا سکہ غیبات سے تعلق رکھتا

ہے لہذا اس کے بارے میں وہی انسان

حکم کر سکتا ہے جسے مالک نے علم غیب

سے نوازا ہو ورنہ اس کے بغیر کسی

شخص کے لئے جائے سخن اور گنجائش

کلام نہیں ہے۔

امیر المؤمنین کے ان کلمات سے

مناظرہ معلوم ہوتا ہے کہ ملا کر کی منزل

زمین نہیں بلکہ آسمان ہے اور ان کا علم

بھی مالک کے بارے میں وسیع تر ہے

وران کی عبادت بھی بے پناہ ہے

لیکن ان سب کے باوجود مالک کی عظمت

کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے تو بشر کے لئے

زور و کبر کی کیا گنجائش ہے جس کی

قدرا و اطاعت و عبادت ملا کر سے بھی

لتر ہے۔

لیکن اس گھر سے مراد جنت ہے اور دہی

سے مراد سرکارِ دہ عالم ہیں جنہوں نے

س گھر کے تفصیلات سے آگاہ کیا ہے

سَمِعَ نَطَقَهُ، وَمَنْ سَكَتَ عَلِيمٌ سِرَّهُ، وَمَنْ عَاشَ فَقَلْبُهُ رِزْقُهُ، وَمَنْ مَاتَ قَلْبُهُ مُنْقَلَبُهُ.
لَمْ تَرَكَ الْغُيُوبَ فَتُخَيِّرَ عَنْكَ، بَلْ كُنْتَ قَبْلَ الْوَاصِفِينَ مِنْ خَلْقِكَ، لَمْ تَخْلُقِ الْخَلْقَ
لِوَحْشَةٍ، وَلَا اسْتَعْمَلْتَهُمْ لِنَفْعَةٍ، وَلَا تَسْبِقُكَ مَنْ طَلَبَتْ، وَلَا يُفْلِتُكَ مَنْ أَخَذَتْ،
وَلَا يَنْقُصُ سُلْطَانُكَ مَنْ عَصَاكَ، وَلَا يَزِيدُ فِي مُلْكِكَ مَنْ أَطَاعَكَ، وَلَا يَرُدُّ أَمْرَكَ
مَنْ سَخَطَ قَضَاءَكَ، وَلَا يَسْتَفْنِي عَنْكَ مَنْ تَوَلَّى عَنْ أَمْرِكَ، كُلُّ سِرٍّ عِنْدَكَ عَلَانِيَةٌ،
وَكُلُّ غَيْبٍ عِنْدَكَ شَهَادَةٌ، أَنْتَ الْآبِدُ فَلَا أَمَدَ لَكَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَهْنِ فَلَا مَحِيصَ عَنْكَ،
وَأَنْتَ الْمَوْعِدُ فَلَا مَسْجَنَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، بِبَيْتِكَ نَاصِيَةُ كُلِّ دَابَّةٍ، وَإِلَيْكَ مَصِيرُ
كُلِّ نَسَمَةٍ، سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ شَأْنُكَ! سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ مَا نَرَى مِنْ خَلْقِكَ! وَمَا
أَصْغَرَ كُلَّ عَظِيمَةٍ فِي جَنْبِ قُدْرَتِكَ! وَمَا أَهْوَلَ مَا نَرَى مِنْ مَلَكُوتِكَ! وَمَا أَخْفَرَ
ذَلِكَ فِيمَا غَابَ عَنَّا مِنْ سُلْطَانِكَ! وَمَا أَشْبَعَ نِعَمَكَ فِي الدُّنْيَا، وَمَا أَصْغَرَهَا فِي
نِعَمِ الْآخِرَةِ!

الملاحظة الحرام

ومنها: مِنْ مَلَائِكَةِ اسْمَكْتَهُمْ سَمَآوَاتِكَ، وَرَفَعْتَهُمْ عَنْ أَرْضِكَ، هُمْ أَعْلَمُ خَلْقِكَ
بِكَ، وَأَخْوَفُهُمْ لَكَ، وَأَقْرَبُهُمْ مِنْكَ، لَمْ يَسْكُنُوا الْأَصْلَابَ، وَلَمْ يَضْمُنُوا الْأَرْحَامَ،
وَلَمْ يَخْلُقُوا «مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ»، وَلَمْ يَسْتَعْمِلْهُمْ «زَيْبُ الْكُتُونِ»، وَإِنَّهُمْ عَلَى
مَكَانِهِمْ مِنْكَ، وَمَنْزِلَتِهِمْ عِنْدَكَ، وَأَسْتَجَابَ أَهْوَاؤُهُمْ فِيكَ، وَكَثُرَتْ طَاعَتُهُمْ لَكَ،
وَقَلَّتْ غَفْلَتُهُمْ عَنْ أَمْرِكَ، لَوْ عَابَتْكَ كُنْتَهُ مَا خَفِيَ عَلَيْهِمْ مِنْكَ لَحَقُوا أَغْصَانَهُمْ
وَلَزَرُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ، وَلَعَرَفُوا أَنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ، وَلَمْ يُطِيعُوكَ حَقَّ طَاعَتِكَ.

محيط الخلق

سُبْحَانَكَ خَالِقًا وَمَعْبُودًا يُحْسِنُ بِلَايِكَ عِنْدَ خَلْقِكَ خَلَقْتَ دَارًا،
وَجَعَلْتَ فِيهَا مَادَّةً: مَشْرَبًا وَمَطْعَمًا، وَأَزْوَاجًا وَخَدَمًا، وَقُصُورًا،
وَأَنْهَارًا، وَزُرُوعًا، وَبَارًا، ثُمَّ أَرْسَلْتَ دَاعِيًا يَدْعُو إِلَيْنَا، فَلَا
الدَّاعِيَ أَجَابُوا، وَلَا فَيَا رَغَبْتَ وَرَغَبُوا، وَلَا إِلَيْنَا شَوْقَتْ

دراں دسترخوان پر مدعو کیا ہے مگر افسوس کہ کھانے کے معاملہ میں ایک بچہ پر اعتبار کر لینے والے افراد بھی رسالت الہیہ پر اعتماد نہیں کر سکے ہیں اور

س کی طرف سے یکسر غفلت میں مبتلا ہیں۔ نہ اگلی زندگی کا خیال ہے اور نہ دہاں کے ضروریات کے انتظام کی فکر ہے

پروردگار سب کو اس خواب غفلت سے بیداری کی توفیق عنایت فرمائے۔

اور ہر خاموش
اس کی بازگشت
خدایا! آ

کے پہلے سے ہے

کیا ہے۔ تو جسے

سے تیری سلطنت

سے ناراض ہو

نہیں ہو سکتا۔

کوئی انتہا نہیں

حاصل کرنے کو

تیری ہی طرف

ہے اور تیرا

تیری اس مملکت

مکمل ہیں اور

(ملا کر)

یہ تمام مخلوق تار

یہ نہ اصلا ب

کا کوئی اثر۔

تیرے بارے

لیکن اس کے

اپنے نفس کی

حق اطاعت

تو پاک

برتاؤ کی بنا

بچھا یا ہے

ایک دعا

نہ جن چیز

اور ہر خاموش رہنے والے کے راز کو جانتا ہے۔ جو زندہ ہے اس کا رزق اس کے ذمہ ہے اور جو مر گیا اس کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔

خدا یا! آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے کہ تیرے بارے میں خبر دے سکیں۔ تو تمام توصیف کرنے والی مخلوقات کے پہلے سے ہے۔ تو نے مخلوقات کو تنہائی کی وحشت کی بنا پر نہیں خلق کیا ہے اور نہ انھیں کسی فائدہ کے لئے استعمال کیا ہے۔ تو جسے حاصل کرنا چاہے وہ آگے نہیں جاسکتا ہے اور جسے پکڑنا چاہے وہ بچ کر نہیں جاسکتا ہے۔ نافرمانوں سے تیری سلطنت میں کمی نہیں آتی ہے اور اطاعت گزاروں سے تیرے ملک میں اضافہ نہیں ہوتا ہے جو تیرے فیصلہ سے ناراض ہو وہ تیرے حکم کو ٹال نہیں سکتا ہے اور جو تیرے امر سے روگردانی کرے وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ ہر راز تیرے سامنے روشن ہے اور ہر غیب تیرے لئے حضور ہے۔ تو ابدی ہے تو تیری کوئی انتہا نہیں ہے اور تو انتہا ہے تو تجھ سے کوئی چھٹکارہ نہیں ہے۔ تو سب کی وعدہ گاہ ہے تو تجھ سے نجات حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہر زمین پر پٹنے والے کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے اور ہر جاندار کی بازگشت تیری ہی طرف ہے۔ پاک و بے نیاز ہے تو۔ تیری شان کیا با عظمت ہے اور تیری مخلوقات بھی کیا عظیم الشان ہے اور تیری قدرت کے سامنے ہر عظیم شے کس قدر حقیر ہے اور تیری سلطنت کس قدر پر شکوہ ہے اور یہ سب تیری اس مملکت کے مقابلہ میں جو نگاہوں سے ادھل جاتا ہے کس قدر معمولی ہے۔ تیری نعمتیں اس دنیا میں کس قدر مکمل ہیں اور پھر نعمات آخرت کے مقابلہ میں کس قدر مختصر ہیں۔

(ملائکہ مقربین) یہ تیرے ملائکہ ہیں جنہیں تو نے آسمانوں میں آباد کیا ہے اور زمین سے بلند تر بنایا ہے۔ یہ تمام مخلوقات سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں اور تجھ سے خوف زدہ رہتے ہیں اور تیرے قریب تر بھی ہیں۔ یہ نہ اصحاب پدر میں رہے ہیں اور نہ ادحام مادر میں اور نہ حقیر نطفہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ان پر زمانہ کے انقلابات کا کوئی اثر ہے۔ یہ تیری بارگاہ میں ایک خاص مقام اور منزلت رکھتے ہیں۔ ان کی تمام تر خواہشات صرف تیرے بارے میں ہیں اور یہ بکثرت تیری ہی اطاعت کرتے ہیں اور تیرے حکم سے ہرگز غافل نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر تیری عظمت کی تہ تک پہنچ جائیں تو اپنے اعمال کو حقیر ترین تصور کریں گے اور اپنے نفس کی مذمت کریں گے اور انھیں معلوم ہو جائے گا کہ انھوں نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا ہے اور حق اطاعت کے برابر اطاعت نہیں کی ہے۔

تو پاک و بے نیاز ہے خالقیت کے اعتبار سے بھی اور عبادت کے اعتبار سے بھی۔ میری تسبیح اس بہترین برتاؤ کی بنا پر ہے جو تو نے مخلوقات کے ساتھ کیا ہے۔ تو نے ایک گھر بنایا ہے۔ اس میں ایک دسترخوان بچھایا ہے۔ جس میں کھانے پینے، زوجیت، خدمت، قصر، نہر، زراعت، شرب کا انتظام کر دیا ہے اور پھر ایک داعی کو اس کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیج دیا ہے لیکن لوگوں نے نہ داعی کی آواز پر لبیک کہی اور نہ جن چیزوں کی طرف تو نے رغبت دلائی تھی راغب ہوئے اور نہ تیری تشویق کا شوق پیدا کیا۔

إِلَيْهِ أَشْتَاتُوا. أَفْتَلُوا عَلَى حَيْفَةٍ قَدْ أَفْتَضَحُوا بِأَعْلِيَّهَا، وَأَضْطَلَحُوا عَلَى حُبِّهَا،
وَمَنْ عَشِقَ شَيْئًا أَغْشَى (اعشى) بَصَرَهُ، وَأَمْرَضَ قَلْبَهُ، فَهُوَ يَنْظُرُ بِعَيْنٍ غَيْرِ
صَحِيحَةٍ، وَيَسْمَعُ بِأُذُنٍ غَيْرِ سَمِيعَةٍ، قَدْ خَرَقَتِ الشَّهَوَاتُ عَقْلَهُ، وَأَمَاتَتِ الدُّنْيَا قَلْبَهُ،
وَوَلَّتْ عَنْهَا نَفْسَهُ، فَهُوَ عَبْدٌ لَهَا، وَلَمْ يَنْفِ فِي يَدَيْهِ شَيْءٌ مِنْهَا، حَيْثُمَا زَالَتْ
زَالَ إِلَهِهَا، وَحَيْثُمَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَ عَلَيْهَا، لَا يَنْزِجُ مِنَ اللَّهِ بِزَاجِرٍ، وَلَا يَسْتَغِثُ
مِنْهُ بِوَاعِظٍ، وَهُوَ يَرَى الْمَأْخُودِينَ عَلَى الْغُرَّةِ، حَيْثُ لَا إِقَالَةَ وَلَا رَجْعَةَ، كَيْفَ
نَزَلَ بِهِمْ مَا كَانُوا يُوْعَدُونَ، وَجَاءَهُمْ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا مَا كَانُوا يَأْتُمُونَ، وَقَدِمُوا
مِنَ الْآخِرَةِ عَلَى مَا كَانُوا يُوعَدُونَ، فَغَيَّرَ مَوْضُوعَ مَا نَزَلَ بِهِمْ: اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ
سَكْرَةُ الْمَوْتِ وَحَسْرَةُ الْقَوْتِ، فَفَتَرَتْ لَهَا أَطْرَافَهُمْ، وَتَغَيَّرَتْ لَهَا أَلْوَانُهُمْ،
ثُمَّ أَزْدَادَ الْمَوْتَ فِيهِمْ وَلُجُأً، فَجِيلَ بَيْنَ أَحَدِهِمْ وَبَيْنَ مَنْطِقِهِ، وَإِنَّهُ لَبَيْنَ
أَهْلِهِ يَنْظُرُ بِبَصَرِهِ، وَيَسْمَعُ بِأُذُنِهِ، عَلَى صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهِ، وَبَقَاءٍ مِنْ لُبِّهِ،
يُفَكِّرُ فِيهِ أَفْسَى عُزْرَةٍ، وَفِيمَ أَذْهَبَ دَهْرُهُ، وَيَتَذَكَّرُ أَمْوَالًا جَمَعَهَا، أَغْمَضَ
فِي مَطَالِبِهَا، وَأَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَمُسْتَهْتَبَاتِهَا، قَدْ لَزِمَتْهُ تَبِعَاتُ جَمْعِهَا،
وَأَشْرَفَ عَلَى فِرَاقِهَا، تَبَقَّى لِمَنْ وَرَاءَهُ يَسْتَعْمُونَ فِيهَا، وَيَتَمَتَّعُونَ بِهَا، فَيَكُونُ
الْمُهْنُ الْغَيْرِي، وَالْعَيْبَةُ عَلَى ظَهْرِهِ، وَالْمَرْءُ قَدْ غَلِقَتْ (علقت) رُمُوهُهَا،
فَهُوَ يَعْصُ سِدَّةً تَدَامَةً عَلَى مَا أَصْحَرَتْهُ عِنْدَ الْمَوْتِ مِنْ أَمْرِهِ، وَيَزْهَدُ
فِيمَا كَانَ يَرْغَبُ فِيهِ أَيَّامَ عُمْرِهِ، وَيَتَمَتَّى أَنْ الَّذِي كَانَ يَغِيظُهُ بِهَا وَيَحْسُدُهُ
عَلَيْهَا قَدْ حَازَهَا دُونَهُ قَلَمٌ يَنْزِلُ الْمَوْتُ يُبَالِغُ فِي جَسَدِهِ حَتَّى خَالَطَ لِسَانَهُ
سَمْعَهُ، فَصَارَ بَيْنَ أَهْلِهِ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهِ، وَلَا يَسْمَعُ بِسَمْعِهِ: يُرَدُّ طَرَفُهُ
بِالنَّظَرِ فِي وَجْهِهِمْ، يَرَى حَرَكَاتِ أَلْسِنَتِهِمْ، وَلَا يَسْمَعُ رَجْعَ كَلَامِهِمْ، ثُمَّ
أَزْدَادَ (زاد) الْمَوْتُ التَّيَاطُبَ بِهِ، فَفُضِّضَ بَصَرُهُ كَمَا فُضِّضَ سَمْعُهُ، وَخَرَجَتِ الرُّوحُ
مِنْ جَسَدِهِ، فَصَارَ حَيْفَةً بَيْنَ أَهْلِهِ، قَدْ أَوْحَشُوا مِنْ جَانِبِهِ، وَتَبَاعَدُوا مِنْ قُرْبِهِ،
لَا يُسْعِدُ (بعد) بَأْسِيًّا، وَلَا يُجِيبُ دَاعِيًّا، ثُمَّ حَمَلُوهُ إِلَى مَحَطٍّ (محط) فِي الْأَرْضِ،
فَأَسْلَمُوهُ فِيهِ إِلَى عَمَلِهِ، وَانْقَطَعُوا عَنْ دَوْرَتِهِ.

اعشی - اندھا بنادیا
علی الغرۃ - اچانک - دھوکہ کی طرح
ولوح - دخول
اغمض - حرام و حلال میں کوئی فرق
نہیں کیا

تبعات - اثرات - نتائج - مطابقت
مہنۃ - خیرہ شقت
عباً - بوجہ
غلقت و ہونہ - وہ رہیں جو چھڑا یا
نہ جا سکے

اصحہ لہ - واضح ہو گیا
خالط لسانہ سمعہ - دونوں شریک
مصیبت ہو گئے
التیاط - اتصال
زورہ - زیارت

کاش انسان انھیں دوسکات
پر غور کر لیتا تو اس کی زندگی میں عظیم
انقلاب آسکتا تھا۔

کس قدر حسرت ناک وہ موقع ہوتا
ہے جب زندگی کی میعاد تمام ہو جاتی ہے
اور انسان دو مصیبتوں سے بیک
دوچار ہو جاتا ہے۔

ایک طرف نزع کے ہنگام کی کیفیت
ہیکسی، بے بسی، کرب، بے چینی، جان
کارگ، رگ سے کھینچ کر نکالنا۔ پیاس کی
شدت سے زبان کا اینٹھ جانا۔ اور

دوسری طرف سانس سامان زندگی کے ہاتھ سے نکل جانے کا صدمہ اور یہ حسرت کہ کاش اس دنیا کے لئے اس قدر محنت نہ کی ہوتی اور اسے اپنے
مستقبل کے لئے وبال جان نہ بنایا ہوتا۔

ضرورت ہے کہ انسان اس خطبہ کے فقرات کی ذہنی تصویر کشی کرے اور پھر اس سے عبرت حاصل کرے۔ ورنہ انجام کار انتہائی خطرناک ہے۔

سب اس مُردار پر ٹوٹ پڑے جس کو کھا کر سُوا ہوئے اور سب نے اس کی محبت پر اتفاق کر لیا اور ظاہر ہے کہ جو کسی کا بھی عاشق ہو جاتا ہے وہ شے اسے اندھا بنا دیتی ہے اور اس کے دل کو بیمار کر دیتی ہے۔ وہ دیکھتا بھی ہے تو غیر سلیم آنکھوں سے اور سنتا بھی ہے تو غیر صحیح کانوں سے۔ خواہشات نے ان کی عقلوں کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور دنیا نے ان کے دلوں کو مُردہ بنا دیا ہے۔ انہیں اس سے دلہانہ لگاؤ پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس کے بندے ہو گئے ہیں اور ان کے غلام بن گئے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں تھوڑی سی بھی دنیا ہے کہ جس طرف وہ جھکتی ہے یہ بھی جھک جاتے ہیں اور جدھر وہ مڑتی ہے یہ بھی مڑ جاتے ہیں۔ نہ کوئی خدائی روکنے والا انہیں روک سکتا ہے اور نہ کسی واعظ کی نصیحت ان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جب کہ انہیں دیکھ رہے ہیں جو اسی دھوکہ میں پکڑ لئے گئے ہیں کہ اب نہ معافی کا امکان ہے اور نہ واپسی کا۔ کس طرح ان پر وہ مصیبت نازل ہو گئی ہے جس سے ناواقف تھے اور فراق دنیا کی وہ آفت آگئی ہے جس کی طرف سے بالکل مطمئن تھے اور آخرت میں اس صورت حال کا سامنا کر رہے ہیں جن کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اب تو اس مصیبت کا بیان بھی ناممکن ہے جہاں ایک طرف موت کے سُرگت ہیں اور دوسری طرف فراق دنیا کی حسرت^(۱)۔ حالت یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے ہیں اور رنگ اُڑ گیا ہے۔ اس کے بعد موت کی دخل اندازی اور بڑھی تو وہ گفتگو کی راہ میں بھی حائل ہو گئی کہ انسان گھروالوں کے درمیان ہے۔ انہیں آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ کان سے ان کی آوازیں سن رہا ہے۔ عقل بھی سلامت ہے اور ہوش بھی برقرار ہے۔ یہ سوچ رہا ہے کہ عمر کد کہاں برباد کیا ہے اور زندگی کد کہاں گزارا ہے۔ ان اموال کو یاد کر رہا ہے جنہیں جمع کیا تھا اور ان کی جمع آوری میں آنکھیں بند کر لی تھیں کہ کبھی واضح راستوں سے حاصل کیا اور کبھی مشتبہ طریقوں سے کہ صرف ان کے جمع کرنے کے اثرات باقی رہ گئے ہیں اور ان سے جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ اب یہ مال بعد والوں کے لئے رہ جائے گا جو آرام کریں گے اور مزے اڑائیں گے۔ یعنی مزہ دوسروں کے لئے ہو گا اور بوجھ اس کی پیٹھ پر ہو گا لیکن انسان اس مال کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور موت نے سارے حالات کو بے نقاب کر دیا ہے کہ نہ امت سے اپنے ہاتھ کاٹ رہا ہے اور اس چیز سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہے جس کی طرف زندگی بھر راغب تھا۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کاش جو شخص اس سے اس مال کی بنا پر حسد کر رہا تھا یہ مال اُس کے پاس ہوتا اور اس کے پاس نہ ہوتا۔

اس کے بعد موت اس کے جسم میں مزید دراندازی کرتی ہے اور زبان کے ساتھ کانوں کو بھی شامل کر لیتی ہے کہ انسان اپنے گھروالوں کے درمیان نہ بول سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے۔ ہر ایک کے چہرہ کو حسرت سے دیکھ رہا ہے۔ ان کی زبان کی جنبش کو بھی دیکھ رہا ہے لیکن الفاظ کو نہیں سن سکتا ہے۔

اس کے بعد موت اور چپک جاتی ہے تو کانوں کی طرح آنکھوں پر بھی قبضہ ہو جاتا ہے اور روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے۔ اب وہ گھروالوں کے درمیان ایک مُردار ہوتا ہے۔ جن کے پہلو میں بیٹھے سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے اور لوگ دد بھل گئے لگتے ہیں۔ یہ اب نہ کسی رونے والے کو سہارا دے سکتا ہے اور نہ کسی پکارنے والے کی آواز پر آواز دے سکتا ہے۔ لوگ اسے زچہ ایک گڑھے تک پہنچا دیتے ہیں اور اسے اس کے اعمال کے حوالہ کر دیتے ہیں کہ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اماد۔ حرکت بلا نظم
قطر۔ شگاف

اخلاق۔ بر سیدہ ہرجانا
لاتشوہم الافزاع۔ فزع۔ خوت
اشخصہ۔ عاجز کر دیا

سربال۔ قیص

قطران۔ تار کول

مقطعات۔ ہر وہ لباس جس میں

قطع و برید ہو

کلب۔ بچان

تجب۔ شور

قصیف۔ ہنگامہ

کبول۔ جمع کبل۔ قید

زوالہ۔ قبض کر لیا

ریاش۔ بہترین لباس

معدر۔ عذر تمام کر دینے والا

مختلف۔ محل آمد و رفت

۱۔ دنیا کی حقارت و ذلت کے لئے

انتا ہی کافی ہے کہ مالک کائنات

نے اپنے محبوب کو اس کی مادی لذتوں

اور آرائشوں سے الگ رکھا ہے اور

فرعون و قارون جیسے افراد کے گھر

بھردیے ہیں۔

نگاہ پروردگار میں اس کی کوئی بھی

جثیت ہوتی تو سب سے پہلے اس سے

اپنے محبوب کو نوازتا اس کے بعد اس کے

صدقہ ساری دنیا میں تقسیم کر دیتا۔

القیامۃ

حَسْبِيَ إِذَا بَلَغَ الْكِتَابَ أَجَلُهُ، وَالْأَمْرُ مَقَادِيرُهُ، وَالْحَقُّ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَوَّلِهِ،
وَجَاءَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا يُرِيدُهُ مِنْ تَجْدِيدِ خَلْقِهِ، أَمَادَ (امار) السَّمَاءَ وَقَطَرَهَا،
وَأَرْجَ الْأَرْضَ وَأَرْجَفَهَا، وَقَلَعَ جِبَالَهَا وَتَسَفَّهَا، وَكَذَلِكَ يَغْضُهَا بَغْضًا يَسْنُ
هَيْبَتِهِ جَلَالَتِهِ وَخَوْفِ سَطْوَتِهِ، وَأَخْرَجَ مِنْ فِيهَا، فَجَدَّدَهُمْ بَعْدَ إِخْلَاقِهِمْ،
وَجَمَعَهُمْ بَعْدَ تَفَرُّقِهِمْ، ثُمَّ مَيَّزَهُمْ لِمَا يُرِيدُهُ مِنْ مَسَائِلِهِمْ عَنْ خَفَايَا
الْأَعْيَالِ وَخَفَايَا الْأَقْصَالِ، وَجَمَعَهُمْ فَرِيقَيْنِ: أُنْعَمَ عَلَى هَؤُلَاءِ
وَأُتَقَتَّمْ مِنْ هَؤُلَاءِ، فَأَمَّا أَهْلُ الطَّاعَةِ فَأَتَانَهُمْ بِحَوَارِدِهِمْ، وَخَلَّدَهُمْ
فِي دَارِهِ، حَيْثُ لَا يَظُنُّونَ الْفَزَالَ، وَلَا تَتَغَيَّرُ بِهِمُ الْحَالُ، وَلَا تَتَوَيَّهَمُ
الْأَفْزَاعُ، وَلَا تَنَالُهُمُ الْآسِقَامُ، وَلَا تَغْرُضُ لَهُمُ الْأَخْطَارُ، وَلَا تُشْغِصُهُمُ
الْأَشْقَارُ، وَأَمَّا أَهْلُ الْكَفْرِ فَاتَّزَلَهُمْ شَرُّ دَارٍ، وَغَلَّ الْأَيْدِي إِلَى
الْأَعْيَانِ، وَقَسَرْنَ الثَّوَابِي بِالْأَقْدَامِ، وَالْجَسْمُ سَرَابِيلُ الْقَطِرَانِ،
وَمُقَطَّعَاتُ الثَّرِيانِ، فِي عَذَابٍ قَدِ اشْتَدَّ حَرُّهُ، وَبَابٌ قَدْ أَطْبَقَ عَلَى
أَهْلِهِ، فِي نَارٍ لَهَا كَلْبٌ وَلَجَبٌ (جلب)، وَلَهُبٌ سَاطِعٌ، وَقَصِيفٌ هَائِلٌ،
لَا يَظُنُّونَ مُقِيمَهَا وَلَا يُفَادَتِي أَسِيرَهَا، وَلَا تُفْصَمُ (تقسم) كُتُوبُهَا،
لَا مُدَّةٌ لِمَلَدَارِ قَتْفَتِي، وَلَا أَجَلٌ لِمَلْعَمِ قَيْطَتِي.

ردہ النبوی ﷺ

وَمِنْهَا فِي ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَصَغَّرَهَا، وَأَهْوَنَ
بِهَا وَمَوَئِئَهَا، وَعَلِمَ أَنَّ اللَّهَ زَوَّاهَا عَنْهُ اخْتِيَارًا، وَبَسَطَهَا لِغَيْرِهِ
اخْتِيَارًا، فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ، وَأَحَبَّ
أَنْ تَغِيبَ رِيشَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَشْخَذَ مِنْهَا رِيشًا، أَوْ يَسْجُوَ فِيهَا
مَقَامًا، بَلَغَ عَنْ رَبِّهِ مُغْدِرًا، وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِرًا، وَدَعَا إِلَى الْجَنَّةِ مُبَشِّرًا،
وَخَوْفَ مِنَ النَّارِ مُحَذِّرًا.

اهل البیت ﷺ

نَحْنُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ، وَنَحْنُ الرِّسَالَةِ، وَنَحْنُ الْوَلَايَةِ، وَمَعَادِنُ الْعِلْمِ، وَبَنَائِعُ
الْحُكْمِ، نَاصِرُونَ وَمُجِبُّونَ يَنْتَظِرُ (يَنْتَظِم) الرِّخَّةَ، وَغَدُونَا (خِزَانَتَنَا) وَمُنِيفَتُنَا يَنْتَظِرُ
الطَّلُوعَ (اللَّعْنَةُ).

یہاں تک
ایک نیا
اور پہا
اور لڑ
کر دیا
میں تقیہ

ا
ہیں اور
ہے اور
منزل پر
لباس پہ
شرارہ
کوچ کر

دست نہ

اس دن
لہذا آج
سے اور
میں سا
اور جہنم

ا
مددگار

لے توجہ
کزد
نواز

یہاں تک کہ جب قسمت کا لکھا اپنی آخری حد تک اور امر الہی اپنی مقررہ منزل تک پہنچ جائے گا اور آخرین کو اولین سے ملا دیا جائے گا اور ایک نیا حکم الہی آجائے گا کہ خلقت کی تجدید کی جائے تو یہ امر آسمانوں کو حرکت دے کر شکافتہ کر دے گا اور زمین کو ہلا کر کھوکھلا کر دے گا اور پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ کر اڑا دے گا اور ہیبت جلال الہی اور خوف سطوت پروردگار سے ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے اور زمین سب کو باہر نکال دے گی اور انھیں دوبارہ بوسیدگی کے بعد تازہ حیات دے دی جائے گی اور انتشار کے بعد جمع کر دیا جائے گا اور مخفی اعمال، پوشیدہ افعال کے سوال کے لئے سب کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور مخلوقات دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک گروہ مرکز نعمات ہو گا اور دوسرا محل انتقام۔

اہل اطاعت کو اس جوار رحمت میں ثواب اور دارِ جنت میں ہمیشگی کا انعام دیا جائے گا جہاں کے رہنے والے کو بچ نہیں سکتے ہیں اور نہ ان کے حالات میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے اور نہ ان پر رنج و الم طاری ہوتا ہے اور نہ انھیں کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے اور نہ کسی طرح کا خطرہ سامنے آتا ہے اور نہ سفر کی زحمت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن اہل مصیبت کے لئے بدترین منزل ہوگی۔ جہاں ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے اور پیشانیوں کو پیروں سے جوڑ دیا جائے گا۔ تار کول اور آگ کے تراشیدہ لباس پہنائے جائیں گے۔ اس عذاب میں جس کی گرمی شدید ہوگی اور جس کے دردانے بند ہوں گے اور اس جہنم میں جس میں شرارے بھی ہوں گے اور شور و غوغا بھی۔ بھڑکتے ہوئے شعلے بھی ہوں گے اور ہولناک چیخیں بھی۔ نہ یہاں کے رہنے والے کو بچ کریں گے اور نہ یہاں کے قیدیوں سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ یہاں کی بیڑیاں جدا ہو سکتی ہیں۔ نہ اس گھر کی کوئی مدت ہے جو تمام ہو جائے اور نہ اس قوم کی کوئی اجل ہے جو ختم کر دی جائے۔

(ذکر رسول اکرمؐ) آپ نے اس دنیا کو ہمیشہ صغیر و حقیر اور ذلیل و پست تصور کیا ہے اور یہ سمجھا ہے کہ پروردگار نے اس دنیا کو آپ سے الگ رکھا ہے اور دوسروں کے لئے فرش کر دیا ہے تو یہ آپ کی عزت اور دنیا کی حقارت ہی کی بنیاد پر ہے لہذا آپ نے اس سے دل سے کنارہ کشی اختیار کی اور اس کی یاد کو دل سے بالکل نکال دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینتیں لگا ہوں سے اوجھل رہیں تاکہ نہ عمدہ لباس زیب تن فرمائیں اور نہ کسی خاص مقام کی امید کریں۔ آپ نے پروردگار کے پیغام کو پہنچانے میں سارے عذر تمام کر دیئے اور امت کو عذاب الہی سے ڈراتے ہوئے نصیحت فرمائی۔ جنت کی بشارت سنا کر اس کی طرف دعوت دی اور جہنم سے بچنے کی تلقین کر کے اس کا خوف پیدا کرایا۔

(اہل البیتؑ) ہم نبوت کا شجرہ، رسالت کی منزل، ملائکہ کی رفت و آمد کی جگہ، علم کے معدن اور حکمت کے چشمے ہیں۔ ہمارا مددگار اور محب ہمیشہ منتظر رحمت رہتا ہے اور ہمارا دشمن اور کینہ پرور ہمیشہ منتظر لعنت و انتقام الہی رہتا ہے۔

اے تعجب نہ کریں کہ خدا نے رحمان و رحیم اپنے بندوں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کس طرح کرے گا کہ یہ انجام انھیں لوگوں کا ہے جو دارِ دنیا میں اللہ کے کمزور اور نیک بندوں کے ساتھ اس سے بدتر برتاؤ کر چکے ہیں تو کیا مالک کائنات دنیا میں اختیارات دینے کے بعد آخرت میں بھی انھیں بہترین نعمتوں سے نواز دے گا اور مظلومین کا دنیا و آخرت میں کوئی پُرمان حال نہ ہو گا۔ ؟

و من خطبة له ﴿﴾

في أركان الدين

1481

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللَّهِ مُبَحَاثُهُ وَتَعَالَى، الْإِيمَانُ بِهِ
وَبِرَسُولِهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، فَإِنَّهُ ذُرْوَةُ الْإِسْلَامِ، وَكَلِمَةُ الْأَخْلَاصِ
فَإِنَّهَا الْفِطْرَةُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا أَلَلَّةٌ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ فَإِنَّهَا فَرِيضَةٌ
وَاجِبَةٌ، وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّهُ جَنَّةٌ مِنَ الْعِقَابِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ وَأَعْيَانِهِ
فَإِنَّهَا يَنْتِهَايَا الْفَقْرِ وَبِرَحْمَتِ الدُّنْبِ، وَصَلَةُ الرَّجَمِ فَإِنَّهَا مَنَافَةُ
فِي الْمَالِ، وَمَسْنَأَةٌ فِي الْأَجَلِ، وَصَدَقَةُ الْبَرِّ فَإِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ،
وَصَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَإِنَّهَا تَدْفَعُ رِيْبَةَ السُّوءِ، وَصَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ فَإِنَّهَا
تَبْقَى مَصَارِعُ الْمَوَانِ.

أَفِيضُوا فِي ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الذِّكْرِ. وَأَزْغِبُوا فِيمَا وَعَدَ السَّائِغِينَ
فَإِنَّ وَعْدَهُ أَصْدَقُ الْوَعْدِ. وَأَقْتَدُوا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ الْهَدْيِ،
وَأَنْتُمْ بِسُنَّتِهِ فَإِنَّهَا أَهْدَى السُّنَنِ. ﷺ

فصل القراءة

وَتَعْلَمُوا الْقُرْآنَ قِبَائِهِ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ، وَتَفْقَهُوا فِيهِ قِبَائِهِ رَسِيعُ الْقُلُوبِ، وَأَنْتَشِفُّوا بِثَوْرِهِ قِبَائِهِ شِفَاءُ الصُّدُورِ، وَأَحْسِنُوا تِلَاوَتَهُ قِبَائِهِ أَنْفَعُ الْقَصَصِ. وَإِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ كَالْجَاهِلِ الْحَانِثِ (الْجَانِثِ) الَّذِي لَا يَسْتَتِيقُ مِنْ جَسَدِهِ، بَلِ الْمُجَبَّةُ عَلَيْهِ أَعْظَمُ، وَالْحَسْرَةُ لَهُ أَلْزَمُ، وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ أَلْوَمُ.

ومن خطبة له عليه السلام

في ذم الدنيا

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَحْذَرُكُمْ الدُّنْيَا، فَإِنَّهَا حُلُوءَةٌ خَضِرَةٌ، حُشَّتْ
بِالشَّهَوَاتِ، وَتَحْسَبُتُ بِالنَّعَاجِلَةِ، وَرَاقَتْ بِالْقَلِيلِ، وَتَحْسَبُتُ
بِالْأَمَالِ، وَتَزَيَّنَّتْ بِالْفُرُورِ. لَا تَسْذُومُ حَبْرَتَهَا، وَلَا تُؤْمِنُ فَيْجَتَهَا.
غَرَارَةٌ خَضِرَاءُ، حَائِلَةٌ زَائِلَةٌ نَائِدَةٌ بَائِدَةٌ، أَكَّالَةٌ غَوَالَةٌ. لَا

وسیدہ ہے جس کے نوٹوں سے یہی اعمال خیر میں جن کا اس خطبہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ذروه - بلندی

ملت - طریقہ - شریعت

جُزئہ - حفاظت

رضی - دھودینا

منشاء۔ ماننے کی جگہ

الوم۔ اپنے نفس کو ملامت کرنے والا

جبرہ - نعمت و سرخوشی

حاکم بتفیر

ناقدہ - فانی

بائندہ - ہلاک ہونے والا

غوثانہ - ملک

۱۰) ایمان با شریعتی اس کی ہستی اور

اس کے جمال کا واقعی اعتراف

ایمان بالرسول یعنی آپ کے کلمات

اور آپ کے پیغام زندگی کا مکمل اتباع

جہاد - یعنی تمام طاقتوں کا راہ خدا میں

صرف کر دینا

کلہ اخلاص یعنی دل سے توحید کا

مخلص ہوتا

(۲) مولائے کائنات نے اس خطبہ میں جن

وسائل کا ذکر کیا ہے اور بننے کے ذریعہ کیا

انسان کے ساتھ نماز، عباد، زکوٰۃ، روزہ۔

حج و عمرہ۔ صدقہ رحم اور خیر کے علاوہ ذکر خدا

اور تعلیم و تفقہ قرآن وغیرہ بھی شامل ہیں

جن کے بغیر نوسل کالونی امکان نہیں ہے

اس کے بعد سیرت کے اعتبار سے

وسلہ ہے جس کے نوٹنے ہی اعمال خیر ہیں

مصابر خطبه بن الحنف العقول من

مصادر خطبة بن السخف العقول ١٢٤، من لا يخضره الفقيه ١٣١، علل الشرائع ١٣٤، محاسن بريق ٢٣٣، امالي طوسي ٢٣٥، بحار ١٠٤٦، التبيين ١٠٤٧، ثعالبى ٣٣٣ (متوفى ٣٢٩ هـ)

۱۱۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(ارکانِ اسلام کے بارے میں)

اللہ والوں کے لئے اس کی بارگاہِ ملک پہنچنے کا بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان ^(۱) اور راہِ خدا میں جہاد ہے کہ جہاد اسلام کی سر بلندی ہے۔ اور کھڑا خلاص ہے کہ یہ فطرتِ الہیہ ہے اور نماز کا قیام ہے کہ یہ عینِ دین ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہے کہ یہ فرائض واجب ہے اور راہِ رمضان کا روزہ ہے کہ یہ عذاب سے بچنے کی سپر ہے اور حج بیت اللہ ہے اور عمرہ ہے کہ یہ فقر کو دور کر دیتا ہے اور گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اور صلہ رحمہ ہے کہ یہ مال میں اضافہ اور اجل کے ٹالنے کا ذریعہ ہے اور پوشیدہ طریقہ سے خیرات ہے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہے اور علی الاعلان صدقہ ہے کہ یہ بدترین موت کے دفع کرنے کا ذریعہ ہے اور اقربا کے ساتھ نیک سلوک ہے کہ یہ ذلت کے مقامات سے بچانے کا وسیلہ ہے۔

ذکرِ خدا کی راہ میں آگے بڑھتے رہو کہ یہ بہترین ذکر ہے اور خدا نے متقین سے جو وعدہ کیا ہے اس کی طرف رغبت پیدا کرو کہ اس کا وعدہ سچا ہے۔ اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت کے راستہ پر چلو کہ یہ بہترین ہدایت ہے اور ان کی سنت کو اختیار کرو کہ یہ سب سے بہتر ہدایت کرنے والی ہے۔ (قرآن کریم) قرآن مجید کا علم حاصل کرو کہ یہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی ہمار ہے۔ اس کے ذریعے شفا حاصل کرو کہ یہ دلوں کے لئے شفا ہے اور اس کی باقاعدہ تلاوت کرو کہ یہ مفید ترین تقویٰ کا مرکز ہے۔ اور یاد رکھو کہ اپنے علم کے خلاف عمل کرنے والا عالم بھی حیران و سرگردان جاہل جیسا ہے جسے جہالت سے کبھی افادہ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس پر حجتِ خدا زیادہ عظیم تر ہوتی ہے اور اس کے لئے حسرت و اندوہ بھی زیادہ لازم ہوتا ہے اور وہ بارگاہِ الہی میں زیادہ قابلِ ملامت ہوتا ہے۔

۱۱۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(ذمتِ دنیا کے بارے میں)

ابعد! میں تم لوگوں کو دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ شیریں اور شاداب ہے لیکن خواہشات میں گھری ہوئی ہے۔ اپنی جلد مل جانے والی نعمتوں کی بنا پر محبوب بن جاتی ہے اور تھوڑی سی زینت سے خوبصورت بن جاتی ہے۔ یہ امیدوں سے آراستہ ہے اور دھوکے سے مزین ہے۔ نہ اس کی خوشی دائمی ہے اور نہ اس کی مصیبت سے کوئی محفوظ رہنے والا ہے۔ یہ دھوکہ باز نقصان رساں، بدل جانے والی، فنا ہو جانے والی، زوال پذیر اور ہلاک ہو جانے والی ہے۔ یہ لوگوں کو کھا بھی جاتی ہے اور مٹا بھی دیتی ہے۔

لے بعض نادانوں کا خیال ہے کہ جب دنیا باقی رہنے والی نہیں ہے اور اس کے شبہ روز کا اعتبار نہیں ہے تو بہترین بات یہ ہے کہ جس قدر حاصل ہو جائے انسان حاصل کر لے اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو جائے کہ کہیں دوسرے دن ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ لیکن یہ خیال انھیں لوگوں کا ہے جو آخرت کی طرف سے کیر غافل ہیں اور انھیں اس لطفِ اعمروزی کے انجام کی خبر نہیں ہے ورنہ اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتے تو مار گزیدہ کی طرح تڑپنے کو بسترِ حور پر آرام کرنے سے زیادہ پسند کرتے اور مفلس ترین زندگی گزارنے ہی کو حافیت و آرام تصور کرتے۔

ہشیم - سوکھی گھاس - بھوسہ
 عِزَّة - آنسو
 بَطْن - آدم کا کناہ ہے
 ظہر - جانے کا اشارہ ہے
 طَل - ہلکی بارش
 دیمہ - پرسکون بارش
 رضاء - وسعت
 ہَشَمَت - برس پڑی
 ادوی - دبا، نازل ہو گئی
 غضارۃ - نعمت، وسعت
 رغب - رغبت
 ارمقہ - لاحق ہو گئی
 توادم - جمع قادر - سامنے کے پر
 یوبن - ہلاک کر دیتا ہے
 اُتیمہ - عظمت
 نخوة - غرور
 دُول - متغیر
 زَنَق - کدھر
 اجاج - کھارا
 صبر - کڑوا
 سام - جمع سم - نہر
 رام - جمع رتم - سی کا کڑا بوسیدہ
 موقور - دافر
 محروب - ٹٹا ہوا
 ظہر قاطع - سواری جس سے راستہ
 طے کیا جائے
 قدیہ - معاوضہ

تَشْدُو - إِذَا تَنَاهَتْ إِلَى أُنْبِيَّةِ أَهْلِ الرَّغْبَةِ فِيهَا وَالرَّضَاءِ (الرضى)
 بِهَا - أَنْ تَكُونَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى سُخَّانَهُ: «كَمَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ
 فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَّاحُ، وَكَانَ اللَّهُ عَلَّ
 كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا». لَمْ يَكُنْ أَمْرُو مِنْهَا فِي حَبْرَةٍ إِلَّا أَعْبَثَهُ
 بِمَعْدَهَا عِبْرَةٌ؛ وَلَمْ يَلْقَ فِي سَرَاتِنِهَا بَطْنًا، إِلَّا مَنَعَتْهُ مِنْ حَرَاتِنِهَا
 ظَهْرًا وَلَمْ تَطْلُ فِيهَا دِيمَةٌ وَرَضَاءٌ، إِلَّا مَنَعَتْهُ عَلَيْهِ مُرْتَةٌ بَلَدًا
 وَحَسْرِي (حسریا) إِذَا أَضْبَحْتَ لَهُ مُشْتَعِرَةً أَنْ تُنْسِي لَهُ مُشْكُورَةً
 وَإِنْ جَانِبَ مِنْهَا أَعْدُوذٌ وَأَخْلُوِي، أَمْرٌ مِنْهَا جَانِبٌ فَأَوْقِي
 لَا يَنْتَالِ أَمْرُو مِنْ غَضَارَتِهَا رَغْبًا، إِلَّا أَرْمَقَتْهُ مِنْ تَوَاتِلِهَا
 تَعْبًا وَلَا تُنْسِي مِنْهَا فِي جَسَنَاحِ أَمْنٍ، إِلَّا أَضْبَحَ عَلَى قَوَادِمِ
 خَوْفٍ غَسْرَازَةً، غُرُورًا فِيهَا، فَانِيَّةٌ، فَانٍ مِنْ عَلَيْهَا، لَا خَيْرَ فِي
 شَيْءٍ مِنْ أَرْوَادِهَا إِلَّا التَّقْوَى، مَنْ أَقْلَ مِنْهَا أَسْتَكْثَرَ بِمَا يُؤْمِنُ
 وَمَنْ أَسْتَكْثَرَ مِنْهَا أَسْتَكْثَرَ بِمَا يُؤْبِقُهُ، وَزَالَ عَمَّا قَلِيلٍ عَنَّهُ كَم
 مِنْ وَائِسِي بِهَا قَدْ جَعَلَتْهُ، وَذِي طُمَأْنِينَةٍ إِلَيْنَا قَدْ صَرَعَتْهُ
 وَذِي أُمِّيَّةٍ قَدْ جَعَلَتْهُ حَقِيرًا، وَذِي نَحْوَةٍ قَدْ زِدْنَاهُ ذَلِيلًا سُلْطَانًا
 دُولًا، وَعَيْنُهَا زَنَقٌ، وَعَذْبُهَا أَجَاجٌ، وَحُلُوهَا صَبْرٌ، وَغِذَاؤُهَا
 بِيَامٌ، وَأَسْبَابُهَا رَسَامٌ حَلِيًّا بِعَرَضِ مَوْتٍ، وَصَحِيحُهَا بِعَرَضِ سُقْمٍ
 مُلْكُهَا مَسْلُوبٌ، وَعَزِيرُهَا مَغْلُوبٌ، وَمَوْفُورُهَا مَنُكُوبٌ، وَجَارُهَا
 مَحْرُوبٌ (محروب) أَلَا أَلَسْتُمْ فِي مَسَاكِينٍ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَطْوَلَ أَغْشَارًا
 وَأَبْقَى أَتَارًا، وَأَبْعَدَ أَمَلًا، وَأَعَدَّ عَدِيدًا وَأَكْثَفَ (اكثر) جُنُودًا
 تَعَبَّدُوا إِلَٰهَاتِنَا أَيْ تَعَبَّدُوا، وَأَمْرُوها أَيْ إِسْنَارًا، ثُمَّ ظَنَّمُوا أَنَّهَا
 بِفَيْزٍ زَادٍ مُبْلَغٍ وَلَا ظَهَرَ قَاطِعٌ، فَهَلْ بَلَّغْتُمْ أَنَّ الدُّنْيَا سَخَتْ
 لَكُمْ نَفْسًا بِفَيْزَةٍ، أَوْ أَعَانَتْهُمْ بِمَعُونَةٍ، أَوْ أَخَسَّتْ لَكُمْ

من اپنی طرف
 انشاؤ کے م
 سوکھ کر ایل
 کر کے اسے
 اس میں راحت
 دل لینے کے
 رخ سے تلخ ا
 کے بنا پر رخ
 کے بال و پر
 کچھ ہے سم
 اس کو راحت
 اس سے الگ
 اس میں جھج
 دیا گیا۔ ا
 اس کے اسباب
 الہیہ اور ا
 الہیہ۔ کیا
 کیا، بڑے ب
 منزل تک
 ان کو بچا۔

دنیا سے عبرت
 تک مالک
 کر لیا جہاں

سب اپنی طرف رغبت رکھنے والوں اور اپنے سے خوش ہو جانے والوں کی خواہشات کی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو بالکل پروردگار کے اس ارشاد کے مطابق ہو جاتی ہے "جیسے آسمان سے پانی نازل ہو کر زمین کے نباتات میں شامل ہو جائے اور پھر اس کے بعد وہ سبزہ ہو کر اسیا تنکا ہو جائے جسے ہمائیں اڑالے جائیں اور خدا ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔" اس دنیا میں کوئی شخص خوش نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ اسے بعد میں آنسو بہانا پڑے اور کوئی اس کی خوشی کو آتے نہیں دیکھتا ہے مگر یہ کہ وہ مصیبت میں ڈال کر پیٹھ دکھلا دیتی ہے اور کہیں راحت و آرام کی ہلکی بارش نہیں ہوتی ہے مگر یہ کہ بلاؤں کا دو گڑا اگر نہ لگتا ہے۔ اس کی شان ہی یہ ہے کہ اگر صبح کو کسی طرف سے برلینے کے لئے آتی ہے تو شام ہوتے ہوتے انجان بن جاتی ہے اور اگر ایک طرف سے شیریں اور خوش گوار نظر آتی ہے تو دوسری طرف سے تلخ اور بلا خیز ہوتی ہے۔ کوئی انسان اس کی تازگی سے اپنی خواہش پوری نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ اس کے پے درپے مصائب کی بنا پر رنج و تعب کا شکار ہو جاتا ہے اور کوئی شخص شام کو امن و امان کے پردوں پر نہیں رہتا ہے مگر یہ کہ صبح ہوتے ہوتے خون کے بال و پر پر لا دیا جاتا ہے۔ یہ دنیا دھوکہ باز ہے اور اس کے اندر جو کچھ ہے سب دھوکہ ہے۔ یہ فانی ہے اور اس میں جو کچھ ہے سب فنا ہونے والا ہے۔ اس کے کسی زاد راہ میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے تقویٰ کے۔ اس میں سے جو کم حاصل کرتا ہے وہی کوہِ راحت زیادہ نصیب ہوتی ہے اور جو زیادہ کے چکر میں پڑ جاتا ہے اس کے مہلکات بھی زیادہ ہو جاتے ہیں اور یہ بہت جلد اس سے الگ ہو جاتی ہے۔ کتنے اس پر اعتبار کرنے والے ہیں جنہیں اچانک مصیبتوں میں ڈال دیا گیا اور کتنے اس پر اطمینان کرنے والے ہیں جنہیں ہلاک کر دیا گیا اور کتنے صاحبانِ حیثیت تھے جنہیں ذلیل بنا دیا گیا اور کتنے اکڑنے والے تھے جنہیں حقارت کے ساتھ ادا کیا گیا۔ اس کی بادشاہی پٹلا کھانے والی۔ اس کا عیش مکدر۔ اس کا شیریں شور۔ اس کا میٹھا کڑوا۔ اس کی غذا زہر آلود اور اس کے اسباب سب بوسیدہ ہیں۔ اس کا زندہ معرضِ ہلاکت میں ہے اور اس کا صحت مند بیماریوں کی زد پر ہے۔ اس کا ملک چھٹنے والا ہے اور اس کا صاحب عزت مغلوب ہونے والا ہے۔ اس کا مالدار بد بختیوں کا شکار ہونے والا ہے اور اس کا ہمسایہ لٹنے والا ہے۔ کیا تم انہیں کے گھروں میں نہیں ہو جو تم سے پہلے طویل عمر، پائیدار آثار اور دور رس امیدوں والے تھے۔ بے پناہ سامان بیکار، بڑے بڑے لشکر تیار کئے اور جی بھر کر دنیا کی پرستش کی اور اسے ہر چیز پر مقدم رکھا لیکن اس کے بعد یوں روانہ ہو گئے کہ منزل تک پہنچانے والا زاد راہ ساتھ تھا اور نہ راستہ طے کرنے والی سواری۔ کیا تم تک کوئی خبر پہنچتی ہے کہ اس دنیا نے ان کو بچانے کے لئے کوئی فدیہ پیش کیا ہو یا ان کی کوئی مدد کی ہو یا ان کے ساتھ اچھا وقت گزارا ہو۔؟

یہ دنیا بے عزت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ خود اس کی تاریخ ہے کہ اس نے آج تک کسی سے وفا نہیں کی ہے۔ اس کا ایک پیسہ بھی اس وقت تک کام نہیں آتا ہے جب تک مالک سے جبرا نہیں ہو جاتا ہے اور اس کی سلطنت بھی اپنے سلطان کو فسادِ قبر سے نجات دینے والی نہیں ہے۔ ایسے حالات میں تاریخی حوادث کے آنکھ نہ کر لینا جہالت کے اسوا کچھ نہیں ہے اور صاحبِ علم و عقل وہی ہے جو ماضی کے تجربات سے فائدہ اٹھائے۔

صُحْبَةً بَلْ أَرْهَقْتَهُمْ بِالْقَوَادِحِ، وَأَوْهَقْتَهُمْ بِالْقَوَارِعِ، وَضَعُضْتَهُمْ بِالنَّوَائِبِ،
وَعَفَرْتَهُمْ بِالسُّمُوحِ، وَطَسَّنْتَهُمْ بِالنَّاسِمْ، وَأَعَانَتْ عَلَيْهِمْ «رَبِّبَ السُّنُونِ»
فَقَدْ رَأَيْتُمْ تَنَكُّرَهَا (شكرها) لِمَنْ دَانَ لَهَا، وَأَقْرَبَهَا وَأَخْلَدَ إِلَيْهَا، حِينَ طَعَنُوا
عَنْهَا لِغِرَاقِ الْأَبْدِ، وَهَلْ زَوَّدْتَهُمْ إِلَّا السَّعْبَ، أَوْ أَحَلَّوْهُمْ إِلَّا الضَّنْكَ، أَوْ
نَوَزَتْ لَهُمْ إِلَّا الظُّلْمَةَ، أَوْ أَغْشَبَتْهُمْ إِلَّا السَّادَةَ أَفْهَذُوا تُؤْزِرُونَ، أَمْ
إِلَيْهَا تَطْمَتِنُونَ، أَمْ عَلَيْهَا تَحْمِرُصُونَ؟ فَبَسَّتِ الدَّارُ لِمَنْ لَمْ يَسْتَهِنِهَا، وَلَمْ
يَكُنْ فِيهَا عَلَى وَجْهِ (حذر) مِنْهَا، فَاعْلَمُوا - وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ - بِأَنَّكُمْ تَارِكُوهَا
وَطَاعُونَ عَنْهَا، وَأَتَّعُوا فِيهَا بِالَّذِينَ قَالُوا: «مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً؟» حَمَلُوا إِلَى
تُجُورِهِمْ فَلَا يَدْعُونَ رُكْبَانًا، وَأَنْزَلُوا الْأَجْدَاثَ فَلَا يَدْعُونَ ضَيْفَانًا، وَجَعِلَ
لَهُمْ مِنَ الصَّفِيحِ أَجْنَانٌ، وَمِنَ التَّرَابِ أَكْفَانٌ، وَمِنَ الرُّفَاتِ جَبِلَانٌ، فَهُمْ حَبِيرَةٌ
لَا يُحْيُونَ دَاعِيًا، وَلَا يَمْتَعُونَ ضَيْفًا، وَلَا يُبَالُونَ مَنْدَبَةً، إِنْ جِيدُوا لَمْ يَفْرَحُوا
وَإِنْ قُحِطُوا لَمْ يَفْطَرُوا، جَمِيعٌ وَهُمْ أَحَادٌ، وَحَبِيرَةٌ وَهُمْ أَبْعَادٌ، مُتَدَانُونَ
لَا يَتَرَاوَرُونَ، وَقَرِيبُونَ لَا يَسْتَقَارُونَ، حُلَاءٌ قَدْ ذَهَبَتْ أَضْغَانُهُمْ، وَجُهَلَاءُ
قَدْ مَبَاتَتْ أَحْقَادُهُمْ، لَا يُحْسِنُ فَجْعُهُمْ، وَلَا يُرْجَى دَفْعُهُمْ، أَنْتَبِدُوا
بِظَهْرِ الْأَرْضِ (الأرضين) بَطْنًا، وَبِالسَّعَةِ ضَيْفًا، وَبِالْأَهْلِ غُرْبَةً، وَبِالنَّوْرِ
ظُلْمَةً، فَجَاوَوْهَا كَمَا قَارَقُوهَا، حُفَاةَ عُرَاةٍ، قَدْ طَعَنُوا (طعنوا) عَنْهَا بِأَعْيَانِهِمْ
إِلَى الْحَسَاةِ الدَّائِمَةِ وَالْدَّارِ السَّابِقَةِ، كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: «كَمَا بَدَأْنَا
أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ، وَعَدْدًا عَلَيْنَا، إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ».

۱۱۲

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ ﷺ

ذَكَرَ فِيهَا مَلِكُ الْمَوْتِ وَتَوَفِيَةُ النَّفْسِ وَعِزُّ الْخَلْقِ عَنْ وَصْفِ اللَّهِ
هَلْ تُحْسِنُ إِذَا دَخَلَ مَسْرَلًا؟ أَمْ هَلْ تَرَاهُ إِذَا تَوَفَّى أَحَدًا؟ بَلْ كَيْفَ يَتَوَفَّى
الْجَنِينَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ! أَيْلُجُ عَلَيْهِ مِنْ بَعْضِ جَوَارِحِهَا أَمْ الرُّوحُ أَجَانَتُهُ بِإِذْنِ
رَبِّهَا؟ أَمْ هُوَ سَاكِنٌ مَعَهُ فِي أَحْسَانِهَا؟ كَيْفَ يَصِفُ إِلَهُ مَنْ يَنْجِزُ عَنْ صِفَةِ
تَخْلُوقِ بَشَرِهِ!

سے آواز آتی ہے نہ کوئی ہمدردی کرنے والا ہے۔ ساتھ ہیں مگر الگ اور قریب ہیں مگر دور عجیب ہمایہ ہیں جو ہمایہ سے ملے نہیں ہیں اور عجیب سا
ہیں جو ساتھی سے ملاقات نہیں کرتے ہیں۔ انا شد

مصادر خطبہ ۱۱۲ عیون الحکم والمراعی ابن شاکر اللیثی الواسطی - بحار الانوار مجلس ۷، صفحہ ۴۳

ارہقتم - ڈھاک یا

قوارح - جمع قارح

ارہقتم - رہق - اس میں گری کر دیا

قوارح - آفات و مصائب

ضعضتم - ذلیل کر دیا

عفرتهم - خاک میں ملا دیا

مناسم - جمع نسیم - شہ

دان لہا - خالص ہو گیا

اخلد الیہا - اُلٹ ہو گیا

سغب - بھوک

ضنک - تنگ

رکبان - جمع راکب

اجداث - قبریں

صفح - روئے زمین

اجنان - جمع جن - قبر

رفات - بوسیدہ ہڈیاں

جیدوا - ان پر بارش ہوئی

بلج - داخل ہوتا ہے

۱۱۲ کے کیا بیکسی ہے مرنے والوں

کی کہ نہ ہوں پر سوار ہیں لیکن نہیں

سوار نہیں کہا جاتا ہے اور قبر میں آثار

دیکھ گئے ہیں لیکن انھیں وہاں نہیں

تصور کیا جاتا ہے اب پتھر ان کے کھاتا

ہیں اور خاک ان کا لباس جو بوسیدہ

ہڈیوں کو ہمایہ کی حیثیت حاصل ہے

اور ہمایہ کی بھی ایسی کہ نہ کسی طرف

ہرگز نہیں۔ بلکہ انھیں مصیبتوں میں گرفتار کر دیا اور آفتوں سے عاجز و بے بس بنا دیا۔ بے درپے زحمتوں نے انھیں
 بھوڑ کر رکھ دیا اور ان کی ناک رگڑادی اور انھیں اپنے سُنوں سے روند ڈالا اور پھر حوادث روزگار کو بھی سہارا
 دے دیا اور تم نے دیکھ لیا کہ یہ اپنے اطاعت گزاروں، چاہنے والوں اور چپکنے والوں کے لئے بھی ایسی انجام بن گئی کہ
 انھوں نے یہاں سے ہمیشہ کے لئے کوچ کیا تو انھیں سوائے بھوک کے کوئی زاد راہ اور سوائے تنگی لہر کے کوئی مکان
 مل دیا۔ ظلمت ہی ان کی روشنی قرار پائی اور ندامت ہی ان کا انجام ٹھہرا۔ تو کیا تم اسی دنیا کو اختیار کر رہے ہو اور اسی
 بھروسہ کر رہے ہو اور اسی کی لالچ میں مبتلا ہو۔ یہ اپنے سے بدظنی نہ رکھنے والوں اور احتیاط نہ کرنے والوں کے لئے
 ترین مکان ہے۔ لہذا یاد رکھو اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ تم اسے چھوڑنے والے ہو اور اس سے کوچ کرنے والے ہو۔
 ان لوگوں سے نصیحت حاصل کرو جنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ”ہم سے زیادہ طاقتور کو نہ ہے“ اور پھر وہ بھی اپنی قبروں
 اطراف اس طرح پہنچائے گئے کہ انھیں سواری بھی نصیب نہیں ہوئی اور قبروں میں اس طرح اتار دیا گیا کہ انھیں مہمان
 ہی نہیں کہا گیا۔ پتھروں سے ان کی قبریں چُن دی گئیں اور مٹی سے انھیں کفن دے دیا گیا۔ سڑی گلی ہڈیاں ان کی ہمایوں گئیں
 اور اب یہ سب ایسے ہمایوں ہیں کہ کسی پکارنے والے کی آواز پر لبیک نہیں کہتے ہیں اور نہ کسی زیادتی کو روک سکتے ہیں
 اور نہ کسی رونے والے کی پرواہ کرتے ہیں۔ اگر ان پر مولا دھار بارش ہو تو انھیں طوشتی نہیں ہوتی ہے اور اگر تھوڑا سا
 بارش کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔ یہ سب ایک مقام پر جمع ہیں مگر اکیلے ہیں اور ہمایوں ہیں مگر دور دور ہیں۔ ایسے ایک دوسرے
 سے قریب کہ ملاقات تک نہیں کرتے ہیں اور ایسے نزدیک کہ تلے بھی نہیں ہیں۔ اب ایسے برباد ہو گئے ہیں کہ سارا کینہ ختم
 کر گیا ہے اور ایسے بے خبر ہیں کہ سارا بغض و عناد مٹ گیا ہے۔ نہ ان سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے اور نہ کسی دفاع کی امید ہے۔
 جن کے ظاہر کے بجائے باطن کو اور وسعت کے بجائے تنگی کو اور ساتھیوں کے بدلے غربت کو اور فور کے بدلے ظلمت کو
 اختیار کر لیا ہے۔ اس کی گود میں ویسے ہی آگے ہیں جیسے پہلے الگ ہوئے تھے پارہیز اور ننگے۔ اپنے اعمال سمیت دائمی
 زندگی اور ابدی مکان کی طرف کوچ کر گئے ہیں جیسا کہ مالک کائنات نے فرمایا ہے ”جس طرح ہم نے پہلے بنایا تھا ویسے ہی
 واپس لے آئیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم اسے ہر حال انجام دینے والے ہیں۔“

۱۱۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں ملک الموت، ان کے قبض روح اور مخلوقات کے توصیف الہی سے عاجزی کا ذکر کیا گیا ہے)

کیا جس وقت ملک الموت گھر میں داخل ہوتے ہیں تمہیں کوئی احساس ہوتا ہے اور کیا انھیں روح قبض کرتے ہوئے تم نے کبھی
 دیکھا ہے؟ بھلا وہ شکم مادر میں بچہ کو کس طرح مارتے ہیں۔ کیا کسی طرف سے اندر داخل ہو جاتے ہیں یا روح ہی ان کی آواز پر لبیک کہتی
 ہوئی نکل آتی ہے یا پہلے سے بچہ کے پہلو میں رہتے ہیں۔ سوچو! کہ جو شخص ایک مخلوق کے کالائ کو نہ سمجھ سکتا ہو وہ خالق کے
 اوصاف کو کیا بیان کر سکے گا۔

و من خطبة له

في ذم الدنيا

وَأَحْذَرُكُمْ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا مَثَرُ قُلُوبَةٍ، وَلَيْسَتْ بِدَارِ نَجْةٍ، قَدْ تَرَكْتُمْ بِغُرُوبِهَا،
وَعَزَّوْتُمْ بِرَبِّهَا، دَارَهَا هَانَتْ عَلَى رَبِّهَا، فَخَلَطَ حَلَالُهَا بِحَرَامِهَا، وَخَيْرُهَا بِشَرِّهَا،
وَحَيَاتُهَا بِمَوْتِهَا، وَحُلُوبُهَا بِسُرِّهَا، لَمْ يُصْفَها اللهُ تَعَالَى لِأَوْلِيَائِهِ، وَلَمْ يَضِنَّ
بِهَا عَلَى أَعْدَائِهِ، خَيْرُهَا زَهِيدٌ وَشَرُّهَا عَتِيدٌ، وَجَمْعُهَا يَنْقُدُ، وَمُلْكُهَا يُسْلَبُ،
وَعَايِرُهَا يُعْرَبُ، فَاسْخِرُوا دَارَ تَنْقُضِ نَفْضِ الْبَيَاءِ، وَغُرِّهَا فَنَاءَ الزَّادِ،
وَمُدَّةَ تَنْقِطِ أَنْطَاعِ السَّيْرِ، اجْعَلُوا مَا اقْتَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِنْ طَلَبِكُمْ، وَأَسْأَلُوهُ
مِنْ أَدَائِهِ حَقَّهُ مَا سَأَلَكُمْ لَهُ

وَأَسْمِعُوا دَعْوَةَ الْكُفْرِ أَذَانَكُمْ قَبْلَ أَنْ يُدْعَى بِكُمْ، إِنَّ الزَّاهِدِينَ فِي الدُّنْيَا
تَسْبِيحِي قُلُوبُهُمْ وَإِنْ ضَجَّكُوا، وَيَسْتَفْتِدُ حُزْنُهُمْ وَإِنْ فَرَحُوا، وَيَكْثُرُ مَشْغَلُهُمْ
أَنْفُسُهُمْ وَإِنْ اغْتَبَطُوا بِمَا زُرُّوا، قَدْ غَابَ عَنْ قُلُوبِكُمْ ذِكْرُ الْآجِلِ، وَحَضَرَ نَفْسُكُمْ
كَوَازِبُ الْأَمَالِ، فَصَارَتِ الدُّنْيَا أَمْلَكَ بِكُمْ مِنَ الْآخِرَةِ، وَالْعَاجِلَةُ أَذْهَبَ بِكُمْ مِنَ
الْآجِلَةِ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ إِخْوَانٌ عَلَى دِينِ اللهِ، مَا قَرَّقَ بَيْنَكُمْ إِلَّا خُبْتُ الشَّرَائِرِ،
وَسُوءُ الصَّمَانِ، فَلَا تَوَارِزُونَ (تأزرون) وَلَا تَنَاصَحُونَ، وَلَا تَبَادُلُونَ وَلَا تَوَادُّونَ،
مَا بَالُكُمْ تَفْرَحُونَ بِالسَّيْرِ مِنَ الدُّنْيَا تُذَرُّكُمْ، وَلَا تَحْزَنُونَ مِنَ الْكُفْرِ مِنْ
الْآخِرَةِ تُعْزِمُونَ! وَيُفْلِكُكُمْ السَّيْرُ مِنَ الدُّنْيَا يَفُوتُكُمْ، حَتَّى يَبَيِّنَ ذَلِكَ
فِي وَجْهِكُمْ، وَقِلَّةِ صَبْرِكُمْ عَمَّا ذُوِي مِنْهَا عَنْكُمْ، كَأَنَّهَا دَارُ مُقَامِكُمْ،
وَكَأَنَّ مَتَاعَهَا بَاقٍ عَلَيْكُمْ، وَمَا يَجْمَعُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَسْتَقْبِلَ أَخَاهُ بِمَا يَخَافُ مِنْ عَنِيهِ،
إِلَّا عِشَاقَةً أَنْ يَسْتَقْبِلَهُ بِمِثْلِهِ، قَدْ تَصَافَيْتُمْ عَلَى رَفْضِ الْآجِلِ وَحُبِّ الْعَاجِلِ،
وَصَارَ دِينَ أَحَدِكُمْ لُفْقَةً عَلَى لِسَانِهِ، صَنِيعَ مَنْ قَدْ قَرَعَ مِنْ عَتَلِهِ، وَأَخْوَزَ رَضَى سَيِّدِهِ.

و من خطبة له

وفيها مواعظ للناس

الْمُسْتَدِلُّهُ الْوَاوِصِلِ الْمُنْتَدِ بِالنِّعَمِ وَالنِّعَمِ بِالشُّكْرِ، نَحْمَدُكَ عَلَى

قلعه - اکھڑنا - کوچ کرنا

نہجہ - آب رواں کی تلاش

عتیدہ - ماضی

وغتبطوا - ان سے حسد کیا گیا

زوی - الگ کر دیا گیا

لُفْقہ - صرت زبان کا اقرار

وضع ہوا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان

ایسا اختلاف جس میں باہمی تعاون -

نصیحت، مروت اور ہمدردی کا جذبہ

ختم ہو جائے اور معرکہ آرائی شروع

ہو جائے بدشرقی اور خباثت فطرت

کے علاوہ کسی اور بنیاد پر نہیں چسکتا

ہے۔ لیکن انکار و نفی بات کا اختلاف

اس سے الگ ایک شے ہے جس میں

فکر کی زندگی اور ذہانت کی حیات کا

راز پوشیدہ ہے اور اسی کی بنیاد پر

اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اختلاف

نظر کے باوجود باہمی مروت، تعاون اور

ہمدردی میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا ہے

اس میں وہ بات ہے جس کا اعلان

امام حسینؑ نے میدان کربلا میں وارد

ہونے کے بعد کیا تھا کہ اب دین صرت

زبانوں کا ذائقہ بن کر رہ گیا ہے اور

اس کا نقطہ مفادات کے نقطہ کے ساتھ

کیا جاتا ہے در نہ مفادات کے خطرہ

میں پڑ جانے کے بعد دینداروں کی

تعداد خود بخود کم ہو جاتی ہے

خدا جانے یہ زبانی دین اور یہ

جذباتی ایمان کب تک باقی رہے گا اور

اللہ کے بندے اللہ کے احکام پر کس

عمل کریں گے اور ان کے عمل میں غلطی

کا جو ہر کب نمایاں ہوگا

مصادر خطبہ ۱۱۳: ربيع الاول ۱۱۳۲ھ، غرالحکم آمدی ۱۱۳۲ھ، ۱۱۳۲ھ

مصادر خطبہ ۱۱۳: الطراز السید الیمانی ۲، ۱۱۳۲ھ، تحت العقول ۱۵۶، ربيع الاول ۱۱۳۲ھ، دستور عالم الحکم قضاعی ۳۳، غرالحکم آمدی

المالی شیخ طوسی ۲، ۱۱۳۲ھ

۱۱۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(مذمت دنیا میں)

میں تمہیں اس دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ کوچ کی جگہ ہے۔ آب و دانہ کی منزل نہیں ہے۔ یہ اپنے دھوکہ ہی سے آرامتہ ہو گئی ہے اور اپنی آرائش ہی سے دھوکہ دیتی ہے۔ اس کا گھر پروردگار کی نگاہ میں بالکل بے ارزش ہے اسی لئے اس نے اس کے حلال کے ساتھ حرام۔ خیر کے ساتھ شر، زندگی کے ساتھ موت اور شیریں کے ساتھ تلخ کو رکھ دیا ہے اور نہ اسے اپنے اولیاء کے لئے مخصوص کیا ہے اور نہ اپنے دشمنوں کو اس سے محروم رکھا ہے۔ اس کا خیر بہت کم ہے اور اس کا شر ہر وقت حاضر ہے۔ اس کا جمع کیا ہوا ختم ہو جانے والا ہے اور اس کا ملک چھن جانے والا ہے اور اس کے آباد کو ایک دن خراب ہو جانا ہے۔ بھلا اُس گھر میں کیا خوبی ہے جو کرد و عمارت کی طرح گر جائے اور اس عمر میں کیا بھلائی ہے جو زاد راہ کی طرح ختم ہو جائے اور اس زندگی میں کیا حسن ہے جو چلتے پھرتے تمام ہو جائے۔

دیکھو اپنے مطلوبہ امور میں فرائض الہیہ کو بھی شامل کر لو اور اسی سے اس کے حق کے ادا کرنے کی توفیق کا مطالبہ کرو۔ اپنے کانوں کو موت کی آواز نہ دنا دو قبل اس کے کہ تمہیں بلایا جائے۔ دنیا میں زاہدوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ خوش بھی ہوتے ہیں تو ان کا دل روتا رہتا ہے اور وہ ہنستے بھی ہیں تو ان کا رخ داندہ شدید ہوتا ہے۔ وہ خود اپنے نفس سے بیزار رہتے ہیں چاہے لوگ ان کے رزق سے غبطہ ہی کیوں نہ کریں۔ افسوس تمہارے دلوں سے موت کی یاد نکل گئی ہے اور جھوٹی امیدوں نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب دنیا کا اختیار تمہارے اوپر آخرت سے زیادہ ہے اور وہ عاقبت سے زیادہ تمہیں کھینچ رہی ہے۔ تم دین خدا کے اعتبار سے بھائی بھائی تھے۔ لیکن تمہیں باطن کی خباثت اور ضمیر کی خرابی نے الگ الگ کر دیا ہے کہ اب نہ کسی کا بوجھ بٹاتے ہو۔ نہ نصیحت کرتے ہو۔ نہ ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہو اور نہ ایک دوسرے سے واقفیت کرتے ہو۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ معمولی سی دنیا کو پا کر خوش ہو جاتے ہو اور مکمل آخرت سے محروم ہو کر رنجیدہ نہیں ہوتے ہو۔ تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے نکل جانے پر ریشان ہو جاتے ہو اور اس کا اثر تمہارے چہروں سے ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی علیحدگی پر صبر نہیں کر پاتے ہو جیسے وہی تمہاری منزل ہے اور جیسے اس کا سراپہ واقعی باقی رہنے والا ہے تمہاری حالت یہ ہے کہ کوئی شخص بھی دوسرے کے عیب کے اظہار سے باز نہیں آتا ہے مگر صرف اس خوف سے کہ وہ بھی اسی طرح پیش آئے گا۔ تم سب نے آخرت کو نظر انداز کرنے اور دنیا کی محبت پر اتحاد کر لیا ہے اور ہر ایک کا دین زبان کی چٹنی بن کر رہ گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے سب نے اپنا عمل مکمل کر لیا ہے اور اپنے مالک کو واقف خوش کر لیا ہے۔

۱۱۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کی نصیحت کا سامان فراہم کیا گیا ہے)

ماری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے حمد کو نعمتوں سے اور نعمتوں کو شکر یہ سے ملا دیا ہے۔ ہم نعمتوں میں اس کی حمد اسی طرح کرتے ہیں

بطار - جمع بطیر - شستی

سراع - جمع سرب

غیر مغادر - نہ چھوڑنے والا

وعا - محفوظ کر لیا

حمی اشی - روک دیا

ہواجر - جمع ہجر - شدید گرمی

نصب - تعب

توسلی - علاج کیا ہو جاتا ہے

لا شفع - سیراب نہیں ہوتا ہے

غیر - تغیرات

زال - تیزی سے گزر گیا

افحی - سورج کا سامنا کیا

فی - سایہ بعد زوال

جاو - موت

لکال کر داری ہے کہ انسان ضر

نعمتوں ہی پر شکر خدا نہ کرے بلکہ اس کی

طرت سے آنے والی مصیبت پر بھی شکر

کرے کہ اس نے ہمیں امتحان کے قابل

سمجھا ہے اور آزمائش کے ذریعہ ہمارے

درجات کو بلند کرنا چاہا ہے یہ اور

بات ہے کہ اس راہ میں توفیقات کی

دعا کرتا رہے اور اس کی امداد کا

مطالبہ کرتا رہے -

لکال - ان لوگوں کا کہ ہے جو اپنے ہی

کھانے کے لئے جمع کرتے ہیں یا اپنے

ہی لئے گھرناتے ہیں - ورنہ آئندہ

آلایہ، کما نَحْمَدُهُ عَلَى بَلَايِهِ. وَنَسْتَعِينُهُ عَلَى هَذِهِ النَّفُوسِ الْإِطَاءِ عَمَّا أَمَرَتْ
بِهِ السَّرَّاعُ إِلَى مَا نُهِيتْ عَنْهُ. وَنَسْتَغْفِرُهُ بِمَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ، وَأَخْصَاءُ كِتَابِهِ:
عِلْمٌ غَيْرُ قَاصِبٍ، وَكِتَابٌ غَيْرُ مُغَادِرٍ. وَنُؤْمِنُ بِهِ إِيْمَانٌ مِّنْ عَابِنِ الْغُيُوبِ،
وَقَفَّ عَلَى الْمَوْعُودِ، إِيْمَانًا نَقَى إِخْلَاصُهُ الشُّرْكَ، وَبَقِيَّتُهُ الشُّكَّ. وَنُسَبِّحُ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، شَهَادَتَيْنِ تُضَعِدَانِ (تسعدان) الْقَوْلَ، وَتُرَفِّعَانِ الْقَمَلَ.
لَا يَخْفُ مِيزَانُ تَوْضَعَانِ فِيهِ، وَلَا يَنْقُلُ مِيزَانُ تُرَفِّعَانِ عَنْهُ.

أَوْصِيَكُمْ، عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ الَّتِي هِيَ الرِّزَادُ وَبِهَا الْمَعَادُ (المعاد): زَادٌ مُبْلَغُ،
وَمَعَادٌ مُنْجِعُ. دَعَا إِلَيْهَا أَسْتَعِ دَاعٍ، وَوَعَاَهَا خَيْرُ وَاِعٍ فَأَتَمَعَ دَاعِيَهَا،
وَقَارَ وَاعِيَهَا.

عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ تَقْوَى اللَّهِ حَمَتِ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ عَمَارَتَهُ، وَالْأَزْمَتِ قُلُوبُهُمْ عَفَافَتَهُ،
حَتَّى أَشْهَرَتْ لِبَالِهِمْ، وَأَطْمَأَنَّ هَوَاجِرَهُمْ؛ فَأَخَذُوا الرِّاحَةَ بِالنَّصَبِ،
وَالزِّي بِالظَّمَاءِ؛ وَأَسْتَقْرَبُوا الْأَجَلَ فَبَادَرُوا الْقَمَلَ، وَكَذَّبُوا الْأَمَلَ فَلَا حَظَّوْا
الْأَجَلَ. ثُمَّ إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ قَنَاءٍ وَعَسَاءٍ، وَغَيْرٍ وَغَيْرٍ؛ فَمَنْ أَلْتَقَاءُ أَنْ
الذَّهْرَ مُوَرِّقُ قَوْسِهِ، لَا تُحْطِئُ بِهَامَتِهِ، وَلَا تُؤْنَسُ جِرَاحُهُ (حراجہ)، يَزِيحُ
الْحَسَى بِالْمَوْتِ، وَالصَّحِيحُ بِالسَّقَمِ، وَالنَّاسِجُ بِالْعَطَبِ. أَكْمَلُ لَا يَنْبَغُ،
وَشَارِبُ لَا يَنْقُحُ. وَمِنْ أَلْتَقَاءِ أَنْ الْمَرْءَ يَنْبَغُ مَا لَا يَأْكُلُ وَيَنْبَغِي مَا لَا يَسْكُنُ،
ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى لَا مَالًا حَمَلًا، وَلَا بَنَاءً تَقَلَّ! وَمِنْ غَيْرِهَا أَنَّكَ تَرَى
الْمَرْحُومَ مَغْبُوطًا، وَالْمَغْبُوطَ مَرْحُومًا؛ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَّا تَعِيماً زَلَّ (زال)، وَبُؤْسًا نَزَلَ.
وَمِنْ غَيْرِهَا أَنَّ الْمَرْءَ يُشْرِفُ عَلَى أَمَلِهِ فَيَنْتَقِطُهُ حُضُورُ أَجَلِهِ، فَلَا أَمَلَ يُدْرِكُ،
وَلَا مُؤَمَّلٍ يُشْرِكُ. فَسُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَعَزَّ مُرُورَهَا! وَأَظْهَرَ نَيْهَا! وَأَضْحَى قَيْتَهَا!
لَا جَاءَ يَرُدُّ، وَلَا مَاضٍ (مؤمل) يَرْتَدُّ. فَسُبْحَانَ اللَّهِ، مَا أَقْرَبَ الْحَسَى مِنَ الْمَيِّتِ
بِلَحَاقِهِ بِسِهِ، وَأَبْعَدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَسَى لِإِنْطِاعِهِ عَنْهُ!

نسلوں کے لئے کام کرنا کوئی عیب نہیں ہے بلکہ انسانی کردار کا حسن ہے کہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے کام کرے بشرطیکہ اپنی عاقبت سے
خاف نہ ہو جائے اور شیطان بخل کو ایثار کا نام نہ دیدے ورنہ اس طرح دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہو جائے گا کہ دنیا میں نعمتوں سے استفادہ
نہ کر سکے گا اور آخرت میں بخل کا حساب دینا پڑے گا۔

جر
او
او
اس
اس
اعمال
کو
ہے
دعو
مغف
ہے
بجٹل
ہر
سے
نہیں
اس
قابل
کرا
ہے

اس طرح مصیبتوں میں کرتے ہیں اور اُس سے اس نفس کے مقابلہ کے لئے مدد کے طلبگار ہیں جو ادا امر کی تعمیل میں مستی کرتا ہے اور نواہی کی طرف تیزی سے بڑھ جاتا ہے۔ ان تمام غلطیوں کے لئے استغفار کرتے ہیں جنہیں اس کے علم نے احاطہ کر رکھا ہے اور اس کی کتاب نے جمع کر رکھا ہے۔ اس کا علم قاصر نہیں ہے اور اس کی کتاب کوئی چیز چھوڑنے والی نہیں ہے۔ ہم اُس پر اسی طرح ایمان لائے ہیں جیسے غیب کا مشاہدہ کر لیا ہو اور وعدہ سے آگاہی حاصل کر لی ہو۔ ہمارے اس ایمان کے اخلاص نے شرک کی نفی کی ہے اور اس کے یقین نے شک کا ازالہ کیا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں وہ ہیں جو اقوال کو بلندی دیتی ہیں اور اعمال کو رفعت عطا کرتی ہیں۔ جہاں یہ رکھ دی جائیں وہ پلہ ہلکا نہیں ہوتا ہے اور جہاں سے انھیں اٹھالیا جائے اس پلہ میں کوئی وزن نہیں رہ جاتا ہے۔

اللہ کے بندو! میں تمہیں تقویٰ الہی کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارے لئے زادِ راہ ہے اور اسی پر آخرت کا دار و مدار ہے۔ یہی زادِ راہ منزل تک پہنچانے والا ہے اور یہی پناہ گاہ کام آئے والی ہے۔ اسی کی طرف سب سے بہتر داعی نے دعوت دے دی ہے اور اسے سب سے بہتر سننے والے نے محفوظ کر لیا ہے۔ چنانچہ اس کے سنانے والے نے سنا دیا اور اس کے محفوظ کرنے والے نے کامیابی حاصل کر لی۔

اللہ کے بندو! اسی تقویٰ الہی نے ادلیا خدا کو محرمات سے بچا کر رکھا ہے اور ان کے دلوں میں خوفِ خدا کو لازم کر دیا ہے یہاں تک کہ ان کی راتیں بیداری کی نذر ہو گئیں اور ان کے بیتے ہوئے دن پیاس میں گذر گئے۔ انھوں نے راحت و تکلیف کے عوض اور سیرابی کو پیاس کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ وہ موت کو قریب تر سمجھتے ہیں تو تیر عمل کہتے ہیں اور انھوں نے امیدوں کو بھٹلا دیا ہے تو موت کو نگاہ میں رکھا ہے۔ پھر یہ دنیا تو بہر حال فنا اور تکلیف، تغیر اور عبرت کا مقام ہے۔ فنا ہی کا نتیجہ ہے کہ زمانہ ہر وقت اپنی کمان چڑھائے رہتا ہے کہ اس کے تیر خطا نہیں کرتے ہیں اور اس کے زخموں کا علاج نہیں ہو پاتا ہے۔ وہ زندہ کو موت سے، صحت مند کو بیماری سے اور نجات پانے والے کو ہلاکت سے مار دیتا ہے۔ اس کا کھانے والا سیر نہیں ہوتا ہے اور پینے والا سیراب نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کے رنج و تعب کا اثر یہ ہے کہ انسان اپنے کھانے کا سامان فراہم کرتا ہے، رہنے کے لئے مکان بناتا ہے اور اس کے بعد اچانک خدا کی بارگاہ کی طرف چل دیتا ہے۔ نہ مال ساتھ لے جاتا ہے اور نہ مکان منتقل ہو پاتا ہے ﴿۷۲﴾

اس کے تغیرات کا حال یہ ہے کہ جسے قابلِ رحم دیکھا تھا وہ قابلِ رشک ہو جاتا ہے اور جسے قابلِ رشک دیکھا تھا وہ قابلِ رحم ہو جاتا ہے۔ گویا ایک نعمت ہے جو زائل ہو گئی اور ایک بلا ہے جو نازل ہو گئی۔ اس کی عبرتوں کی مثال یہ ہے کہ انسان اپنی امیدوں تک پہنچنے والا ہی ہوتا ہے کہ موت اس کے سلسلہ کو قطع کر دیتی ہے اور نہ کوئی امید حاصل ہوتی ہے اور نہ امید کرنے والا ہی چھوڑا جاتا ہے۔ اے سبھان اللہ۔ اس دنیا کی خوشی بھی کیا دھوکہ ہے اور اس کی سیرابی بھی کیسی تشنہ کامی ہے اور اس کے سایہ میں بھی کس قدر دھوپ ہے۔ نہ یہاں آنے والی موت کو واپس کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی جانے والے کو پلٹایا جاسکتا ہے۔ سبھان اللہ زندہ مُردہ سے کس قدر جلدی ملحق ہو کر قریب تر ہو جاتا ہے اور مُردہ زندہ سے رشتہ توڑ کر کس قدر دور ہو جاتا ہے۔

دخل - یقین میں شبہات شامل ہو گئے ہیں

انصاحت - خشک ہو گئے ہیں

ہامت - سرگرداں ہو گئے ہیں

مرا بعض - جمع نریض - بکریوں کے

بیٹھنے کی جگہ

عجبت - بلند آواز سے رونا

آؤ - بکری

حاد - دشمنی

مواج - داغ کے راستے

مخایل - جمع ٹیلہ - جس پر برستے کا

گمان ہو

جود - بارش

تبکس - پریشان حال

بلاغ - کفایت

سوام - جمع سائہ - چرنے والے

بانور

① حیرت انگیز بات ہے کہ جب حلال

کی مقدار حرام سے کہیں زیادہ ہے اور

محرمات کی تعداد بالکل محدود ہے تو کیا

وجہ ہے کہ انسان اپنے ضروریات اور

خواہشات کی تکمیل کے لئے حلال کے

راستہ کو اختیار نہیں کرتا ہے اور بالآخر

حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس کا منظر یا انسان کی برہنہ او

پر سرشتی کے سر یا ان لوگوں پر سچ جنہوں

نے حلال کو حرام بنا دیا ہے اور حرام کو

فیض اور ترقی کے اسباب میں شامل

کر دیا ہے۔

② اس کا مطلب ہی یہ ہے کفالت

انسان کو کاہل بنانے کے لئے نہیں ہے بلکہ پراختیاء و بنانے کے لئے ہے کہ محنت ضائع ہونے والی نہیں ہے اور مالک نتیجہ ضرور عنایت فرمائے گا۔

إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يَسْتَرْ مِنَ النَّشْرِ إِلَّا عِقَابُهُ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يَخْتَرِ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا نَوَابُهُ.
وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا سَمَاعُهُ أَكْظَمُ مِنْ عِيَانِهِ، وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْآخِرَةِ عِيَانُهُ أَكْظَمُ
مِنْ سَمَاعِهِ، فَلْيَكْفِيكُمْ مِنَ الْعِيَانِ السَّمَاعُ، وَمِنْ الْغَيْبِ الْخَبَرُ، وَأَعْلَمُوا أَنَّ مَا نَقَصَ
مِنَ الدُّنْيَا وَزَادَ فِي الْآخِرَةِ خَيْرٌ مِمَّا نَقَصَ مِنَ الْآخِرَةِ وَزَادَ فِي الدُّنْيَا، فَكَمْ مِنْ
مَنْقُوصٍ رَاحَ وَزَيْدٍ خَاسِرٍ إِنْ الَّذِي أَمْرُهُمْ بِهِ أَوْسَعُ مِنَ الَّذِي تُهَيِّئُهُ عَنْهُ، وَمَا
أَجَلَ لَكُمْ أَكْثَرُ مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ، فَذَرُوا مَا قَلَّ لِمَا كَثُرَ، وَمَا ضَاقَ لِمَا اتَّسَعَ.
قَدْ تَكْفَّلَ لَكُمْ بِالرِّزْقِ وَأَمْرُهُمْ بِالْعَمَلِ، فَلَا يَكُونَنَّ الْمَضْمُونُ لَكُمْ طَلَبُهُ
أَوَّلَى بِكُمْ مِنَ الْمَقْرُوضِ عَلَيْكُمْ عَمَلُهُ، مَعَ أَنَّهُ وَاللَّهِ لَقَدْ اشْتَرَضَ الشُّكَّ، وَدَجَلَ
الْيَقِينَ، حَتَّى كَانَ الَّذِي ضَمِنَ لَكُمْ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ، وَكَانَ الَّذِي قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ
قَدْ وَضِعَ عَنْكُمْ، فَبَادِرُوا الْعَمَلَ، وَخَافُوا بَغْضَةَ الْأَجَلِ، فَإِنَّهُ لَا يُرْجَى مِنْ
رَجْعَةِ الْعُمُرِ مَا يُرْجَى مِنْ رَجْعَةِ الرِّزْقِ، مَا فَاتَ الْيَوْمَ مِنَ الرِّزْقِ رُجِي عَدَا زِيَادَتُهُ،
وَمَا فَاتَ أَمْسٍ مِنَ الْعُمُرِ لَمْ يُرْجَ الْيَوْمَ رَجْعَتُهُ، الرَّجَاءُ مَعَ الْجَنَانِ، وَالْيَأْسُ
مَعَ الْمَاضِي، «فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ، وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ».

۱۱۵

و من خطبة له

في الاستسقاء

اللَّهُمَّ قَدْ أَتَصَّحَّتْ جِبَالُنَا (حبالنا)، وَغَبِرَتْ أَرْضُنَا، وَهَامَتْ دَوَابُّنَا،
وَتَحَبَّرَتْ فِي مَرَابِضِهَا، وَعَجَّتْ عَجِيجَ التَّكَاثُلِ عَلَى أَوْلَادِهَا، وَمَلَّتِ التَّرَدُّدُ
فِي مَرَاتِبِهَا، وَالْحَنِينُ إِلَى مَوَارِدِهَا (الحقن) اللَّهُمَّ فَارْحَمْنَا أَسِنَّةَ الْآثَةِ،
وَحَيْنَ الْحَاسَةِ! اللَّهُمَّ فَارْحَمْنَا حَيْرَتَنَا فِي مَذَاهِبِهَا، وَأَسِنَّةَ فِي مَوَالِجِهَا!
اللَّهُمَّ خَرَجْنَا إِلَيْكَ حِينَ اغْتَكَزَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيرُ السُّنَنِ، وَأَخْلَقْتَنَا
تَحَايِلُ الْجُودِ؛ فَكُنْتُ الرَّجَاءَ لِلْمُبْتَسِسِ، وَالْبَلَاغَ لِلْمُلْتَمِسِ، نَدْعُوكَ حِينَ
قَطَطَ الْأَنْهَامُ، وَنُصِغَ الْغَنَامُ، وَهَلَكَ الشَّوَامُ، أَلَّا تُؤَاخِذَنَا بِأَعْمَالِنَا، وَلَا

مصادر خطبة ۱۱۵ من لا يخضره الفقيه ۳۳۵، مصباح المتجديد طوسی، ریح الاررار و محشری باب السحاب والمطر، اصول کافی ۵ ص ۵۳، العقد الفرید ۳ ص ۳۳۸
کتاب الجمل مفید ۱۵، کتاب الجمل واحدی، ارشاد مفید ۱۳۹، تجارب الامم ابن مسکویه بحواله تاسیس الشیر ۳۱۵، امالی طوسی ۱۱۵

(یاد رکھو) شر سے بدتر کوئی شے اس کے عذاب کے علاوہ نہیں ہے اور خیر سے بہتر کوئی شے اس کے ثواب کے سوا نہیں ہے۔ دنیا میں ہر شے کا سنا اس کے دیکھنے سے عظیم تر ہوتا ہے اور آخرت میں ہر شے کا دیکھنا اس کے سننے سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے لہذا تمہارے لئے دیکھنے کے بجائے سنا اور غیب کے مشاہدہ کے بجائے خبر ہی کو کافی ہو جانا چاہئے۔ یاد رکھو کہ دنیا میں کسی شے کا کم ہونا اور آخرت میں زیادہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ دنیا میں زیادہ ہو اور آخرت میں کم ہو جائے کہ کتنے ہی کمی والے فائدہ میں بہتے ہیں اور کتنے ہی زیادتی والے گھائے میں رہ جاتے ہیں۔ بیشک جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے ان میں زیادہ وسعت ہے بہ نسبت ان چیزوں کے جن سے روکا گیا ہے اور جنہیں حلال کیا گیا ہے وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں جنہیں حرام قرار دیا گیا ہے (۱) لہذا قلیل کو کثیر کے لئے اور تنگی کو وسعت کی خاطر چھوڑ دو۔ پروردگار نے تمہارے رزق کی ذمہ داری لی ہے اور عمل کرنے کا حکم دیا ہے لہذا ایسا نہ ہو کہ جس کی ضمانت لی گئی ہے اس کی طلب اس سے زیادہ ہو جائے جس کو فرض کیا گیا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ تمہارے حالات کو دیکھ کر پریشہ ہونے لگتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ شاید جس کی ضمانت لی گئی ہے وہی تم پر واجب کیا گیا ہے اور جس کا حکم دیا گیا ہے اسی کو ساقط کر دیا گیا ہے۔ خدا را عمل کی طرف بسقت کر دو اور موت کے اچانک وارد ہو جانے سے ڈرو اس لئے کہ موت کے واپس ہونے کی وہ امید نہیں ہے جس قدر رزق کے پلٹ کر آ جانے کی ہے۔ جو رزق آج ہاتھ سے نکل گیا ہے اس کے کل اضافہ کا امکان ہے لیکن جو عمر آج نکل گئی ہے اس کے کل واپس آنے کا بھی امکان نہیں ہے۔ امید آنے والے کی ہو سکتی ہے جانے والے کی نہیں اس سے تو بایوسی ہی ہو سکتی ہے "اللہ سے اس طرح ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ۔"

۱۱۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(طلب بارش کے سلسلہ میں)

خدا یا! ہمارے پہاڑوں کا سبزہ خشک ہو گیا ہے اور ہماری زمین پر خاک اُڑ رہی ہے۔ ہمارے جانور پیاسے ہیں اور اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور اپنے بچوں کے حق میں اس طرح فریادی ہیں جیسے زن پسر مردہ۔ سب چراگاہوں کی طرف پھیرے لگانے اور تالابوں کی طرف دالہا نہ طور پر دوڑنے سے عاجز آگئے ہیں۔ خدا یا! اب ان کی فریادی بکریوں اور اور اشتیاق آمیز پیکارنے والی اونٹنیوں پر رحم فرما۔ خدا یا! ان کی راہوں میں پریشانی اور منزلوں پر چیخ و پکار پر رحم فرما۔ خدا یا! ہم اس وقت گھر سے نکل کر آئے ہیں جب قحط سالی کے مارے ہوئے لاغر اونٹ ہمارے طرف پلٹ پیسے ہیں اور جن سے گرم کی امید تھی وہ بادل آ کر چلے گئے ہیں۔ اب درد کے ماروں کا تو ہی آسرا ہے اور التجا کرنے والوں کا تو ہی سہارا ہے۔ ہم اُس وقت دعا کر رہے ہیں جب لوگ مایوس ہو چکے ہیں۔ بادلوں کے خیر کو روک دیا گیا ہے اور جانور ہلاک ہو رہے ہیں تو خدا یا ہمارے اعمال کی بنا پر ہمارا سواخذہ نہ کرنا۔

منبع - بارش کا راستہ کھول دینے والا

اغدق المطر - پانی کی کثرت

موفق - خوبصورت

سحاً - تیز بارش

واہل - موسلا دھار

مرج - شاداب

زاکي - بڑھنے والا

شام - نثر آور

نجاو - جمع سجد - بلند زمین

وہاو - پست زمین

جناب - اطراف

قاصیہ - دور دراز

ضاحیۃ الما - جو دوپہر میں پایا جاتا ہے

مُرمِلہ - فقیر

مخضلہ - ترک دینے والی

ورق - بارش

یحفر - ڈھکیٹا ہے

برق خلج - جس کے بارش کا دھوکہ دیا

جہام - وہ بادل جس میں پانی نہ ہو

عارض - جو بادل افق پر نظر آئے

رباب - سفید ابر

قرزع - ٹکڑے

ذہاب - جمع ذہب - ہندیا باندی

مُستنون - قحط زدہ

ایسے قحط کے مواقع پر نازا استقامت

پڑھی جاتی ہے جو ناز عید کی طرح دو

رکت ہے اور قنوت میں بارش کی تمنا کی جاتی ہے۔ اس کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ پہلے ساری قوم تین روزہ روزہ رکھے۔ اس کے بعد صحابہ میں نماز

ادا کی جائے اور بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا جائے تاکہ سب بیکار ہو کر بارگاہ امدیت میں فریاد کریں اور رحمت الہی کو ہر حال جو ش آجائے۔

تَأْخُذَنَا بِذُنُوبِنَا. وَأَنْشُرَ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ الْمُنْبِقِ، وَالرَّيْحِ الْمَغْدِقِ،
وَالنَّبَاتِ الْمَوْقِ، سَحّاً وَابِلًا، تُغْشِي بِهِ مَا قَدْ مَاتَ، وَتَرْدُّ بِهِ مَا قَدْ قَاتَ. اللَّهُمَّ
سُقْيَا مِنْكَ مُخَيَّبَةٌ مُرَوِّبَةٌ، نَائِمَةٌ عَائِمَةٌ، طَيِّبَةٌ مُبَارَكَةٌ، هَيِّئْهُ سَرِيعَةً، رَاحِيَةً نَبِيئَةً،
تَأْمُرُ أَقْرَعَهَا، تَأْمُرُ أَرْقَهَا (ارزاقہا)، تُنْعِشُ بِهَا الضَّعِيفَ مِنْ عِبَادِكَ، وَتُغْشِي
بِهَا الْيَتَامَى مِنْ بِلَادِكَ اللَّهُمَّ سُقْيَا مِنْكَ تُغْشِي بِهَا يَتَامَانَا، وَتُجْزِي بِهَا وَهَادَانَا،
وَتُغْشِي بِهَا جَنَابَنَا، وَتُفِيلُ (تزرکو) بِهَا فِئَاتَنَا، وَتُعِيشُ بِهَا مَوَاسِينَنَا، وَتَنْدِي
بِهَا أَقَاصِينَنَا، وَتُسْتَعِينُ بِهَا ضَوَاحِينَنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ الْوَاسِعَةِ، وَعَطَايَاكَ الْجَزِيلَةِ (باطلہ)،
عَلَى بَرِيئِكَ الْكَرِيمَةِ، وَوَحْشِكَ الْمَهْمَلَةِ، وَأَنْزِلْ عَلَيْنَا سَمَاءً مُخْضِلَةً،
يَذَرَارُهَا طَائِلَةٌ، يُدَافِعُ الْوَدْقُ مِنْهَا الْوَدْقُ، وَيَخْرِقُ الْقَطْرُ مِنْهَا الْقَطْرُ،
غَيْرَ خُلْبٍ بَرَقْهَا، وَلَا جَهَامٍ عَارِضَهَا، وَلَا قَرْعٍ رَبَاهَا، وَلَا شَفَانٍ ذَهَابَهَا،
حَتَّى يُخْصِبَ لِامْرَأَتِهَا الْمُجْدِبُونَ، وَيُخَيِّبَ بِبَرَكَاتِهَا الْمُشْتُونَ، فَإِنَّكَ «تُنْزِلُ
الْقَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قُطِّعُوا، وَتَنْشُرُ رَحْمَتَكَ وَأَنْتَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ».

تفسیر ما فی هذه الفطیحة من الصریح

قال السيد الشريف، رضي الله عنه، قوله ﴿وَالرَّيْحِ الْمَغْدِقِ﴾: (انصاحت جبالنا) أي تَنَفَّقَتْ مِنَ
الْمُخُولِ، يُقَالُ: انصاح الثوب إذا انشَقَّ، وَيُقَالُ أَيْضًا: انصاح الثبَّ وصاح وصَوَّحَ إذا
جَفَّ وَبَسَّ، كَلَّمَهُ بِمَعْنَى: وَقَوْلُهُ: (وَهَاتَتْ ذَوَابِنَا) أي عطشت، وَالْهَيْمُ: الْعَطَشُ، وَقَوْلُهُ:
(حَدَائِرُ السَّيْنِ) جمع حدبار، وهي الناقة التي أنصاها السَّيْرُ، فَتَبَّ بِهَا السَّيْرُ فَتَبَّ
فِيهَا الْحَدْبُ، قَالَ ذَوَالرَّمَةِ:

حَدَائِرُ مَا تَنْفَكُ إِلَّا مُنَاقَئُ عَلَى الْخَسْبِ أَوْ تَرْبِي بِهَا بَلْدًا قَفْرًا
وَقَوْلُهُ: (وَلَا قَرْعٍ رَبَاهَا)، الْقَرْعُ، الْقِطْعُ الْعِشَاءُ الْمَشْرِقَةُ
مِنَ السَّحَابِ، وَقَوْلُهُ: (وَلَا شَفَانٍ ذَهَابَهَا) فَإِنَّ تَقْدِيرَهُ: وَلَا ذَاتَ شَفَانٍ

اور
موس
آجلا
دشا
ای
ہو جا
علاقہ
جانور
کو دھ
پانی
نظر
نہی

بلنے

تشیع

یہاں لہ

اور ہمیں ہمارے گناہوں کی گرفت میں مت لے لینا۔ اپنے دامنِ رحمت کو ہمارے اوپر پھیلا دے برسنے والے بادل،
موسلا دھار برسات اور حسین سبزہ کے ذریعہ۔ ایسی برسات جس سے مُردہ زمینیں زندہ ہو جائیں اور گئی ہوئی بہار واپس
آجائے۔ خدایا! ایسی سیرابی عطا فرما جو زندہ کرنے والی، سیراب بنانے والی۔ کامل و شامل۔ پاکیزہ و مبارک، خوشگوار
و شاداب ہو جس کی برکت سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں۔ شاخیں بار آور ہو جائیں۔ پتے ہرے ہو جائیں۔ کمزور بندوں کو
اٹھنے کا سہارا مل جائے۔ مُردہ زمینوں کو زندگی عطا ہو جائے۔ خدایا! ایسی سیرابی عطا فرما جس سے ٹیلے سبزہ پوش
ہو جائیں۔ نہریں جاری ہو جائیں۔ اُس پاس کے علاقے شاداب ہو جائیں۔ پھل نکلنے لگیں۔ جانور جی اٹھیں۔ دور دراز کے
علاقہ بھی تر ہو جائیں اور کھلے میدان بھی تیری اس وسیع برکت اور عظیم عطا سے مستفیض ہو جائیں جو تیری تباہ حال مخلوق اور آوارہ گرد
جانوروں پر ہے۔ ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو پانی سے شراب و کر دینے والی۔ موسلا دھار۔ مسلسل برسنے والی ہو جس میں قطرات قطرات
کو ڈھکیل دے ہوں اور بوندیں، بوندوں کو تیزی سے آگے بڑھا رہی ہوں۔ نہ اس کی بجلی دھوکہ دینے والی ہو اور نہ اس کے بادل
پانی سے خالی ہوں۔ نہ اس کے ابر کے سفید ٹکڑے بکھرے ہوں اور نہ صرف ٹھنڈے جھونکوں کی بوند باندی ہو۔ ایسی بارش ہو کہ
قحط کے مارے ہوئے اس کی سرسبز یوں سے خوشحال ہو جائیں اور خشک سالی کے شکار اس کی برکت سے جی اٹھیں۔ اس لئے کہ
تو ہی بالو کی کے بعد پانی برسانے والا اور دامنِ رحمت کا پھیلانے والا ہے اور تو ہی قابلِ حمد و ستائش، سرپرست و مددگار ہے۔

یہ فرضی۔ انصاحت جبالنا۔ یعنی پہاڑوں میں خشک سالی سے شنگات پڑ گئے ہیں کہ انصاح الثوب کپڑے کے پھٹ
جانے کو کہا جاتا ہے۔ یا اس کے معنی گھاس کے خشک ہو جانے کے ہیں کہ صَاح۔ انصاح ایسے مواقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔
حالتِ دوامنا۔ یعنی پیاسے ہیں اور ہیام یہاں عطش کے معنی میں ہے۔
حدابیر المسنین۔ حد بار کی جمع ہے۔ وہ اونٹ جسے سفر لاغر بنا دے۔ گویا کہ قحط زدہ سال کو اس اونٹ سے
تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ ذوالرمہ شاعر نے کہا تھا:

حدابیر ما تنفلح الامناخۃ علی الخسف اذ نزعی بہا بلدا فقرا

(یہ لاغر اور کمزور اونٹنیاں ہیں جو سختی جھیل کر بیٹھ گئی ہیں یا پھر بے آب و گیاہ صحرائیں لے جانے پر چلی جاتی ہیں)

لا قزع ربابھا۔ قزع۔ بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔

لا شقان ذہابھا۔ اصل میں "ذات شقان" ہے۔ شقان ٹھنڈی ہوا کو کہا جاتا ہے اور ذِباب ہلکی بھواری کا نام ہے۔
یہاں لفظ "ذات" حذف ہو گیا ہے۔

وان - سست

واہن - کرد

معدر - جس کا عذر ثابت نہ ہو سکے

صعدت - جمع صعد - راستے

الترام - سینہ کوٹنا

خالت - جانشین

ہمت - رنجیدہ کر دیا

میامین - جمع میمن - مبارک

مراجیح - صلہ

مقاول - جمع مقوال - سیدہ مند

بات کرنے والا

ستار یک - جمع سترک - بالکل چھوڑ

دینے والا

قدم - آگے بڑھنا

رجعت - تیز رفتاری

مجیہ - سیدھا راستہ

کرار بارہ - خوشگوار

ذیال - لیے دامن والے

تاریخ جن چند نموس افراد کے

تذکرہ سے سیاہ ہو گئی ہے ان میں ایک

مجاہد بھی شامل ہے جو مشکل و صورت

کے اعتبار سے بھی نموس تھا اور کردار و

عمل کے اعتبار سے بھی بدترین غلام

تھا۔ اس کی نظر میں نہ خانہ خدا کا کوئی

احترام تھا اور نہ دین خدا کا انسانی کردار

کے اعتبار سے بھی اس قدر پست کردار

تھا کہ اس کے جسم کو غلامتوں میں پیدا

ہونے کا نور دسے اپنا مرکز بنالیا تھا

اور یہی بالآخر اس کی موت کا بھی سبب

ہو گیا جس کے بعد آخرت کی دولت کے

ساتھ دنیا کی رسوائی بھی مقدر ہو گئی۔

ذہابہا. وَالشَّقَانُ. الرِّيحُ البَارِدَةُ، وَالذَّهَابُ: الْأَمْطَارُ اللَّيْنَةُ. فَحَذَتْ
(ذَات) يَعْلَمُ السَّامِعُ بِهِ.

۱۱۶

و من خطبة له ﷺ

وفيها ينصح أصحابه

أَرْسَلَهُ دَاعِيًا إِلَى الْحَقِّ وَشَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ، فَبَلَغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ غَيْرَ وَانٍ وَلَا
مُقَصِّرٍ، وَجَاهِدَ فِي اللَّهِ أَعْدَاءَهُ غَيْرَ وَاهِنٍ وَلَا مُعَذِّرٍ. إِنَّمَا مَنِ اتَّقَى، وَبَصُرَ (بَصِيرَةً)
مَنِ اهْتَدَى.

و منها: وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمَ مِمَّا طَوِيَ عَنْكُمْ غَيْبُهُ، إِذَا خَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعَدَاتِ
تَبْكُونَ عَلَى أَعْيَالِكُمْ، وَتَلْتَدِمُونَ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَتَرْكُمُ أَمْوَالَكُمْ لَا حَارِسَ (خَارِس)
لَهَا وَلَا خَالِفَ عَلَيْهَا، وَلَهْمُ كُلِّ امْرِئٍ مِنْكُمْ نَفْسُهُ، لَا يَلْتَفِتُ إِلَى غَيْرِهَا،
وَلَكِنَّكُمْ نَسِيتُمْ مَا ذُكِّرْتُمْ، وَأَمِنْتُمْ مَا خُذِرْتُمْ، فَتَنَاءَ عَنْكُمْ رَأْيَكُمْ، وَتَنَشَّتَ
عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ، وَلَوِدِدْتُ أَنَّ اللَّهَ فَزَقَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، وَالْحَقُّ بَيْنَ هُوَ أَحَقُّ
بِي مِنْكُمْ. قَوْمُ اللَّهِ مَيَامِينُ الرَّأْيِ، مَرَاجِيحُ الْحِلْمِ، مَقَاوِيلُ بِالْحَقِّ، مَنَارِيكُ
لِلنَّبِيِّ. مَضَوْنَا قُدَمًا عَلَى الطَّرِيقَةِ، وَأَوْجَعُوا عَلَى الْحَجَّةِ، فَظَفَرُوا بِالْمَقْفَى
الدَّائِمَةِ، وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ. أَمَا وَاللَّهِ، لَيَسْلُطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامٌ ثَقِيفٌ الدِّيَالِ
الْمَيَالِ، يَأْكُلُ خَضِرَتَكُمْ، وَيُذِيبُ شَجَمَتَكُمْ، إِيَّاهُ أَبَا وَحْشَةَ

قال الشريف: الْوُحْشَةُ: الْخُفْشَةُ. وَهَذَا الْقَوْلُ يَوْمِيءَ بِهِ إِلَى الْحَجَّاجِ، وَلَهُ مَعَ الْوُحْشَةِ
حَدِيثٌ لَيْسَ هَذَا مَوْضِعُ ذِكْرِهِ.

۱۱۷

من كلام له ﷺ

يوبخ البخلاء بالمال والنفس

فَلَا أَسْأَلُ بِذَلَّتُمْوهَا لِلَّذِي رَزَقَهَا، وَلَا أَنْفُسَ خَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي

پہو بخدا
جہلاد
اگر کر
نہ وارن
کو بالکل
راستے جا
بدائی ڈ
ٹھوس
اور راہ
کا
تھامے

یہ مقام نہیں
اس کی سزا

نہ

یہ امیر المومنین
اس کے بعد
کا مجمع لک

مصادر خطبہ ۱۱۶ العقد الفريد ۶ ص ۲۳۹، مروج الذهب مسعودی (متوفی ۳۳۳ھ) ص ۱۵، تهذيب اللغات ص ۱، البلدان ابن نقيہ ص ۱۸۱،
الجمع بين الفريدين احمد بن محمد الهروي، نهاية ابن اثير ص ۵ ص ۵ ص ۵، كنز العمال ۶ ص ۸، ارشاد دہلی ص ۳۳، من لا یحضرہ
الفقیہ صدوق ص ۲۵۵

مصادر خطبہ ۱۱۷

۱۱۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں اپنے اصحاب کو نصیحت فرمائی ہے)

اللہ نے پیغمبر کو اسلام کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوقات کے اعمال کا گواہ بنا کر بھیجا تو آپ نے پیغام الہی کو مکمل طور سے پورا کیا۔ نہ کوئی شسستی کی اور نہ کوئی کوتاہی۔ دشمنانِ خدا سے جہاد کیا اور اس راہ میں نہ کوئی کمزوری دکھلائی اور نہ کسی بے ایمان اور بہانہ کا سہارا لیا۔ آپ متقین کے امام اور طلبگارِ ہدایت کے لئے آنکھوں کی بصارت تھے۔ اگر تم ان تمام باتوں کو جان لیتے جو تم سے مخفی رکھی گئی ہیں اور جن کو میں جانتا ہوں تو صحراؤں میں نکل جاتے۔ اپنے اعمال پر کبر کرتے اور اپنے لئے پر سر و سینہ بیٹھتے اور سارے اموال کو اس طرح چھوڑ کر چل دیتے کہ زبان کا کوئی نگہبان ہوتا اور وارث اور ہر شخص کو صرف اپنی ذات کی فکر ہوتی۔ کوئی دوسرے کی طرف رخ بھی نہ کرتا۔ لیکن افسوس کہ تم نے اس سبق کو بالکل بھلا دیا جو تمہیں یاد کرایا گیا تھا اور ان ہولناک مناظر کی طرف سے یکسر مطمئن ہو گئے، جن سے ڈرایا گیا تھا۔ تو تمہاری رائے بھٹک گئی اور تمہارے امور میں انتشار پیدا ہو گیا اور میں یہ چاہنے لگا کہ کاش اللہ میرے اور تمہارے درمیان پرانی ڈال دیتا اور مجھے ان لوگوں سے ملا دیتا جو میرے لئے زیادہ سزا تھے۔ وہ لوگ جن کی رائے مبارک اور جن کا حلم ٹھوس ہے۔ حق کی باتیں کہتے ہیں اور بغاوت و سرکشی سے کنارہ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے راستہ پر قدم آگے بڑھائے اور راہِ راست پر تیزی سے بڑھتے چلے گئے۔ جس کے نتیجے میں دائمی آخرت اور پرسکون کرامت حاصل کر لی۔

اگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم تم پر وہ نوجوان بنی ثقیف کا مسلہ کیا جائے گا جس کا قد طویل ہو گا اور وہ لہرا کر چلنے والا ہو گا۔ تمہارے سبزہ کو ہضم کر جائے گا اور تمہاری جوبی کو پھللا دے۔ ہاں ہاں اے ابو دھم کچھ اور۔

”بیدار رہی۔“ دھم گندہ کیڑے کا نام۔ ابو دھم کا اشارہ حجاج کی طرف ہے اور اس کا ایک قصہ ہے جس کے ذکر کا یہ مقام نہیں ہے۔“ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حجاج نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کیڑے نے اسے موقع پا کر کاٹ لیا اور اس کے اثر سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

۱۱۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں جان و مال سے بخل کرنے والوں کی سرزنش کی گئی ہے)

نہ تم نے مال کو اس کی راہ میں خرچ کیا جس نے تمہیں عطا کیا تھا اور نہ جان کو اس کی خاطر خطرہ میں ڈالا جس نے اسے پیدا کیا تھا

اے امیر المؤمنین کی زندگی کا عظیم ترین المیہ ہے کہ آنکھ کھولنے کے بعد سے ۳۰ سال تک رسول اکرم کے ساتھ گزارے۔ اس کے بعد چند مخلص اصحاب کرام کا ساتھ رہا اس کے بعد جب زمانہ نے پٹا کھایا اور اقتدار قدموں میں آیا تو ایک طرف ناکثین، قاسطین اور خوارج کا سامنا کرنا پڑا اور دوسری طرف اپنے گرد و کھوڑے کے بیخودوں کا مجمع لگ گیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص اس حال کو دیکھ کر اس ماضی کی تمنا نہ کرے تو اور کیا کرے اور اس کے ذہن سے اپنا ماضی کس طرح نکل جائے۔

کرم المشی - عزیز و نفیس

جھن - جھن - پسر

باس - شدت

بطانہ - خواص

تسدید - توفیق استقامت

قدح - نازا شیدہ تیر

جھیر - ترکش

استحار - تیغ ہریکا

ثقال - جس کمال پر چل رکھی جاتی ہے

محمد - مقدس ہو

قریب رکابی - اونٹ کو سواری کیلئے

حاضر کردیتا

شخصت عنکم - دور ہو جاتا

غنا - فائدہ

(۱) خطبہ ۱۱۹ اور ۱۱۸ کے درمیان

یہ نمایاں فرق پایا جاتا ہے کہ ۱۱۸ کا

تعلق جنگ جمل سے ہے جس میں آپ کے

اصحاب نے اپنی شجاعت جو انہوں نے اور

ثابت قدمی کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ

میدان کا فیصلہ ایک ہی دن میں ہو گیا

اور آپ کے حق میں ہو گیا۔ لیکن ۱۱۹

کا تعلق ایسے افراد سے ہے جو آپ کے میدان

میں لاکر اس طرح دشمنوں کے حوالے

کر دینا چاہتے تھے جس طرح بعض

اصحاب رسول آپ کو احد کے میدان

میں کفار کے حوالے کر کے پھاڑوں کی

طرت فرار کر گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس قدر سخت لہجہ میں گفتگو فرمائی ہے :-

خَلَقَهَا. تَكْرُمُونَ بِاللّٰهِ عَلَىٰ عِبَادِهِ، وَلَا تَكْرُمُونَ اللّٰهَ فِي عِبَادِهِ! فَاعْتَبِرُوا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرْتُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْجَوْنَ

مَنَازِلُ مَن كَانَ قَبْلَكُمْ، وَأَنْتُمْ أَهْلُ الْاٰثِمِ (اصل - اہل) اِخْرَاجِكُمْ!

۱۱۸

وَمِنْ كَلَامِهِ

فِي الصّٰلِحِيْنَ مِنْ اَصْحَابِهِ

اَنْتُمْ الْاَنْصَارُ عَلَى الْحَقِّ، وَالْاَخْوَانُ فِي الدِّينِ، وَالْجَنَّةُ يَوْمَ النَّاسِ،
وَالسُّبْحَانَةُ دُونَ (يَوْم) النَّاسِ. بِكُمْ اُخْرَبُ الْمَذْبُوحِ، وَأَرْجُو طَاعَةَ السُّبْحَانِ
فَأَعِيتُونِي بِمَنَاصِحَةٍ خَلِيَّةٍ (جلیہ) مِنْ الْفَحْشِ، سَلِيْمَةٍ مِنَ الرَّيْبِ، فَوَاللّٰهِ
إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ بِالنَّاسِ!

۱۱۹

وَمِنْ كَلَامِهِ

وَقَدْ جَمَعَ النَّاسُ وَحَضُّهُمْ عَلَى الْجِهَادِ فَسَكَنُوا مَلِيًّا

فَسَقَالَ: مَا بِأَلَّكُمْ اُخْرَبُونَ اَنْتُمْ؟ فَقَالَ قَوْمٌ مِنْهُمْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ،
إِنْ سَرَتْ سِرْنَا مَعَكَ.

فَسَقَالَ: مَا بِأَلَّكُمْ لَا تُدْعِمُونَ لِرُشْدِي وَلَا تُدْعِمُونَ لِقُضْدِي أَوْ يَمْثِلُ
هَذَا يَنْتَبِيحُ لِي أَنْ أُخْرَجَ؟ وَإِنَّمَا يَخْرُجُ فِي مِثْلِ هَذَا رَجُلٌ يَمْثِلُ
أَرْضِيَاءَ مَنْ شَجَعَانِكُمْ وَذَوِي بَسَائِكُمْ، وَلَا يَنْتَبِيحُ لِي أَنْ أَدْعَ
الْجَنَّةَ وَالْمَنَازِلَ وَبَيْتَ الْكَلَالِ وَحِبَابَةَ الْأَرْضِ، وَالْقَضَاءَ بَيْنَ
الْمُسْلِمِينَ، وَالنَّظَرَ فِي حُقُوقِي (حق) الطَّالِبِينَ، ثُمَّ أُخْرَجَ فِي كَيْتِيَّةٍ
أَتَّبَعُ أُخْرَى، أَتَّقَلُّلُ تَقَلُّلِ الْقِدْحِ فِي الْجَنَفِ السَّارِعِ، وَإِنَّمَا
أَنَا قُطْبُ الرِّحَا، تَدُورُ عَلَيَّ وَأَنَا بِتَكَانِي، فَإِذَا فَارَقْتُهُ اسْتَحَارَ
مَذَارُهَا، وَأَضْطَرَبَ بِفَالِهَا. هَذَا لَعَمْرُ اللَّهِ الرَّأْيُ السُّوءُ. وَاللّٰهُ لَوْ لَا
رَجَائِي الشَّهَادَةَ عِنْدَ لِقَائِي الْعَدُوَّ - وَلَوْ قَدْ حُمَّ لِي لِقَاؤُهُ - لَقَرَّبْتُ
رِكَابِي ثُمَّ شَخَصْتُ عَنْكُمْ فَلَا أَطْلُبُكُمْ مَا اخْتَلَفَ جَنُوبٌ وَشِمَالٌ،
طَائِفِينَ غَائِبِينَ، حَيَاوِينَ رَوَّاعِينَ. إِنَّهُ لَا عَمَاءَ فِي كَثْرَةِ عَدُوِّكُمْ

تم اللہ کے
عبرت حاصل
کی کر

ہو۔ میں تم
لہذا خدا
لوگوں کی

تجہ
فر

لے مناس

ہرگز مناس

چھوڑ کر نہ

کی جلی کا

بچے کی بسا

کی آرزو

دور نکلے

لگانے دا

لے ایسے لوگ

کسی طرح کا

کا ارادہ

دولت کی

کا کیا ذکر

مصادر خطبہ ۱۱۸ تاریخ طبری ۳۵۵، الامت والسیاست ۱۲۱، کتاب الجمل واقدی اشرح نبج البلاغ ابن ابی احمد ۲۵۹

مصادر خطبہ ۱۱۹ نہایت ابن اثیر ۲۱۵

اللہ کے نام پر بندوں میں عزت حاصل کرتے ہو اور بندوں کے بارے میں اللہ کا احترام نہیں کرتے ہو۔ خدا را اس بات سے محبت حاصل کرو کہ عنقریب انھیں منازل میں نازل ہونے والے ہو جہاں پہلے لوگ نازل ہو چکے ہیں اور قریب ترین بھائیوں سے مل کر رہ جانے والے ہو۔

۱۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنے اصحاب میں نیک کردار افراد کے بارے میں)

تم حق کے سلسلے میں مددگار اور دین کے معاملہ میں بھائی ہو۔ جنگ کے روز میری سپرد اور تمام لوگوں میں میرے راز دار ہو۔ میں تمھارے ہی ذریعہ روگردانی کرنے والوں پر تلوار چلاتا ہوں اور راستہ پر آنے والوں کی اطاعت کی امید رکھتا ہوں۔ لہذا خدا را میری مدد کرو اس نصیحت کے ذریعہ جس میں طاوٹ نہ ہو اور کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو کہ خدا کی قسم میں لوگوں کی قیادت کے لئے تمام لوگوں سے اولیٰ اور احق ہوں۔

۱۱۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے لوگوں کو جمع کر کے جہاد کی تلقین کی اور لوگوں نے سکوت اختیار کر لیا تو فرمایا)

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم گنگے ہو گے ہو؟ اس پر ایک جماعت نے کہا کہ یا امیر المومنین! آپ چلیں۔ ہم چلنے کے لئے تیار ہیں۔ فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق نہ دے اور تمہیں سیدھا راستہ نصیب نہ ہو۔ کیا ایسے حالات میں میرے لئے مناسب ہے کہ میں ہی نکلوں؟۔ ایسے موقع پر اس شخص کو نکلنا چاہئے جو تمھارے بہادروں اور جوانمردوں میں میرا پسندیدہ ہو اور ہرگز مناسب نہیں ہے کہ میں لشکر، شہر، بیت المال، خراج کی فراہمی، قضاوت، مطالبات کرنے والوں کے حقوق کی نگرانی کا سارا کام چھوڑ کر نکل جاؤں اور لشکر لے کر دوسرے لشکر کا پیچھا کروں اور اس طرح جنبش کرتا رہوں جس طرح خالی ترکش میں تیر۔ میں خلافت کی جگہ کا مرکز ہوں جسے میرے گرد چکر لگانا چاہئے کہ اگر میں نے مرکز چھوڑ دیا تو اس کی گردش کا دائرہ متزلزل ہو جائے گا اور اس کے نیچے کی بساط بھی جا بجا ہو جائے گی۔ خدا کی قسم یہ بدترین رائے ہے اور وہی گواہ ہے کہ اگر دشمن کا مقابلہ کرنے میں مجھے شہادت کی آرزو نہ ہوتی۔ جب کہ وہ مقابلہ میرے لئے مقدور ہو چکا ہو۔ تو میں اپنی سواروں کو قریب کر کے ان پر سوار ہو کر تم سے بہت دور نکل جاتا اور پھر تمہیں اس وقت تک یاد بھی نہ کرتا جب تک شمالی اور جنوبی ہوائیں چلتی رہیں۔ تم طنز کرنے والے۔ عیب لگانے والے۔ کنارہ کشی کرنے والے اور صرف شور مچانے والے ہو۔ تمھارے اعداد کی کثرت کا کیا فائدہ ہے؟

اے ایسے لوگ ہر دور میں دینداروں میں بھی رہے ہیں اور دنیا داروں میں بھی۔ جو قوم سے ہر طرح کے احترام کے طلبگار ہوتے ہیں اور قوم کا کسی طرح کا احترام نہیں کرتے ہیں۔ لوگوں سے دین خدا کی ٹھیکہ داری کے نام پر ہر طرح کی قربانی کا تقاضا کرتے ہیں اور خود کسی طرح کی قربانی کا ارادہ نہیں کرتے ہیں ان کی نظر میں دین خدا دنیا کمانے کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ درحقیقت بدترین تجارت ہے کہ انسان دین کی عظیم شے دولت کو دے کر دنیا جیسی حقیر و ذلیل شے کو حاصل کرنے کا منصوبہ بنائے۔ ظاہر ہے کہ جب دینداروں میں ایسے کردار پیدا ہو جاتے ہیں تو دنیا داروں کا کیا ذکر ہے انھیں تو بہر حال اس سے بدتر ہونا چاہئے!۔

ہاں کہ - یقینی ہلاک ہو جانے والا

عدالت - جمع عدہ - وعدہ

قاصدہ - سیدھا

غاز بہ - غائب

خوڑ - ناپید ہو گیا

صدید - پیپ

لسان - ذکر جمیل

ضلع - میلان

عقدہ - جس کا معاہدہ ہو

الداء الدومی - شدید درد الارض

کلفت - کمزور ہو گیا

رُکّی - جمع رکبتہ - کنواں

اشطان - جمع شطن - رسی

لقاح - جمع لقوح - اونٹنی

① عقل حاضر انسان کی اپنی عقل

ہے جس پر دوسرے افراد کا اثر نہیں

ہوتا ہے - ایسی عقل نہ کبھی خیانت

کرتی ہے اور نہ دھوکہ دیتی ہے لیکن

جب انسان اپنی خالص عقل میں سرور

کی عقل کو بھی شامل کر لیتا ہے تو دوسرے

کی عقل حاضر ہو جاتی ہے اور اپنی

عقل غائب ہو جاتی ہے اور پھر بات

کے اسکاں ضعیف ہو جاتے ہیں علاوہ

اس کے کہ انسان مصوم عقل پر اعتماد

کرے کہ اس میں گمراہی کا کوئی امکان

نہیں ہوتا ہے -

مَعَ قِلَّةِ اجْتِمَاعِ قُلُوبِكُمْ لَقَدْ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ الَّتِي لَا يَهْلِكُ
عَلَيْهَا إِلَّا هَالِكٌ، مَنِ اسْتَقَامَ قَبِلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ زَلَّ قَبِلَ النَّارَ!

۱۲۰

و من کلام له ﴿۱﴾

یذکر فضله و یعظ الناس

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ تَنْبِيْخَ الرِّسَالَاتِ، وَ اِتِّسَامَ السِّدَّاتِ، وَ تَمَامَ الْكَلِمَاتِ،
وَ عِندَنَا - اَهْلَ الْبَيْتِ - اَنْوَافُ الْحُكْمِ وَ ضِيَاءُ الْاَنْسَارِ، اَلَا وَ اِنْ شَرَّ اَبْسَعِ
الدِّينِ وَاحِدَةً، وَ سُبُلُهُ قَاصِدَةً، مَنْ اَخَذَ بِهَا لِحْقٍ وَ غَنِمَ، وَ مَنْ وَقَفَ عَنْهَا
ضَلَّ وَ تَدِمَ، اَعْمَلُوا اِلَيَّوْمَ تُذَخِّرُ لَهُ الدَّخَائِرُ، «وَ تُبْنَى فِيهِ السَّرَائِرُ»
وَ مَنْ لَا يَنْتَفِعُ حَاضِرٌ لِيَّ فَعَارِضُهُ عَنْهُ اَعْجَزُ، وَ غَائِبُهُ اَعْوَزُ، وَ اتَّقُوا
نَارًا حَرًّا شَدِيدًا، وَ قَعْرًا بَعِيدًا، وَ جَلِيَّتًا حَدِيدًا، وَ شَرَّاهَا صَدِيدًا، اَلَا
وَ اِنَّ اللِّسَانَ الصَّالِحَ يَجْعَلُهُ اللهُ تَعَالَى لِنَزْوٍ فِي النَّاسِ، خَيْرًا لَهُ مِنْ
اَلْسَالِ يُورِثُهُ مَنْ لَا يَحْتَدُّهُ.

۱۲۱

و من خطبة له ﴿۲﴾

بعد ليلة الهرب

وَ قَدْ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ: نَهَيْتُنَا عَنْ الْحُكُومَةِ ثُمَّ اَمَرْتَنَا بِهَا، فَلَمْ
نَدْرِ اَيَّ الْأَمْرَيْنِ أَرَشَدُ؟ فَصَفَّقَ ﴿۲﴾ اِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ:
هَذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْمَقْدَةَ؛ اَمَّا وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّيْ جِئْتُ اَمْرًا لَكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ
عَلَى الْكُفْرِ الَّذِي يَجْعَلُ اللهُ فِيهِ خَيْرًا، فَاِنْ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ وَ اِنْ اَعْوَجَجْتُمْ
قَوَّيْتُكُمْ، وَ اِنْ اَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ، لَكَانَتْ اَلْوُثْقُ، وَلَكِنْ يَمَسُّ ذِيَّ مَنْ؟
أُرِيدُ أَنْ اُدَاوِيَ بِكُمْ وَ اَنْتُمْ دَانِي، كُنَّا قَبْلَ الشُّوْكَ بِالشُّوْكَ، وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّ
ضَلَلْنَا مَعَهَا اَللّٰهُمَّ قَدْ مَلَأْتَ اَطْبَاءَ هَذَا الدَّاءِ الدُّوِيَّ، وَ كَلَلْتَ النَّزْعَةَ بِالشَّطَّانِ
الزَّيْجِيِّ! اَلَيْسَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ دُعُوا اِلَى الْاِسْلَامِ فَقَبِلُوهُ، وَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ
فَأَحْكَمُوهُ، وَ هَجَرُوا اِلَى الْجِهَادِ فَوَلَّوْهُا وَ لَمَّا اَلَلَّاحَ اِلَى اَوْلَادِهَا، وَ سَلَّوْا

مصادر خطبہ ۱۲۰ کتاب سلیم بن قیس ص ۱۳۲، غرالحکم آدمی ص ۸۰-۸۱

مصادر خطبہ ۱۲۱ القدر الفرید ص ۱۶۵، مطالب السؤل ص ۱۸۱، ارشاد مفید ص ۱۳۹، اختصاص مفید، احتجاج طبرسی ص ۲۶۳،
ربیع الابرار ص ۱۳۳، غرالحکم آدمی - المستقنی فی محشر ص ۲ ص ۲۶

جب تھا
تقدیر ہو

خبر
ہم اہلبیت
سارے
راستہ ہی
ہیں اور
کیا فائدہ
یاد رکھو
لوگوں کے

جب
پہر اسی کا
ترا ہوتی
یقیناً اللہ
اور انکار
لڑنا - میں
لئے جب
رہی نکالنے
کہاں
بہادر کے لئے

مصدر
مطالب کردیا

تمہارے دل کجا نہیں ہیں۔ میں نے تم کو اس واضح راستہ پر چلانا چاہا جس پر چل کر کوئی ہلاک نہیں ہو سکتا ہے مگر یہ کہ ہلاکت اس کا
مقدور ہو۔ اس راہ پر چلنے والے کی واقعی منزل جنت ہے اور یہاں پھسل جانے والے کا راستہ جہنم ہے۔

۱۲۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اپنی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو نصیحت فرمائی ہے)

خدا کی قسم۔ مجھے پیغام الہی کے پہونچانے، وعدہ الہی کے پورا کرنے اور کلمات الہیہ کی مکمل وضاحت کرنے کا علم دیا گیا ہے۔
ہم اہلیت کے پاس حکمتوں کے ابواب اور مسائل کی روشنی موجود ہے۔ یاد رکھو۔ دین کی تمام شریعتوں کا مقصد ایک ہے اور اس کے
سارے راستے درست ہیں۔ جو ان راستوں کو اختیار کرے گا وہ منزل تک پہونچ بھی جائے گا اور فائدہ بھی حاصل کر لے گا اور جو
راستہ ہی میں ٹھہر جائے گا وہ بہک بھی جائے گا اور شرمندہ بھی ہوگا۔ عمل کر دے اس دن کے لئے جس کے لئے ذخیرے فراہم کئے جاتے
ہیں اور جس دن نیتوں کا امتحان ہوگا اور جس کو اپنی موجود عقل فائدہ نہ پہونچائے لے دوسروں کی غائب اور دور ترین عقل
کی فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ اس آگ سے ڈرو جس کی تیش شدید۔ گہرائی بید۔ آرائش حدید اور چینی کی شے صدید (پسپ) ہے۔
یاد رکھو۔ وہ ذکر خیر جو پروردگار کسی انسان کے لئے باقی رکھتا ہے وہ اس مال سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے جسے انسان اُن
لوگوں کے لئے چھوڑ جاتا ہے جو تعریف تک نہیں کرتے ہیں۔

۱۲۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جب لیلۃ الہرم کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ آپ نے پہلے ہمیں حکم بنانے سے روکا اور
پھر اسی کا حکم دے دیا تو آخر ان دونوں میں سے کون سی بات صحیح تھی؟ تو آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ افسوس ہی اسکی
بڑا ہوتا ہے جو عہدِ دیہان کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یاد رکھو اگر میں تم کو اس ناگوار امر (جنگ) پر مامور کر دیتا جس میں
یقیناً اللہ نے تمہارے لئے خیر رکھا تھا۔ اس طرح کہ تم سیدھے رہتے تو تمہیں ہدایت دیتا اور ٹیڑھے ہو جاتے تو سیدھا کر دیتا
اور انکار کرتے تو اس کا علاج کرتا تو یہ انتہائی مستحکم طریقہ کار ہوتا۔ لیکن یہ کام کس کے ذریعہ کرتا اور کس کے بھروسہ پر
کرتا۔ میں تمہارے ذریعہ قوم کا علاج کرنا چاہتا تھا لیکن تمہیں تو میری بیماری ہو۔ یہ تو ایسا ہی ہوتا جیسے کانٹے سے کانٹا نکالا
جائے جب کہ اس کا جھکاؤ اسی کی طرف ہو۔ خدا یا! گواہ رہنا کہ اس موزی مرض کے اطباء عاجز آچکے ہیں اور اس کنویں سے
رسی نکالنے والے تھک چکے ہیں۔

کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو فوراً قبول کر لی اور انہوں نے قرآن کو پڑھا تو باقاعدہ عمل بھی کیا اور
جہاد کے لئے آمادہ کئے گئے تو اس طرح شوق سے آگے بڑھے جس طرح اوستنی اپنے بچوں کی طرف بڑھتی ہے۔

اے مقصد یہ ہے کہ تم لوگوں نے مجھ سے اطاعت کا عہدِ پیمان کیا تھا لیکن جب میں نے صغین میں جنگ جاری رکھنے پر امر کیا تو تم نے نزول پر قرآن دکھ کر جنگ بڑھا
کا مطالبہ کر دیا اور اپنے عہدِ پیمان کو نظر انداز کر دیا ظاہر ہے کہ ایسے اقدام کا ایسا ہی نتیجہ ہوتا ہے جو سنے آگیا تو اب فریاد کرنے کا کیا جواز ہے؟

مرہ - جمع امرہ - سفید چشم
فحص - دیکھو
ذیلت - خشک ہو گئے
یستی - آسان بنادیتا ہے
فاصلہ فراق - کنارہ کش رہو
نزعات - دوسرے

اعقلو! - اپنے نفس پر گہرا باندھ لو
(۱) راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کی
واقعی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ سرسبیل
پر رکھ کر میدان جہاد کا رخ کرتے ہیں اور
ان کی نگاہ میں موت کے علاوہ کچھ نہیں
ہوتا ہے۔ وہ زندگی کے طلبگار نہیں رہتے
ہیں کہ ایسے بشارت تصور کریں اور موت
سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ اسے قرابت کا
موضوع قرار دیں۔ ان کی کامرستہ فکر یہ
ہوتی ہے کہ حق سر بلند ہو جائے اور باطل
پست و پامال ہو جائے چاہے اس نتیجہ کی
کسی قدر قیمت کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔

(۲) دنیا میں ہمیشہ دو طرح کے افراد
ہوتے ہیں ایک قسم وہ ہوتے ہیں جو
ایمان عزیز ہوتا ہے اور جان عزیز نہیں
ہوتی ہے اور ایک قسم وہ ہوتی ہے جو
جان بچانے کے لئے ایمان کو بھی قربان
کر دیتی ہے لشکرِ معادیر اور مولائے کائنات
کے نظریات کا بنیادی فرق یہی تھا
لیکن انفسوس یہ ہے کہ مولائے کائنات

السُّيُوفِ أَغْصَادَهَا، وَأَخَذُوا بِأَطْرَافِ الْأَرْضِ رَحْفًا رَحْفًا، وَصَفًا صَفًّا
بَغْضَ هَلَكٍ، وَبَغْضَ نَجَا، لَا يُبَشِّرُونَ بِالْأَحْيَاءِ، وَلَا يُعَزُّونَ عَنِ الْمَوْتِ
مُرَّةً، أَلْعَيُونِ مِنَ الْيَكَا، خُصَّ الْجُطُونِ مِنَ الصَّيَامِ، ذُبُلُ الشَّقَاوِ مِنَ الدُّعَا،
صُفْرُ الْأَلْوَانِ مِنَ الشَّهْرِ، عَلَى وَجْهِهِمْ غَبْرَةُ الْخَاشِعِينَ، أَوْلِيكَ إِخْوَانِي
الذَّاهِبُونَ، فَحَقٌّ لَنَا أَنْ نَظُنَّ إِلَيْهِمْ، وَنَعَضَّ الْأَيْدِي عَلَى فِرَاقِهِمْ
إِنَّ الشَّيْطَانَ يُسَيِّ لَكُمْ طُرُقَهُ، وَيَسْرِيْدُ أَنْ يَحْمِلَ دِيْنَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً،
وَيُغْطِيَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفُرْقَةِ، وَبِالْفُرْقَةِ الْفِتْنَةَ، فَاصْدُقُوا عَنْ نَزْعَانِيَةٍ
وَنَفْتَانِيَةٍ، وَأَقْبَلُوا النَّصِيْحَةَ بِمَنْ أَهْدَاَهَا إِلَيْهِمْ، وَأَعْيَلُوهَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ.

۱۲۲

وَمِنْ كَلَامِ لَهُ

قاله للخوارج، وقد خرج إلى معسكرهم وهم مقيمون

على إنكار الحكومة، فقال ﴿عَلَيْكُمْ﴾

أَكَلْتُمْ شَهْدَ مَعْنَا صَفَيْنِ؟ فَقَالُوا، مِثْلًا مَنْ شَهِدَ وَمِثْلًا مَنْ لَمْ يَشْهَدْ، قَالَ،
فَانْتَارُوا فِرْقَتَيْنِ، فَلْيَكُنْ مَنْ شَهِدَ صَفَيْنِ فِرْقَةً، وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْهَا فِرْقَةً،
حَتَّى أَكَلْتُمْ كُلًّا مِنْكُمْ بِكَلَامِهِ، وَنَادَى النَّاسَ، فَقَالَ، أَمْسِكُوا عَنِ الْكَلَامِ،
وَأَنْصِتُوا لِقَوْلِي، وَأَنْصِتُوا بِأَقْبَلِ بَيْتِكُمْ إِلَيَّ، فَمَنْ نَشَدْنَا شَهَادَةً فَلْيُثَلِّ
بِعَلْمِهِ فَيَسِي، ثُمَّ كَسَلْتُمْ عَلَيْهِ السَّلَامَ بِكَلَامِ طَوِيلٍ، مِنْ جُمْلَتِهِ أَنْ قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ:

أَلَمْ تَقُولُوا عِنْدَ رَفْعِهِمُ الصَّاحِفَ حِيلَةً وَغِيْلَةً، وَتَكْرًا وَخَدِيْعَةً،
إِخْوَانُنَا وَأَهْلُ دَعْوَانَا، أَسْتَقَالُونَا وَاسْتَرَاخُوا إِلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ سُخَانَةً،
فَالرَّأْيُ الْقَبُولُ مِنْهُمْ وَالْثَنِّيْسُ عَنْهُمْ؟ فَقُلْتُ لَكُمْ: هَذَا أَمْرٌ ظَاهِرٌ إِيَّانَا،
وَبَاطِنُهُ عُدُوَانٌ، وَأَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَآخِرُهُ نَدَامَةٌ، فَأَقْبِمُوا عَلَيَّ شَأْنَكُمْ،
وَالْزَمُوا طَرِيقَتَكُمْ، وَعَضُّوا عَلَيَّ الْجِهَادَ بِتَوَاجِذِكُمْ، وَلَا تَسْلُفُوا
إِلَيَّ نَاعِيَتِي نَعِيًّا، إِنْ أُجِيبَ أَضِلُّ، وَإِنْ تُرِكَ ذَلَّ، وَمَذْكَاتٌ هَذِهِ
الْفَعْلَةُ، وَقَدْ رَأَيْتُكُمْ أَعْطَيْتُمْوهَا، وَاللَّهُ لَيَنْ أَبْشِيَهَا مَا وَجَّهَتْ عَلَيَّ

نے بھی مولائے کائنات کا ساتھ نہیں دیا اور صرف جنگ سے بچنے کے لئے معادیر کے فریب کو قبول کر لیا جس کا انجام قیامت تک کی تباہی کے علاوہ کچھ نہ ہوا

مصادر خطبہ ۱۲۲ احتجاج طبرستانی ۲۶۴، معارف ابن قتیبہ ۲ ص ۱۳۶

انہوں نے
بعض چا
خون خدا
سے زرد
حق ہے
یہ
وہ تھیں
موتے

تقسیم ہو
۲۱
کہ اگر میں
فرمانِ جبر
دا
نہیں کہا
فیصلہ چاہ
سمجھا مانا
شرمندگی
اور کما
جب تک
انکار کہ

ہے تلواروں کو نیا موں سے نکال لیا اور دستہ دستہ بصف بصف آگے بڑھ کر تمام اطراف زمین پر قبضہ کر لیا۔ ان میں
 چلے گئے اور بعض باقی رہ گئے۔ انھیں نہ زندگی کی بشارت سے دلچسپی تھی اور نہ مردوں کی تعزیت (۱) ان کی آنکھیں
 خدا میں گریہ سے سفید ہو گئی تھیں۔ پیٹ روزوں سے دھنس گئے تھے، ہونٹ دھاگے کرتے خشک ہو گئے تھے۔ چہرے شب بیداری
 پر دھو گئے تھے اور چہروں پر خاکساری کی گرد پڑی ہوئی تھی۔ یہی میرے پہلے دلے بھائی تھے جن کے بارے میں ہمارا
 ہے کہ ہم ان کی طرف پیاسوں کی طرح نگاہ کریں اور ان کے فراق میں اپنے ہی ہاتھ کاٹیں۔

یقیناً شیطان تمھارے لئے اپنی راہوں کو آسان بنا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایک ایک کر کے تمھاری ساری گریہیں کھول دے۔
 انھیں اجتماع کے بجائے افتراق دے کر فتنوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے لہذا اس کے خیالات اور اس کی چھاڑ بھونک سے تمھ
 کے دہو اور اس شخص کی نصیحت قبول کرو جو تمھیں نصیحت کا تحفہ دے رہا ہے اور اپنے دل میں اس کی گرہ باندھ لو۔

۱۲۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ خواجه کے اس پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے جو حکیم کے انکار پر اڑا ہوا تھا۔ اور فرمایا)

کیا تم سب ہمارے ساتھ صفین میں تھے؟ لوگوں نے کہا بعض افراد تھے اور بعض نہیں تھے! فرمایا تو تم دو حصوں میں
 سیم ہو جاؤ۔ صفین والے الگ اور غیر صفین والے الگ۔ تاکہ میں ہر ایک سے اس کے حال کے مطابق گفتگو کروں۔
 اس کے بعد قوم سے پکار کر فرمایا کہ تم سب خاموش ہو جاؤ اور میری بات سنو اور اپنے دلوں کو بھی میری طرف متوجہ رکھو
 اگر میں کسی بات کی گواہی طلب کروں تو ہر شخص اپنے علم کے مطابق جواب دے سکے۔ (یہ کہہ کر آپ نے ایک طویل گفتگو
 کی جس کا ایک حصہ یہ تھا:)

ذرا بتلاؤ کہ جب صفین والوں نے حیلہ و کمرا درجمل و فریب سے نیروں پر قرآن بلند کر دئے تھے تو کیا تم نے یہ
 سن لیا تھا کہ یہ سب ہمارے بھائی اور ہمارے ساتھ کے مسلمان ہیں۔ اب ہم سے معافی کے طلبگار ہیں اور کتاب خدا سے
 حاکم چاہتے ہیں لہذا مناسب یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے اور انھیں سانس لینے کا موقع دے دیا جائے۔ میں نے تمھیں
 بھائیایا تھا کہ اس کا ظاہر ایسا ہے لیکن باطن صرف ظلم اور تعدی ہے۔ اس کی ابتدا رحمت و راحت ہے لیکن اس کا انجام
 زندگی اور ندامت ہے لہذا اپنی حالت پر قائم رہو اور اپنے راستہ کو مت چھوڑو اور جہاد پر دانتوں کو بھینچے رہو
 اگر کسی کو اس کرنے والے کی بکواس کو مت سنو کہ اس کے قبول کر لینے میں گراہی ہے اور نظر انداز کر دینے میں ذلت ہے۔ لیکن
 حکیم کی بات طے ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ تمھیں لوگوں نے اس کی رضا مندی دی تھی (۲) حالانکہ خدا گواہ ہے کہ اگر میں نے اس
 کا کر دیا ہوتا تو اس سے مجھ پر کوئی فریضہ عائد نہ ہوتا۔

فصل - وسید
لم ششہ - پراگندگی کو جمع کر دیا
فتدائی بہا - قریب ہو جائیں
رباطہ انجاش - اطمینان طلب
فشل - کمزوری - بزدلی
فلینڈ - دور کرے
نجدہ - شجاعت
کشیش الضباب - جمع صبت ہو کر
تلوم - ٹھہرنا
درار - زور پرش
حاسر - بغیر زورہ والا
انہی - دور کر دینے والا
لم - جمع ہونے - سر
التوا - مروجہ

آئور - زیادہ چکر دینے والا
(۱) یہ امیر المومنین کا حوصلہ تھا کہ اپنے
مقابلہ میں اگر جنگ کرنے والوں کو بھی
برادران اسلام کا نام دے رہے تھے
اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ جب تک
اگر انہیں شبہ اور تاویل کی گنجائش باقی
رہتی ہے - اسلام کا حکم جاری رہتا ہے
لیکن جب قصد اعلان اور دشمنی کا اظہار
کیا جاتا ہے تو اسلام بھی رخصت ہو جاتا
ہے - میدان جنگ میں آنے والوں کو
مسلمان کہا جاسکتا ہے لیکن اس کا کوئی
تعلق سربراہ لشکر سے نہیں ہے -

فَسَرِيضَتُهَا، وَلَا حَمْلَنِي اللَّهُ دَنَسَهَا. وَاللَّهُ إِنْ جَشَتْهَا إِنْ لَمْ يُحِقْ الَّذِي يُسَبِّحُ، وَإِنْ
الْكِتَابَ لَمَي. مَا قَارَفَتْهُ مَذْجَتُهُ، فَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ،
وَإِنَّ الْقَتْلَ لَيَدُورُ عَلَى الْأَبْيَاءِ وَالْأَبْنَاءِ وَالْأَخْوَانِ وَالْقَرَابَاتِ، مَا نَزْدَادُ
عَلَى كُلِّ مُصِيبَةٍ وَبِدَّةٍ إِلَّا إِيمَانًا، وَمُضِيًّا عَلَى الْحَقِّ، وَتَسْلِيمًا لِلْأَمْرِ، وَصَبْرًا
عَلَى مَضْضِ الْمِرَاجِ. وَلَكِنَّا إِنَّمَا أَصْبَحْنَا نَقَاتِلُ إِخْوَانَنَا فِي الْإِسْلَامِ عَلَى مَا دَخَلَ
فِيهِ مِنَ الزَّنْعِ وَالْإِعْرَاجِ، وَالشُّبْهِ وَالنَّائِيلِ، فَبَادَا طَمِعْنَا فِي خِصْلَةٍ يَلُمُّ اللَّهُ بِهَا
شَعْنًا، وَتَدَانَى بِهَا إِلَى التَّبَيُّتِ فِيمَا بَيْنَنَا، رَغِبْنَا فِيهَا، وَأَمْسَكْنَا عَمَّا سِوَاهَا

۱۲۳

و من کلام له (علیہ السلام)

قاله لأصحابه في ساحة الحرب بصفين

وَأَيُّ أَمْرٍ مِنْكُمْ أَحْسَنُ مِنْ تَغْيِيرِ رِبَاطَةِ جَانِشٍ؟ عِنْدَ الْلِقَاءِ، وَرَأَى مِنْ أَحَدٍ
مِنْ إِخْوَانِهِ قَتْلًا فَلْيَذْبُ عَنْ أَخِيهِ بِفَضْلِ تَجْدِيدِهِ الَّتِي فَضَّلَ بِهَا عَلَيْهِ كَمَا
يَذْبُ عَنْ تَغْيِيرِهِ، فَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُ مِثْلَهُ، إِنَّ الْمَوْتَ طَالِبٌ حَيْثُ لَا يَفُوتُهُ
الْمَقِيمُ، وَلَا يُعْجِزُهُ الْمَسَارِبُ، إِنْ أَكْرَمَ الْمَوْتَ الْقَتْلُ! وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي
أَبِي طَالِبٍ بِيَدِهِ، لَأَسْفَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَهْوَنَ عَلَى مَنْ مِيتَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ
فِي غَيْرِ طَاعَةِ اللَّهِ!

وَمَنْ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْكُمْ تَكْثُرُونَ كَشِيشَ الضُّبَابِ، لَا تَأْخُذُونَ حَقًّا، وَلَا
تَمْنُونَ ضَمِيمًا، قَدْ خَلَيْتُمْ وَالطَّرِيقَ، فَالْتَجَاءَ لِلْمُقْتَرِمِ، وَاهْلِكَةَ لِلْمُتَلَوِّمِ

۱۲۴

و من کلام له (علیہ السلام)

في حث أصحابه على القتال

فَقَدَّمُوا الدَّارِعَ، وَأَخْرَجُوا الْمَسِيرَ، وَغَضُّوا عَلَى الْأَضْرَاسِ،
فَبِأَنَّهُ أَتَيْنِي لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ، وَالتَّوَوَّا فِي أَطْرَافِ الرِّمَاحِ، فَبِأَنَّهُ
أَسْوَرُ لِلْأَيْتَةِ، وَغَضُّوا الْأَبْصَارَ فَبِأَنَّهُ أَرْبَطُ لِلْجَانِشِ، وَأَشْكَنُ

مصادر خطبہ ۱۳۳ رجب المبارک زنجبیری باب تبدل - غرہ الحکم آمدی ص ۳۲، العقد الفرید ۲ ص ۲۸۴ کافی کتاب الجہاد ص ۳۳، دانی کتاب الجہاد ص ۲۰۰
اجل مفید ص ۱۳۳، ارشاد مفید ص ۱۱۹
مصادر خطبہ ۱۲۳ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۲۳۵، تاریخ طبری ۶ ص ۹، کافی ۵ ص ۳۹، الفتوح احمد بن اعثم کو فی ۳ ص ۳۳، عیون الاخبار
ابن قتیبہ ص ۱۱، کتاب سلیم بن قیس ص ۱۳، ارشاد مفید ص ۱۲۳، مروج الذهب ۲ ص ۳۹۵

اور نہ پروردگار مجھے گنہگار قرار دیتا اور اگر میں نے اسے اختیار کیا ہوتا تو میں ہی وہ صاحب حق تھا جس کا اتباع ہونا چاہئے تھا کہ کتاب خدا میرے ساتھ ہے اور جب سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے کبھی جدائی نہیں ہوئی۔ ہم رسول اکرمؐ کے زمانے میں اس وقت جنگ کرتے تھے جب مقابلہ پر خاندانوں کے بزرگ۔ بچے۔ بھائی بھند اور رشتہ دار ہوتے تھے لیکن ہر مصیبت و سختی پر ہمارے ایمان میں اضافہ ہی ہوتا تھا اور ہم امر الہی کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہتے تھے۔ راہ حق میں بڑھتے ہی جاتے تھے اور زخموں کی ٹیس پر صبر ہی کرتے تھے مگر افسوس کہ اب ہمیں مسلمان بھائیوں سے جنگ کرنا پڑ رہی ہے کہ ان میں کجی۔ انحراف۔ شبہ اور غلط تاویلات کا دخل ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی راستہ نکل آئے جس سے خدا ہمارے انتشار کو دور کر دے اور ہم ایک دوسرے سے قریب ہو کر رہے ہیں تو ہم اسی راستہ کو پسند کریں گے اور دوسرے راستے سے ہاتھ روک لیں گے۔

۱۲۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو صفین کے میدان میں اپنے اصحاب سے فرمایا تھا)

دیکھو! اگر تم سے کوئی شخص بھی جنگ کے وقت اپنے اندر قوت قلب اور اپنے کسی بھائی میں کمزوری کا احساس کرے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے بھائی سے اسی طرح دفاع کرے جس طرح اپنے نفس سے کرتا ہے کہ خدا چاہتا تو اُسے بھی ویسا ہی بنا دیتا لیکن اس نے تمہیں ایک خاص فضیلت عطا فرمائی ہے۔

دیکھو! موت ایک تیز رفتار طلبگار ہے جس سے نہ کوئی ٹھہرا ہوا بچ سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا بچ نکل سکتا ہے اور بہترین موت شہادت ہے۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں فرزند ابوطالب کی جان ہے کہ میرے لئے تلوار کی ہزار ضربیں اطاعتِ خدا سے الگ ہو کر بسترِ پر مرنے سے بہتر ہیں۔

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ ویسی ہی آوازیں نکال رہے ہو جیسی سو ساروں کے جسموں کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہیں کہ نہ اپنا حق حاصل کر لے ہو اور نہ ذلت کا دفاع کر رہے ہو جب کہ تمہیں راستہ پر گھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور نجات اسی کے لئے ہے جو جنگ میں کو دہڑے اور ہلاکت اسی کے لئے ہے جو دیکھتا ہی رہ جائے۔

۱۲۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے)

زرہ پوش افراد کو آگے بڑھاؤ اور بے زرہ لوگوں کو پیچھے رکھو۔ دانتوں کو بھیج لو کہ اس سے تلواریں سر سے اچٹ جاتی ہیں اور نیزوں کے اطراف سے پہلوؤں کو بچائے رکھو کہ اس سے نیزوں کے دُرخ پلٹ جاتے ہیں۔ نگاہوں کو نیچا رکھو کہ اس سے قوتِ قلب میں اضافہ ہوتا ہے اور جوصلے بلند رہتے ہیں۔

ڈمار - جس کی ذمہ داری عامہ

ہو جائے

حقائق - صحیح حقائق - مصیبت

یہ تحقیق بالریایات - اس کے گرد

حلقہ بناتے ہیں

یکتشفونہا - اس کا احاطہ کرتے ہیں

حفاظتہا - جانیں

اجزاء امر و قمر - ہر شخص اپنے مقابل

کے لئے کافی ہو جائے

لم یکل قمرہ لآخرہ - مقابل کی نظاری

دوسرے پر ڈالے

لہامیم - حج لہیم - سر بلند

موجہ - غضب

عوالی - نیز

تبلی - امتحان یا جاتا ہے

ابسلہ - ہلاکت کے حوالے کر دیا

دراک - مسلسل

بندر - گرا دیں

من سر - حج منسر - لشکر کا ایک حصہ

کتب - حج کتبہ - سو سے ہزار

افراد تک

حلاب - حج حلبہ - لشکر کے دستے

دعق - روند ڈالا

اعنان - اطراف

مسارب - چرنے کے راستے

لِقُلُوبٍ وَأَبْشُوا الْأَصْوَاتَ، فَإِنَّهُ أَطَرَدُ لِقُلُوبٍ، وَرَأَيْتُكُمْ فَلَا تَمِيلُوهَا
وَلَا تُحْمِلُوهَا، وَلَا تُحْمِلُوهَا إِلَّا بِأَيْدِي شُجْعَانِكُمْ، وَالْمَانِعِينَ الذَّمَّارِ بِسَنَكُمْ،
فَإِنَّ الصَّابِرِينَ عَلَى نُزُولِ الْحَقَائِقِ هُمُ الَّذِينَ يَحْفَظُونَ بِرَأْيَانِهِمْ، وَيَكْتَفُونَهَا،
حَقَائِقُهَا، وَوَرَاءَهَا، وَأَسْمَانَهَا، لَا يَسْتَأْخِرُونَ عَنْهَا فَيَسْلُبُوهَا، وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ
عَلَيْهَا فَيُفَرِّدُوهَا، أَجْزَاءً أَمْرًا وَقَرْنًا، وَآتَى أَخَاهُ بِنَفْسِهِ، وَلَمْ يَكِلْ قَرْنَهُ
إِلَى أَخِيهِ فَيَجْتَمِعَ عَلَيْهِ قَرْنُهُ وَقَرْنُ أَخِيهِ وَآيُمُ اللَّهِ لَنْ يَسْرُرَ لَكُمْ مِنْ
سَيِّبِ الْعَاجِلَةِ (الْآخِرَةِ)، لَا تَسْلَمُوا مِنْ سَيِّبِ الْآخِرَةِ، وَأَنْتُمْ لَهَا سَيِّبُ الْعَرَبِ،
وَالسَّيِّئَاتُ الْأَعْظَمُ، إِنَّ فِي الْفِرَارِ مَوْجِدَةَ اللَّهِ، وَالذَّلَّ الْأَلِيمَ، وَالسَّعَارَ الْبَاقِي،
وَإِنَّ السَّعَارَ لَغَيْرُ سَرِيدٍ فِي عُمُرِهِ، وَلَا تَحْجُزُوا (مَحْجُوب) بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَوْمِهِ
مَنْ الرَّاغِبُ إِلَى اللَّهِ كَالظَّغَانِ يَرُدُّ أَلْمَاءَ؟ أَلَمْ تَنْتَ تَحْتَ أَطْرَافِ الْعَوَالِي،
الْيَوْمَ تُبْنَى الْأَخْبَارُ وَاللَّهُ لَا تُبْنَى أَشْوَاقُ إِلَى لِقَائِهِمْ مِنْهُمْ إِلَى دِيَارِهِمْ،
أَلَمْ تَنْتَ تَحْتَ أَطْرَافِ الْحَقِّ فَافْضُضْ جَمَاعَتَهُمْ، وَشَدَّتْ كَلِمَتَهُمْ، وَأَنْبَسَلَهُمْ
بِعَطَايَاهُمْ، إِنَّهُمْ لَنْ يَسْرُورُوا عَنْ مَوَاقِفِهِمْ دُونَ طَعْنِ ذِيكَ، يَخْرُجُ مِنْهُمْ
النَّسِيمُ، وَضَرْبُ يَنْفِلِقِ الْمَاءِ، وَيُسْطِيعُ الْعِظَامَ، وَيُنْذِرُ السَّوَاعِدَ وَالْأَقْدَامَ،
وَحَتَّى يُسْرَمُوا بِالنَّاسِيرِ تُشْبِعُهَا النَّاسِيرُ، وَيُسْرَمُوا بِالنَّكَاتِيبِ تَقْشُرُهَا
النَّكَاتِيبُ (الْجَلَابِيبُ)، وَحَتَّى يَجْرُسَ بِإِلَادِهِمُ الْخَمِيسُ يَنْثَلُوهُ الْخَمِيسُ، وَحَتَّى
تَذْعَقَ الْخَيُْولُ فِي نَوَاحِرِ أَرْضِهِمْ، وَيَأْعَتَانِ مَسَارِيهِمْ وَمَسَارِجِهِمْ
قَالَ السَّيِّدُ الشَّرِيفُ: أَقُولُ: الذَّعْقُ: الذَّقُّ، أَيْ تَذُقُ الْخَيُْولُ بِخَوَافِهَا أَرْضَهُمْ، وَنَوَاحِرُ
أَرْضِهِمْ: مَقَابِلَتُهَا، وَيُقَالُ: تَنَزَّلَ بَيْنِي فَلَانٍ تَنَازَرَهُ أَيْ تَتَقَابَلُ.

۱۲۵

وَمِنْ كَلَامِهِ ﴿...﴾

فِي التَّحْكِيمِ

وَذَلِكَ بَعْدَ سَمَاعِهِ لِأَمْرِ الْحَكِيمِينَ

آوازیں دہی

مرن بہادر افرا

بائیں - آگے

کردیں اور

دیکھو۔

حوالہ نہ کر دیے

خدا کی

جو انہر داور

افا نہ کر سکتا

جاتا ہے۔ جن

اشتیاق اس

کرے۔ ان

نیز ان کے

نہ بنادیں اور

نہ ہوا در گھو

لے تحقیق امر

سے بڑے اور

اور دامن ز

لذت نگاہ کی

ساتھیوں

اس طرح

کوئی شر

مصادر خطبہ ۱۲۵ تاریخ طبری ۶ ص ۳۵، تذکرۃ الخواص ص ۱۰، ارشاد مفید ص ۱۵، اجتماع طبری ص ۲۵

وازیں دھیمی رکھو کہ اس سے کمزوری دور ہوتی ہے۔ دیکھو اپنے پرچم کا خیال رکھنا۔ وہ نہ جھکنے پائے اور نہ اکیلا رہنے پائے۔ اسے بہت بہادر افراد اور عزت کے پاسباؤں کے ہاتھ میں رکھنا کہ مصائب پر صبر کرنے والے ہی پرچموں کے گرد جمع ہوتے ہیں اور وہ اپنے آئیں۔ آگے پیچھے ہر طرف سے گھیرا ڈال کر اس کا تحفظ کرتے ہیں۔ نہ اس سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ اسے دشمنوں کے حوالے کر دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ تہا رہ جائے۔

دیکھو۔ ہر شخص اپنے مقابل کا خود مقابلہ کرے اور اپنے بھائی کا بھی ساتھ دے اور خبردار اپنے مقابل کو اپنے ساتھ رکھ کر والدہ نہ کر دینا کہ اس پر یہ اور اس کا ساتھی دونوں مل کر حملہ کر دیں۔

خدا کی قسم اگر تم دنیا کی تلوار سے بچ کر بھاگ بھی نکلے تو آخرت کی تلوار سے بچ کر نہیں جاسکتے ہو۔ پھر تم تو عرب کے جوانمرد اور سر بلند افراد ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ فرار میں خدا کا غضب بھی ہے اور ہمیشہ کی ذلت بھی ہے۔ فرار کرنے والا نہ اپنی عمر میں فائدہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے وقت کے درمیان حائل ہو سکتا ہے۔ کون ہے جو اللہ کی طرف یوں جائے جس طرح پیاسا پانی کی طرح ماتا ہے۔ جنت نیزوں کے اطراف کے سایہ میں ہے آج ہر ایک کے حالات کا امتحان ہو جائے گا۔ خدا کی قسم مجھے دشمنوں سے جنگ کا اشتیاق اس سے زیادہ ہے جتنا انھیں اپنے گھروں کا اشتیاق ہے۔ خدا یا۔ یہ ظالم اگر حق کو رد کر دیں تو ان کی جماعت کو براگندہ کر دے۔ ان کے کلمہ کو متحد نہ ہونے دے۔ ان کو ان کے کئے کی سزا دیدے کہ یہ اس وقت تک اپنے موقف سے نہ ہٹیں جب تک سبزے ان کے جسموں میں نسیم سج کے راستے نہ بنادیں اور تلواریں ان کے سروں کو شکافتہ، ہڈیوں کو چور چور اور ہاتھ پیر کو شکستہ نہ بنادیں اور جب تک ان پر لشکر کے بعد لشکر اور سپاہ کے بعد سپاہ حملہ آور نہ ہو جائیں اور ان کے شہروں پر مسلسل فوجوں کی طغیان نہ ہو اور گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر تک روند نہ ڈالیں اور ان کی چراگاہوں اور سبزہ زاروں کو پامال نہ کر دیں۔

۱۲۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(تحکیم کے بارے میں۔ حکمیں کی دانتان سننے کے بعد)

یہ حقیقت امر ہے کہ انسان کی زندگی کی ہر تشنگی کا علاج جنت کے علاوہ کہیں نہیں ہے۔ یہ دنیا صرف ضروریاتی تکمیل کے لئے بنائی گئی ہے اور بڑے سے بڑے انسان کا حصہ بھی اس کے خواہشات سے کتر ہے ورنہ سارے روئے زمین پر حکومت کرنے والا بھی اس سے بیشتر کا خواہش مند رہتا ہے اور دامن زمین میں اس سے زیادہ کی وسعت نہیں ہے۔ یہ صرف جنت ہے جس کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ وہاں ہر خواہش نفس اور لذت نگاہ کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہاں تک جانے کا راستہ کیا ہے۔ مولائے کائنات نے اپنے ساتھیوں کو اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے اور اس کا راستہ صرف میدان جہاد ہے لہذا میدان جہاد کی طرف اس طرح بڑھو جس طرح پیاسا پانی کی طرف بڑھتا ہے کہ اسی راہ میں ہر جذبہ دل کی تسکین کا سامان پایا جاتا ہے اور پھر دین خدا کی سر بلندی سے بالاتر کوئی شرف بھی نہیں ہے۔

دفتین - دونوں اطراف
الکظام - جمع کفر - گلا
کرکڑ - غرور و کد
موزمین - جسے آمادہ کر دیا جائے
لا بعد کو نہ - کوئی بل تلاش نہیں
کرتے ہیں

نکب - جمع ناکب - منحرف
ما انتم بشیقة - تم قابل اعتماد نہیں ہو
زافرة - انصار و اعدا
حشاش - جمع حاش - گنگ بھڑکانے
والا
برج - شدت

یوم النداء - روز جنگ
یوم النجاء - جس دن راز کی باتیں
کی جائیں

عجیب و غریب ہے کہ جب لشکر
شام نے یزیدوں پر قرآن مجید کے تو
قوم نے آواز بلند کر دی کہ ہم قرآن سے
فیصلہ چاہتے ہیں اور جب امیر المومنین
نے قرآن کی حاکیت کا فیصلہ کر دیا تو
اسے یکسر نظر انداز کر دیا گیا اور صرف کمر
و غریب کی بنیاد پر فیصلہ کر دیا گیا

امام علیہ السلام نے اس نکتہ کی
طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اگرچہ اسلام
کا بنیادی مدرک قرآن مجید ہے لیکن
اسے سمجھنے کے لئے افراد درکار ہیں یہ
کام ہر شخص کے بس کا نہیں ہے -

ایسا ہوتا تو سرکارِ دو عالم تنہا قرآن چھوڑ کر چلے جاتے اور عسرت و اہمیت کا ذکر نہ کرتے - عسرت و اہمیت کا ذکر اسی لئے کیا گیا ہے کہ قرآن کا سمجھنا ان کے
علاوہ کسی کے بس کا کام نہیں ہے

إِنَّا لَمْ نَخُكْكُمْ بِالْحَالِ، وَإِنَّمَا كُنَّا الْقُرْآنَ. هَذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ خُطٌّ مَشْهُورٌ
بَيْنَ الدَّقَّتَيْنِ، لَا يَنْطَلِقُ بِلِسَانٍ، وَلَا يُدَلِّهُ مِنْ تَرْجُمَانٍ. وَإِنَّمَا يَنْطَلِقُ عَنْهُ الرَّجَالُ
وَلَا دَعَا الْقَوْمِ إِلَى أَنْ تُخُكْكُمْ بَيْنَ الْقُرْآنِ لَمْ تَكُنِ الْفَرِيقَ الْمُتَوَلِّينَ عَنْ
كِتَابِ اللَّهِ شُبْحَانَهُ وَتَعَالَى، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ شُبْحَانَهُ: «فَبِأَن تَتَارَ عُنْمَ فِي شَيْءٍ قُرْؤُهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ» قُرْؤُهُ إِلَى اللَّهِ أَنْ تُخُكْكُمْ بِكِتَابِهِ، وَرَدُّهُ إِلَى الرَّسُولِ أَنْ نَأْخُذَ
بِسُنَّتِهِ، فَإِذَا حُكِمَ بِالصَّدَقِ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَتَخُنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِهِ، وَإِنْ حُكِمَ بِسُنَّتِهِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَتَخُنْ أَحَقُّ النَّاسِ وَأَوْلَاهُمْ بِهِ. وَأَمَّا قَوْلُكُمْ:
لَمْ جَعَلْتَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ أَجَلًا فِي التَّحْكِيمِ؟ فَإِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِيَسِيرَ الْجَاهِلُ،
وَيَسْتَبَيَّ الْعَالِمُ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُضْلِحَ فِي هَذِهِ الْهَدْيَةِ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَمَةِ،
وَلَا تُؤْخَذُ بِأَنْظَامِهَا، فَتَجْعَلَ عَنْ تَبَيُّنِ الْحَقِّ، وَتَتَقَادَ لِأَوَّلِ الْغَيِّ، إِنْ
أَفْضَلَ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْ كَانَ الْعَمَلُ بِالْحَقِّ أَحَبَّ إِلَيْهِ - وَإِنْ نَقَصَهُ وَكَرَّهَهُ -
مِنْ الْبَاطِلِ وَإِنْ جَرَّ إِلَيْهِ قَائِدَةٌ وَزَادَهُ، فَأَيُّنَ يُنَاهُ بِكُمْ! وَمِنْ أَيُّنَ أُتَيْتُمْ!
أَسْتَعِيدُوا لِمُتَسِيرٍ إِلَى قَوْمٍ حَيَارَى عَنِ الْحَقِّ لَا يُبْصِرُونَ، وَمُوزَعِينَ بِالْجَوْرِ
لَا يَغْدُلُونَ بِهِ، جُفَاءً عَنِ الْكِتَابِ، نُكِبَ عَنِ الطَّرِيقِ، مَا أَنْتُمْ بِوَرِيقَةٍ يُغْلَقُ بِهَا،
وَلَا زَوَافِرٍ عِزٍّ يُغْتَصَمُ إِلَيْهَا، لَيْسَ حُشَّاشٌ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ! أَفْ لَكُمْ! لَقَدْ
لَقِيتُ مِنْكُمْ بَرْحًا، يَوْمًا أَنَادِيكُمْ وَيَوْمًا أَنَا حِجْكُمْ، فَلَا أَخْرَارَ صِدْقٍ عِنْدَ
النَّدَاءِ (اللَّعْنَةُ) وَلَا إِخْوَانٍ بَقِيَ عِنْدَ النَّجَاءِ!

۱۲۶

ومن كلام له ﷺ

لما عوتب على التسوية في العطاء

أَتَأْمُرُونِي (تأمروني) أَنْ أَطْلُبَ النَّصْرَ بِالْجَوْرِ فَيَمُنَّ وَلَيْتَ عَلَيْهِ! وَاللَّهِ لَا

یاد رکھو۔ ہم نے افراد کو حکم نہیں بنایا تھا بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا تھا اور قرآن وہی کتاب ہے جو دو دفتیوں کے درمیان موجود ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ خود نہیں بولتا ہے اور اسے ترجمان کی ضرورت ہوتی ہے اور ترجمان افراد ہی ہوتے ہیں۔ اس قوم نے ہمیں موت دی کہ ہم قرآن سے فیصلہ کرائیں تو ہم تو قرآن سے روگردانی کرنے والے نہیں تھے جب کہ پروردگار نے فرما دیا ہے کہ اپنے اختلافات کو خدا و رسول کی طرف موڑ دو اور خدا کی طرف موڑنے کا مطلب اس کی کتاب سے فیصلہ کرنا ہی ہے اور رسول کی طرف روڑنے کا مقصد بھی سنت کا اتباع کرنا ہے اور یہ طے ہے کہ اگر کتاب خدا سے سچائی کے ساتھ فیصلہ کیا جائے تو اس کے سب سے زیادہ خدا رب ہم ہی ہیں اور اسی طرح سنت پیغمبر کے لئے سب سے اولیٰ و اقرب ہم ہی ہیں۔

اب تمہارا یہ کہنا کہ آپ نے حکیم کی مہلت کیوں دی؟ تو اس کا راز یہ ہے کہ میں چاہتا تھا کہ بے خبر باخبر ہو جائے اور باخبر تحقیق کرنے کے مشائخ پروردگار اس دفعہ میں امت کے امور کی اصلاح کر دے اور اس کا گلانا گھونٹا جائے کہ تحقیق حق سے پہلے گمراہی کے پہلے ہی مرحلہ میں بھٹک جائے۔ اور یاد رکھو کہ پروردگار کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جسے حق پر عمل درآمد کرنا چاہیے اس میں نقصان ہی کیوں نہ ہو (باطل پر عمل کرنے سے زیادہ محبوب ہو) چاہے اس میں فائدہ ہی کیوں نہ ہو۔ تو آخر تمہیں کدھر لے جایا جا رہا ہے اور تمہارے پاس شیطان کدھر سے آگیا ہے۔ دیکھو اس قوم سے جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ جو حق کے معاملہ میں اس طرح سرگرداں ہے کہ اسے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا ہے اور باطل پر اس طرح اتار دے کہ وہ گمراہی کے سیدھے راستے پر گامزن نہیں چاہتی ہے۔ یہ کتاب خدا سے الگ اور راہ حق سے منحرف ہیں مگر تم بھی قابل اعتماد افراد اور لائق ترسک شرف کے پاسبان نہیں ہو۔ تم آتش جنگ کے بھڑکانے کا بدترین ذریعہ ہو۔ تم پر حیف ہے میں نے تم سے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ تمہیں علی الاعلان بھی پکارا ہے اور آہستہ بھی بھایا ہے لیکن تم نہ آواز جنگ پر سچے شریف ثابت ہوئے اور نہ راز داری پر قابل اعتماد باقی بن سکے۔

۱۲۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب عطایا کی برابری پر اعتراض کیا گیا)

کیا تم مجھ اس بات پر آمادہ کرنا چاہتے ہو کہ میں جن رعایا کا مذہب دار بنایا گیا ہوں ان پر ظلم کر کے چند افراد کی ملک حاصل کر لوں۔ خدا کی قسم

میں نے حکیم کا فیصلہ کرتے ہوئے دونوں افراد کو ایک سال کی مہلت دی تھی تاکہ اس دوران ناواقف افراد حق و باطل کی اطلاع حاصل کر لیں اور جو کسی مقدار میں حق سے آگاہ ہیں وہ مزید تحقیق کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ بے خبر افراد پہلے ہی مرحلہ میں گمراہ ہو جائیں اور گرد و حاص کی مکاری کا شکار ہو جائیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ہر دور میں ایسے افراد ضرور رہتے ہیں جو اپنے عقل و فکر کو ہر ایک سے بالاتر تصور کرتے ہیں اور اپنے قائد کے فیصلوں کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب امام کے ساتھ ایسا تناؤ کیا گیا ہے تو نائب امام یا عالم دین کی کیا حیثیت ہے۔؟

لا اطور۔ اس کے قریب بھی نہ جاؤں گا
ما سمر سمیر۔ ہمیشہ
ام۔ ارادہ کیا
خدیج۔ ساتھی
ضرب بہ تہمہ۔ گراہی کے راستہ پر
چلا دیا
شعار۔ علامت

(۷) یہ بلندی کردار کی آخری منزل میں
ہے جس میں سارا اسلام اور ساری
انسانیت سمٹ جاتی ہے کہ انسان
اپنے ذاتی مال میں مسادات برقرار
رکھنا چاہے اور اس وقت تک کسی کو
مقدم نہ کرے جب تک اس میں مقدم کر
کی کوئی وجہ نہ پیدا ہو جائے۔

امیر المؤمنین کا یہی وہ کردار ہے
جس کا اعتراف دوست اور دشمن دونوں
کے کیا ہے اور جس نے اسلام اور
مسلمانوں کو ہر طرح کے جنبی تقاضا
نظام اور غیر اسلامی معاشی نظریات سے
بے نیاز بنا دیا ہے کہ نہ کسی نظام میں یہ
حسن پایا جاتا ہے اور نہ کسی کردار میں
یہ بلندی پائی جاتی ہے

اور حقیقت امر یہ ہے کہ اگر دنیا
کے کسی مفکر کے پاس اس طرح کی طمانہ
فکر موجود ہے یا کسی نظام میں اس طرح
کا کریمانہ قانون موجود ہے تو وہ بھی کسی
نہ کسی مذہب کا اثر ہے جو نظام زندگی
تک لا شعوری طور پر منتقل ہو گیا ہے
اور نظام پیش کرنے والے نے اسے
اپنی ذاتی فکر قرار دیدیا ہے ورنہ

أَطُورُ بِهِ مَا سَمَرَ سَمِيرٌ، وَمَا أَمْ تَجْمَعُ فِي السَّمَاءِ تَجْمَعًا لَوْ كَانَ أَلَمَالُ لِي لَسَوَّيْتُ بِهِنَّهْمُ،
فَكَفَيْتُ وَإِنَّمَا أَلَمَالُ مَا لَ الْهُوَ إِلَّا وَإِنْ إِعْطَاءَ أَلَمَالٍ فِي غَيْرِ حَقِّهِ تَبْذِيرٌ وَإِسْرَافٌ،
وَهُوَ يَسْزِفُ صَاحِبَهُ فِي الدُّنْيَا وَيَضَعُهُ فِي الْآخِرَةِ، وَيُكْرِمُهُ فِي النَّاسِ وَيُسَيِّئُهُ
عِنْدَ اللَّهِ. وَلَمْ يَضَعْ أَسْرُوَ مَالَهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ وَلَا عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ إِلَّا حَرَمَهُ اللَّهُ
شُكْرَهُمْ، وَكَانَ لِغَيْرِهِ وَدُهُمْ، فَإِنْ زَلَّتْ بِهِ النَّفْلُ يَوْمًا فَاحْتَاجَ إِلَى
مَعُونَتِهِمْ فَشَرَّ خَلِيلٍ (خزین) وَالْأَمُّ خَدِينِ!

۱۲۷

و من کلام له ﴿۱۲۷﴾

وفیه بیان بعض احکام الدین ویکشف للخوارج الشبهة وینقض حکم الحکین
فَإِنْ أَبَیْتُمْ إِلَّا أَنْ تَزْعُمُوا أَنِّي أَخْطَأْتُ وَضَلَلْتُ، فَلَيْمَ تُظَلِّلُونَ عَمَّا
أَتَيْتُ مُحَمَّدًا ﷺ، بِضَلَالِي، وَتَأْخُذُونَهُمْ بِعَظْمِي، وَتُكْفِرُونَهُمْ بِذُنُوبِي،
سُيُوفُكُمْ عَلَى عَوَاتِقِكُمْ تَضَعُونَهَا مَوَاضِعَ الْبُرْءِ (البراءة) وَالْأَسْفَمِ، وَتَحْلِطُونَ
مَنْ أَذْنَبَ بِمَنْ لَمْ يَذْنِبْ. وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجَمَ الزَّانِيَ
الْمُحْصَنَ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ وَرَّاهُ أَهْلَهُ، وَقَتَلَ الْقَاتِلَ (القاتل) الْقَاتِلَ وَوَرَّاهُ
مِیرَانَهُ أَهْلَهُ، وَقَطَعَ السَّارِقَ وَجَلَدَ الزَّانِيَ غَيْرَ الْمُحْصَنِ، ثُمَّ قَسَمَ
عَلَيْهَا مِنَ الْقِيَمِ، وَنَكَحَ الْمُسْلِمَاتِ، فَأَخَذَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذُنُوبِهِمْ،
وَأَقَامَ حَقَّ اللَّهِ فِيهِمْ، وَلَمْ يَسْتَفْهُمْ سَهْمَهُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يُخْرِجْ
أَنْبَاءَهُمْ مِنْ بَيْنِ أَهْلِهِ، ثُمَّ أَنْتُمْ تَبْرَأُونَ النَّاسَ، وَمَنْ رَمَى بِوِ الشَّيْطَانِ
مَرَامِيَهُ، وَضَرَبَ بِوِ يَدِهِ، وَسَبَّكَ فِي صِنْفَانِ، مُحِبٌّ مُفْرَطٌ يَذْهَبُ بِهِ
الْمُحِبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ، وَمُبْغِضٌ مُفْرَطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ،
وَخَبِيرُ النَّاسِ فِي حَالِ الْاَوْسَطِ فَالْزَمُوهُ، وَالزَّمُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ
فَإِنْ يَذَّ اللَّهُ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَإِسَائِكُمْ وَالْفِرْقَةُ
فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ، كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذَّنْبِ، إِلَّا
مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا الشَّعَارِ فَاقْتُلُوهُ، وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِي هَذِهِ،

دنیا کے جملہ خیرات کا سرچشمہ وحی الہی اور تعلیم سادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کہنے والے نے بہت صحیح کہا ہے کہ بعض غیر اسلامی معاشروں میں
بغیر نام کے مسلمان پائے جاتے ہیں اور بعض اسلامی معاشروں میں بغیر نام کے کافر۔ اللہ اس قسم سے محفوظ رکھے

مصادر خطبہ ۱۲۷ تاریخ طبری ۶ ص ۵۵۵، نہایت ابن اثیر زادہ بجرحہ بحمدان حافظ ۲ ص ۵۰، محاسن بیق ص ۳۱، المال صدوق، غرر الحکم ص ۳۲۹،
معدن ابوجہر کراچی ص ۲۲، مروج الذهب ۲ ص ۱۳۳، التمثیل والحاضر ص ۲۰، نہایت مادہ بد

جب تک
ہے۔ یہ مال ا
بھی اسرار ا
لوگوں میں محز
ہے تو بدور
اگر کسی دن
ثابت ہوتے

(جس)
اگر تھا،
اور میری "غا
تھادی تلوار
کوئی فرق نہیں
بھی پر طبعی تہ
چور کے ہاتھ ک
سے نکاح ہو
ان کے حصہ
ذریعہ اپنے من
افراد گراہ ہوں
والے جنہیں
بھی اسی را
اور خبر دار
سے الگ
جلد ہے وہ

جب تک اس دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور ایک ستارہ دوسرے ستارہ کی طرف ٹھکتا رہے گا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ مال اگر میرا ذاتی ہوتا جب بھی میں برابر سے تقسیم کرتا چھ جائیکہ یہ مال مالِ خدا ہے اور یاد رکھو کہ مال کا ناحق عطا کر دینا بھی اسلاف اور فضول خرچی میں شمار ہوتا ہے اور یہ کام انسان کو دنیا میں بلند بھی کر دیتا ہے تو آخرت میں ذلیل کر دیتا ہے۔ لوگوں میں محرم بھی بنا دیتا ہے تو خدا کی نگاہ میں پست تر بنا دیتا ہے اور جب بھی کوئی شخص مال کو ناحق یا نااہل پر صرف کرتا ہے تو بدردہ کار اس کے شکریرے سے بھی محروم کر دیتا ہے اور اس کی محبت کا دُخ بھی دوسروں کی طرف مڑ جاتا ہے۔ پھر اگر کسی دن پیر پھسل گئے اور ان کی امداد کا بھی محتاج ہو گیا تو وہ بدترین دوست اور ذلیل ترین ساتھی ہی ثابت ہوتے ہیں۔

۱۲۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں بعض احکام دین کے بیان کے ساتھ خوارج کے شبہات کا ازالہ اور حکمین کے توڑ کا فیصلہ بیان کیا گیا ہے)

اگر تمہارا اصرار اسی بات پر ہے کہ مجھے خطا کار اور گمراہ قرار دو تو ساری امت پیغمبرؐ کو کیوں خطا کار قرار دے رہے ہو اور میری "غلطی" کا مواخذہ ان سے کیوں کر رہے ہو اور میرے "گناہ" کی بنا پر انھیں کیوں کا فر قرار دے رہے ہو۔ تمہاری تلواریں تمہارے کاندھوں پر رکھی ہیں جہاں چاہتے ہو خطا، بے خطا چلا دیتے ہو اور گنہگار اور بے گناہ میں کوئی فرق نہیں کرتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ رسولؐ اگر مرنے والے محضہ کے مجرم کو سنگسار کیا تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی تھی اور اس کے اہل کو دارت بھی قرار دیا تھا اور اسی طرح قاتل کو قتل کیا تو اس کی میراث بھی تقسیم کی اور جو رے ہاتھ کاٹے یا غیر شادی شدہ زنا کار کو کوڑے لگائے تو انھیں مالی غنیمت میں حصہ بھی دیا اور ان کا مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کرایا گیا کہ آپؐ نے ان کے گناہوں کا مواخذہ کیا اور ان کے بارے میں حق خدا کو قائم کیا لیکن اسلام میں ان کے حصہ کو نہیں روکا اور نہ ان کے نام کو اہل اسلام کی فہرست سے خارج کیا۔ مگر تم بدترین افراد ہو کہ شیطان تمہارے دیرپے اپنے مقاصد کو حاصل کر لیتا ہے اور تمہیں صحرائے فحالت میں ڈال دیتا ہے اور عنقریب میرے بارے میں دو طرح کے افراد گمراہ ہوں گے: محبت میں غلو کرنے والے جنھیں محبت غیر حق کی طرف لے جائے گی اور عداوت میں زیادتی کرنے والے جنھیں عداوت باطل کی طرف کھینچ لے جائے گی اور بہترین افراد وہ ہوں گے جو درمیانی منزل پر ہوں لہذا تم بھی اسی راستہ کو اختیار کرو اور اسی نظریہ کی جماعت کے ساتھ ہو جاؤ کہ اللہ کا ہاتھ اسی جماعت کے ساتھ ہے اور خبردار تفرقہ کی کوشش نہ کرنا کہ جو ایمانی جماعت سے کٹ جاتا ہے وہ اسی طرح شیطان کا شکار ہو جاتا ہے جس طرح گلہ سے الگ ہو جانے والی بھیڑ بھڑیے کی نذر ہو جاتی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو بھی اس انحراف کا نعرہ لگائے اسے قتل کر دو چاہے وہ میرے ہی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو۔

تخلتکم - دھوکہ دید یا

صمد - قصد

لاحم - حج محمد - عظیم حادثہ

بجب - شور

اللحم - حج لحام - نگام

قعقہ - نگام کی آواز

حممہ - گھوڑے کی ہینا ہٹ

سکک - جمع سکہ - ماستہ

اجنحة الدور - روشن دان

خراطیم - پر نالے

مجان مطرقة - چڑھ منڈھی ہوئی مثال

سرق - سفید ریشم

یتقبون - روک لیتے ہیں

عقاق - بہترین

استحار القتل - جنگ کی گرم بازاری

(۱) اسے کہتے ہیں قرآن پر عمل اور

اس کا نام ہے دیانتداری - کہ اگر

قرآن دشمن کے حق میں فیصلہ کر دے تو

انسان نہایت درجہ شرافت سے ملے

قبول کر لے اور کسی طرح کا تکلف نہ کرے

مگر افسوس کہ معاویہ اور امثال معاویہ

کو اس دیانتداری سے کیا تعلق ہے

اور وہ قرآن پر عمل کرنا کیا جانیں - وہاں

تو آیات قرآن کا بھی سودا کیا جاتا ہے

اور خواہشات کے مطابق تادیل کا بازار

گرم کیا جاتا ہے۔

فَإِنَّمَا حُكِمَ الْمُحْكَمَانِ لِيُحْيِيَا مَا أَحْيَا الْقُرْآنُ، وَيُمَيِّتَا مَا أَمَاتَ الْقُرْآنُ، وَإِحْيَاؤُهُ
الْإِحْيَاءُ عَلَيْهِ، وَإِمَاتَتُهُ الْإِفْتِرَاءُ عَنْهُ. فَإِنْ جَرَرْنَا الْقُرْآنَ إِلَيْهِمْ أَتَبَعْنَاهُمْ
وَإِنْ جَرَرَهُمْ إِلَيْنَا أَتَّبَعُونَا. فَلَمْ آتِ - لَا أَبَاكُمْ - بِجُرْأٍ وَلَا خَشْيَةٍ عَنْ أَمْرِكُمْ
وَلَا لَهَيْسَتِهِ عَلَيْكُمْ، إِنَّمَا اجْتَمَعَ رَأْيُ مَلَائِكَةٍ عَلَى اخْتِيارِ رَجُلَيْنِ، أَخَذْنَا
عَلَيْهِمَا إِلَّا يَسْتَعِدِّيَا الْقُرْآنَ، فَتَاهَا عَنْهُ، وَتَرَكَمَا الْحَقَّ وَهَمَّا يُبْصِرَانِي، وَكَانَ
الْجَوْرُ هَوَاهُمَا قَضِيًّا عَلَيْهِ. وَقَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَنْهُمَا - فِي الْحُكْمَةِ
بِالْعَدْلِ، وَالصَّغْدِ لِلْحَقِّ - سُوءَ رَأْيِهِمَا، وَجَوْرَ حُكْمِهِمَا.

۱۲۸

و من كلام له ﴿۱۲۸﴾

فیما یخبر به عن الملاحم بالبصرة

يَا أَخْنَفُ، كَأَنِّي بِهِ وَقَدْ سَارَ بِالْجَيْشِ الَّذِي لَا يَكُونُ لَهُ غُبَارٌ وَلَا لَبِئٌ،
وَلَا قَفْقَعَةٌ لُجْمٍ وَلَا خَمْحَمَةٌ خَطِلٍ. يُسَيِّرُونَ الْأَرْضَ بِأَقْدَامِهِمْ كَأَنَّهُمَا
أَقْدَامُ النَّعَامِ.

قال الشريف: يومئذ بذلك إلى صاحب الزنج

ثم قال ﴿۱۲۸﴾: وَيَسْلُ لِسَكَكُمْ الْعَامِرَةَ، وَالْأُورَ الْمَرْخَرَةَ الَّتِي لَهَا
أَجْنِحَةٌ كَأَجْنِحَةِ النَّسُورِ، وَخَرَاطِيمٌ كَخَرَاطِيمِ الْفَيْلَةِ، مِنْ أَوْلِيكَ الَّذِينَ
لَا يُنْذَبُ قَتِيلُهُمْ، وَلَا يُفْقَدُ غَايِبُهُمْ. أَنَا كَابُ الدُّنْيَا لَوَجْهِهَا،
وَقَادِرُهَا بِقَدْرِهَا، وَنَاطِقُهَا بِسَمْعِهَا.

منه في وصف الأتراك

كَأَنِّي أَرَاهُمْ قَوْمًا «كَأَنَّ وَجُوهَهُمُ السَّجَانُ الْمَطْرَقَةُ»، يَلْبَسُونَ السَّرَقَ
وَالدُّبَابَ، وَيَغْتَفِقُونَ الْخَيْلَ الْبَيْتَانَ. وَيَكُونُ هُنَاكَ اسْتِخْرَازُ قَتْلِ حَتَّى
يَنْشِيَ الْمَجْرُوحُ عَلَى الْمَقْتُولِ، وَيَكُونُ الْمَقْتُولُ أَقْلَ مِنَ الْمَأْسُورِ
فَسَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: لَقَدْ أُعْطِيَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِلْمُ الْغَيْبِ
فَضَحَكَ ﴿۱۲۹﴾. وَقَالَ لِلرَّجُلِ: وَكَانَ كَلِيًّا:
يَا أَخَا كَلْبٍ، لَيْسَ هُوَ بِعِلْمٍ غَيْبٍ، وَإِنَّمَا هُوَ تَعَلُّمٌ مِنْ ذِي عِلْمٍ.

مصادر خطبة ۱۲۸ تاریخ طبری ۶ ص ۲۵۵، نایزاده بجز - الحيوان ماحظه ۲ ص ۹، الحاسن والمساوی بهیق ص ۳۱، المال صدوق، غرر الحکم ص ۲۲۹
معدن الجوامع کراچی ص ۲۲۶، صحیح مسلم ص ۱۸۳، کتاب الفتن نعیم بن حاد - الملاحم ابن طاووس، کتاب الفتن ابن محلی
کتاب الفتن ابن البرز - صحیح بخاری ۴ ص ۳۳۵

ان دونوں افراد کو حکم بنایا گیا تھا تاکہ ان امور کو زندہ کریں جنہیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور ان امور کو مردہ جسے قرآن نے مردہ بنا دیا ہے اور زندہ کرنے کے معنی اس پر اتفاق کرنے اور مردہ بنانے کے معنی اس سے الگ کرنے کے ہیں۔ ہم اس بات پر تیار تھے کہ اگر قرآن ہمیں دشمن کی طرف بھیج لے جائے گا تو ہم ان کا اتباع کر لیں گے اگر انہیں ہماری طرف لے آئے گا تو انہیں آنا پڑے گا لیکن خدا تمہارا بڑا کرے۔ اس بات میں میں نے کوئی غلط کام تو کیا اور نہ تمہیں کوئی دھوکہ دیا ہے اور نہ کسی بات کو شبہ میں رکھا ہے۔ لیکن تمہاری جماعت نے دو آدمیوں کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور میں نے ان پر شرط لگا دی کہ قرآن کے حدود سے تجاوز نہیں کریں گے مگر وہ دونوں قرآن سے منحرف ہو گئے اور حق کو دیکھ بھال کر نظر انداز کر دیا اور اصل بات یہ ہے کہ ان کا مقصد ہی ظلم تھا اور وہ اسی راستہ پر چلے گئے کہ میں نے ان کی غلط رائے اور ظالمانہ فیصلہ سے پہلے ہی فیصلہ میں عدالت اور ارادہ حق کی شرط لگا دی تھی۔

۱۲۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(بصرہ کے حوادث کی خبر دیتے ہوئے)

اے احنف! گو یا کہ میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو ایک ایسا شکر لے کر آیا ہے جس میں نہ گرد و غبار ہے اور نہ سور و غوغا۔ نہ بجاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہے اور نہ گھوڑوں کی ہنہناہٹ۔ یہ زمین کو اسی طرح روند رہے ہیں جس طرح شتر مرغ کے پیر۔

سید رضیؒ حضرت نے اس خبر میں صاحب زنج کی طرف اشارہ کیا ہے (جس کا نام علی بن محمد تھا اور اس نے ۲۵۲ھ میں بصرہ میں غلاموں کو مالکوں کے خلاف متحد کیا اور ہر غلام سے اس کے مالک کو ۵۰ کوڑے لگوائے)۔

انفوس ہے تمہاری آباد گلیوں اور ان سبے سبائے مکانات کے حال پر جن کے چھتے گدوں کے پر اور ہاتھیوں کے سونڈ کے مانند ہیں ان لوگوں کی طرف سے جن کے مقتول پر گریہ نہیں کیا جاتا ہے اور ان کے غائب کو تلاش نہیں کیا جاتا ہے۔ میں دنیا کو منہ کے بھل اوندھا کر دینے والا اور اس کی صبح اوقات کا جلنے والا اور اس کی حالت کو اس کے خایان شان نگاہ سے دیکھنے والا ہوں۔

(توکوں کے بارے میں) میں ایک ایسی قوم کو دیکھ رہا ہوں جن کے چہرہ چڑے سے نڈھی ڈھال کے مانند ہیں۔ دشیم و دیبا کے لباس پہنتے ہیں اور بہترین اھیل گھوڑوں سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان عنقریب قتل کی گرم بازاری ہوگی جہاں زخمی مقتول کے اوپر سے گزریں گے اور بھل گئے والے قیدیوں سے کم ہوں گے۔ (یہ تاتاریوں کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے جہاں چنگیز خاں اور اس کی قوم نے تمام اسلامی ملکوں کو تباہ و برباد کر دیا اور گتے، سور کو اپنی غذا بنا کر ایسے حملے کے کہ شہروں کو خاک میں ملا دیا۔)

یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ آپ تو علم غیب کی باتیں کر رہے ہیں تو آپ نے مسکرا کر اس کلمی شخص سے فرمایا اے برادر کلمی! یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ صاحب علم سے تعلیم ہے۔

لے ہی تہم کے سردار احنف بن قیس سے خطاب ہے جنہوں نے رسول اکرمؐ کی زیارت نہیں کی مگر اسلام قبول کیا اور جنگ جمل کے موقع پر اپنے علاقہ میں ام المؤمنین کے فتنوں کا دفاع کرتے رہے اور پھر جنگ صفین میں مولائے کائنات کے ساتھ شریک ہو گئے اور جہاد راہ خدا کا حق ادا کر دیا۔

تقصیم۔ ضم سے باب افتعال ہے
جواخ۔ پلو۔ پسیاں
اثویار۔ جمع ثوی۔ همان
دائب۔ دوڑ دھوپ کرنے والا
کادح۔ بے پناہ کوشش کرنے والا
اکنت الفریسہ۔ شکار آسان ہے۔
حشار۔ بدترین شے

(۱) علم غیب کے بارے میں جلد بحثیں
کا خلاصہ یہ چند الفاظ ہیں جو اس خطبہ
میں بیان کئے گئے ہیں اور اس کا مہمل
یہ ہے کہ چند امور وہ ہیں جن کا علم مالک
نے اپنی ذات اقدس تک محدود رکھا ہے
اور عام طور سے اپنے نامندوں کو بھی
نہیں دیا ہے اور باقی امور وہ ہیں جو
غیب ہونے کے باوجود اپنے نامندوں
کو بتا دئے جاتے ہیں اور اسی علم الہی
کی بنا پر وہ ان تمام غیبات سے باخبر
رہتے ہیں اور اس کا ذاتی علم غیب سے
کوئی تعلق نہیں ہے جس کا انحصار
بار بار ذات واجب میں ثابت کیا گیا
ہے اور جس سے ہر مخلوق کو الگ رکھا
گیا ہے کہ مخلوق کا کمال بہر حال ذاتی
نہیں ہو سکتا ہے۔

(۲) دنیا میں ایسے افراد کی کمی نہیں
ہے جو بغیر کسی عمل اور زحمت کے جنت
کی امید لگائے بیٹھے ہیں اور ایسے افراد

وَإِنَّمَا عِلْمُ الْغَيْبِ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَمَا عَدَدَةُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ يَقُولُهُ: «إِنَّ اللَّهَ
عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ، وَمَا تَدْرِي
نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ...» الْآيَةُ، فَعِلْمُ اللَّهِ
سُبْحَانَهُ مَا فِي الْأَرْحَامِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، وَفَيْحٍ أَوْ جَمِيلٍ، وَسَخِيٍّ أَوْ بَخِيلٍ،
وَسَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ، وَمَنْ يَكُونُ فِي الشَّارِ حَطْبًا، أَوْ فِي الْجِبَانِ لِلثَّيِّينِ مُرَافِقًا.
فَهَذَا عِلْمُ الْغَيْبِ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَعِلْمُ
عَلَمُهُ اللَّهُ نَبِيَّهُ فَعَلَّمْتَنِيهِ، وَدَعَا لِي بِأَنْ يَجْعَلَ صَدْرِي، وَتَنْظُمَ عَلَيْهِ جَوْلَانِي.

۱۲۹

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِي ذِكْرِ الْمَكَايِلِ وَالْمَوَازِينِ

عِبَادَ اللَّهِ، إِنَّكُمْ - وَمَا تَأْمَلُونَ مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا - أَشْيَاءُ مُوَجَّلُونَ، وَمَذْيَبُونَ
مُقْتَضُونَ: أَجَلٌ مُنْقُوضٌ، وَعَمَلٌ مُخْفُوظٌ، قَرِيبٌ دَائِبٌ مُضْطَعٌّ، وَرَبٌّ كَادِحٌ خَاسِرٌ.
وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي زَمَنِ لَا يَزِدُّهُ الْخَيْرُ فِيهِ إِلَّا إِدْبَارًا وَلَا الشَّرُّ فِيهِ إِلَّا إِفْبَالًا،
وَلَا الشَّيْطَانُ فِي هَلَاكِ النَّاسِ إِلَّا طَمَعًا، فَهَذَا أَوَانٌ قَسْوِيٌّ عَدُوٌّ، وَعَمَتْ مَكِيدَتُهُ،
وَأَمْكَنَتْ قَرِيبَتُهُ، أَضْرَبَ بِطَرْفِكَ حَيْثُ شِئْتَ مِنَ النَّاسِ، فَهَلْ تُبْصِرُ (تَنْظُرُ) إِلَّا قَبِيرًا
يُكَاسِبُ قَفْرًا، أَوْ غِيًّا يَدُلُّ رِغْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا، أَوْ بَخِيلًا اتَّخَذَ الْبُخْلَ بِحَقِّ اللَّهِ وَفَرًّا،
أَوْ مُسْتَرْدًّا كَانَ يَأْذِيهِ عَنْ سَمْعِ الْمَوَاعِظِ وَفَرًّا أَيْنَ أَخْيَارُكُمْ وَصَلَحَاءُكُمْ
وَأَيْنَ أَخْسَرَاءُكُمْ وَسَمَحَاءُكُمْ وَأَيْنَ الْمُتَوَرَّعُونَ فِي مَكَاسِبِهِمْ، وَالْمُتَزَكِّوْنَ
فِي مَذَاهِبِهِمْ! أَلَيْسَ قَدْ ظَنَنْتُمْ أَجْمَعًا عَنْ هَذِهِ الدُّنْيَا الدُّنْيَةِ، وَالْعَاجِلَةِ الْمُتَقْصَةِ،
وَهَلْ خُلِقْتُمْ إِلَّا فِي حُسْنَالَةٍ لَا تَسْلُتِي إِلَّا بِذَمِّهِمُ الشَّقَاتِ، أَسْتَغْفَارًا لِقُدْرِهِمْ،
وَذَهَابًا عَنْ ذُنُوبِهِمْ! قَائِلًا اللَّهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ «ظَهَرَ الْفَسَادُ»، فَلَا مُنْكَرَ مُغَيِّرٍ
وَلَا رَاجِعٍ مُزْدَجِرٍ. أَفَبِهَذَا تُرِيدُونَ أَنْ تُجَاوِزُوا اللَّهَ فِي دَارِ قُدْسِهِ، وَتَكُونُوا أَعَزَّ
أَوْلِيَايِهِ عِنْدَهُ؟ هَمَّاتِ! لَا يُخَدِّعُ اللَّهُ عَنْ جَنَّتِهِ، وَلَا تُنَالُ مَرْضَاتُهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ.
لَقَدْ أَلْهَمَ الْآمِرِينَ بِالْمَعْرُوفِ النَّارِكِينَ لَهُ، وَالسَّاهِينَ عَنِ التَّنَكُّرِ الْعَامِلِينَ بِهِ

کی بھی کمی نہیں ہے جو صرف اپنے اعمال کو جنت کی ضمانت سمجھتے ہیں اور انھیں دوسروں کو امر و نہی کرنے سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے حالانکہ مولائے کائنات کی
صفات واضح کر دیا ہے کہ جب تک معاشرہ کی اصلاح کا عمل نہ کیا جائے گا اور برائیوں سے روکنے کا کام نہ ہوگا جنت کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا اور اللہ
کو اس سلسلہ میں دھوکہ بھی نہیں دیا جاسکتا ہے

مصادر خطبہ ۱۲۹، غرر الحکم ص ۳۲، وسیع الابواب باب تبدل الاحوال

علم غ
اور بارش
کو کل کیا کہ
پرد
بن جائے
ملا وہ جو
حق میں وہ

اللہ
قریب کا سوا
ہو رہی ہے
بھیر کر جائے
شتم ہو چکا
سوائے اس
میں بخل ہی
کہا
مقام پر تھے
والی دنیا سے
کے کسی بات
اور نہ کوئی
اور اس
رضی کو
کرتے ہیں

علم غیب ۱۵ قیامت کا اور ان چیزوں کا علم ہے جن کو خدا نے قرآن مجید میں شمار کر دیا ہے کہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور اس کا برسلنے والا وہی ہے اور پیٹ میں اپنے والے بچہ کا مقدر وہی جانتا ہے۔ اُس کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم ہے کہ کیا کلمے گا اور کس سرزمین پر موت آئے گی۔

پروردگار جانتا ہے کہ رحم کا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ حسین ہے یا قبیح۔ سخی ہے یا بخیل، شقی ہے یا سعید۔ کون جہنم کا گندہ جائے گا اور کون جنت میں انبیاء کرام کا ہم نشین ہوگا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ اس کے وہ جو بھی علم ہے وہ ایسا علم ہے جسے اللہ نے پیغمبر کو تعلیم دیا ہے اور انھوں نے مجھے اس کی تعلیم دی ہے اور میرے ایمان دعا کی ہے کہ میرا سینہ اسے محفوظ کر لے اور اس دل میں اسے محفوظ کر دے جو میرے پہلو میں ہے۔

۱۲۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(ناپ تول کے بارے میں)

اللہ کے بند و اہل تم اور جو کچھ اس دنیا سے توقع رکھتے ہو سب ایک مقررہ مدت کے جہان میں اور ایسے قرضدار ہیں جن سے اللہ کا مطالبہ ہو رہا ہو۔ عمریں گھٹ رہی ہیں اور اعمال محفوظ کئے جا رہے ہیں۔ کتنے دوڑ دھوپ کرنے والے ہیں جن کی بخت برباد رہی ہے اور کتنے کوشش کرنے والے ہیں جو مسلسل گھلٹے کا شکار ہیں۔ تم ایسے زمانے میں زندگی گزار رہے ہو جس میں نیکی مسلسل منہ میسر کر جا رہی ہے اور برائی برابر سامنے آ رہی ہے۔ شیطان لوگوں کو تباہ کرنے کی ہوس میں لگا ہوا ہے۔ اس کا ساز و سامان منجم ہو چکا ہے۔ اس کی سازشیں عام ہو چکی ہیں اور اس کے شکار اس کے قابو میں ہیں۔ تم جدھر جاؤ نگاہ اٹھا کر دیکھ لو۔ فائے اس فقیر کے جو فقر کی مصیبتیں جھیل رہا ہے اور اس امیر کے جس نے نعمت خدا کی ناشکری کی ہے اور اس بخیل کے جس نے حق خدا بخیل ہی کو مال کے اضافہ کا ذریعہ بنالیا ہے اور اس سرکش کے جس کے کان نصیحتوں کے لئے بہرے ہو گئے ہیں اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ کہاں چلے گئے وہ نیک اور صالح بندے اور کدھر ہیں وہ شریف اور کریم النفس لوگ۔ کہاں ہیں وہ افراد جو کسب معاش میں عینا مارتے والے تھے اور راستوں میں پاکیزہ راستہ اختیار کرنے والے تھے۔ کیا سب کے سب اس پست اور زندگی کو مکدر بنانے والی دنیا سے نہیں چلے گئے اور کیا تھیں ایسے افراد جس میں چھوڑ گئے جن کی حقارت اور جن کے ذکر سے اعراض کی بنا پر ہونٹ سولے ان کی مدت کے کسی بات کے لئے آپس میں نہیں ملتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فساد اس قدر پھیل چکا ہے کہ نہ کوئی حالات کا بدلنے والا ہے اور نہ کوئی منع کرنے والا اور نہ خود پرہیز کرنے والا ہے۔ تو کیا تم انھیں حالات کے ذریعہ خدا کے مقدس جوار میں رہنا چاہتے ہو؟ اور اس کے عزیز ترین دوست بننا چاہتے ہو۔ افسوس! اللہ کو جنت کے بارے میں دھوکہ نہیں دیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی رضا کو اطاعت کے بغیر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو دوسروں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے ہیں۔ سماج کو بُرائیوں سے روکتے ہیں اور خود انھیں میں مبتلا ہیں۔

ربذہ - مدینہ کے قریب ایک مقام ہے
جہاں عثمانؓ نے حضرت ابوذر کو شہید
کر دیا تھا

قرضت منہا - ایک جزو الگ کر لیا
اٹھا رکھ - جہاں لے کر لے کر لے کر
سراسر - پیش کی آخری رات - اندھیرا
نہمہ - بے پناہ لالچ
حالت - ظالم
دول - جمع دولت - مال
مقاطع - حدود اربعہ

① انسان کے شرف کے لئے اتنا ہی
کافی ہے کہ لوگ اس کے دین سے حالت
ہوں اور وہ لوگوں کی دنیا سے خوفزدہ ہو
ابوذرؓ نے مولائے کائنات کی خدمت میں
رہ کر وہ دولت دین حاصل کر لی جس سے
تمام سلاطین دنیا محروم تھے اور یہی
انسانیت کا عظیم ترین شرف ہے۔ ابوذرؓ
سے بڑا صادق اللہجہ تاریخ اسلام
میں نہیں پیدا ہو سکتے اور ابوذرؓ
مجاہد تاریخ بشریت میں دیکھنے میں نہیں
آتا ہے۔

② اس مقام پر حضرت نے امامت و
قیادت کے چند شرائط کا ذکر کیا ہے
جن کے بغیر امت برباد ہو سکتی ہے
منزل تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔
کاش امت اسلامیہ نے روز اول
سے ان شرائط کا لحاظ رکھا ہوتا تو تاریخ

خلفاء میں جاہلوں احمقوں ظالموں، رشوت خوروں اور بدکرداروں کے نام نہ ہوتے اور امت اسلامیہ کو اقوام عالم کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔

۱۳۰

و من کلام لہ ﷺ

لأبي ذر رحمہ اللہ لما أخرج إلى الریذة

يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ غَضِبْتَ لِي فَارْجُ مِنْ غَضَبِي لِي. إِنَّ الْقَوْمَ خَافُوكَ عَلَى دُنْيَاهُمْ،
وَحَسِبْتَهُمْ عَلَى دِينِكَ، فَاتَّوَكَّلْ فِي أَيْدِيهِمْ مَا خَافُوكَ عَلَيْهِ، وَأَهْرَبْ مِنْهُمْ بِمَا
حَسِبْتَهُمْ عَلَيْهِ، فَمَا أَحْضَوْهُمْ إِلَى مَا مَنَعْتَهُمْ، وَمَا أَغْنَاكَ عَمَّا مَنَعُوكَ،
وَسَتَعْلَمُ مِنَ الرَّابِعِ غَدًا، وَالْأَخْبَرُ حُسْدًا. وَلَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَيْنِ كَانَتَا
عَلَى عَبْدٍ رُثْفًا، ثُمَّ اتَّقَى اللَّهَ، لَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْهُمَا مَخْرَجًا، لَا يُؤْمِنُ نَسْكَ إِلَّا الْحَقُّ،
وَلَا يُوجِبُ نَسْكَ إِلَّا الْبَاطِلُ، فَلَوْ قِيلَتْ دُنْيَاهُمْ لِأَحْبَبُوكَ، وَلَوْ قَرَضَتْ مِنْهَا لِأَكْثَرُوكَ.

۱۳۱

و من کلام لہ ﷺ

وفیه بیان سبب طلبہ الحکم و یصف الإمام الحق

أَيُّهَا النَّفْسُ الْفَاسِقَةُ، وَالْقُلُوبُ الْمُنْتَفِتَةُ، الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمْ،
وَالْقَائِمَةُ عَنْهُمْ عُقُولُهُمْ، أَطَارِكُكُمْ عَلَى الْحَقِّ وَأَنْتُمْ تَنْفِرُونَ عَنْهُ
تُسَوِّرُ الْمَغْرَى مِنْ وَغْوَةِ الْأَسْدِاهِمَاتِ أَنْ أَطْلَعَ بِكُمْ سَرَازَ الْعَدْلِ،
أَوْ أَقْبَمَ أَعْوَجَاجِ الْحَقِّ. اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنِ الَّذِي كَانَ مِنَّا
مُتَافَةً فِي سُلْطَانٍ، وَلَا أَلْسِنَاسَ شَيْءٍ مِنْ فَضُولِ الْمُطَامِ، وَلَكِنْ لِيَزِدَ
الْعَالَمَ مِنْ دِينِكَ، وَتُظْهِرَ الْأَصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ، فَيَأْتِيَ السُّلُومُونَ
مِنْ عِبَادِكَ، وَتُقَامَ الْمُعْطَلَةُ مِنْ حُدُودِكَ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَنْابَ،
وَسَمِعَ وَأَجَابَ، لَمْ يَشْفِئِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، بِالصَّلَاةِ
وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ السَّوَالِي عَلَى السُّرُوجِ وَالْأَسَاءِ
وَالْقِيَامِ وَالْأَحْكَامِ وَإِمَامَةِ الْمُسْلِمِينَ الْبَخِيلِ، فَتَكُونَ فِي أَمْوَالِهِمْ
نَهْمَةً، وَلَا الْجَاهِلِ فَيُضِلَّهُمْ بِجَهْلِهِ، وَلَا الْجَبَّارِ فَيَسْطَرِّقُهُمْ بِجَبَّارِيَّةِ،
وَلَا الْحَسَائِفِ لِلدُّوَلِ فَيَسْتَعِذُّ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ، وَلَا الْمُزْنِيِّ فِي الْحُكْمِ فَيَنْهَبُ
بِالْحَقِّ، وَيَسْقِفُ بِمَا دُونَ الْقَطَاعِ، وَلَا الْمُعْطَلُ لِلشَّيْءِ فَيُهْلِكُ الْأُمَّةَ. ﷺ

مصاد خطبہ ۱۳۱ روضہ کافی صفحہ ۲۱۱ کتاب السیفہ ابوہریریؓ بحوالہ شرح فتح البلاغ ص ۲۵۵ تاریخ یعقوبی، تذکرۃ الخواص ص ۱۱۵

مصاد خطبہ ۱۳۱ تذکرۃ الخواص ص ۱۱۵، وعالم الاسلام قاضی نعمان ص ۵۳۱، شایہ ابن اثیر ص ۱۵۳، مناقب ابن الجوزی، بحار الانوار ص ۱۱۱

ہے اپنی
لے جسم
ہے اور
کس سے
اختیار
تم اگر

حق کی
کیسے
حکومت
انکار
ہو جائے
سری بند
نکول

۱۳۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو آپ نے ابوذر غفاری سے فرمایا جب انھیں ربزہ کی طرف خبر برد کر دیا گیا)

ابوذر! تمہارا غیظ و غضب اللہ کے لئے ہے لہذا اس سے امید وابستہ رکھو جس کے لئے یہ غیظ و غضب اختیار کیا ہے۔ قوم کو تم سے اپنی دنیا کے بارے میں خطرہ تھا اور تمہیں ان سے اپنے دین کے بارے میں خوف تھا لہذا جس کا انھیں خطرہ تھا وہ ان کے لئے چھوڑ دیا اور جس کے لئے تمہیں خوف تھا اسے بچا کر نکل جاؤ۔ یہ لوگ بہر حال اُس کے محتاج ہیں جس کو تم نے ان سے روکا ہے اور تم اس سے بہر حال بے نیاز ہو جس سے ان لوگوں نے تمہیں محروم کیا ہے۔ عنقریب یہ معلوم ہو جائے گا کہ فائدہ میں کون رہا اور کس سے حد کرنے والے زیادہ ہیں۔ یاد رکھو کہ کسی بندہ خدا پر اگر زمین و آسمان دونوں کے راستے بند ہو جائیں اور وہ بقول الہی مباد کرے تو اللہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال دے گا۔ دیکھو تمہیں صرف حق سے انس اور باطل سے دشمن ہونی چاہئے مگر ان کی دنیا کو قبول کر لیتے تو یہ تم سے محبت کرتے اور اگر دنیا میں سے اپنا حصہ لے لیتے تو تمہاری طرف سے مطمئن ہو جاتے۔

۱۳۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اپنی حکومت طلبی کا سبب بیان فرمایا ہے اور امام برحق کے اوصاف کا تذکرہ کیا ہے)

اے وہ لوگو جن کے نفس مختلف ہیں اور دل متفرق۔ بدن حاضر ہیں اور عقلیں غائب۔ میں تمہیں مہربانی کے ساتھ اپنی دعوت دیتا ہوں اور تم اس طرح فرار کرتے ہو جیسے شیر کی ڈکار سے بکریاں۔ افسوس تمہارے ذریعہ عدل کی تاریکیوں کیسے روشن کیا جاسکتا ہے اور حق میں پیدا ہو جانے والی کجی کو کس طرح سیدھا کیا جاسکتا ہے۔ خدا یا تو جانتا ہے کہ میں نے امت کے بارے میں جو اقدام کیا ہے اس میں نہ سلطنت کی لالچ تھی اور نہ مال دنیا کی تلاش۔ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ دین کے بار کو ان کی منزل تک پہنچاؤں اور شہروں میں اصلاح پیدا کر دوں تاکہ مظلوم بندے محفوظ ہو جائیں اور مظلوم حدود قائم رہیں۔ خدا یا مجھے معلوم ہے کہ میں نے سب سے پہلے تیری طرف رخ کیا ہے۔ تیری آواز سنی ہے اور اسے قبول کیا ہے اور بڑی بندگی میں رسول اکرمؐ کے علاوہ کسی نے بھی مجھ پر سبقت نہیں کی ہے۔

تم لوگوں کو معلوم ہے کہ لوگوں کی آبرو۔ ان کی جان۔ ان کے منافع۔ الہی احکام اور امامت مسلمین کا ذمہ دار کوئی بنجیل ہو سکتا ہے کہ وہ اموال مسلمین پر ہمیشہ دانت لگائے رہے گا اور نہ کوئی جاہل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی جہالت سے لوگوں کو گمراہ کر دے گا اور نہ کوئی بد اخلاق ہو سکتا ہے کہ وہ بد اخلاقی کے چوکے لگاتا رہے گا اور نہ کوئی مالیات کا بد دیانت ہو سکتا ہے کہ وہ ایک کو مال دے گا اور ایک کو محروم کر دے گا اور نہ کوئی فیصلہ میں رشوت لینے والا ہو سکتا ہے کہ وہ حقوق کو برباد کر دے گا اور انھیں ان کی منزل تک نہ پہنچنے دے گا اور نہ کوئی سنت کو معطل کرنے والا ہو سکتا ہے کہ وہ امت کو ہلاک و برباد کر دے گا۔

ابلا - عطا و کرم

ابتلاء - امتحان

بیمش - بھیجا ہوا

اعجل حادیہ - ہٹکانے والے

کوموقع نہیں دیا

برذر الرجل - آگے نکل گیا

اہتبل - تلاش کی

و فرجہ جلدی جمع ادناز

ظہور - سواری کی پشت

زیال - فزان

مقایہ - جمع مقلاد - کنجی

قدحت - روشن کر دیا

۱) دنیا میں ہر انسان امیدوں کے

سہارے ہی جینا چاہتا ہے اور یہ مسئلہ

اس قدر عمیق ہو گیا ہے کہ ہر شخص ایک

ہی خیال ہے کہ یہ دنیا امید پر قائم

ہے حالانکہ امیر المومنین اس نکتہ کی

طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ صرف

امید سے کوئی کام بننے والا نہیں ہے

کامیابی کی کلید ہی عمل ہے اہل نہیں

ہے انسان کا فرض کہ دنیا میں عمل

کرے گا تاکہ اپنے مقاصد کو حاصل کرے

اور اتنی ہی امیدیں قائم کرے جتنی

اس کے حدود و عمل میں آسکتی ہوں

ورنہ درواز امیدیں ہلاکت و صحر

کا باعث ہو سکتی ہے نجات و کامیابی

سے محروم نہیں کر سکتی ہیں۔!

۱۳۲

و من خطبة له ﴿﴾

عظ فيها ويزهد في الدنيا

عظم الله

تَعْمَدُهُ عَلَى مَا أَخَذَ وَأَعْطَى، وَعَلَى مَا أَتَى وَابْتَلَى: الْبَاطِنُ لِكُلِّ خَفِيَّةٍ، وَالْمُحَاضِرُ
لِكُلِّ سَرِيَّةٍ، الْعَالَمُ بِمَا تُكِنُّ الصُّدُورُ، وَمَا تُخَوِّنُ الْعُيُونُ، وَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ غَيْرُهُ،
وَأَنْ مُحَمَّدًا نَبِيُّهُ وَبَعِيَّتُهُ، شَهَادَةُ يُؤَافِقُ فِيهَا السِّرُّ الْأَعْلَانِ، وَالْقَلْبُ اللَّسَانُ.

عظمہ اللہ

و منها: فَإِنَّهُ وَاللَّهُ الْبَدُّ لَا اللَّعِبَ، وَالْحَقُّ لَا الْكَذِبَ، وَمَا هُوَ إِلَّا أَلَمٌ أَسْمَعَ
دَاعِيَهُ وَأَعْجَلَ حَادِيَهُ، فَلَا يَغُرُّكَ سَوَادُ النَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ، وَقَدْ رَأَيْتَ مَنْ كَانَ
قَبْلَكَ يَمُنُّ بِجَمْعِ الْمَالِ وَحَذِرُ الْأَقْلَانِ، وَأَمِنَ الْعَوَاقِبَ - طُولَ أَمَلٍ وَأَشْتَبَعَهُ
أَجَلَ - كَيْفَ نَزَلَ بِهِ أَلَمٌ فَازْعَجَهُ عَنْ وَطَنِهِ، وَأَخَذَهُ مِنْ مَأْمَنِهِ، تَحْمُولًا عَلَى
أَعْوَادِ الْمَنَاتِيَا يَسْتَقَاطِي بِهِنَّ الرِّجَالُ الرِّجَالِ، تَحْمَلًا عَلَى الْمَنَاطِيِبِ وَإِسْكَافًا
بِالْأَتَائِلِ، أَمَّا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَأْمَلُونَ بَعِيدًا، وَيَتَّبِعُونَ مَشِيدًا، وَيَجْمَعُونَ كَثِيرًا
كَيْفَ أَصْبَحَتْ بُيُوتُهُمْ قُبُورًا، وَمَا جَمَعُوا بُورًا، وَصَارَتْ أَمْوَالُهُمْ لِلزَّوَارِينِ،
وَأَزَاوَجُهُمْ لِقَوْمٍ آخَرِينَ، لَا فِي حَسَنَةٍ يَزِيدُونَ، وَلَا فِي سَيِّئَةٍ يَسْتَنْبِيتُونَ،
فَمَنْ أَشْعَرَ الشُّغْوَ قَلْبُهُ بِرُزْءٍ مَهْلَةٍ، وَفَارَ عَمَلُهُ فَاهْتَبَلُوا مَهْلَةً،
وَأَعْمَلُوا لِنَجْتَةِ عَمَلِهِ: فَإِنَّ الدُّنْيَا لَمْ تُخْلَقْ لَكُمْ دَارَ مُقَامٍ، بَلْ خُلِقَتْ
لَكُمْ بِحَازِلٍ لَتَزُودُوا مِنْهَا الْأَعْمَالُ إِلَى دَارِ الْقَرَارِ، فَكُونُوا مِنْهَا عَلَى
أَوْفَازٍ، وَقَرَّبُوا الظُّهُورَ لِلزُّبُلِ.

۱۳۳

و من خطبة له ﴿﴾

يعظم الله سبحانه ويذكر القرآن والنبي ويعظ الناس

عظمه الله تعالى

وَأَنفَادَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ بِأَرْحَمِيَّتِهَا، وَقَدَحَتْ إِلَيْهِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُونَ
مَقَالِيدَهَا، وَسَجَدَتْ لَهُ بِالْقُدُورِ وَالْأَصَالِ الْأَشْجَارُ الشَّاهِدَةُ، وَقَدَحَتْ لَهُ
مِنْ قُضْبَانِهَا الثَّرِيبَانِ الْمُطَيَّنَّةَ، وَأَتَتْ أَكْلَهَا بِكَلِمَاتِهِ الشُّعَارُ الْبَاقِيَةُ.

شکر

چیز کے اندر

نیات سے

ہوئے دوسرے

خدا

اپنی آواز

وال دے

اور موت کے

گرفتار کر رہے

کر رہے

کرتے تھے

لوگوں کے

نفوی کو

اعمال انجام

کر لیا تھا

یا

پیش کر دیا

رہتے ہیں

لے انسان

کے طرف

بنادیا

دے دے

ہے جو

مصادر خطبہ ۱۳۲ غرہ حکم آدمی - نہایہ ابن اثیر ۲ ص ۲۱۱

مصادر خطبہ ۱۳۳ غرہ حکم آدمی، شرح نوح البلاغ ۲ ص ۲۱۱